اضافہ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مُدلّل و مکمّل

جلد چہارم

کتابُ الصَّلوٰۃ (رُبع سوم)

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ
(مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدّین صاحب شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دارُالاشَاعَت
اُردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : ستمبر ۲۰۰۲ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : ۳۴۴ صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارہ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد چہارم

کتاب الصلوٰۃ

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان
۷۷	نصب کی جگہ رفع پڑھ دے تو کیا حکم ہے۔
۷۷	سورہ کا ایک ٹکڑہ پڑھنے سے رہ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں۔
۷۷	درمیان میں آیتیں چھوڑ کر آگے بڑھ جائے تو کیا حکم ہے۔
۷۷	سورۂ عصر پڑھتے ہوئے والتین میں چلا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں۔
۷۷	دہاقا کی جگہ وحاقا پڑھ دے تو کیا حکم ہے۔
۷۸	آیت کا ایک حصہ بدل گیا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں۔
۷۸	یکذبون کی جگہ یمسکون یا یعلمون کی جگہ تعلقون پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں۔
۷۸	پر کی جگہ باریک پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں۔
۷۸	علیھم کا لام زیادہ کھینچا تو نماز ہوئی یا نہیں۔
۷۸	غنہ کی جگہ اظہار۔
۷۹	"نزاد" کی جگہ "لانزاد" پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں۔
۷۹	قتل داؤد جالوت میں یا دوسری آیت میں اعراب کی غلطی ہوگئی تو نماز ہوگی یا نہیں۔
۷۹	"خیر لك من الاولی" کی جگہ "والاولی" پڑھ دے تو کیا حکم ہے۔
۷۹	لفی کی جگہ لافی پڑھنے سے کوئی حرج نہیں۔
۸۰	ذال کی جگہ جیم پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔
۸۰	ضاد کی جگہ ذال یا زا کی جگہ ظا پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔
۸۰	غلط پڑھنے کا اثر نماز پر۔
۸۰	اسفل السافلین کو الا الذین سے ملا دے تو کیا حکم ہے۔
۸۱	راگ کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے۔
۸۱	فمن کان یر جو لقاء ربہ میں کان چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے۔
۸۱	فالملقیات ذکرا کی جگہ فالمدبرات امراء پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں۔
۸۱	ولا انتم عابدون کی جگہ ولا انتم تعبدون پڑھ دے تو کیا حکم ہے۔
۸۲	تیرہ آیتوں کی پڑھنے کے بعد متشابہ لگنے کی وجہ سے کوئی لفظ رہ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں۔
۸۲	الف مقصورہ و ممدودہ کو نون غنہ کے ساتھ پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔
۸۲	ضاد کی جگہ سہواً ظا پڑھے تو نماز ہوگئی یا نہیں۔
۸۳	شین کی جگہ سین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان
۱۸۱	سنت مؤکدہ اور فرض کے درمیان نوافل۔
۱۸۱	عصر کے پہلے چار مستحب۔
۱۸۲	قضاشدہ فرائض اگر ذمہ ہوں تو کیاسنت ونوافل اس کے لئے درست ہیں۔
۱۸۲	سنتوں میں قرات جہری بہتر ہے یاسرّی۔
۱۸۲	ظہر، مغرب اور عشاء کے بعد کے نوافل پابندی سے پڑھناضروری ہے یا کبھی کبھی ترک بھی کرے۔
۱۸۳	**فصل رابع : مسائل نماز تراویح :**
۱۸۳	رکعات تراویح۔
۱۸۴	جامع مسجد میں تراویح ہونے کے باوجود بغل والی مسجد میں بھی تراویح درست ہے۔
۱۸۴	محلّہ کے لوگوں سے کہنا کہ اپنی مسجد میں تراویح پڑھاکرو کیسا ہے۔
۱۸۴	رکعات تراویح اور ابن ہمام۔
۱۸۵	تراویح کے بعد باآواز درود وسلام کا ثبوت نہیں۔
۱۸۶	تراویح کی بیس رکعتیں ہیں۔
۱۸۶	معاوضہ کی نیت ہو اور زبان سے نہ کہے تو کیااس صورت میں بھی لین دین ناجائز ہے۔
۱۸۶	کس عمر کالڑکا تراویح پڑھاسکتا ہے۔
۱۸۷	تراویح میں ختم قرآن سنت ہے۔
۱۸۷	تراویح میں مناجات درست ہے یانہیں۔
۱۸۷	تراویح میں قرآن سننے سے قرآن کاثواب ملتاہے یانہیں۔
۱۸۸	کیاشیعہ حافظ جماعت میں مل کر لقمہ دے سکتا ہے۔
۱۸۸	کیاتراویح میں والضحیٰ کے بعد ہر سورہ کے ختم پر اللہ اکبر کہنادرست ہے۔
۱۸۸	گھر کے اندر تراویح میں محرم وغیر محرم عورتوں کی اقتداء درست ہے یانہیں۔
۱۸۹	کیاتراویح اس طرح پڑھی جائے کہ پہلی رکعت میں کوئی بھی سورہ ہو اور دوسری میں صرف سورہ اخلاص
۱۸۹	گھر میں تراویح باجماعت اداکرے اور مسجد نہ جائے تو کیا حکم ہے۔
۱۸۹	چھٹی ہوئی تراویح کی رکعتیں کب پڑھے۔
۱۸۹	نابالغ کے پیچھے تراویح درست نہیں۔

عنوان	صفحہ
سجدہ تلاوت تراویح میں۔	۲۱۲
صرف لقمہ دینے کے لئے تراویح میں شرکت جائز ہے یا نہیں۔	۲۱۲
دو جگہ ایک شخص تراویح پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔	۲۱۲
تراویح آٹھ رکعت ہے یا بیس رکعت۔	۲۱۳
تراویح میں تین بار قل ھو اللہ پڑھنا کیسا ہے۔	۲۱۴
بعد تراویح مناجات و نوافل جائز ہے یا نہیں۔	۲۱۴
تراویح چھوڑ دینے کا گناہ۔	۲۱۴
تراویح کی رکعتوں میں اختلاف کا فیصلہ۔	۲۱۴
حدیث تراویح۔	۲۱۵
اگر کوئی حافظ ایک ہفتہ میں ایک مسجد میں قرآن تراویح میں ختم کرے اور دوسرے ہفتہ میں دوسری مسجد میں تو کیا حکم ہے۔	۲۱۵
تراویح میں بعض آیتیں سہواً چھوٹ جائیں اور امام دوسرے تیسرے دن پڑھ دے تو جائز ہے یا نہیں۔	۲۱۶
نابالغ کے پیچھے تراویح جائز ہے یا نہیں اور اصرار کرنے والا گناہ گار ہے یا نہیں۔	۲۱۶
حافظ کو آمد و رفت کا کرایہ دینا اور کھانا کھلانا معاوضہ میں داخل ہے یا نہیں۔	۲۱۷
چودہ برس کے لڑکے کے پیچھے تراویح درست ہے یا نہیں۔	۲۱۷
تراویح میں امام و سامع کو برابر کھڑا کرنا کیسا ہے اور سامع کو اجرت دینا جائز ہے یا نہیں۔	۲۱۷
حدیث تراویح کے متعلق سوال۔	۲۱۷
تراویح سنت ہے یا واجب یا نفل۔	۲۱۸
کوئی بیس رکعت تراویح تسلیم کرے اور پھر کبھی تیرہ، اکتالیس پڑھ لے تو گناہ گار ہو گیا نہیں۔	۲۱۸
پوری تراویح ایک سلام سے۔	۲۱۸
چھٹی ہوئی آیتوں کو تراویح میں کہاں دہرائے۔	۲۱۸
تراویح میں قرآن سنانے کی اجرت۔	۲۱۹
شبینہ۔	۲۱۹
تنہا تراویح با آواز پڑھے یا آہستہ۔	۲۲۰
عورتیں وتر کی جماعت کریں یا نہیں۔	۲۲۰

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
صبح کی فرض میں بھول سے التحیات کی جگہ الحمد پڑھی پھر یاد دلانے پر التحیات بھی پڑھی نماز ہوئی یا نہیں۔	۲۸۹
امام نے بھول کر پہلے قعدہ میں دونوں طرف سلام پھیر دیا تو باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔	۲۸۹
قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھ دے یا سلام پھیر دے تو سجدہ سہو ہے یا نہیں۔	۲۹۰
سجدہ سہو واجب ہو اور وہ یاد آیا دونوں سلام پھیرنے کے بعد تو کیا کرے۔	۲۹۰
تین آیتوں سے کم میں بھول جائے تو دوسری سورۃ ملائے یا نہیں۔	۲۹۰
سنت فجر میں اگر تیسری رکعت کے لئے بھول سے کھڑا ہو جائے تو کیا کرے۔	۲۹۰
صرف سورۂ فاتحہ یا صرف سورہ پڑھ کر رکوع کیا تو کیا حکم ہے۔	۲۹۰
سجدہ سہو واجب ہے اور نہ کرے تو کیا حکم ہے۔	۲۹۱
چھوٹی ہوئی چیز ادا کرنے کے لئے رکوع سے قیام کی طرف پلٹنا کیسا ہے۔	۲۹۱
تیسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً اٹھ گیا تو کیا حکم ہے۔	۲۹۱
آخری قعدہ کے بعد بھول سے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے۔	۲۹۱
ثناء پڑھ کر رکوع کیا پھر یاد آیا کہ قراۃ رہ گئی۔	۲۹۱
رکوع بھول گیا۔	۲۹۲
ایک ہی سجدہ کیا۔	۲۹۲
پانچویں رکعت کے لئے امام بھول سے کھڑا ہوا تو کیا مقتدی بھی پیروی کرے۔	۲۹۲
لقمہ دینا۔	۲۹۲
تین آیت پڑھ چکنے کے بعد لقمہ۔	۲۹۲
تمام رکعتوں میں سورۃ ملائی تو کیا حکم ہے۔	۲۹۲
قرات نوافل و سنن میں۔	۲۹۲
قعدہ آخر میں شبہ ہو کہ قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو کیا کرے۔	۲۹۳
سجدہ سہو بعد سلام کرے۔	۲۹۳
ترک تشہد اول کا حکم۔	۲۹۳
سورہ مقدم مؤخر پڑھنے کا حکم۔	۲۹۴
شک ہو تو کیا کرے۔	۲۹۴
بلاضرورت سجدہ سہو۔	۲۹۴

عنوان	صفحہ
اگر سجدہ تلاوت کا کچھ حصہ پڑھے اور کچھ نہ پڑھے تو کیا حکم ہے۔	۳۰۰
سجدۂ تلاوت جن کو ادا نہیں کیا اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہے۔	۳۰۰
سجدۂ تلاوت کی اطلاع۔	۳۰۱
سجدۂ تلاوت فرض ہے یا واجب اور اس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے۔	۳۰۱
الباب الثالث عشر فی صلوٰۃ المریض والمعذور :	۳۰۳
(بیمار اور معذور کے لئے رعایتیں)	۳۰۳
بوجہ مجبوری بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے پیچھے کھڑے ہونے والے کی اقتدا درست ہے۔	۳۰۳
ایک ہی چادر میں لپٹ کر نماز درست ہے۔	۳۰۳
مجبوری کی وجہ سے ناپاک کپڑوں کے ساتھ نماز۔	۳۰۳
سخت بیماری میں روزہ و نماز کا ترک اور اس کا کفارہ۔	۳۰۳
آنکھیں بنوانے والا کس طرح نماز ادا کرے۔	۳۰۴
ضعف کی وجہ سے بیٹھ کر نماز درست ہے۔	۳۰۵
وضو یا تیمّم کی طاقت نہ ہو تو نماز فرض ہے یا نہیں۔	۳۰۵
بعض وقت معاون موجود ہو اور بعض وقت نہیں تو کیا کرے۔	۳۰۵
جب مریض میں قبلہ رخ ہونے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے۔	۳۰۵
اخیر وقت میں کئی وقت کی نماز نہیں پڑھی تو کیا کیا جائے۔	۳۰۵
جسے طاقت نہ ہو وہ نماز کا فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں۔	۳۰۶
کشتی سے باہر اتر کر نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں۔	۳۰۶
بے ہوشی کے بعد ہوش آئے تو نمازوں کے لئے کیا حکم ہے۔	۳۰۷
کیا سال بھر کی نماز کا کفارہ صرف ایک نسخہ قرآن ہو سکتا ہے۔	۳۰۷
بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو کس طرح نماز پڑھے۔	۳۰۷
مرض کی وجہ سے شراب کی پٹی باندھی گئی تو نماز کیسے ادا کرے۔	۳۰۸
عورت بوقت ولادت نماز کس طرح ادا کرے۔	۳۰۸
ریاح کے مریض کو نماز میں ریاح خارج ہو جائے تو کیا حکم ہے۔	۳۰۸
کنارہ پر بندھی ہوئی کشتی میں نماز جائز ہے یا نہیں۔	۳۰۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدلل و مکمل فتاویٰ دار العلوم دیوبند (جلد چہارم)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے خاکسار کو دین قیم اور علوم دینیہ کی خدمت کا شغف عطا کیا، فتاوی کی یہ چوتھی جلد پیش کرتے ہوئے شکر اور اطمینان و مسرت سے دل لبریز ہے، دلی دعا ہے کہ یہ حقیر خدمت شرف قبول حاصل کرے اور آئندہ مدارج کا زینہ بنے۔

فقہ کی جدید ترتیب و تدوین اور نئے مسائل کے حل کرنے کی ضرورت کا احساس عام ہوتا جارہا ہے۔ علماء کرام نے اس سلسلہ میں ابتدائی کوششیں بھی شروع کردی ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہندوستان میں "مجلس تحقیقات شرعیہ" کی داغ بیل ڈالی گئی جس کی صدارت کے فرائض ہماری مجلس شوریٰ کے ممتاز رکن حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی دامت برکاتہم، امیر شریعت بہار واڑیسہ نے انجام دیئے جو ایک عالم باعمل ہونے کے ساتھ دوراندیش دوربین اور موجودہ تقاضوں سے پورے طور پر باخبر ہیں۔ پھر پاکستان میں ایک مجلس کا قیام عمل میں آیا اور اخیر میں حکومت مصر کی زیر نگرانی "مجمع البحوث الاسلامیہ" کا اجلاس قاہرہ میں بلایا گیا جس میں بیالیس ملکوں کے علماء کرام نے شرکت کی، اس اجلاس میں ہندوستان کی طرف سے دار العلوم دیوبند کے سربراہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب، مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی (دامت فیوضہم) شریک ہوئے اور کتاب وسنت اور تاریخ کی روشنی میں انہوں نے اپنی اپنی جچی تلی رائے پیش کی۔ مختصر یہ کہ ارباب دار العلوم دیوبند موجودہ حالات کا جائزہ لے کر جو کچھ اعتدال کے ساتھ کرسکتے تھے، کررہے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔

سچ تو یہ ہے کہ دار العلوم دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے دینی و فقہی بصیرت وخدمت کا جو معتدل مزاج بخشا ہے اس کے پیش نظر صحیح طور پر اس کام کے انجام دینے کا حق اسی کو حاصل ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ دار العلوم سو سال سے دوسری خدمات کے ساتھ یہ عظیم الشان خدمت بھی کسی نہ کسی درجہ میں انجام دے رہا ہے، ہمارے فتاویٰ کا تازہ سلسلہ جو خود دار العلوم سے شائع ہورہا ہے اس کے مطالعہ سے آپ کو اندازہ ہوسکے گا کہ دار الافتاء دار العلوم دیوبند قدیم مسائل کے ساتھ جدید مسائل کے حل کا فریضہ بھی کس خوبی سے انجام دے رہا ہے، آئندہ اس موضوع پر انشاء اللہ روشنی ڈالنے کی سعی کی جائے گی۔

آخر میں دعا ہے، رب بے نیاز! اپنے حقیر بندہ کی خدمت قبول فرما، اور اس خدمت کو اس کے لئے زاد آخرت بنا، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم. امین، یارب العالمین۔

طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ

شعبہ ترتیب فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ۲ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین

الباب السابع

فیمایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا

فصل اول

مفسدات نماز

(یعنی نماز کو توڑ دینے والی چیزیں)

اگر باہری آدمی کے کہنے سے امام کچھ کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۰۶) عصر کے وقت ایک امی شخص نماز پڑھا رہا تھا امام نے جہر سے قراۃ پڑھی، ایک شخص خارج از صلوٰۃ نے چلا کر کہا کہ دھیرے دھیرے پڑھو عصر کے وقت زور سے نہیں پڑھا کرتے۔ یہ سن کر امام نے آہستہ پڑھ کر نماز ختم کردی۔ نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) خارج از صلوٰۃ کو بتلانا نہ چاہئے تھا لیکن اگر امام نے اس کے کہنے کے بعد کچھ توقف سے آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز صحیح ہے اور اگر فوراً اس کے کہنے سے آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز صحیح نہ ہوگی اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ در مختار میں ہے حتی، لوامتثل امر غیرہ فقال لہ تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف اجد فوسع لہ فسدت بل یمکث سعۃ ثم یتقدم برأیہ الخ[1]۔ فقط۔

گھٹنا کھلے ہونے کی حالت میں نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۰۷) گھٹنا اس حصہ جسم میں شامل ہے یا نہیں جس کا چھپانا لازم ہے اور کیا ایسے لباس سے یا ایسی حالت میں کہ پورا گھٹنا کھلا ہوا ہو نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ رکبہ یعنی گھٹنہ عورت میں داخل ہے اس کا چھپانا ضروری ہے شامی میں ہے۔ فالرکبۃ من العورۃ لروایۃ الدار قطنی ما تحت السرۃ الی الرکبۃ من العورۃ الخ. ولحدیث علی رضی اللہ عنہ : قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرکبۃ من العورۃ ۔[2] لیکن اس میں اختلاف ہے کہ گھٹنا مع ران کے ایک عضو ہے یا یہ دونوں علیٰحدہ علیٰحدہ دو عضو ہیں۔ پس روایت اولیٰ کی بناء پر صرف گھٹنے کا نماز میں کھلنا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے کیونکہ صرف گھٹنا چوتھائی حصہ ران کا نہیں ہے اور مفسد صلوٰۃ کشف ربع ہے۔[3] اور دوسری روایت کے موافق گھٹنے کا چوتھائی حصہ نماز میں کھل جانا بھی مفسد صلوٰۃ ہے۔ پس تمام گھٹنے کا کھلنا بدرجہ اولیٰ مفسد ہے شرح منیہ میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ مختار روایت اولیٰ ہے یعنی عدم فساد صلوٰۃ، مگر ظاہر ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ گھٹنا

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۸۱ .ط.س. ج۱ ص ۶۲۲ . ۱۲ ظفیر

(۲) ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ مطلب ستر العورۃ ج۱ ص ۳۷۵ .ط.س. ج۱ ص ۴۰۴ . ۱۲ ظفیر.

(۳) ویمنع الخ کشف ربع عضو قدر اداء رکن بلا صنعہ من عورۃ غلیظۃ او خفیفۃ علی المعتمد (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار. باب شروط الصلوٰۃ مطلب ستر العورۃ ج۱ ص ۳۷۶ .ط.س. ج۱ ص ۴۰۸ . ظفیر.

نماز وغیرہ میں نہ کھولا جاوے(۱) اور چونکہ یہ راجح ہے کہ گھٹنا عورت ہے اس لئے کھولنا گھٹنے کا کسی حال میں درست نہیں ہے اختلاف جو کچھ ہے وہ فساد و عدم فساد صلوٰۃ میں ہے۔ فقط (اگر نماز میں ستر کھل جائے اور فوراً اسے چھپا لے، تاخیر نہ ہو، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ولو انكشف عضووهو عورة فى الصلوٰة فستر من غير لبس لا يضره ذالك الا نكشاف ولا يفسدصلوٰته لا ن الانكشاف الكثير فى الزمان القليل عفو كالا نكشاف القليل فى الزمن الكثير . غنية المستملي ص ۲۱۳ .ظفير)

نماز میں قہقہہ سے وضوو نماز دونوں فاسد ہوتی ہیں یا ایک

(السوال ۱۳۰۸) نماز میں قہقہہ کرنا وضو اور نماز دونوں کو فاسد کر دیتا ہے یا صرف نماز کو۔

(الجواب) نماز میں قہقہہ کرنے سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جاتی ہے كما فى الدر المختار وقهقهه بالغ يقضان يصلى بطهارة صغرىٰ مستقلة صلوة كاملة ولوعند السلام عمدا انتهىٰ ملخصا (۲) فقط.

سجدہ میں پاؤں اٹھ جائے تو نماز ہو گی یا نہ ہو گی۔

(سوال ۱۳۰۹) بعض اردو کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جائیں تو نماز نہ ہو گی۔ کم از کم ایک انگلی پاؤں کی زمین پر ٹکی رہے۔

(جواب) یہ مسئلہ قدمین کے اٹھنے کا در مختار و شامی میں بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل تمام سجدہ میں دونوں قدم اٹھے رہیں تو سجدہ نہ ہو گا اور جب سجدہ نہ ہوا تو نماز نہ ہوئی۔ کم از کم ایک انگشت کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھہر جائے۔ یہ نہیں کہ اگر قدمین زمین سے اٹھ گئے اور پھر رکھ لئے تو اس میں بھی نماز نہ ہو گی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل اٹھے رہے تو نماز نہ ہو گی۔(۳) فقط

چوری کے کپڑے جو قیمتاً لئے گئے ہیں، ان میں نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۱۰) چوری کا کپڑا قیمت سے لے کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) نماز صحیح ہے مگر جان بوجھ کر چوری کا کپڑا خریدنا نہ چاہئے۔(۴) اور چوری کے کپڑے سے نماز نہ پڑھنی چاہئے اور اگر پڑھی تو نماز ہو گئی۔ فقط

نماز میں بولنا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۱۱) بعد تکبیر تحریمہ کے امام کسی مقتدی کے جواب میں یہ کہے کہ گھڑی صبح سے نہیں بجتی اب بھی نہیں بجے گی۔ اس سے نماز میں تو کچھ نقصان نہیں آتا یا پھر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے۔

---

(۱) وكذا اختلفوا ايضافى الركبة مع الفخور هل كل منها عضو على حدة اوهما عضو واحد فقال بعضهم كل منها عضو على حدة وعلى هذا لو انكشف القدر المانع كالربع من الركبة وحدها لا تجوز الصلوٰة الخ وقال بعضهم الركبة مع الفخذ كلا هما عضو واحدو فى الخلاصة هو المختار وفى شرح الهداية لابن الهمام والا صح ان الركبة تبع للفخذ لا نها ملتقى العظمين لا عضو مستقل انتهىٰ (غنيةالمستملي ص ۲۱۰ و ص ۲۱۱)(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطهارة نواقض الوضو ج۱ ص ۱۳٤،۱۲ ظفير. (۳) ومنها السجود بجهته وقدميه وضع اصبع واحدة منها شرط (در مختار) وافادانه لولم يضع شيئا من القدمين لم يصح السجود (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث الركوع والسجود) ويكفيه وضع اصبع واحدة فلم لم يضع الا صابع اصلا و وضع ظهر القدم فانه لا يجوز (البحر الرائق باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۳۳٦)(٤) وما نقل عن بعض الحنفية من ان الحرام لا يتعدى ذمتين سالت عنه الشهاب بن الشلبى فقال هومحمول على ما اذا لم يعلم بذالك اما لورای المكاس مثلا يا خذ من احد شيئا من المكس ثم يعطيه ا خرثم يا خذه من ذالك الاخر فهو حرام (ردالمحتار. باب البيع الفاسد مطلب الحرمة تتعدد ج٤ ص ۱۸۰ .ط.س.ج٥ص٩٨

(جواب) اس کلام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(۱) پھر نماز شروع کرنی چاہئے اور تکبیر تحریمہ پھر کہنی چاہئے۔ فقط۔

مقتدی اگر امام سے پہلے رکوع کرے اور سجدے میں شریک ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۱۲) ایک مقتدی اعمی ہے۔ جب امام قیام میں ہے وہ رکوع کرتا رہا اور جب امام رکوع سے فارغ ہو کر سجدہ کی طرف جانے لگا تو مقتدی قومہ کرتے ہوئے شریک فی السجدہ ہو گیا تو اس مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) شامی باب مایفسد الصلوٰۃ میں ہے ولو رکع وسجد بعده صح وكذا لو قبله وادركه الامام فيهما لكنه يكره الخ (۲) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نماز اس کی فاسد نہ ہوگی اور عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن اعمی معذور ہے لہٰذا معصیت سے دور ہے۔ فقط۔

ضالین کو دوالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۱۳) ضالین کو دوالین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) عرب کے قراء و علماء بھی ضالین کو ایسی صورت میں اداء کرتے ہیں کہ دال مفخم کی آواز نکلتی ہے اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان سب کی نماز نہیں ہوئی حالانکہ وہ جاننے والے اصوات و مخارج حروف کے ہیں۔ فقط۔

غیر مقلد کے تکبیر کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی

(السوال ۱۳۱۴) اگر حنفیوں کی جماعت میں غیر مقلد تکبیر کہے تو نماز میں فساد واقع ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) کچھ فساد واقع نہ ہو گا۔ فقط

ہر آیت پر وقف جائز ہے یا نہیں۔ اور یہ مفسد صلوۃ تو نہیں۔

(سوال ۱۳۱۵) وقف کرنا ہر آیت پر خواہ ما قبل و مابعد سے اس آیۃ کا تعلق ہو یا نہ ہو جائز ہے یا نہیں۔ اور رب العالمین ○ اور الرحمن الرحیم ○ کو نماز میں وصل نہ کرنا مفسد نماز ہے یا نہیں۔

(جواب) جواز میں کچھ شبہ نہیں ہے اور رب العلمین ○ اور الرحمن الرحیم ○ پر وقف کرنا درست ہے مفسد نماز نہیں۔ فقط

نماز میں اگر بھولی بسری باتیں یاد آئیں تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۱۶) جو لوگ نماز میں بظاہر مصروف ہوں اور خیالات پریشان ان کو بازاروں اور عدالتوں میں لے جاتے ہوں اور کل بھولی باتیں اس کو نماز میں یاد پڑتی ہوں تو یہ نماز باطل ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز فاسد و باطل نہیں ہے۔(۳) (عن عثمان بن ابی العاص قال قلت یارسول الله ان الشیطان قد حال بینی وبین صلوتی وبین قراءتی یلبسها علی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ذاك شيطان يقال له خنزب فاذا حسسته فتعوذ بالله منه واتفل علی یسارك ثلثا ففعلت ذالك فاذهبه الله عنی رواه مسلم (مشکوٰۃ باب الوسوسه ص ۱۹)

صبح کو ازار پر دھبہ دیکھے تو کیا وہ صبح کی نماز لوٹائے

(سوال ۱۳۱۷) بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ جو شخص نماز عشاء ادا کر کے سو جائے اور بعد طلوع آفتاب بیدار ہو

---

(۱) یفسدها التکلم هو النطق بحر فین اوحرف ولومفهم (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۷۴. ط.س. ج ۱ ص ۶۱۳) ظفیر

(۲) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۹. ط.س. ج ۱ ص ۶۳۰. ۱۲ ظفیر.

(۳) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدورها ما لم تعمل به اوتتکلم متفق علیه (مشکوٰۃ باب الوسوسه ص ۱۸) ظفیر.

کر ازار پر دھبہ منی کا دیکھے اس کو عشاء کی نماز لوٹانا چاہئے، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) جو شخص عشاء کی نماز پڑھ کر سویا اور صبح کو جس وقت اٹھا تو اس نے کپڑے پر منی کا دھبہ دیکھا تو عشاء کی نماز لوٹانے کا اس کے لئے حکم نہیں ہے اور کتاب مذکور میں ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے مکرر اس کو غور سے دیکھا جائے۔ فقط۔

مقتدی کے کہنے سے حالت نماز میں امام آگے بڑھ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۱۸) زید فجر کی نماز پڑھا رہا ہے اور صرف ایک دوسرا شخص مقتدی ہے جو حسب قواعد شرعیہ زید سے بالکل داہنی جانب قریب ہے۔ دوسری رکعت کی قراءۃ ختم ہونے سے پہلے ایک اور مقتدی آیا اور شامل جماعت ہونا چاہا چونکہ پہلے مقتدی کو پیچھے ہٹنے کا موقعہ نہیں تھا اس لئے مقتدی ثانی نے زید سے الفاظ میں کہا کہ آپ ایک قدم آگے بڑھ جائیے چنانچہ زید نے ایک قدم بڑھ کر بدستور قراءۃ جاری رکھی اور نماز ختم کر دی۔ زید کہتا ہے کہ سب کی نماز فاسد ہو گئی کیونکہ مقتدی کو بجائے کہنے کے اشارہ ہاتھ سے کرنا چاہئے تھا۔ اس لئے نماز کے اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں بعض فقہاء کا قول فساد نماز کا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہو گئی۔ واقعی اس مقتدی کو اشارہ سے امام کو آگے بڑھنے کو کہنا چاہئے تھا۔ لیکن بہر حال نماز ہو گئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۱) فقط۔

نماز پڑھتے ہوئے اگر ہاتھ کپڑوں کے اندر ہوں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۱۹) نماز کے وقت اگر ہاتھ کپڑے کے اندر رہیں تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز درست ہے۔(۲) فقط۔

لقمہ دینا لینا یا کسی نماز کا چھوٹ جانا کیسا ہے

(سوال ۱۳۲۰) زید امام مسجد ہے انہوں نے عشاء کی نماز میں آیۃ وسیق الذین کفروا الآیۃ پڑھی و فتحت ابوابها پر ٹھہر گیا پھر یہاں سے کسی دوسری سورۃ کی آیت لو فتحت ابوابها کے ساتھ ضم کر کے آگے پڑھتا چلا تو عمر نے جو حافظ قرآن ہے نیز ما تجوز و ما تفسد به الصلوٰۃ سے واقف تھا، لقمہ دیا وقال لهم خزنتها۔ زید نے پھر شروع سے دوہرایا اور اسی جگہ آن ٹھہرا۔ پھر عمر نے لقمہ دیا۔ زید پھر تیسری دفعہ دہراتا ہوا مشکل آگے بڑھا مگر وینذر ولکم لقاء یومکم ھذا کو چھوڑ کر سورہ زمر ختم کی اور بغیر سجدہ سہو نماز تمام کی اور یہ فعل تقریباً ایک سو ۱۰۰ مصلیوں کے درمیان زید سے صادر ہوا ہے نماز لوٹانی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز امام اور مقتدیوں کی صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اعادہ اس نماز کا لازم نہیں ہے۔ کما صرح به فی الدر المختار والشامی بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقاً لفاتح وآخذ بکل حال در مختار قوله بکل حال. ای سواء قرأ الا مام قدر ما تجوز به الصلوٰۃ ام لا انتقل

---

(۱) ثم نقل تصحیح عدم الفساد فی مسئلة من جذب من الصف فتاخر (در مختار) وعبادة المصنف فی المنح بعد ان ذکر لو جذبه اخر فتا خر الا صح لا تفسد صلاته وفی القنية قیل لمصل منفرد تقدم فتقدم بامره او دخل رجل فرجة الصف فتقدم المصلی حتی وسع المکان علیه فسدت صلاته وینبغی ان یمکث ساعة ثم یتقدم برائ نفسه وعلله فی شرح القدوری بانه امتثال لغیر امر الله تعالیٰ اقول ماتقدم من تصحیح صلاة من تاخرو بما یفید تصحیح عدم الفساد فی مسئلة القینة لا نه مع تاخره نجذبه لا تفسد صلاته (ردالمحتار باب الا مامة ج۱ ص ۵۳۳ .ط.س. ج۱ ص ۵۷۱) ظفیر۔

(۲) رفع یدیه الخ ما سابابها میه شحمتی ادنیه هو المراد بالمحاذاة (در مختار) ودفق بینهما وبین روایات الرفع ای المنکبین بان الثانی اذا کانت الیدان فی الثیاب للبرد کما قاله الطحاوی الخ (ردالمحتار فصل تالیف الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۵۰ .ط.س. ج۱ ص ۴۸۲) ظفیر۔

الیٰ ایة اخری ام لا تکرارا لفتح ام لا هو الا صح . نهر۔ شامی(۱) جلد اول ص ۵۸۱۔ پس معلوم ہوا کہ اصح یہ ہے کہ تکرار فتح سے بھی نماز میں فساد نہیں آتا اور سجدہ سہو کے واجب ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ قرأۃ کے تکرار سے جو تاخیر کسی رکن میں ہو وہ موجب سجدہ سہو نہیں ہے کما فی الدر المختار واعلم انه اذا شغله ذالك الشك فتفكر قدر اداء ركن لم يشتغل حالة الشك بقراء ة الخ وجب عليه سجود السهو۔[۲] الخ اس سے واضح ہوا کہ اشتغال بالقراءۃ کی صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا البتہ یہ بھی شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ جیسا کہ مقتدی کو یہ مکروہ ہے کہ فوراً لقمہ دیوے اسی طرح امام کو یہ مکروہ ہے کہ مقتدی کو لقمہ دینے کی طرف مضطر کرے بلکہ اس کو چاہئے کہ دوسری آیۃ مناسبہ یا دوسری سورۃ کی طرف منتقل ہو جائے یا اگر مقدار واجب یا مستحب پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دیوے۔ كما قال في الشامي يكره ان يفتح من ساعته كما يكره للامام ان يلجئه اليه بل ينتقل الى آية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوٰة اوالى سورة اخرى اويركع اذا قرأ قدر الفرض كما جزم به الزيلعي وغيره وفي رواية قدر المستحب كما رجحه الكمال بانه الظاهر من الدليل الخ۔(۳) فقط۔

مقتدی اگر ایک رکعت میں اقتداء چھوڑ دیں تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۲۱) امام مسجد نماز مغرب میں بعد دو رکعت کے تشہد بھول گیا مگر مقتدی غلطی سے یا بھول کر تشہد پڑھتے رہے اور امام نے تیسری رکعت میں الحمد آہستہ پڑھ کر رکوع کیا اور مقتدی امام کی اللہ اکبر کہنے پر کھڑے ہوئے امام رکوع کی تسبیحات پوری کر کے سجدہ میں گیا اور سب مقتدی تابع ہو گئے، اس صورت میں امام کی نماز پوری ہوئی مگر مقتدیوں نے غلطی سے تیسری رکعت میں امام کا اقتداء نہیں کیا بلکہ بعض رکوع میں بھی شامل نہ ہو سکے مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے۔ فقط۔

(جواب) جن مقتدیوں نے رکوع نہیں کیا ان کی نماز نہیں ہوئی اور جن مقتدیوں نے کھڑے ہو کر رکوع کر لیا خواہ کھڑے ہو کر امام کے شامل رکوع میں ہو گئے یا بعد میں رکوع کر لیا ان کی نماز ہو گئی۔(۴) امام کے ذمہ بوجہ ترک قعدہ اولیٰ کے سجدہ سہو لازم ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ج۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۱ص۶۲۲.
(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۶ .ط.س.ج۲ص۹۳. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۱ص۶۲۳. ۱۲ ظفیر.
(٤) نعم تكون المتا بعة فرضا بمعنى ان ياتي بالفرض مع امامه او بعد كما لوركع امامه فركع معه مقارنا او معاقبا وشاركه فيه او بعد مارفع منه فلو لم يركع اصلا الخ بطلت صلاته (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب تحقيق متابعة الامام ج۱ ص ٤۳۹ .ط.س.ج۱ص٤۷۱) ظفیر.
(۵) ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعادوجوبا الخ ان لم يسجد له اى للسهوا لخ وهى فقراء ة فاتحة الكتاب الخ والقعود الاول (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ٤۲٤ .ط.س.ج۱ص٤۵۶) سها عن القعود الا ول من الفرض الخ ثم تذكره عاد اليه الخ مالم يستقم الخ والا اى وان استقام قائما لا يعود لا شتغاله بفرض القيام وسجد للسهو لترك الواجب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ۱ ص ۶۹۶ .ط.س.ج۲ص۸۳) ظفیر.

حالت نماز میں چیخ و پکار سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۲) ایک جماعت امیوں کی کسی پیر سے تعلیم پاکر نماز جہری میں قراءۃ سن کر اور کبھی سری میں بھی ہوں ہوں کر کے چیخ مارتے ہیں اس سے نماز ان کی فاسد ہوگی یا نہیں اور یہ اہ اور اف نہیں بلکہ محض چیخ ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے والا نین هو قوله اه بالقصر اوالتاوه هو قوله اه بالمدوالتافيف اف او تف والبكاء بصوت يحصل به حروف لو جع اومصيبة الخ لا لذكر جنة او نار فلواعجبته قراء ة الا مام فجعل يبكي وبقوله بلى او نعم او ارے لا تفسدسر اجيه لد لا لته على الخشوع الخ اور شامی میں ہے قوله لد لا لته على الخشوع . افا دانه لو كان استلزاذاً بحسن النغمة يكون مفسداً الخ ۔(۱) پس معلوم ہوا کہ نماز میں اس طرح چیخ اور پکار کرنا اور ہوں ہوں کرنا اگر جنت و دوزخ کے ذکر سے نہیں ہے تو مفسد صلوٰۃ ہے لہٰذا اجہلاء کو اس سے بہ تشدد روکنا چاہئے کہ وہ اپنی نماز بھی فاسد کرتے ہیں اور دوسرے نمازیوں کو نماز میں بھی خلل ڈالتے ہیں كما جربناه۔ فقط۔

اگر آگے سے کتا گذر جائے تو نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۳) اگر نمازی کے آگے کو کتا نکل جاوے تو نماز فاسد ہوتی یا نہیں۔

(جواب) نماز فاسد نہیں ہوتی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔(۲) فقط۔

جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۴) جیب میں کوئی ناپاک چیز یا ناپاک کپڑا قصداً یا سہواً رہ جائے اور نماز پڑھ لی جاوے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح نہ ہوگی۔ اس نماز کو پھر پڑھنا چاہئے۔(۳) فقط۔

نماز میں تہبند یا پاجامہ کھل جائے تو کیا کرے

(سوال ۱۳۲۵) اگر نماز کی حالت میں مقتدی یا امام کا تہبند یا پاجامہ کا کمر بند کھل گیا تو وہ نماز میں کیا کرے۔

(جواب) اگر ایک ہاتھ سے یعنی عمل یسیر سے درست ہونا ممکن نہ ہو تو نماز کو توڑ کر دونوں ہاتھوں سے تہبند باندھ کر پھر شریک جماعت ہو جاوے۔(۴) فقط۔

سترہ کی جگہ چھتری وغیرہ ہو تو کافی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۶) نمازی کے آگے چادر یا چھتری سترہ کے بجائے ہو تو کافی ہے یا نہیں یا سترہ لکڑی کا ہی ہونا

---

(۱) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۷۹ ط.س. ج۱ ص ۶۱۹. ۶۲۰. ۱۲ ظفير.

(۲) ولا يفسدها الخ مروره بين يديه اى حائط القبلة في بيت ومسجد صغير مطلقا الخ ولوامراء ة او كلبا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۹۳ ط.س. ج۱ ص ۶۳۴) ظفير.

(۳) وعفى الشارع عن قدردرهم وان كره تحريما الخ وفوقه مبطل (در مختار) ففي المحيط يكره ان يصلي ومعه قدر درهم او دونه من النجاسة عالما به الخ (ردالمحتار باب الا نجاس ج۱ ص ۲۹۲ ط.س. ج۱ ص ۳۱۶. ۳۱۷) ظفير.

(۴) ويفسد ها كل عمل كثير ليس من اعمالهاولا لا صلاحها وفيه اقوال خمسة اصحها ما لايشك بسببه الناظر من بعيد في فاعله انه ليس فيها (در مختار) القول الثاني ان ما يعمل عادة باليدين كثير وان عمل بواحدة كالتعمم وشد السرا ويل وما عمل بواحدة قليل وان عمل بهما كحل السراويل ولبس القلنسوة ونزعها (ردالمحتار . باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۸۳ و ج ۱ ص ۵۸۴ ط.س. ج۱ ص ۶۲۴. ۶۲۵) ظفير.

ضروری ہے؟ اور لکڑی کا سترہ کم از کم انگشت موٹا ہونا ضروری ہے یا اس سے کم بھی کافی ہو سکتا ہے؟

(جواب) چادر یا چھتری مصلی کے آگے ہو تو بجائے سترہ کے کافی ہے لکڑی کی خصوصیت نہیں ہے۔ اور قید غلظ اصابع کو صاحب بدائع نے قول ضعیف لکھا ہے۔ فی الشامی لکن جعل فی البدائع بیان الغلظ قولاً ضعیفا وانه لا اعتبار بالعرض وظاهره انه المذهب بحر الخ۔(۱) فقط۔

صراط الذین پر سانس ٹوٹ جانے سے نہ کفر لازم آتا ہے اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے

(سوال ۱۳۲۷) ایک شخص جو علم قراءۃ سے ناواقف اور بے بہرہ ہے جہری نماز میں امام ہوا اور بحالت اضطرار صراط الذین پر سانس منقطع ہوگیا، کیا وہ امام کافر ہوگیا اور نماز فاسد ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوئی اور امام مذکور کافر نہیں ہے بلکہ اس کو کافر کہنے والے پر خوف کفر ہے۔ کما فی الحدیث. ایما رجل قال لا خیه کافر فقد باء بها احدهما . رواه الشیخان۔(۲) وفی حدیث اخر سباب المسلم فسوق وقتاله کفر۔(۳) وفی حدیث آخر ایضاً من دعا رجلا بالکفرا وقال عدوالله ولیس کذلك الا حار علیه (متفق علیه)(۴).

غیر نمازی کے پنکھا کرنے سے نمازی کی نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۳۲۸) اگر غیر نمازی پڑھنے والے کو پنکھا ہلائے تو مصلی کی نماز میں کچھ فساد لازم آئے گا یا نہیں۔

(جواب) مصلی کی نماز میں اس سے کچھ خلل اور فساد لازم نہیں آتا اگرچہ یہ اچھا نہیں ہے کہ نمازی بحالت نماز کسی سے پنکھا کرائے اس لئے اس کو چاہئے کہ پنکھا کرنے والے کو روک دے۔ فقط۔

ماہیہ میں تاء ظاہر کرنا غلط ہے، مگر مفسد صلوٰۃ نہیں

(سوال ۱۳۲۹) اگر بجائے ہے ہوز ماہیہ کے تاء مع تنوین پڑھی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔ اور مفسد صلوٰۃ ہے یا نہ۔

(جواب) وما ادرٰك ما هیه میں اخیر کی ہاء کو جو کہ ہاء سکتہ ہے تاء پڑھنا لحن فی القراءۃ ہے اور غلطی صریح ہے کہ یہ ہاء مبدلہ عن التاء نہیں ہے۔ لیکن جس نے غلطی سے ایسا پڑھا اس کی نماز ہوگئی۔(۵) فقط۔

رات میں قبلہ پوچھ کر نماز پڑھی بعد میں معلوم ہوا کہ قبلہ غلط تھا تو یہ نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۳۳۰) شب کو زید نے اپنے ہمراہی سے قبلہ دریافت کرکے نماز ادا کی کئی روز بعد معلوم ہوا کہ قبلہ غلط بتایا گیا تو وہ نماز ہوئی یا نہیں۔

---

(۱) ویغزرنه با الامام وکذا المنفرد فی الصحراء ونحوها سترة بقدر ذراع ط لا وغلظ اصبع لتبدو للناظر بقربه دون ثلاثة اذرع علی حذاء احدحا جبیه الخ (درمختار) لکن جعل فی البدائع بیان الغلظ الخ (ردالمحتار ج۱ ص ۵۹۵ و ج ۱ ص ۵۹۶ باب ما یفسد الصلوٰۃ ط.س. ج۱ ص ۶۳۶۔۶۳۷) (۲) مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم ص ۴۱۱۔۱۲
(۳) ایضاً. (۴) ایضاً.
(۵) ومنها القرأة بالا لحان ان غیر المعنی والا لا . (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۸۹. ط.س. ج۱ ص ۶۳۰) ظفیر

(جواب) نماز ہوگئی(۱)۔ فقط

غلطی سے مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دے مگر یاد دلانے کے بعد کھڑا ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۳۱) ایک روز نماز عشاء کی جماعت میں خادم دوسری رکعت میں شریک ہوا مگر امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی اور دعا مانگی۔ مگر اسی وقت ایک دوسرے مقتدی نے جو امام کے ساتھ اپنی نماز پوری کر چکا تھا مجھے جتلایا کہ تم کھڑے ہو کر نماز پوری کرو۔ پس اگر اس حالت میں یہ عاصی کھڑا ہو کر نماز پوری کر لیتا تو نماز ہو جاتی یا نہیں اور جس صورت میں کہ میں نے ان کا کہنا نہیں مانا بلکہ از سر نو چار فرض ادا کئے تو یہ نماز ادا ہوگئی یا نہیں؟ میرے نہ ماننے کی یہ وجہ ہوئی کہ دل میں یہ خیال اور شبہ پیدا ہوا کہ خارج از نماز لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(جواب) اگر اس شخص کے بتلانے کے بعد کچھ تامل کر کے خود یاد آجاتا کہ میری ایک رکعت بے شک رہی ہے اور اس بنا پر اٹھ کر ایک رکعت پوری کر کے نماز پوری کر کے سجدہ سہو کر لیا جاتا تو نماز ہو جاتی کیونکہ وہ امتثال غیر شخص کا نہیں ہے بلکہ جب کہ خود یاد نہ آگیا تو اسی کی طرف کھڑا ہونا منسوب ہوگا۔ در مختار میں ہے حتیٰ لو امتثل امر غیرہ فقیل له تقدم فتقدم او دخل فرجة الصف احد فوسع له فسدت بل یمکث ساعةً ثم یتقدم برایه (۲) اور شامی میں عدم فساد کی تصحیح کی ہے وقد منا عن الشرنبلا لی عدم الفساد و تقدم تمام الکلام علیه الخ۔(۳) شامی جلد اول۔ فقط

علیکم کی جگہ علیتم نکل جائے تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۳۳۲) اگر السلام علیکم میں علیکم کے بجائے علیتم نکل جاوے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوگئی۔(۴) فقط۔

چوغہ و امامہ میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۳) امام کہ لباس شرعی مثل چوغہ و ازار ورداء و عمامہ را پوشیدہ امامت می سازد و لیکن پوشیدن این لباس اورا ناخوش است آیا نماز جائز می شود یا نہ۔

(جواب) نماز ادا می شود۔

کپڑے پر دھبہ دیکھے تو کیا کرے

(سوال ۱۳۳۴) امام کو احتلام ہوا۔ کپڑا دھو کر نماز پڑھاتا رہا دو تین دن کے بعد کرتہ پر دھبہ منی کا پایا تو اب نمازوں کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس کس نے اس کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔

---

(۱) ویتحری وهو بذل المجهود لنیل المقصود عاجز عن معرفة القبلة فان ظهر خطاه لم یعد لما مر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار . باب شروط الصلوٰة واستقبال قبله ج ۱ ص ۴۰۱ . ط.س. ج۱ ص ۴۳۳) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها تحت الفروع ج ۱ ص ۵۸۱ . ط.س. ج۱ ص ۶۲۲) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها تحت الفروع ج ۱ ص ۵۸۱ . ط.س. ج۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

(۴) ومنها الخروج بصنعه کفعله المنافی لها بعدتما مها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج۱ ص ۴۱۸ . ط.س. ج۱ ص ۴۴۸ . ۴۴۹)

(جواب) کتب فقہ میں اس صورت میں یہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے کپڑے پر منی پائی قدر درہم سے زیادہ تو آخر نوم کے بعد میں جو نماز اس نے اس کپڑے سے پڑھی ہے اس کو لوٹا دے گا۔ مثلاً آج بعد نماز ظہر اس نے کپڑے پر منی دیکھی تو اگر دوپہر کو بھی سویا ہے تو اسی وقت سے کپڑا ناپاک سمجھا جاوے گا اور اگر دوپہر کو نہیں سویا بلکہ رات کو سویا تھا تو اس وقت سے ناپاک سمجھا جاوے گا اور اس کے بعد سے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ لوٹائی جائیں گی اور بقدر امکان مقتدیوں کو بھی اطلاع کرنی چاہئے جو جو یاد آتے جاویں ان کو خبر کر دے۔ کما فی الدر المختار کما یلزم الا مام اخبار القوم اذا امھم وھو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن الخ۔ (۱) فقط۔

ذکر سری سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۵) مریدان بزرگان نقشبندیہ بموجب فہمانیدن مرشدان در نماز فرائض و نوافل ذکر سری می نمایند کہ الفاظ اوں وہوں مسموع میشوند نماز فاسد خواہد شد یا نہ۔

(جواب) ظاہر ہمین است کہ نماز فاسد شود، لہٰذا احتیاط درین امر واجب است۔ (۲) فقط۔

قبلہ سے کچھ منحرف مسجد میں پڑھی ہوئی نمازیں صحیح ہوئیں یا نہیں

(سوال ۱۳۳۶) ایک مسجد میں لوگ نماز پڑھا کرتے تھے چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ مسجد جانب قبلہ سے منحرف ہے۔ بعد تحقیق کچھ لوگ پہلی ہی طرح سے رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور بعض اس جانب سے ذرا مڑ کر پڑھتے ہیں اب جو لوگ پہلی جانب کو پڑھتے ہیں ان کو نماز کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہ اور قبل تحقیق جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہ اور ٹیڑھی جانب کو اگر نماز پڑھتے رہیں تو نماز صحیح ہوگی یا نہ۔

(جواب) پہلے رخ پر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز صحیح ہے اور گذشتہ نمازوں کا اعادہ کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ تھوڑے سے انحراف سے استقبال قبلہ میں کچھ فرق نہیں آتا اور قطب حساب بھی تحقیقی نہیں ہے تقریبی ہے۔ فقط (۳)

نماز فجر میں آفتاب نکل آئے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۷) اگر فجر کی نماز میں آفتاب طلوع کرے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں۔

(جواب) عند الحنفیہ نماز اس کی فاسد ہو گئی بعد طلوع وار تفاع آفتاب پھر صبح کی نماز اس کو پڑھنا چاہئے کما فی الدر المختار و الشامی بخلاف الفجر فتبطل بطر الطلوع الذی ھو وقت فساد۔ (۴) الخ شامی و الاحادیث تعارضت فتساقطت الخ . درمختار (۵) فقط۔

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الامامۃ مطلب المواضع التی تفسد صلاۃ الامام ج ۱ ص ۵۵۳. ط.س. ج۱ ص ۵۹۱. ۵۹۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) وذکر فی الملتقط ان المصلی اذا لسعۃ الحیۃ فقال بسم اللہ الرحمن الرحیم تفسد صلوٰتہ الخ وذکر فی الذخیرۃ انہ اذا قال المریض یارب او قال بسم اللہ لما یلحقہ من المشقۃ الخ اما عندھما ای الطرفین فتفسد الخ (غنیۃ المستملی) ظفیر.
(۳) فللمکی الخ اصابۃ عینھا الخ ولغیرہ ای لغیر معا ینھا اصابۃ اجھتھابان یبقی شئی من سطح الوجہ مسا متا للکعبۃ الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار . باب شروط الصلوٰۃ ج۱ ص ۳۹۷ .ط.س. ج۱ ص۴۲۷. ۴۲۸) ظفیر.
(۴) ردالمحتار کتاب الصلاۃ تحت قولہ بخلاف الفجر ج ۱ ص ۳۴۶ .ط.س. ج۱ ص ۳۷۳. ۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلاۃ ج۱ ص ۳۴۶ .ط.س. ج۱ ص ۳۷۳. ۱۲ ظفیر.

ضاد کی جگہ ظا دپڑھنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۳۸) نماز میں ض کی ظ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) پہلے (اس) مسئلہ کے متعلق یہ ضروری ہے کہ قصداً ظاء پڑھنے سے احتراز کیا جاوے کیونکہ اس میں فساد صلوٰۃ کی روایات ضرور موجود ہیں بلکہ شرح فقہ اکبر میں محیط سے نقل کیا ہے کہ تعمد اس کا کفر ہے عبارت یہ ہے وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرء الظاء المعجمة مکان الضادالمعجمة او یقرء اصحاب الجنة مکان اصحاب النار او علی العکس فقال لا یجوز امامته ولو تعمد یکفر قلت اما کون تعمده کفراً فلا کلام فیه اذا لم یکن فیه لغتان ففی ضنین الخلاف سامی۔(۱) اور بندہ کا مطلب تحریر سابق سے یہ تھا کہ باوجود ارادہ ادائے ضاد از مخرج اگر مشابہت ظاء یا دال کے ساتھ ہو جاوے تو نماز صحیح ہے۔ در مختار میں ہے الا ما یشق تمیزہ کالضادو الظاء فاکثر ھم لم یفسدھا(۲) شامی میں ہے قال فی الخانیةوالخلاصة الا صل فیما اذا ذکر حرفا مکان حرف وغیرالمعنی ان امکن الفصل بینھما بلا مشقة تفسدوا لا یمکن الا بمشقة کالظاء مع الضاد الخ قال اکثرھم لا تفسدو فی خزانة الا کمل قال القاضی ابو عاصم ان تعمد ذلك تفسدوان جری علیٰ لسانه ولا یعرف التمییز لا تفسد وھو المختار علیه وفی البزازیة وھوا عدل الا قاویل وھو المختار الخ .(۳) اس احتیاط کی وجہ سے قراء وعلماء عرب قاطبۃً ضاد کے پڑھنے میں ظاء سے قطعاً بچتے ہیں اور ضاد کو بصورت دال مفخم اداء کرتے ہیں کما ہو مشاہد و معروف۔ فقط۔

رشوت کے کپڑوں میں نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۳۹) رشوت کے کپڑوں سے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ادا ہو جاتی ہے مگر وہ شخص عاصی اور فاسق ہے۔ یعنی حرام کی کمائی کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(۴) لیکن نماز ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔

امام کے نیت توڑ دینے سے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳۴۰) امام کو قعدہ اولیٰ میں سہو ہوا، مقتدیوں نے اللہ اکبر کہہ کر اس کو اطلاع دی اس نے غلطی سے نماز توڑ دی جو مقتدی جانب یمین و یسار تھے یا دوسری صف میں تھے ان کو علم نہیں ہوا کہ ہمارے امام نے نماز فاسد کر دی وہ اسی پہلی نیت پر قائم رہے اور یہ سمجھے کہ امام تیسری رکعت کے پورا کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اب امام نے دوسری نماز کی رکعت کا رکوع کیا۔ مقتدی سب امام کے ساتھ رکوع میں چلے گئے۔ امام نے چار رکعت پوری کر کے سلام پھیرا مقتدیوں نے بھی چار رکعت پوری کی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ جن مقتدیوں نے امام کے ساتھ مکرر نیت نہیں باندھی بلکہ امام کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے گئے اس صورت میں ان مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں۔ اور یہ اول تکبیر جو امام کے ساتھ رکوع میں جاتے وقت کہی ہے تکبیر تحریمہ ہوگی

---

(۱) شرح فقه اکبر ص ۲۰۵ (۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ما یفسد الصلوٰة مطلب زلة القاری ج ۱ ص ۵۹۲.
(۳) ردالمحتار . باب ما یفسد الصلوٰة مطلب زلة القاری ج ۱ ص ۵۹۲ .ط.س. ج ۱ ص ۶۳۳.۱۲
(۴) وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبة الخ وارض مغصوبة (الدر المختار شامی کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۴)

یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ جب کہ امام نے اپنی نماز توڑ دی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگئی پھر مقتدیوں نے دوبارہ نیت اقتداء کے ساتھ تکبیر تحریمہ نہیں کہی اور دوبارہ نماز شروع نہیں کی بلکہ پہلی نماز پر بناء کی جو کہ فاسد ہو چکی تھی اور بناء علی الفاسد، فاسد ہے۔ لہذا نماز ان کی فاسد ہی رہے گی۔ (۱) فقط۔

دایاں پیر نماز میں ہل جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۳۴۱) زید کے داہنے پیر کا انگوٹھا نماز میں ہل گیا تو یہ مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز میں انگوٹھے کا حرکت کرنا اور ہل جانا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔ (۲) فقط

مسجد کسی کی ملک نہیں ہے اس میں نماز درست ہے

(سوال ۱۳۴۲) جو محلّہ والے مسجد محلّہ کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوں اس مسجد میں نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے۔

(جواب) مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی۔ (۳) اور کسی کے سمجھنے سے اس میں کچھ تغیر نہیں ہوتا پس نماز اس میں صحیح ہے اور ثواب مسجد کا حاصل ہے۔ فقط۔

زیر ناف بال نہ مونڈنے والے کی نماز بھی درست ہے

(سوال ۱۳۴۳) جو شخص زیر ناف کے بال نہ مونڈے اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز صحیح ہے لیکن یہ فعل برا ہے اور چالیس دن سے زیادہ موئے زیر ناف کو باقی رکھنا مکروہ ہے۔ (۴) فقط۔

اگر صحیح قرأت کی تو نماز ہوگی سننے والے کا اعتبار نہیں

(سوال ۱۳۴۴) زید نے نماز جہری میں سورہ والعصر پڑھی اس صورت سے کہ والعصر کے اوپر وقف کیا اور سامع نے والعص سنا بحذف را۔ اور ثانیاً لفی خسر پر وقف کیا اور سامع نے لفی خس باسقاط را سنا۔ اگر وقف اخیر باسقاط حرکت یا تنوین بدون را ہو تو ایسے مقام پر وقف کرنا جائز ہے جہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ۱۷ مواضع پر قرآن شریف میں وقف کرنا مفضی الی الکفر ہونا منقول ہے جس میں سے ایک موضع فویل للمصلین ہے علیٰ ہذا القیاس۔ اور ۱۶ مواضع میں جو سترواں موضع ہے وہ والعصر والا ہے کہ فساد اس کا اظہر من الشمس ہے۔ علاوہ ازیں وقف مابین مبتداء وخبر اور صفت وموصوف وفعل وفاعل اور مستثنیٰ منہ وصلہ وموصول وغیر ذلک بنابر قاعدہ نحویہ فصل و وقف جائز یا ناجائز جو موضع متنازع فیہ جملہ استثنائیہ ہے۔

(جواب) اعتبار پڑھنے والے کا ہے۔ سننے والا اگر کسی حرف کو نہ سنے تو اس سے قاری کا نہ پڑھنا لازم نہیں آتا۔ پس

---

(۱) واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسدفي رأى مقتد بطلت فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة الموتم صحة وفساد (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الامامة ج۱ ص ۵۵۳ .ط.س.ج۱ص ۵۹۱) ظفير.

(۲) وان حرك رجلا واحدالا على الدوام لا تفسد صلوته (عالمگيرى كشورى باب مايفسد الصلوة ج ۱ ص ۱۰۲ .ط.ماجديه ج۱ص۱۰۳) ظفير. (۳) ان المساجد لله (سورةالجن . ۲) ويزول ملكه عن المسجد والمصلى بالفعل وبقوله جعلته مسجد اعند الثانى وشرط محمدوالا مام الصلاة فيه بجما عة وقيل يكفى واحد وجعله فى الخانية ظاهر الرواية (الدر المختار عليه هامش ردالمحتار كتاب الوقف مطلب فى احكام المسجد ج ۳ ص ۵۱۰ و ج ۳ .ص ۵۱۱ .ط.س.ج٤ص ۳۵۵ .۳۵٦) ظفير غفر الله ذنوبه لحفى والجلى.

(٤) الا فضل ان يقلم اظفاره ويحفى شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالا غتسال فى كل اسبوع مرة فان لم يفعل ففى كل خمسة عشر يوما ولا يعذر فى تركه وراء الا ربعين الخ ويستحق الوعيد كذا فى القنية (عالمگيرى مصرى كتاب الكراهة باب تاسع عشر ج ۵ ص ۳٦۸ .ط.س.ج۵ص۳۵۷) ظفير.

جب کہ قاری نے والعصر پڑھا ہے اور اسی طرح ان الا نسان لفی خسر پڑھا ہے تو نماز ہو گئی اور ان دونوں موقعوں پر وقف کرنے سے نماز باطل نہیں ہوئی اور نہ کفر ہوا اور کسی موقع پر بھی کفر نہیں ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو روایات سترہ موقعہ پر وقف کرنے سے کفر کے لازم ہونے کی نقل کی ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ (۱) فقط۔

حالت نماز میں رقص وغیرہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳۴۵) بعض لوگ نماز میں شور وغل مچایا کرتے ہیں، یعنی تالیاں بجانا۔ ہاہو آواز کرنا۔ کودنا ًرقص کرنا۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔ بعض ان کے معتقد مولوی کہتے ہیں کہ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ شوق جنت وخوف نار سے رونا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ امور مفسد صلوٰۃ ہیں اور کتب فقہ میں خود دوزخ و شوق جنت میں رونے کو بے شک جائز لکھا ہے مگر تالیاں بجانا اور رقص کرنا کسی نے جائز نہیں لکھا بالخصوص نماز میں ایسی حرکات باتفاق مفسد صلوٰۃ ہیں۔ وتفصیله فی کتب الفقه۔ (۲) فقط۔

زکوٰۃ کے پیسے سے خریدی ہوئی صفوں پر نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۴۶) اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے پیسے سے جائے نمازیں خرید کر مسجدوں میں دیتا ہے تو تونگروں کا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس پر جائز ہو جاتی ہے لیکن زکوٰۃ اس کی ادا نہیں ہوئی۔ (۳) فقط

اگر مقتدی امام کے ساتھ سجدہ تلاوۃ نہ کرے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۴۷) اگر مقتدی غلطی سے امام کے ساتھ سجدہ تلاوۃ نہ کرے تو نماز ہو گی یا نہ۔

(جواب) نماز میں سجدہ تلاوت واجب ہو وہ بعد نماز کے ادا نہیں ہوتا اور ساقط ہو جاتا ہے وکل سجدة فی الصلوٰة ولم تؤ دو فیها سقطت ای لم یبق السجود لها لفوات محله الخ (۴) شامی۔ پس معلوم ہوا کہ وہ سجدہ ساقط ہوا اور اعادہ نماز کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر عمداً چھوڑا تو توبہ کرے۔ وفی البدایع واذا لم یسجد اثم فتلزمه التوبة۔ (۵) در مختار۔ فقط

....

(۱) اذا وقف فی غیر موضع الوقف او ابتداء فی غیر موضع الا بتداء ان لم یتغیر به المعنی تغیر ا فاحشا نحوان الذین امنوا وعملوا الصالحات ووقف ثم ابتداء بقوله اولئك هم خیر البریة لا تفسد بالا جماع بین عملائنا هکذا فی المحیط وکذا ان وصل فی غیر موضع الوصل الخ لا تفسد لکنه قبیح هکذا فی الخلاصة (عالمگیری مصری زلة القاری ج۱ ص ۷۵. ط. ماجدیه ج۱ ص ۸۱) ظفیر. (۲) والتنحنح بحر فین بلا عذر الخ او بلا غرض الخ والا نین الخ والتاوه الخ والتافیف الخ والبکاء بصوت الخ لا لذکرجنة او نار الخ او یفسدها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا لا صلاحها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة ج ۱ ص ۵۷۸. ط.س. ج۱ ص ۶۱۸. ۶۱۹) ظفیر.

(۳) زکوٰۃ کے پیسے مسجد میں لگانے درست نہیں ہیں یہاں چونکہ تملیک پائی نہیں گئی اس لئے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ یصرف المزکی الخ تملیکا لا اباحة کما مرلا یصرف الی بناء نحومسجد ولا الی کفن میت الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۸۵. ط.س. ج۲ ص ۳۴۴) ظفیر. (۴) ردالمحتار . باب سجود التلاوة تحت قوله اذا لم یسجد ج۱ ص ۷۲۲. ط.س. ج۲ ص ۱۱۰. ۱۲ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۲ . ط.س. ج۲ ص ۱۱۰. ۱۲ ظفیر.

قرأت اس طرح کرے کہ خود بھی نہ سنے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۴۸) نماز میں الحمد اور سورۃ وغیرہ ایسی طرح پڑھنا کہ اپنے کان میں بھی آواز نہ آوے تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) زیادہ معتبر اور صحیح یہ ہے کہ اس طرح پڑھے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو اپنے کان میں آواز آجائے اور کرخی اور بلخی بدون اس کے بھی نماز کو صحیح فرماتے ہیں والا ول اصح وارجح ۔(۱) شامی۔ فقط۔

سجدہ سہو محض شک کی وجہ سے کیا تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۴۹) سجدہ سہو بلا سبب وجوب اگر کوئی شخص محض شک کی بنا پر کرے تو وہ نماز صحیح ہو گی یا نہیں۔

(جواب) بلا وجوب سجدہ سہو محض شک اور شبہ کی وجہ سے سجدہ سہو نہ کرنا چاہئے اور اگر اتفاق سے غلطی سے ایسا کر لیا تو نماز ہو جاوے گی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور آئندہ ایسے شبہ اور شک میں سجدہ سہو نہ کرنا چاہئے۔(۲) البتہ اگر ظن غالب ترک واجب کا ہو تو سجدہ سہو حسب معمول بعد یک سلام کرے۔ فقط۔

سنکھ بجتے وقت نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۵۰) پانی پت میں ہنود اور اہل اسلام میں کچھ تنازعہ ہوا۔ وجہ یہ ہو گئی کہ مغرب کی نماز کے وقت ہنود نے سنکھ بجایا، منع کرنے سے نہ رکے۔ نوبت مقدمہ کی پہنچی۔ وکیل کے مشورہ سے مسلمانوں نے مغرب کے وقت اذان کہنا اور نماز پڑھنا چھوڑ دیا، آیا سنکھ بجنے کے وقت ان مساجد میں نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس حالت میں نماز صحیح ہے۔(۳) اور نماز نہ پڑھنا اور اذان وجماعت اس مسجد میں ترک کرنا اچھا نہیں۔

فقط۔

نمازی کے آگے سے عورت یا کوئی جانور گذر جائے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۵۱) نمازی کے سامنے سے اگر کتا یا اور کوئی جانور یا عورت گذر جائے تو اس کی نماز فاسد ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نمازی کے سامنے سے کتا یا کوئی جانور یا عورت اگر نکل جاوے تو نماز اس کی فاسد نہ ہو گی۔ در مختار میں ہے ولا یفسدھا مرور مار الخ ولو امراءۃً او کلباً (۴) الخ اور شامی میں حلیہ سے منقول ہے کہ جو کچھ اس بارہ میں

....

(۱) وادنی الجھر اسماع غیرہ وادنی المخافتة اسماع نفسه (درمختار) اعلم انهم اختلفوا فی حدوجود القراءۃ علی ثلاثة اقوال فشرط الهندوانی والفضلی لوجودها خروج صوت یصل اذنه وبه قال الشافعی وشرط المریسی واحمد خروج الصوت من الفم وان لم یصل الی اذنه لکن بشرط کونه مسموعا فی الجملة حتی لوادنی احد صماخیه الی فیه یسمع ولم یشترط الکرخی وابو بکر البلخی السماع واکتفیا بتصحیح الحروف الخ وان ماقاله الهندوانی اصح وارجح لا عتماد اکثر علمائنا (ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج۱ ص ۴۹۸ .ط.س.ج۱ص ۴۳۴.۴۳۵) ظفیر.

(۲) ولو ظن الا مام السهو فسجد له فتابعه فبان ان لا سهو فالاشبه الفساد (در مختار) وفی الفیض وقیل لا تفسد وبه یفتی (ردالمحتار قبیل باب الاستخلاف ج ۱ ص ۵۶۰ .ط.س.ج۱ص۵۹۹) جب مسبوق کی نماز فاسد نہیں ہوئی تو اور دوسرے کی نماز بدرجہ اولیٰ فاسد نہیں ہو گی ۱۲ ظفیر۔

(۳) اس لئے کہ کوئی چیز مفسدات نماز میں سے نہیں پائی گئی ۱۲ ظفیر۔

(۴) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا ج ۱ ص ۵۹۳ .ط.س.ج۱ص ۶۳۴ . ۱۲. ظفیر.

حدیث شریف میں آیا ہے وہ منسوخ ہے یا مؤول(۱) **کما هو منقول فی الشروح والحواشی**۔ بہر حال اعادہ اس نماز کا واجب نہیں ہے۔ فقط۔

پاؤں ہلنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(**سوال ۱۳۵۲**) نماز میں قیام کی جگہ سے دونوں پاؤں ہل جانے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔

(**جواب**) اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔(۲) فقط۔

سنکھ بجنے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی

(**سوال ۱۳۵۳**) اگر بوقت نماز ضداً سنکھ بجایا جائے اور شوروغل کیا جاوے تو نماز میں شرعاً نقص آتا ہے یا نہیں۔

(**جواب**) اگر بذریعہ حکام اس کا انسداد ہو سکے تو انسداد اس کا ضروری ہے۔ کیونکہ اگرچہ نماز میں کسی کے شوروغل اور سنکھ بجانے سے فساد نہیں ہوتا لیکن نمازیوں کو تشویش و پراگندگی کی خاطر اور عدم خشوع و خضوع اس کی وجہ سے ضرور ہوگا لہذا ضروری ہے کہ حکام کے ذریعہ سے ان کو نماز کے وقت اس سے روکا جائے کیونکہ فقہاء نے مسجد میں ذکر جہر کو بوقت نماز منع فرمایا ہے۔(۳) کہ اس سے نماز میں پراگندگی خاطر ہوگی اور ممکن ہے کہ نمازی قراءۃ وغیرہ کو بھول جائے پس جب کہ ذکر جہر کو بوقت نماز منع کیا جاتا ہے تو باجا بجانا اور سنکھ بجانا بوقت نماز ظاہر ہے کہ نہایت برا ہے لیکن چونکہ مسلمانوں کو قدرت نہیں ہے کہ از خود اس کو روکیں لہذا حکام کے ذریعہ سے اگر انسداد ہو سکے تو کر لیا جاوے۔ فقط۔

عورت کے محاذات میں ہونے کا مطلب

(**سوال ۱۳۵۴**) محاذات عورت سے کیا مراد ہے اور یہ اجنبیہ ہی سے ہوتا ہے یا محرمہ سے بھی۔

(**جواب**) محاذات عورت کی مرد سے تین طرف سے مفسد صلوٰۃ ہے۔ شامی میں ہے **وقد صرحوا بان المرأة الواحدة تفسد صلوٰة ثلثة الخ من عن یمینها و من عن یسارها ومن عن خلفها**۔(۴) اور یہ عام ہے۔ عورت محرمہ ہو یا غیر محرمہ ہو۔ شامی(۵)

اگر مرد عورت کا بوسہ لے یا عورت مرد کا تو نماز ہوگی یا نہیں

(**سوال ۱۳۵۵**) مرد نماز میں تھا عورت نے اس کا بوسہ لیا اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی نماز جاتی رہی اگرچہ اس کا اپنا فعل نہ تھا۔ اور عورت نماز پڑھتی تھی مرد نے بوسہ لیا عورت کو خواہش ہوئی تو عورت کی نماز نہ جائے گی اگرچہ یہ بھی اس کا اپنا فعل نہیں ہے۔ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط۔

---

(۱) ولو امرأة او کلبا بیان للاطلاق واشاربه الی الردعلی الظاهرية بقولهم یقطع الصلوٰة مرور المرأةوالکلب والحمار وعلی احمد فی الکلب الا سود والی ان ماروی فی ذالك منسوخ کما حققه فی الحلیة (ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۵۹۳ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۴) ظفیر. (۲) وان حرك رجلا واحد الا علی الدوام لا تفسد صلوٰته (عالمگیری کشوری باب ما یفسد الصلوٰة ج۱ ص ۱۰۲ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۰۳) ظفیر. (۳) و یکره الخ رفع صوت بذکر (در مختار) لا نه حیث خیف الریاء او تاذی المصلین الخ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوة مطلب فی رفع الصوت بالذکر ج ۱ ص ۶۱۸ .ط.س. ج۱ص۶۵۹. ۶۶۰) ظفیر. (۴) ردالمحتار باب الا مامة مسئله محاذات ج ۱ ص ۵۳۵ .ط.س. ج۱ ص ۱۲۵۷۲ ظفیر. (۵) المرأة اذا صلت مع زوجها فی البیت ان کان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلا تهما بالجماعة (ایضاً) قوله غیر معلول بالشهوة ، ای لیست علة الفساد الشهوة ولذافسدنا بالعجوز الشوهاء وبالمحرم کامه وبنته (ایضاً ص ۵۳۹ .ط.س. ج۱ص ۵۷۲) ظفیر.

(جواب) در مختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ اگر مرد نے عورت کا بوسہ نماز میں لیا یعنی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس حالت میں مرد نے اس کا بوسہ لیا خواہ شہوت ہویا نہ ہو تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر مرد نماز پڑھ رہا تھا اور عورت نے اس کا بوسہ لیا اور مرد کو شہوت ہوگئی تو مرد کی نماز فاسد ہوگئی اور اگر مرد کو شہوت نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ عبارت اس کی یہ ہے۔ **مسها بشهوة اوقبلها بدونها فسدت لا لو قبلت ولم يشتهها الخ** (١) در مختار۔ فقط۔

پوسٹ کارڈ یا سلائی کی ڈبیہ جیب میں ڈال کر نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ١٣٥٦/١) پوسٹ کارڈ اور سکہ مروجہ اور ڈبی و دیا سلائی جن پر جاندار چیزوں کی تصویر ہوتی ہے اگر کوئی اسکو جیب میں لے کر نماز پڑھے تو نماز درست ہوگی یا نہیں۔

ڈاڑھی کے بال پھنسے رہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ١٣٥٧/٢) داڑھی کا شکستہ بال جو کہ داڑھی میں پھنسا ہوا ہے تو نماز میں کچھ فرق تو نہ آوے گا۔

(جواب) (١) نماز ہو جاتی ہے۔ (٢)

(٢) اس سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا اور وہ بال شکستہ ناپاک نہیں ہے۔ فقط۔

حالت نماز میں دنیاوی خیالات سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ١٣٥٨) نماز میں دنیوی خیالات اور وساوس کے پیدا ہونے سے نماز درست ہوتی ہے یا نہ۔

(جواب) نماز میں خیالات آجانے سے نماز میں فساد نہیں ہوتا حتی الوسع وسوسوں اور خیالات کو دفع کریں۔ (٣) فقط۔

امام مسافر اگر نماز پوری پڑھے گا تو مقتدی مقیم کی نماز نہیں ہوگی

(سوال ١٣٥٩) ایک امام مسافر بھول کر بجائے دو رکعت چار رکعت پڑھا دی اور مقتدی کل مقیم ہیں۔ اور جو لوگ پچھلی دو رکعتوں میں شامل ہوئے ہیں تو امام اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہ۔

(جواب) امام مسافر کی نماز تو اس صورت میں ہو جاتی ہے مگر سجدہ سہو اس پر لازم ہوتا ہے۔ اور باقی مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہے۔ (٤) فقط۔

---

(١) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ١ ص ٥٨٧ ط.س. ج١ص٦٢٨. ١٢

(٢) وان يكون فوق راسه اوبين يديه او بحذائه تمثال الخ ولايكره لو كانت تحت قدميه الخ اوعلى خاتمه بنقش غير مستبين قال فى البحر ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس اوصرة او ثوب اخر او كانت صغيرة لا تتبين تفاصيل اعضائها للناظر قائما الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ويكره فيها ج ١ ص ٦٠٦ و ج ١ ص ٦٠٧ ط.س. ج١ص٦٤٨) ظفير.

(٣) عن ابى هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تجاوز عن امتى ما وسوست به صدرها مالم تعمل به او تتكلم متفق عليه (مشكوٰة باب الوسوسه فصل اول ص ١٨) ظفير.

(٤) ولونوى الا قامة لالتحقيقها بل ليتم صلوٰة المقيمين لم يصر مقيما (درمختار) فلو اتم المقيمون صلاتهم معه فسدت لانه اقتداء المفترض بالمتنفل ظهيريه اى اذا قصد وامتابعته اما لو نووامفارقته ووافقوه صورة فلا فساد (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ١ ص ٧٤١ ط.س. ج٢ص ١٣٠) ظفير.

حالت نماز میں صحن مسجد سے اندر مسجد میں جانے سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۶۰) زید صحن مسجد میں نماز پڑھا رہا تھا پانی جو زور سے آیا نیت توڑ دی بکر مقتدی نے کہا کہ آپ اندر چلے جاتے بلا تحویل قبلہ تو مقتدی بھی اندر جا سکتے تھے نماز توڑنا نہ چاہئے تھا۔ زید نے کہا اس طرح نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ عمل کثیر ہے۔ زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا۔

(جواب) زید کا قول صحیح ہے۔ زید کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ اس صورت میں بلا خلاف اس کی نماز صحیح ہو گئی جب کہ از سر نو اس نے نماز پڑھ لی اور اگر نماز میں وہ اندر مسجد کے جاتا، اور پھر مقتدی بھی جاتے تو اس میں سب سے عمل کثیر ہوتا اور وہ عند البعض مفسد ہے اور تفصیل اس کی شامی میں ہے۔(۱) فقط۔

مجریھا میں امالہ نہ کرنے سے نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۶۱) بسم اللہ مجرھا میں اگر امالہ نہ کریں تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے۔ مگر یہ غلطی قراءۃ کی ہے کہ امالہ سے نہ پڑھا جاوے۔ فقط

سیپ کے بٹن کے ساتھ نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۶۲) سیپ کے بٹن کپڑے میں لگے ہوئے سے نماز جائز ہے یا نہیں۔ ویسے سیپ حلال و پاک ہے۔

(جواب) نماز صحیح ہے اور سیپ حلال و پاک ہے۔(۲) فقط۔

قراءۃ کے کچھ حصہ چھوٹنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۶۳) سورہ مزمل کا آخری رکوع نماز میں پڑھا گیا مگر سہواً وما تقدموا سے واعظم اجراً تک چھوٹ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں اس صورت میں زید نماز کا اعادہ واجب کہتا ہے۔

(جواب) نماز ہو گئی۔ زید کا قول صحیح نہیں۔ کذافی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقہ۔(۳) فقط۔

....

(۱) ویفسدها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا لا صلاحها (درمختار) الثالث الحرکات الثلاث المتوالیة کثیر والا فقلیل الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة ج ۱ ص ۵۸۳ و ج ۱ ص ۵۸۴) مشی مستقبل القبلة هل تفسد ان قدر صف ثم وقف قدر رکن ثم مشی ووقف کذالك وهکذا لا تفسدوان کثر ماله یختلف المکان وقیل لا تفسد حالة العذر مالم یستدبر القبلة استحسانا (درمختار) اما ان کان اما ما فجاوز موضع سجود فان بقدر ما بینه وبین الصف الذی یلیه لا تفسدوان اکثر فسدت وان کان منفردا فالمعتبر موضع سجوده فان جاوزه فسدت والا فلا الخ قوله لا تفسد حالة العذر الخ والقیاس الفساد اذا کثر الخ ثم اختلفوا فی تاویله اذا لم یجاوز الصفوف او موضع سجوده والا فسدت وقیل اذا یکن متلا حقا بل خطوة ثم خطوة فلو متلاحقا تفسدوان لم یستدبر القبلة لانه عمل کثیر الخ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۶ و ج ۱ ص ۵۸۷ .ط.س. ج ۱ ص ۶۲۴ . ۶۲۵) ظفیر.

(۲) وشعر المیتة وعظمها الخ وکذا کل ما لا تحله الحیاة الخ طاهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیاه ج ۱ ص ۱۹۰ .ط.س. ج ۱ ص ۲۰۶) ظفیر.

(۳) وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة او ما یقوم مقامهما من ثلاث ایاة قصار اوایة طویلة (عالمگیری واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۶۶ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۷۱) ظفیر.

امام کے بھولنے پر لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱۳۶۴/۱) امام جہری نماز میں تبت یدا ابی لھب و تب پڑھ کر بھول گیا۔ مقتدی نے لقمہ دیا تب امام نے آگے پڑھ کر رکوع کیا پھر آخر میں سجدہ سہو بھی کر لیا تو نماز امام اور مقتدی لقمہ دینے والے کی صحیح ہوئی یا نہ۔

امام لقمہ نہ لے تو دینے والے کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۳۶۵/۲) اگر امام لقمہ نہ لے تو لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) نماز امام اور مقتدی لقمہ دینے والے کی اس صورت میں صحیح ہوگئی اور سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن اگر سجدہ سہو غلطی سے کر لیا گیا تب بھی نماز ہوگئی کذا فی الدر المختار۔(۱)

(۲) نماز فاسد نہیں ہوتی۔ فقط۔

چلتی بیل گاڑی میں نماز جائز ہے

(سوال ۱۳۶۶) چلتی بیل گاڑی میں نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) چلتی ریل گاڑی پر نماز جائز ہے۔ چلتی بیل گاڑی میں بلاعذر نماز درست نہیں ہے۔(۲)

غلط خواں کی نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۶۷) شخص در قرأۃ ولغ ضالین گویددیا روب العلمین الروحمن والروحیم گوید نماز درست است یا نہ۔

(جواب) دریں صورت نماز نخواہد شد وحکم الثغ وغیرہ در کتب فقہ باید دید۔(۳) فقط۔

اس سقہ کے دیئے ہوئے پانی سے وضو نماز جائز ہے یا نہیں جس کی اجرت نہ دی جائے

(سوال ۱۳۶۸) ایک مسجد میں وضو وغیرہ کے واسطے پانی بھرنے کو بہشتی وغیرہ مقرر کئے جاتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ تم پانی اچھی طرح سے بھرو تم کو اس کی اجرت مزدوری دی جائے گی۔ ایک سال کے بعد وہ اس پانی کی مزدوری مانگتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ مزدوری دی جاوے اور بعض کا خیال ہے کہ نہ دی جاوے۔ اور جو وضو نماز اس پانی سے کی گئی وہ درست ہے یا نہیں۔

....

(۱) بخلاف فتحه على اما مه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج۱ص۶۲۲) ظفير.

(۲) واما الصلوٰة على العجلة ان كان طرف العجلة على الدابةوهي تسيراولا تسير فهي صلاة　على الدابة فتجوز فى حالة العذر المذكور فى التيمم لا فى غيرها ومن العذر المطروطين يغيب فيه الوجه الخ (در مختار) قوله المذكور فى التيمم بان يخاف على ماله او نفسه او تخاف المرأة من فاسق (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى الصلوٰة على الدابة ج۱ ص ۶۵۶. ط.س. ج۲ص۴۰) ظفير.

(۳) ولا غير الا لثغ به اى بالا لثغ علىٰ الاصح كما فى البحر عن المجتبى وحررالحلبى وابن الشحنة انه بعد بذل جهده دائما حتما كا لا مى فلا يوم الا مثله ولا تصح صلا ته اذا امكنه الا قتداء بمن يحسنه الخ (در مختار) اللثغ التحريك قال فى المغرب هو الذى يتحول لسانه من السين الى الثاء وقيل من الراء الى الغين اواللام اوالياء زاد فى القاموس او من حرف الى حرف الخ الا حوط عدم الصحة(ردالمحتار. باب امامة مطلب فى الا لثغ ج۱ ص ۵۴۴. ط.س. ج۱ص۵۸۱. ۵۸۲ظفير)

(جواب) اس بہشتی کی اجرت اور مزدوری مروج دینی چاہیے۔(۱) اور وضوء و نماز ہوگئی۔ فقط۔

قومہ اور جلسہ میں تعدیل

(سوال ۱۳۶۹) جمعہ کی نماز کے قومہ اور جلسہ میں امام اتنی دیر ٹھہرتا ہے کہ ایک سورۃ چھوٹی بخوبی پڑھ لی جاسکے۔ اس سے نماز میں کچھ نقصان تو واقع نہیں ہوتا۔

(جواب) اس صورۃ میں نماز صحیح ہے کچھ نقصان نہیں آیا۔(۲) فقط۔

امام کی کمی رکعت کی وجہ سے سب کی نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳۷۰) مغرب کی نماز میں امام نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور لقمہ نہ لیا۔ مقتدیوں نے تیسری رکعت کھڑے ہو کر پڑھ لی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں امام اور مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی پھر پڑھنی چاہیے۔(۳)

فرض کی چاروں رکعتوں میں سورہ ملانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(السوال ۱۳۷۱) عصر کی چاروں رکعتوں پر سورۃ ملائی تو نماز ہوئی یا نہیں بلا سجدہ سہو کے

(جواب) بلا سجدہ سہو نماز ہوگئی(۴)

مقتدی نے اگر امام کے ساتھ رکوع نہیں کیا تو وہ کیا کرے۔

(سوال ۱۳۷۲) مقتدی نماز میں اول سے شریک ہے اور وہ کسی وجہ سے رکوع کرنا بھول گیا پھر سجدہ میں شریک ہو گیا تو نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس مقتدی کو لازم ہے کہ اگر اس نے نماز کے اندر رکوع نہیں کیا تو بعد فارغ ہونے امام کے کھڑے ہو کر رکوع کر کے سجدہ سہو کرے اُس وقت نماز ہو جائے گی۔(۵) فقط۔

درمیان نماز میں سلام پھیر کر بات کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۳۷۳) امام نے سہواً تین رکعت پر سلام پھیر دیا کسی نے لقمہ نہیں دیا اور امام و مقتدیان میں کلام کثیر اہوا تو اب بقیہ ایک رکعت پڑھی جائے یا چار رکعت اور کلام والی حدیث منسوخ ہے یا نہیں۔

(جواب) جب کہ تیسری رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد امام اور مقتدیان میں کلام ہو گیا تو چاروں رکعت پھر

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطوا الا جيراجراً قبل ان يجف عرقه رواه ابن ماجه (مشكوٰة باب الا جارة ص ۲۵۸)(۲)وتعديل الاركان اى تسكين الجوارح قدر تسبيحة فى الركوع والسجود وكذا فى الرفع منهما على ما اختاره الكمال (در مختار) اى يجب التعديل ايضا فى القومة من الركوع والجلسة بين السجد تين الخ(ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۳۲ .ط.س.ج۱ص۴۶۴)ظفير غفرله.(۳)واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى رأى مقتد بطلت فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفسادا (درمختار) فلو قال المصنف كما فى النهر ولو ظهران بامامه ما يمنع صحة الصلاة لكان اوليشمل مالوا خل بشرط اور كن ا لخ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۳ .ط.س.ج۱ص۵۹۱)(۴)واكتفى المفترض فيما بعد الا ولیين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر ولو زاد لا باس به(درمختار) اى لو ضم اليها سورة لاباس به لان القراء ة فى الا خريين مشروعة من غير تقدير والا قتصار على الفاتحة مسنون لا واجب فكان الضم خلاف الا ولىٰ وذلك لا ينا فى المشروعية والا باحة بمعنى عدم الا ثم فى الفعل والترك (ردالمحتار باب صفة الصلاةفصل تاليف الصلاة ج ۱ ص ۴۷۷ .ط.س.ج۱ص۵۱۱)(۵)ورعاية الترتيب بين القراء ة والركوع وفيما يتكرر اما فيما لا يتكرر ففرض كما مرفى كل ركعة كالسجدة اوفى كل الصلوٰة كعدد صلاتها حتىٰ لونسى سجدة من الاولىٰ قضا ها ولو بعد السلام قبل الكلام لكنه يتشهد ثم يسجد للسهو ثم يتشهد الخ (الدر المختار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۲۹ و ج ۱ ص ۴۳۲ .ط.س.ج۱ص۴۶۰......۴۶۳)ظفير.

پڑھنی ضروری ہیں کیونکہ کلام والی حدیث کی تاویل کی گئی ہے یا منسوخ ہے اس ظاہر پر عمل نہیں ہے کیونکہ کلام منافی نماز کے ہے۔(۱) قال اللہ تعالیٰ وقوموا للہ قانتین۔ فقط۔

سجدہ سہو رکعت کے قائم مقام نہیں

(سوال ۱۳۷۴/۱) امام عشاء کی نماز میں تین رکعت پر بیٹھ گیا سہواً۔ اس خیال سے کہ چار پوری ہو گئی۔ لیکن اس کو فوراً یقین ہو گیا کہ تین رکعت ہوئی ہیں اس نے التحیات کو پورا کر کے سجدہ سہو کیا اور تین ہی رکعت پر سلام پھیر دیا۔ نماز ہو گئی یا نہیں۔

جس نے اعادہ کر لیا اس کی نماز ہو گئی

(سوال ۱۳۷۵/۲) اگر کسی نے اپنی تنہا نماز دہرائی تو اچھا ہوا یا نہیں۔

(جواب)(۱) اس حالت میں نماز نہیں ہوئی۔(۲)

(۲) دہرانا نماز کا سب کو ضروری ہے جس نے تنہا دہرائی اس کی نماز صحیح ہو گئی۔(۳) فقط۔

ہمزہ اور سین میں غلط ادائیگی سے نماز فاسد ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۷۶) زید نے نماز میں سورہ قیامہ میں لِسَانَكَ کو لِسَأنَكَ به ہمزہ پڑھا اور وجوہ یومئذ باسرۃ میں باسرۃ کو باصرۃ پڑھا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) ان ہر دو صورت میں نماز ہو گئی لسانک کو مہموز پڑھنا لحن فی الاداء ہے معنی نہیں بدلتے اور باسرہ اور باصرہ کے معنی میں بے شک فرق ہے مگر یہ غلطی مفسد نماز نہیں کیونکہ وجوہ جیسا کہ (باسرہ شدید العبوس) ہوں گے۔ باصرہ بھی ہوں گے یعنی دیکھنے والے بھی ہوں گے۔ فلا فساد الخ۔(۴)

لقمہ دینے کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۱۳۷۷) نماز میں اگر امام کو سہو ہو جائے تو لقمہ دینے کا کیا طریقہ ہے۔

(جواب) سبحان اللہ کہہ کر امام کو لقمہ دے۔(۵) فقط۔

....

(۱) یفسدها التكلم هو المنطق بحر فين او حرف ولو مفهم الخ عمده وسهوه قبل قعوده قدر التشهد سيان الخ وحديث ذى اليدين منسوخ بحديث مسلم ان صلاتنا هذه لا يصلح فيها شئى عن كلام الناس (والتفصيل فى الشامى) (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ج۱ ص ۵۷۴ وج۱ ص ۵۷۵ .ط.س.ج۱ص۶۱۳) ظفير.

(۲) رکعت کی تلافی سجدہ سہو سے نہیں ہوتی، اس لئے نماز نہیں ہوئی۔ سجدہ ترک واجب اور اس کی تقدیم و تاخیر وغیرہ کے لئے ہے یجب الخ بترك الخ واجب مما مرفى صفة الصلوٰة سهوا الخ وتاخير قيام الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۶۹۳ .ط.س.ج۲ص۷۹......۸۰) ظفير.

(۳) واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسد فى راء مقتد بطلت فيلزمه اعادتها لتضمنها صلاة الموتم صحة وفسادا كمايلزم الا مام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقدشرط او ركن (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج۱ ص ۵۵۳ .ط.س.ج۱ص۵۹۱) ظفير.

(۴) ومنها القراءة بالا لحان ان غير المعنى والالا (در مختار) اى وان لم يغير المعنى فلا فساد الخ (ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۹ .ط.س.ج۱ص۶۳۰) او بدله بآخر الخ لم تفسدما لم يتغير المعنى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب . ايضاً ج ۱ ص ۵۹۲ .ط.س.ج۱ص۶۳۳) ظفير.

(۵) او يدفع بالتسبيح لما روينا من قبل هدايه قوله لما روينا مر قبل يعنى قول النبى صلى الله عليه وسلم اذا نابة احد كم نائبة وهو فى الصلوٰة فليسبح (حاشيه هدايه ص ۱۲۴ باب ما يفسد الصلوٰة) ظفير.

التحیات چھوڑ کر اٹھنے والے کو التحیات کہہ کر یاد دلانا کیسا ہے

(سوال ۱۳۷۸) اگر قعدہ اولیٰ میں التحیات پڑھنے کو بھول کر کھڑا ہونے لگے اور مقتدی التحیات کہہ کر یاد دلادے تو کچھ حرج تو نماز میں نہ ہوگا۔

(جواب) سبحان اللہ کہنا چاہئے۔ اور اگر لفظ التحیات کہہ دے تب بھی نماز صحیح ہے۔(۱)

سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دینا حدیث سے ثابت ہے

(سوال ۱۳۷۹) ایک شخص امام کے سہو پر ہر موقع میں سبحان اللہ سے لقمہ دینا افضل بتاتا ہے۔ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) حدیث شریف میں ایسا ہی وارد ہوا ہے۔(۲) فقط۔

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ چڑھانا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۸۰) نماز میں سجدے کو جاتے وقت جو دو ہاتھ سے پاجامہ چڑھاتے ہیں یہ فعل کثیر میں داخل ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ فعل کثیر میں داخل نہیں ہے اور نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی البتہ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔(۳) فقط۔

عشاء کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت و وتر باوضو، تو کیا سنتوں کا اعادہ کرے

(سوال ۱۳۸۱) اگر عشاء کے فرض بھول کر بے وضو پڑھ لے اور سنت اور وتر باوضو پڑھے اور اندرون وقت یاد آجاوے تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا چاہئے نہ وتر کا۔ امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کرے کا اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) یہ مسئلہ وقت کے اندر پڑھنے کا ہے اور وجہ سنتوں کے اعادہ کی اور وتر کے عدم اعادہ کی موافق مذہب امام اعظمؒ کے یہ ہے کہ جب فرض عشاء کے نہ ہوئے تو فرض کے اعادہ کے ساتھ سنت کا بھی اعادہ کرے کیونکہ سنت تابع فرض کے ہیں اور وتر چونکہ واجب مستقل ہے اور وہ وضو سے ہوئے لہٰذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور صاحبینؒ چونکہ وتر کو سنت فرماتے ہیں اس لئے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں اور صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ نماز کے بعد وقت کے اندر یاد آگیا اور بعد وقت گذرنے کے اگر یاد آیا تو صرف فرض عشاء کے پڑھے۔(۴) فقط۔

....

(۱) ایضاً (۲) قال علیه الصلوٰة والسلام والتسبیح للرجال والتصفیق للنساء (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۷۷ .ط.س. ج۱ ص۴۰٦) ظفیر. (۳) ویفسدها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا لا صلاحها وفیه اقوال خمسة اصحها ما لا یشك بسببه الناظر من بعید فی فاعله انه لیس فیها وان شك انه فیها ام لا ، فقلیل (در مختار) القول الثانی ان ما یعمل عادة بالیدین کثیرو ان عمل بواحد الخ وما عمل بواحدة قلیل وان عمل بهما کحل السراویل الخ (ردالمختار باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸٤ .ط.س. ج۱ ص٦٢٤......٦٢٥)ظفیر.

(٤) وعلی هذا اذا صلی العشاء ثم تو ضأوصلی السنة والو ترثم تبین انه صلی العشاء بغیر طهارة فعنده یعید العشاء والسنة دون الوتر لا ن الوتر فرض علی حدة عنده وعندهما یعید الوتر ایضا لکونه تبعا للعشاء والله اعلم (هدایه باب قضاء الفوائت ج۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

اسپرٹ کی پالش پر نماز درست نہیں

(سوال ۱۳۸۲)هل تجوز الصلوٰة على الموائد اللتى تزين بخلاصة الخمرام لا۔

(جواب)ماكان فيه اختلاط خلاصة الخمر (اسپرٹ)فهو نجس لا تجوز الصلوٰة عليه بلا بسط الثوب الطاهر۔(۱)فقط

لاحق کا لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱۳۸۳)ایک مقتدی کی وضو ٹوٹ گئی نماز میں۔ جب وضو کرنے گیا نماز سے خارج کوئی فعل نہیں کیا۔ اب اس کے امام کو متشابہ لگا اور اس وضو کرنے والے نے امام کو لقمہ دیا اور وہ مسجد سے خارج نہ تھا۔ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا اور آپ نے لکھا ہے کہ نماز نہ ہوگی۔

(جواب)لاحق کے لقمہ دینے اور امام کو لینے سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ یہی صحیح ہے(۲) کیونکہ لاحق کے لئے وہ امام ہے حکماً اور امام کو لقمہ دینے اور لینے سے نماز میں فساد نہیں آتا۔(۳)اور پہلا لکھنا کچھ یاد نہیں ہے شاید وہ اس صورت میں لکھا گیا ہو کہ لاحق نے کوئی فعل مفسد صلوٰۃ کر لیا ہو۔ فقط۔

صرف حسن آواز کے لئے کھانسنا مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۸۴)اگر فرض نماز میں امام صاحب بلا عذر تنحنح کریں جو محض حسن صوت کے لئے ہو اور جس کی تعداد تین مرتبہ تک پہنچ گئی ہو، تو اس تنحنح کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں۔

(جواب)قال فی الدر المختار والتنحنح بلا عذر الخ فلو لتحسين صوته الخ فلا فساد علیٰ الصحيح(۴)اس سے معلوم ہوا کہ حسن صوت کے لئے تنحنح کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ تین بار یا کم و بیش ہو۔ لاطلاق الروایۃ۔

اگر جنگل میں نمازی سترہ نہ گاڑے تو کہاں سے گذرنا چاہئے

(سوال ۱۳۸۵)اگر کوئی شخص مسجد یا جنگل میں نماز پڑھ رہا ہے اور سترہ کھڑا نہیں کیا تو کہاں تک اس کے آگے کو چلنا نہ چاہئے۔

....

(۱)وبه يعلم ان ما يستقطر من دردى الخمر وهو المسمى بالعرقى فى ولاية الروم نجس حرام كسائر اصناف الخمر (ردالمحتار باب الانجاس مطلب العرقى الذى يستقط من دردى الخمر ج ۱ ص ۳۰۰.ط.س.ج۱ص۳۲۵) ظفير.

(۲)بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۲.ط.س.ج۱ص۶۲۲)ظفير.

(۳)واللاحق من فاتته الركعات كلها اوبعضها لكن بعد اقتدائه الخ وحكمه كمؤتم الخ ايضاً باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۷.ط.س.ج۱ص۵۹۴)ظفير.

(۴)الدر المختار على هامش ردالمحتارباب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ص ۵۷۸.ط.س.ج۱ص۶۱۸......۶۱۹. ۱۲ ظفير.

(جواب) جنگل میں نمازی کی نظر جہاں تک پہنچی اس سے آگے کو جانا درست ہے۔(۱) فقط

بندوق کی آواز سن کر نمازی کے منہ سے الا اللہ نکل جائے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۳۸۶) ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے، ناگاہ بندوق یا گولہ کی آواز اس کے کان میں آئی۔ بے اختیار اس کے منہ سے الا اللہ نکلا۔ اس صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں اور لفظ الا اللہ بغیر لا الہ کے ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) قال فی الدر المختار ولو سقط شئی من السطح فبسمل او دعی لا حد اوعلیه فقال امین تفسدو لا یفسد الکل عند الثانی والصحیح قولهما الخ وفی ردالمحتار قوله فبسمل یشکل علیه ما فی البحر لو لدغته عقرب اواصابه وجع فقال بسم الله قیل تفسد لانه کا لآمین وقیل لا . لانه لیس من کلام الناس . وفی النصاب علیه الفتوٰی وجزم به فی الظهیریة وکذا لوقال یارب کما فی الذخیرة الخ. (۲) پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں راجح عدم فساد نماز ہے اور ذکر الا اللہ بدون لا الہ کے صوفیاء کرام میں معروف و مروج ہے، اور درست ہے کیونکہ مقصود اس میں اثبات بعد النفی ہے۔ اس لئے صوفیاء کرام جو یہ ذکر فرماتے ہیں تو اول پورا کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ پھر اس نفی اول کی ساتھ اثبات کا کلمہ متصل کرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مقصود الا اللہ سے یہی ہوتا ہے کہ کوئی معبود و مقصود اللہ کے سوا نہیں ہے۔

جمعہ میں لقمہ دینا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۸۷) زید جمعہ کی نماز میں امام تھا اس نے سورہ ہل اتی شروع کی اور اخیر میں بھول گیا۔ بکر مقتدی نے اس کو بتایا۔ اس صورت میں نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی۔(۳)

بحالت خوف شغدف میں نماز ہو گئی یا نہیں

(سوال ۱/ ۱۳۸۸) مکہ معظمہ سے جو قافلہ مدینہ منورہ کو جاتا ہے اس میں اگر شغدف سے اتر کر نماز پڑھیں تو قافلہ سے بعید ہونے کی حالت میں جان جوکھوں کا ڈر ہے تو شغدف میں نماز عصر پڑھنا کیسا ہے۔

قافلہ کے ٹھہرتے وقت شغدف میں نماز کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۸۹/۲) مغرب کی وقت قافلہ کچھ دیر ٹھہرتا ہے نماز سب زمین پر پڑھتے ہیں مگر بعض حاجی شغدف سے اتر کر استنجاء اور وضو کر کے نماز شغدف میں جا کر پڑھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولا یفسد ها نظره الی مکتوب الخ ومرورمارفی الصحراء وفی مسجد کبیر بموضع سجوده فی الا صح مروره بین یدیه الخ فی بیت ومسجد صغیر الخ وان ثم المار فی ذالك المرور لو بلا حائل الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۳ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۴ ...... ۶۳۶) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۱ .ط.س. ج۱ ص ۶۲۱ ... ۶۲۲) ظفیر.

(۳) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفاتح واخذ بکل حال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س. ج۱ ص ۶۲۲ . نیز دیکھئے عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۹۸) ظفیر.

بوقت رات شغدف میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۳/ ۱۳۹۰) نماز عشاء شافعی تو مغرب ہی کے وقت پڑھ لیتے ہیں مگر احناف شغدف میں ادا کرتے ہیں۔ وقت نہایت خوفناک ہوتا ہے۔

فجر کی نماز شغدف میں ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۴ / ۱۳۹۱) فجر کو بھی مثل عصر کے کچھ اصحاب اونٹوں سے اتر کر نماز ادا کرتے ہیں اور اکثر شغدف پر۔

عشاء کی نماز عذر کی وجہ سے دیر سے پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۵/۱۳۹۲) بعض چھوٹی منزل پر آدھی رات میں قبل از طلوع صبح صادق قیام ہوتا ہے اس ... بعض لوگ تو تاخیر عشاء کر کے منزل پر پہنچ کر نماز پڑھتے ہیں اور کثرت سے وقت موعودہ پر شغدف میں ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔

(جواب)(۱) عذر مذکور سے شغدف میں نماز صحیح ہے۔(۱)

(۲) اس وقت میں شغدف میں نماز صحیح نہیں ہے۔

(۳) اس وقت بھی شغدف میں نماز صحیح ہے۔

(۴) اس کا حکم بھی مثل جواب نمبر ا کے ہے۔

(۵) جو لوگ بلا انتظار منزل شغدف میں نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز بھی صحیح ہے..... کذا فی الشامی۔ فقط (اب نہ شغدف کی مصیبت ہے اور نہ راستہ خطرناک اور خوفناک ہے۔ اب بس کے ذریعہ حجاج آتے جاتے ہیں اور نماز کے وقت سب اتر کر نماز ادا کر سکتے ہیں اس لئے اب اتر کر باجماعت نماز ادا کرنی چاہئے۔ شغدف میں نماز فرض درست نہ ہوگی۔ اس لئے کہ عذر باقی نہ رہا۔ ظفیر)

عورت مردوں کے پہلو میں کھڑی ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۹۳) ایک عورت ظہر وعصر پنجگانہ نمازوں میں آکر خود باجماعت مردوں کے برابر کھڑی ہو جاوے تو مردوں کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) ایسی صورت میں جو مرد بالغ اس عورت کی برابر ہے اس کی نماز نہیں ہوگی یعنی ایک مرد داہنی اور ایک بائیں طرف جو اس عورت کے ہیں ان دونوں کی نماز نہ ہوگی۔ کذافی الدر المختار واذا حاذته ولو بعضو واحد الخ امرأة مشتهاة الخ فسدت صلوٰته لو مكلفا۔(۲)

---

(۱) واعلم ان ما عدا النفل من الفرض والواجب بانواعه لا يصح على الدابة الا للضرورة كخوف لص على نفسه اودابته وثيابه لو نزل وخوف سبع وطين ونحوه مما يأتي والصلاة على المحمل الذى على الدابة كالصلاة عليها فيومي عليها ردالمحتار باب الوتروالنوافل مطلب الصلاة على الدابة ج۱ ص ٦٥٥ ط.س. ج۲ ص ٤٠) اب حجاز میں اس طرح کا خطرہ باقی نہیں رہا اور نہ شغدف پر سفر کا رواج رہا۔ ۱۲ ظفیر۔

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج۱ ص ٥٣٤ و ج ۱ ص ٥٣٥ ط.س. ج۱ ص ٥٧٢ ... ٥٧٥ ۱۲ ظفیر۔

مصحف میں دیکھ کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۹٤) نماز تراویح میں ایک شخص امام کے پیچھے قرآن شریف کھولے بیٹھا ہے اور اپنے قریب کے مقتدی کو جس کی نظر کلام اللہ پر رہتی ہے مطالعہ میں مدد دیتا ہے اور وہ قرآن شریف میں دیکھ کر امام کو لقمہ دیتا ہے اور قرآن شریف دکھانے والا ایک رکعت جماعت میں شریک نہیں ہوتا۔ جب امام دوسری رکعت میں رکوع کرتا ہے تو وہ شریک ہو جاتا ہے اور ایک رکعت جداگانہ ادا کر لیتا ہے۔ اس طریق سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی۔

(جواب) در مختار میں ہے وقرأته من مصحف اور فاسد کرتا ہے نماز کو پڑھنا نمازی کا قرآن شریف کو دیکھ کر۔ پس یہ صورت جو سوال میں درج ہے اس میں بھی اندیشہ فساد صلوٰۃ کا ہے لہذا اس طرح نہ کیا جائے۔

قعدہ اخیرہ کرنے کے بعد السلام علیکم کہہ کر لقمہ دینا کیسا ہے

(سوال ۱۳۹۵/۱) امام نے چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ میں سلام ادا نہیں کیا اور قیام کیا زید نے امام کو السلام علیکم کہا اس صورت میں زید کی نماز قائم رہی یا نہیں۔

دوسری رکعت میں اخیر قعدہ سمجھ کر لقمہ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۳۹٦/۲) امام نے تین رکعت والی نماز پڑھائی، زید کو دوسری رکعت میں قعدہ میں خیال ہوا کہ یہ تیسری رکعت ہے اور امام کو السلام علیکم یا فقط السلام کہہ کر بٹھانا چاہا اس صورت میں زید کی نماز قائم رہی یا نہیں۔

(جواب) (۱،۲) دونوں صورتوں میں زید کی نماز میں کچھ خلل نہیں آیا۔ کیونکہ غرض اس کی امام کو تلقین کے لئے السلام علیکم کہنا تھا۔ یعنی یہ کہ یہ سلام پھیرنے کا وقت ہے اور اخیر میں بیٹھنے کا وقت ہے سو اگرچہ ایسے موقع پر زید کو سبحان اللہ کہنا چاہئے تھا لیکن السلام الخ کے لفظ کہنے سے بھی نماز میں کچھ فساد اور خلل نہیں آیا۔

جمائی میں چیخنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۹۷) جو شخص نماز میں جمائی اس قدر چلا کر کرے کہ اس کی آواز مسجد سے باہر چلی جائے اس کی نماز ہو گی یا نہیں اور اگر وہ شخص بوجہ شدت درد کے چلایا تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جمائی میں آواز نکل جانے سے نماز ہو جاتی ہے، اور آواز سے رونا درد اور مصیبت کی وجہ سے اور چلانا درد کی وجہ سے مفسد نماز ہے۔ کذافی الدر المختار (۳)۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۳ .ط.س.ج۱ص۶۲۳. ۱۲ ظفیر.

(۲) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من نابه شئی فی صلوٰته فلیسبح فانه اذا سبح التفت الیه وانما التصفیق للنساء (نصب الرایه ج ۲ ص ۷۶) ظفیر.

(۳) والبکاء بصوت یحصل به حروف لو جع او مصیبة قید للاربعة الا لمریض لا یملك نفسه عن انین وتاوه لانه حینئذ کعطاس وسعال وجشاء وتثاؤب وان حصل حروف للضرورة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۷۹ .ط.س.ج۱ص۶۱۹) ظفیر.

دو منزلہ مکان پر نماز درست ہے

(سوال ۱۳۹۸) دو منزلہ مکان پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہ۔

(جواب) جائز ہے۔(۱) فقط۔

امام سجدے میں فوت ہو جائے تو مقتدی کیا کریں

(سوال ۱۳۹۹) اگر امام سجدہ میں فوت ہو جائے تو مقتدی نماز کس طرح پوری کریں۔

(جواب) وہ نماز فاسد ہو گئی،(۲) پھر کسی کو امام بنا کر از سر نو نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

اونٹ پر نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۰۰) سفر حجاز میں اونٹ پر بیٹھ کر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) سفر حجاز میں اونٹ پر نماز درست نہیں ہے۔(۳) لیکن علمائے حنفیہ حرمین شریفین کا فتویٰ اس پر ہے کہ وہاں جمع بین الصلوٰتین کر لینا درست ہے۔ مثلاً مغرب کے وقت قافلہ ٹھیرتا ہے اگر عشاء کے وقت پھر اترنا دشوار ہو تو مغرب کے وقت میں مغرب کی نماز کے بعد عشاء کی نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح ظہر و عصر کو جمع کر سکتے ہیں۔(۴) فقط۔

---

(۱) اس لئے کہ یہ زمین ہی کے حکم میں ہے۔ محمل کے متعلق فقہاء لکھتے ہیں لا تجوز الصلوٰۃ علیها اذا كانت واقفة الا ان تكون عيد ان المحمل على الارض بان ركزتحته خشبة (درمختار) وهذا لو بحيث يبقى قرار المحمل على الارض الخ فيصير بمنزلة الارض فنصح الفريضة فيه قائما (ردالمحتار باب الوترو النوافل ج ۱ ص ۶۵۶ ط.س. ج۲ ص ۴۰) ظفير.

(۲) واذا ظهر حدث امامه وكذا كل مفسدفي راى مقتد بطلت فيلزم اعادتها لتضمنها صلاة الموتم صحة وفساد ا(درمختار) واشاربه الى حديث الا مام ضامن الخ (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۵۳ ط.س. ج۱ ص ۵۹۱) بقى من المفسدات ارتدادبقلبه وموت وجنون الخ وكل موجب لو ضوء (در مختار) قوله وموت اقول تظهر ثمرته فى الامام لومات بعد القعدة الاخيرة بطلت صلاة المقتدين به فيلز مهم استينا فها (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة الخ ج ۱ ص ۵۸۸ ط.س. ج۱ ص ۶۲۹) ظفير.

(۳) ويتنفل المقيم راكبا خارج المصر (ردالمحتار) واحترز بالنفل عن الفرض والواجب بانواعه كالوترو المنذور وما لزم بالشروع والافساد وصلاة الجنازة وسجدة تليت على الارض فلا يجوز على الدابة بلا عذر لعدم الحرج (ردالمحتار . باب الوترو النوافل مطلب فى الصلاة على الدابة ج ۱ ص ۶۵۴ ط.س. ج۱ ص ۳۸) ظفير.

(۴) ولاجمع بين فرضين فى وقت بعذر سفر و مطر خلافا للشافعى وما رواه محمول على الجمع فعلا، لا وقتافان جمع فسد لو قدم الفرض على وقته وحرم لو عكس اى اخره عنه وان صح بطريق القضاء الالحاج بعرفة ومزد لفة كملبيجثى ولا با س بالتقليد عند الضرورة بشرط ان يلتزمه جميع ما يوجبه ذالك الا مام لما قدمنا ان الحكم المفلق باطل بالا جماع (در مختار) قوله عند الضرورة الخ المسافر اذا خاف اللصوص او قطاع الطريق ولا ينتظر الوفقة جازله تاخير الصلوٰة لا نه بعذر الخ لكن الظاهر انه اراد بالضرورة ما فى فيه نوع مشقة (ردالمحتار قبيل باب الا ذان ج ۱ ص ۳۵۴ و ج ۱ ص ۳۵۵ ط.س. ج۱ ص ۳۸۱ ...... ۳۸۲) یہ فتویٰ اس زمانہ میں تھا جب حجاز میں امن وامان باقی نہ رہ گیا تھا۔ الحمد للہ اب یہ حالت نہیں ہے۔ اب پورا امن وامان ہے۔ لہٰذا اب یہ جمع بین الصلوٰتین کا فتویٰ بھی باقی نہیں رہا۔ سوائے عرفہ اور مزدلفہ کے موقع کی۔ واللہ اعلم. محمد ظفير الدين عفى عنه.

مسائل زلۃ القاری
(قرات کرنے والے کی لغزشیں)

الینا کو علینا پڑھ دی تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۴۰۱) ایک شخص نے نماز میں بجائے ان الینا ایا بھم ثم ان علینا حسابھم کے ان علینا ایا بھم ثم ان الینا حسا بھم پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) ان الینا ایابھم میں اگر ان علینا ایا بھم سہواً پڑھا گیا تو نماز ہو گئی کیونکہ اس سے معنی میں کچھ فرق نہیں ہوا۔(۱)

قرات میں من الظلمات الی النور کو اگر الٹا پڑھ دے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۴۰۲) ایک شخص نے نماز میں آیت کریمہ اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور ○ والذین کفروا اولیآء ھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات میں غلطی سے سہواً دونوں جگہ یعنی من الظلمات الی النور کی جگہ من النور الی الظلمات اور من النور الی الظلمات کی جگہ من الظلمات الی النور پڑھا اس صورت میں نماز صحیح ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز نہیں ہوئی کیونکہ یہ غلطی مفسد معنی ہے۔ اس میں نماز صحیح نہیں ہوتی۔(۲) فقط۔

مقدار واجب کے بعد اگر آیت چھوڑ دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱/۱۴۰۳) نماز میں قرات مسنون کر چکا ہو اس کے بعد ایک چھوٹی آیۃ سہواً چھوڑ گیا درمیان میں۔ تو نماز ہوئی یا نہیں۔

اگر کوئی لفظ چھوٹ جائے

(سوال ۲/۱۴۰۴) آیۃ یآدم اسکن انت و زوجك الجنۃ میں انت سہواً رہ جائے تو نماز ہو گی یا نہیں۔

اعراب کی غلطی ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۳/۱۴۰۵) وما ضَعُفُو اکو وما ضُعَفُوا پڑھا، نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)(۱) اگر معنی متغیر نہیں ہوئے تو نماز ہو گئی اور معنی بدل گئے تو نماز نہیں ہوئی خواہ بقدر فرض پڑھ چکا ہو یا نہ پڑھ چکا ہو۔(۳) فقط۔

---

(۱) وصنھاذکر کلمۃ مکان کلمۃ علی وجہ البدل ان کانت الکلمۃ التی قرأھا مکان کلمۃ یقرب معنھا وھی فی القران لا تفسد صلوٰتہ (عالمگیری مصری کتاب الصلوٰۃ باب رابع ج۱ ص ۷۴ ط.س. ج۱ ص ۸۰) ظفیر.

(۲) وان کان فی القران ولکن لا تتقارب فی المعنی نحو قرأوعد اعلینا انا کنا "غافلین" مکان "فاعلین" ونحوہ مما لو اعتقدہ یکفر تفسد عند عامۃ مشائخنا وھو الصحیح من مذھب الی یوسفؒ ھکذا فی الخلاصہ (عالمگیری مصری زلۃ القاری ج۱ ص ۷۵ ط.س. ج۱ ص ۸۰) ظفیر.

(۳) ان الخطأ فی القران اما ان یکون فی الاعراب الخ او فی الحروف الخ اوزیادتہ او نقصہ الخ او فی الکلمات اوفی الجمل کذالك الخ والقاعدۃ عند المتقدمین ان ما غیر تغییر یکون اعتقادہ کفرا یفسد فی جمیع ذالك (غنیۃ المستملی ص ۴۴۶)

(۲) نماز صحیح ہے۔(۱)

(۳) یہ غلطی ہے لیکن نماز ہوگئی۔(۲) فقط۔

ثاء کو شین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۰۶) زید امام جمعہ ہوا اور سورۂ اعلیٰ میں فجعله غثاءً احوی کو غشاءً احوی یعنی ث کو ش پڑھا تو نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ کما فی الشامی . فی شرح قوله او بدله باخر . فاذا لم يغير المعنى الخ لا تفسد (۳) فقط۔

آیۃً کو آیا تنا پڑھ دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۰۷) حافظ صاحب سے نماز جمعہ کی اول رکعت میں یہ سہو ہوا کہ سورہ جمعہ کی دوسری آیت کلمہ اياته کی جگہ ايا تنا پڑھا اس صورت میں نماز صحیح ہوئی یا اعادہ کی ضرورت تھی اور آیۃ اور آیا تنا کے معنی میں کیا فرق ہے۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اگرچہ آیاتہ اور آیاتنا کے معنی میں فرق ہے لیکن اس موقع پر دونوں طرح مطلب صحیح ہے (۴) جیسا کہ اہل بلاغت کے نزدیک غائب سے تکلم کی طرف التفات ہونا ایک خوبی اور حسن سمجھا جاتا ہے اور قرآن شریف میں بہت جگہ التفات واقع ہوا ہے۔ فقط۔

انا کو باثبات الف پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۰۸) فقط انا ضمیر متکلم جو کہ کلام پاک میں برسم خط باثبات الف ہے مگر قرات میں بھی باثبات الف پڑھا جاوے مثلاً انما انا بشر مثلكم الاية۔ اب نماز کا کیا حکم ہے۔

(جواب) انا کو باثبات الف پڑھنے سے اگرچہ نماز ہو جاوے گی لیکن یہ لحن فی القراءت ہوگا۔(۵) فقط۔

زیر و زبر کی غلطی سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۰۹) زید نے لن تنالوا کے پارہ میں منزلین کو ز کے زبر سے پڑھا جو چوتھے رکوع میں ہے تو نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی۔(۶) فقط۔

(۱) قال فی شرح المنية وان ترك كلمة من اية فان لم يتغير المعنى مثل جزاء سيئة مثلها بترك سيئة الثانية لا تفسد (ردالمحتار له القارى ج ۱ ص ۵۹۱ ط.س. ج۱ ص ۶۳۰) ظفير.

(۲) ومنها زلة القارى فلو فى اعراب او تخفيف الخ لم تفسد (درمختار) فلو فى اعراب ككسر قواما وفتح باء نعبد مكان ضمها الخ وكذا فساء مطر المنذرين بكسر الذال واياك نعبد بكسرالكاف (ردالمحتار ج۱ ص ۵۹۰ ط.س. ج۱ ص ۶۳۰......۶۳۱) (۳) ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة الخ مطلب فى زلة القارى ج۱ ص ۵۹۲ ط.س. ج۱ ص ۶۳۳. ۱۲ ظفير. (۴) ولوزاد كلمة او نقص كلمة او نقص حرفا او قدمه اوبدله باخرالخ لم تفسد مالم يتغير المعنى الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة الخ مطلب زلة القارى ج۱ ص ۵۹۱ ط.س. ج۱ ص ۶۳۲......۶۳۳) ظفير. (۵) ومنها القراء ة بالحان ان غير المعنى والا لا ، الا فى حروف مدولين اذا فحش والا لا (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب ما يفسد الصلوٰة . مطلب مسائل زلة القارى ج۱ ص ۵۸۹ ط.س. ج۱ ص ۶۳۰) ظفير. (۶) ومنها زلة القارى فلو فى اعراب الخ لم تفسدوان غير المعنى به يفتى بزازيه (درمختار) قوله فلو فى اعراب الكسر قواما مكان فتحها وفتح باء نعبد مكان ضمها الخ (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة مطلب مسائل زلة القارى ج ۱ ص ۵۸۹ و ج ۱ ص ۵۹۰ ط.س. ج۱ ص ۶۳۱......۶۳۲) ظفير.

امام کچھ پڑھ کر بھول جائے پھر آگے بڑھ جائے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۴۱۰) امام نے قراءۃ شروع کی اور ایک دو آیت پڑھ کر بھول گیا اور کچھ الفاظ چھوڑ کر آگے پڑھ گیا تو نماز جائز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز جائز ہو گئی۔(۱) فقط

امام کی غلطی سے حافظ مقتدی پر کوئی اثر نہیں پڑتا

(سوال ۱۴۱۱) اگر امام ناظرہ خواہ سے غلطی ہو تو حافظ مقتدی کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر کوئی غلطی ایسی نہیں کہ جس سے نماز فاسد ہو جاوے تو نماز حافظ کی بھی ہو گئی۔ فقط۔

آیت بدل کر پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۱۲) اگر کوئی شخص نماز میں بجائے **بل یرید الانسان لیفجر امامه** کے **بل یرید الا نسان ان لن نجمع عظامه** پڑھ دیوے تو نماز صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاوے گی۔(۲) فقط۔

قل ہو اللہ میں اللہ الصمد چھوڑ دیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۱۳) امام نے قل ھو اللہ پڑھی اور اللہ الصمد چھوڑ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو گئی۔(۳) فقط۔

درمیان قرأت کوئی لفظ چھوٹ جائے اور معنی نہ بدلے تو کوئی کراہت نہیں

(سوال ۱۴۱۴) اگر امام سے درمیان قراۃ کی کوئی آیۃ چھوٹ جائے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز بلا کراہت صحیح ہے اگر معنی نہ بدلے ہوں۔ فقط۔(۴)

تین آیت کے بعد مفسد صلوٰۃ والی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(سوال ۱۴۱۵) اگر امام تین آیت سے زیادہ پڑھ کر غلطی فاحش مفسد صلوٰۃ کرے تو نماز فاسد ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) غلطی مفسد صلوٰۃ نماز میں کسی وقت بھی ہو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(۵) البتہ اگر اس غلطی کو پھر لوٹا کر صحیح کر لیوے اور صحیح پڑھ لیوے تو نماز ہو جائے گی۔

....

(۱) ولو زاد کلمة او نقص کلمة الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (درمختار) قوله نقص کلمة ولم یمثل له الشارح قال فی شرح المنیة وان ترك کلمة من آیة فان لم یتغیر المعنی مثل وجزاء سیئة سیئة مثلها بترك سیئة الثانیة لا تفسد (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة مسائل زلة القاری ج ۱ ص ۵۹۱ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۲......۶۳۳) (۲) او قدمه او بدله بآخر الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۱ .ط.س. ج۱ ص ۱۳۳) ظفیر. (۳) لو زاد کلمة او نقص کلمة الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة مطلب فی زلة القاری ج ۱ ص ۵۹۱ ط س ج ۱ ص ۶۳۲......۶۳۳) ظفیر. (۴) ایضاً. ط.س. ج۱ ص ۶۳۲......۶۳۳

(۵) ان ما غیر المعنی تغیر ایکون اعتقاده کفر ایفسد فی جمیع ذالك الخ (ردالمحتار زلة القاری ج ۱ ص ۵۹۰) ظفیر.

اگر قراءۃ میں کوئی لفظ رہ جائے تو نماز ہوگئی یا نہیں

(سوال ۱۴۱۶) نماز جمعہ کی دوسری رکعت میں ایک شخص نے آیۃ یا یھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ آخر تک پڑھی لفظ نودی کے بعد للصلوٰۃ نہیں پڑھا گیا۔ بعد سلام کے کہا گیا تو جواب دیا کہ آیۃ بڑی تھی اس لئے چھوڑ کر پڑھا ہے تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی مگر عمداً چھوڑنا لفظ للصلوٰۃ کا بعد نودی کے غلط ہے اور یہ اس امام کی جہالت اور غلطی ہے کہ ایسی تاویل رکیک کرتا ہے۔ اس کو صاف کہہ دینا چاہئے تھا کہ مجھ سے سہو ہوا ہے اور سہواً یہ کلمہ چھوٹ گیا ہے۔ مگر نماز صحیح ہوگئی بوجہ نہ فاسد ہونے معنی کے۔(۱) فقط۔

قاف کو کاف سے بدل دیا تو کیا نماز فاسد ہوگئی

(سوال ۱۴۱۷) سورۃ الطارق میں امام نے لقول فصل میں ق، ک پڑھ دیا، اور یہ شخص صحیح پڑھنے پر قادر ہے تو نماز فاسد ہوئی اور اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی صورت میں اس نماز کا اعادہ ضروری ہے کیونکہ باوجود قدرت کے ایسی غلطی سے نماز نہیں ہوتی۔

صراط الذین پر سکوت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوئی

(سوال ۱۴۱۸) ایک امام سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے صراط الذین پر قیام کرتے ہیں اور سانس بھی توڑ دیتے ہیں تو نماز ہوتی ہے یا نہ۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے مگر یہ بڑی غلطی ہے ایسا آئندہ کرنا نہ چاہئے۔(۲) فقط۔

کریم کی جگہ قرات میں عظیم پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۱۹) ایک روز میں نماز میں سورہ مومنون کی آخر کی آیتیں پڑھیں اور بجائے رب العرش الکریم کے سہواً رب العرش العظیم پڑھا۔ نماز ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی۔(۳) فقط۔

مد کی جگہ زیر اور زبر کی جگہ مد پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۲۰) قرأۃ میں زبر کی جگہ مد اور مد کی جگہ زبر پڑھا جاوے اور جمع کو واحد واحد کو جمع پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) وہ موقع معلوم ہونا چاہئے جس میں تغیر ہوا ہے تاکہ اس کے موافق مطلب اور معنی دیکھ کر حکم لکھا جاوے۔ فقط۔

---

(۱) ولو زاد کلمة او نقص کلمة الخ لم یفسد مالم یتغیر المعنی ص۵۹۳ ج۱

(۲) قال الخانیة والخلاصة الا صل فیما اذاذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی ان امکن الفصل بلا مشقة تفسد الخ وفی خزانة الا کمل قال القاضی ابوعاصم ان تعمدذالك تفسد وان جری علی لسانه اولا یعرف التمییز لا تفسدو هو المختار (ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۵۹۲ .ط.س. ج۱ ص۶۳۳) ظفیر.

(۳) انعمت علیهم پر سانس توڑنا چاہئے ۱۲ ظفیر.

(٤) اوقدمه او بدله بآخرالخ لم تفسد ان لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار زلةالقاری ج۱ ص ۵۹۱ .ط.س. ج۱ ص۶۳۲) ظفیر.

آیت کا کوئی حصہ چھوٹ جائے اور معنی نہ بدلے تو نماز جائز ہے

(سوال ۱۴۲۱) امام صاحب نماز میں سورۃ جمعہ پڑھ رہے تھے درمیان میں آیۃ بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیات اللہ۔ سہواً چھوٹ گئی۔ زید کہتا ہے کہ نماز نہیں ہوئی عمر کہتا ہے کہ نماز ہوگئی اس میں سجدہ سہو کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز میں کوئی نقص نہیں آیا اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا کیونکہ سجدہ سہو واجب کے ترک کرنے سے لازم آتا ہے اور یہاں پر قدر فرض اور واجب کے قرأۃ ادا ہوگئی اور درمیان قراءۃ کے چھوٹ جانے سے کچھ حرج نہیں ہوا۔(۱) فقط۔

"زینۃ" کی تبدیلی "فتنۃ" سے اور اذا نھم" کی "آثارہم" سے ہوگئی تو اس صورت میں نماز ہوگئی یا نہیں

(سوال ۱۴۲۲) اگر کسی نے نماز میں انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا کی جگہ فتنۃً لھا پڑھا تو یہ فساد معنی مفسد صلوٰۃ ہوگا یا نہیں۔

(سوال ۱۴۲۳/۲) اگر کسی نے نماز میں بجائے فضربنا علیٰ اذا نھم کے علیٰ اثارھم پڑھا تو نماز ہوئی یا نہ۔

(سوال ۱۴۲۴/۳) اگر کوئی شخص نماز میں اولئک الذین کفروا بآیات ربھم و لقائہ میں لقائہ کو چھوڑ دے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) ان تینوں صورتوں میں نماز درست اور صحیح ہے۔(۲) فقط۔

لفظ یا آیت کی تبدیلی سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۲۵) امام نے سورہ رعد میں بجائے ویقول الذین کفروا لو لا انزل علیہ ایۃ من ربہ قل ان اللہ یضل بہ من یشآء ویھدی الیہ من اناب۔ رکوع چہارم شروع کیا اور یقول الذین امنوا الیٰ اخرہ پڑھ دیا۔ حالانکہ سورہ محمد میں رکوع سویم ویقول الذین امنوا لو لا نزلت سورۃ من ربہ الخ بھی موجود ہے اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

(سوال ۱۴۲۶/۲) سورہ مریم میں پہلا رکوع یایحیٰ خذ الکتاب بقوۃ الخ و کان تقیاً وبراً بوالدیہ کی بجائے بوالدتی پڑھا تو نماز کا کیا حکم ہے۔

(جواب) پہلی اور دوسری دونوں صورتوں میں نماز ہوگئی اور یہ اوسع ہے۔(۳) فقط

---

(۱) ولو کلمۃ او نقص کلمۃ الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ج۱ ص ۵۹۱۔ ط۔س۔ج۱ص ۶۳۲) ظفیر۔

(۲) ولو زاد کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ او بدلہ بآخرالخ لم تفسدمالم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ج۱ ص ۵۹۲۔ ط۔س۔ج۱ص ۶۳۲) ظفیر۔

(۳) ولو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ اوبدلہ باخرالخ لم تفسدما لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ زلۃ القاری ج ۱ ص ۵۹۲۔ ط۔س۔ج۱ص ۶۳۲) ظفیر۔

سورۃ زلزال میں ایک حصہ بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱٤۲۷)ایک شخص نے نماز میں بعد فاتحہ کے اذازل پڑھی اور اخرجت الارض اثقالھا، بھول گیا تو نماز ہوئی یا نہ۔

(جواب)اور آیۃ واخرجت الا رض اثقالھا کے درمیان میں سے چھوٹنے سے معنی میں بھی کچھ تغیر نہیں ہوتا۔لہٰذا صحت نماز میں کچھ شبہ نہیں ہے۔(۱)

نصب کی جگہ رفع پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱٤۲۸)امام نے نماز جمعہ میں آیۃ کریمہ تصلی ناراً حامیۃً میں بجائے نصب کے رفع پڑھا یعنی بجائے حامیۃً کے حامیۃٌ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں نماز ہوگئی کیونکہ اس موقعہ پر حامیۃ کے رفع سے معنی میں تغیر نہیں ہوتا اور تاویل صحیح ہوسکتی ہے۔گویا یوں کہا جاوے گا تصلی ناراً ھی حامیۃ (۲)فقط

سورہ کا ایک ٹکڑہ پڑھنے سے رہ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱٤۲۹)امام جہری نماز میں بلی قادرین علی ان نسوی بنانہ پڑھنا بھول گیا اور اول سے آخر تک پوری سورۃ پڑھ لی تو اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں نماز ہوگئی۔(۳)فقط

درمیان میں آیتیں چھوڑ کر آگے بڑھ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱٤۳۰)والشمس وضحٰھا تک پڑھ کر درمیان کی آیات بھول کر چھوڑ گیا اور والسماء وما بنٰھا سے اخیر تک پڑھا۔اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں،یا سجدہ سہو کی ضرورت ہے۔

سورۂ عصر پڑھتے ہوئے والتین میں چلا جائے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱٤۳۱) سورۂ والعصر میں آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سے سورۂ والتین میں چلا گیا اور فلھم اجر غیر ممنون پڑھنے لگا اور آخر تک پڑھا اس صورت میں بھی سجدہ سہو کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱)اس صورت میں نماز ہوگئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(٤)

(۲)اس صورت میں بھی نماز ہوگئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۵)فقط۔

دھاقا کی جگہ دحاقا پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱٤۳۲)نماز میں اگر کسی نے اپنے غلط خیال کے بھروسہ پر بجائے دھاقاً۔دحاقاً پڑھ دیا تو نماز ہوجائے گی یا واجب الاعادہ ہوگی۔

---

(۱)ولو زاد کلمۃ اونقص الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (ایضاً).ط.س.ج۱ص ٦۳۲ ظفیر.

(۲)فلو فی اعراب او تخفیف الخ لم تفسد (ایضاً ج ۱ ص ۵۹۱.ط.س.ج۱ص٦۳۲) ظفیر.

(۳)لوزاد کلمۃ او نقص الخ لم تفسدان لم یتغیر المعنی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتارزلۃ القاری ج ۱ ص ۵۹۲.ط.س.ج۱ص ٦۳۲) ظفیر.

(٤)ایضاً .ط.س.ج۱ص ٦۳۲.۱۲. ظفیر.(۵)ایضاً ..ط.س.ج۱ص ٦۳۲.

(جواب) دھاقاً کی جگہ دحاقاً حائے حطی سے پڑھنا بظاہر حسب قواعد مفسد صلوٰۃ ہے کیونکہ معنی بدل جاتے ہیں۔ لہذا نماز نہیں ہوگی۔ فقط۔(۱)

آیت کا ایک حصہ بدل گیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۳) ان اماماً قرأ هذه الآية غلطاً انا ارسلنا اليكم رسولاً الآية . فقرأ ارسلنا الى فرعون رسولاً . افسدت الصلوٰة ام لا .

(جواب) لا تفسد الصلوٰة فى هذه الصورة۔(۲) فقط۔

یکذبون کی جگہ یمسکون یا یعلمون کی جگہ تعقلون پڑھ دے تو نماز ہوگئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۴) امام نے نماز میں بجائے ان یکذبون...... ان یمسکون پڑھا اور دوسری نماز میں بجائے یعلمون کے لعلکم تعقلون پڑھا دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) پہلی صورت میں نماز کا اعادہ کرے اور دوسری صورت میں نماز ہوگئی۔(۳)

پُر کی جگہ باریک پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۵) جن موقعوں میں را ور ل کو پُر کر کے پڑھنا چاہئے وہاں پر باریک پڑھنے سے نماز کے اندر کچھ نقصان ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو کس قدر۔

(جواب) نماز صحیح ہے۔ نماز میں کچھ خلل نہیں ہوا۔(۴) فقط۔

علیہم کا لام زیادہ کھینچا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۶) لفظ علیہم کے...... لَے پر نو دس الف کے برابر مد کھینچ کر نماز پڑھنے سے ہو جاتی ہے یا نہیں۔

غنہ کی جگہ اظہار

(سوال ۲/ ۱۴۳۷) جس جگہ میم اور نون کو غنہ کر کے پڑھا جاتا ہے اس جگہ میم اور نون کو ظاہر کر کے پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ ظاہر ہے کہ حسب قاعدہ تجوید اس جگہ مد نہیں ہے لہذا یہ لحن ہے اور خطاء ہے مگر نماز

....

(۱) ان ذكر حرفا مكان حرف ولم يغير المعنى الخ لم تفسد صلاته وان غير المعنى فان امكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد الخ تفسد صلاته عند الكل وان كان لا يمكن الفصل الا بمشقة كالظامع الضاد و الصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اكثرهم لا تفسد صلاته هكذا فى فتاوى قاضى خان وكثير من المشائخ افتوابه قال الا مام ابوالحسن والقاضى الا مام ابو عاصم ان تعمد ...... فسدت وان جرى على لسانه او كان لا يعرف التميز لا تفسدوهو اعدل الا قاويل والمختار هكذا فى الوجيز للكردرى (عالمگيرى مصرى زلة القارى ج ۱ ص ۷۴.ط.س.ج۱ص۷۹)

(۲) او قدمه اوبدله بآخر الخ لم تفسدما لم يتغير المعنى (الدر المختار زلة القارى ج۱ ص ۵۹۲.ط.س.ج۱ص۶۳۳)ظفير

(۳) لوزاد كلمة الخ او بدله بآخرالخ لم تفسد مالم يتغير المعنى (در مختار) وان غير فسدت الخ ردالمحتار زلة القارى ج ۱ ص ۵۹۲.ط.س.ج۱ص۶۳۲)ظفير.

(۴) وفى التتار خانية عن الحاوى حكى عن الصفارانه كان يقول الخطاء اذا دخل فى الحروف لا يفسدلان فيه بلوى عامة الناس لا نهم لا يقيمون الحروف الاً بمشقة (ردالمحتار زلة القارى ج۱ ص ۵۹۲.ط.س.ج۱ص۶۳۳)ظفير.

ہو جاتی ہے۔(۱)۔

(۲)اس صورت میں نماز صحیح ہے۔(۲)فقط۔

نراد کی جگہ لانراد پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۸)آیۃ کریمہ یالیتنا نرادّ کی جگہ ولا نرآدّ پڑھا تو نماز فاسد ہو گی یا نہیں۔

(جواب)ایسی صورت میں احوط یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔(۳)

قتل داؤد جالوت میں یا دوسری آیت میں اعراب کی غلطی ہوگئی تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۳۹)آیۃ کریمہ وقتل داؤد جالوت میں اگر دوسری دال کو زبر اور جالوت کی ت کو پیش پڑھا تو نماز ہو گی یا نہیں اور پڑھنے والا کافر ہو گیا یا نہیں۔اسی طرح فعصیٰ فرعون الرسول میں اگر نون کے زبر اور لام کو پیش پڑھا نماز فاسد ہو گی یا نہیں۔

(جواب)وقتل داؤد جالوت میں اگر دوسری دال کو زبر اور جالوت کی ت کو پیش پڑھا تو نماز فاسد ہو گی مگر غلط پڑھنے والا کافر نہ ہوگا۔اسی طرح فعصیٰ فرعون الرسول میں اگر نون کو زبر اور لام کو پیش پڑھا تو نماز فاسد ہو گی(۴) اور صحیح کر کے لوٹایا تو نماز صحیح ہو گئی۔فقط۔

خیرلك من الاولی کی جگہ والاولیٰ پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۴۰)امام نے نماز میں بجائے خیر لك من الاولیٰ کے خیرلك والا ولیٰ پڑھا ہے تو نماز ہوئی ہے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں نماز ہو گئی کیونکہ معنی میں ایسا تغیر نہیں ہوا جو کہ مفسد نماز ہو اب معنی یہ ہو گئے کہ البتہ آخرت اور دنیا آپ کے لئے دونوں بہتر ہیں جیسا کہ مفہوم آیت ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ حسنۃً کا ہے۔(۵)

لفی کی جگہ لافی پڑھنے سے کوئی حرج تو نہیں

(سوال ۱۴۴۱)سورہ والعصر میں بجائے لفی کے لافی پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں یعنی بجائے فتحہ پست کے کھڑا فتحہ یا الف پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(۱،۲)وفی التتارخانیة عن الحاوی حکی عن الصفار انه کان یقول الخطأ اذا دخل فی الحروف لا یفسدلان فیه بلو ی عامة الناس لا نهم لایقیمون الحروف الا بمشقة (ردالمحتار زلة القاریٔ ج ۱ ص ۵۹۲.ط.س.ج۱ص۶۳۲)ظفیر.

(۳)اعلم ان الکلمة الزائدة اما ان تکون فی القران اولا، وعلی کل اما ان تغیر اولا، فان غیرت افسدت مطلقا الخ (ردالمحتار زلة القاری ص ۵۹۱.ط.س.ج۱ص۶۳۲) ظفیر.

(٤)اذا لحن فی الا عراب لحنا لا یغیر المعنی بان قرأ لا تر فعوا اصواتکم برفع التاء لا تفسدصلوٰته بالا جماع وان غیر المعنی تغیرافاحشا کان قرأ وعصی آدم ربّه بنصب المیم ورفع الرب وما اشبه ذالك مما لو تعمد به یکفر ،اذا قرأخطأ فسدت صلاته فی قول المتقدمین واختلف المتاخرون قال محمد بن مقاتل وابو نصر محمد بن سلام الخ لا تفسد صلاته وما قال المتقدمون احوط لانه لو تعمد یکون کفراوما یکون کفرا لایکون من القران . وماقاله المتاخرون اوسع لان الناس لا یمیزون بین اعراب واعراب الخ وهو الا شبه کذا فی المحیط وبه یفتی کذا فی العتابیه وهکذا فی الظهیریة (عالمگیری مصری زلة القاری ج۱ ص ۷۶.ط.س.ج۱ص۸۱) مفتی علامؒ نے احوط پر فتوی دیا ہے ۱۲ ظفیر .(۵)اوبدله باخر الخ لم تفسد مالم یتغیر المعنی (الدرالمختار علی هامش ردالمحتارزلة القاری ج۱ ص ۵۹۲.ط.س.ج۱ص۶۳۳) ظفیر.

(جواب)ایسی غلطی سے نماز نہیں ہوتی اس میں احتیاط کرنی چاہیے(۱)اور صحیح پڑھنے والے کو امام بنانا چاہیے۔ فقط

ذال کی جگہ جیم پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۴۲)امام نے نماز میں ذال کی جگہ جیم پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)وہ مثال لکھنی چاہئے تھی جس جگہ امام نے ذال کی جگہ جیم پڑھا ہے تاکہ معنی کے تغیر و تبدل کا حال معلوم ہو تاکہ کس درجہ کا تغیر ہوا ہے۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں نماز نہیں ہوئی۔ بہر حال اعادہ اس نماز کا احوط ہے اور یہی حکم طاء کی جگہ تاء پڑھنے کا ہے۔(۲)فقط۔

ضاد کی جگہ ذال یا ز کی جگہ ظاء پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی یا نہیں

(سوال ۱۴۴۳)اگر کسے بجائے ض ذ یا ز یا ظ بخواند نماز صحیح شد یا فاسد اگر در نماز بعد قراءۃ فرض غلطی مفسد صلوٰۃ کند نماز صحیح شد یا فاسد۔

(جواب)لفظ ض معجمہ را از مخرج اصلی او باید خواند نہ ذ و ز و ظ کہ عمداً این ہمہ ناجائز است بلکہ در شرح فقہ اکبر از محیط آوردہ کہ اگر کسے عمداً بجائے ض معجمہ ظاء معجمہ خواند کافر گردد۔(۳)العیاذ باللہ تعالیٰ۔ و نماز او فاسد شود۔ و اگر در نماز بعد قراءۃ فرض کسے در قراءۃ غلطی مفسد صلوٰۃ کردہ نماز او فاسد شود باز اگر اعادہ صحیح کرد نماز او صحیح شود و گرنہ فاسد باشد در عالمگیریہ آوردہ است لو قرأ فی الصلوٰۃ بخطاء فاحش ثم رجع وقرأ صحیحاً۔ قال فی الفوائد عندی صلوته جائزة و كذلك الا عراب۔(۴)فقط۔

غلط پڑھنے کا اثر نماز پر

(سوال ۱۴۴۴)امام سورہ توبہ کی آیۃ میں عزیز کے بجائے ما کو علیہ کے ساتھ ملا کر قصداً وقف کرتا ہے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

اسفل السافلین کو الا الذین سے ملا دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/ ۱۴۴۵)سورہ والتین اسفل سافلین کے ساتھ الا الذین الآیۃ کو ملا کر پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں۔

(جواب)(۱، ۲)فقہاء متاخرین نے اس باب میں توسیع کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس قسم کے تغیرات سے نماز فاسد نہیں ہوتی تاوقتیکہ ایسا تغیر نہ ہو جائے کہ معنی بالکل فاسد ہو جائیں نماز ہی کی صحت کا حکم رہے گا

(۱)ومنها زيادة حرف ان زاد حرفا فان كان لا يغير المعنى لا تفسد صلوٰته عند عامة المشائخ الخ وان غير المعنى الخ تفسد هكذا فى الخلاصة (عالمگیری کشوری، زلة القارى ج۱ ص ۷۸. ط. ماجديه. ج۱ ص ۷۹) ظفير.

(۲)ان ذكر حرفامكان حرف ولم يغير المعنى الخ لم تفسد صلاته وان غير المعنى فان امكن الفصل بين الحروفين من غير مشقة كا لطاء مع الصاد الخ تفسد صلاته عند الكل وان كان لايمكن الفصل الا بمشقة كالظاء مع الضاد و الصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اكثرهم لا تفسد صلاته الخ قال الا مام ابو الحسن والقاضى الا مام ابوعاصم ان تعمد فسدت وان جرى على لسانه اوكان لا يعرف التمييز لاتفسدو هو اعدل الا قاويل والمختار هكذا فى الوجيز للكردرى (عالمگیری مصرى زلة القارى ج ۱ ص ۷٤. ط. ماجديه. ج۱ ص ۷۹) ظفير.

(۳)وفى المحيط سئل الا مام الفضلى عمن يقرء الظاء المعجمه مكان الضاد المعجمه اويقرء اصحاب الجنة مكان اصحاب النار او على العكس فقال لا يجوز امامته ولو تعمد يكفر قلت اما كون تعمده كفرا فلا كلام فيه اذا لم يكن فيه لغتان (شرح فقه اكبر ص ۲۰۵) ظفير.

(٤)عالمگیری کشوری. باب صفة الصلوٰة فصل رابع زلة القارى ج ۱ ص ۸۱. ط. ماجديه. ج۱ ص ۸۲ ظفير.

ولو زاد کلمة او نقص کلمةً او نقص حرفاً او قدمه او بدله بآخرلم تفسد مالم یتغیر المعنیٰ[1] الخ

لیکن جو امام اکثر ایسی غلطیاں کرتا ہے وہ عہدہ امامت کے قابل نہیں اس کی جگہ کسی دوسرے کو تجویز کیا جائے۔

راگ کے ساتھ قرآن پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۴۶) راگ میں قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے۔ کیا خوش الحانی راگ میں داخل ہے۔ راگ اور خوش الحانی میں کیا فرق ہے۔

(جواب) راگ میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے چنانچہ حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے وعن حذیفة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقرأوالقرآن بلحون العرب واصواتها وایاکم ولحون اهل العشق ولحون اهل الکتابین وسیجئ بعدی اقوام یرجّعون بالقران ترجیع الغناء والنوح لا یجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذین یعجبهم شانهم رواه البیهقی . فی شعب الا یمان . (۲) اور غناء میں ترجیع اور تردید صوت ہوتی ہے جیسے آآآآآ الخ بخلاف خوش الحان کے کہ اس میں مد وغیرہ حسب قواعد تجوید ہوتا ہے اور خوش الحان راگ میں داخل نہیں ہے۔

"فمن کان یرجو لقاء ربه" میں کان چھوٹ جائے تو کیا کرے

(سوال ۱۴۴۷) امام نے جمعہ کی نماز میں آیہ فمن کان یرجوا لقاء ربه لفظ کان کو سہواً چھوڑ دیا تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔ یا اعادہ ضروری ہے۔ اعادہ نہ کرنے کی وجہ سے جو شخص امام پر طعن کرے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہوگئی پس جو شخص بوجہ عدم واقفیت کے اعادہ نماز کا ضروری سمجھتا ہو اس کو سمجھا دیا جاوے کہ مسئلہ اس طرح ہے۔ (۳) فقط۔

"فالملقیات ذکرا" کی جگہ "فالمدبرات امرا" پڑھ دے تو نماز ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۴۴۸) زید نے سورہ والمرسلات نماز میں شروع کی مگر بجائے فالملقیات ذکرا کے فالمدبرات امرا جو والنازعات میں ہے پڑھا۔ نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی (۴) فقط۔

"ولا انتم عابدون کی جگہ ولا انتم تعبدون" پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۴۹) زید نے فرض مغرب میں سورہ قل یا یها الکافرون میں لا اعبدماتعبدون ولا انتم تعبدون ما اعبد آہ پڑھ کر رکعت اول پڑھائی اور دوسری میں اذاجاء پڑھی۔ آیا نماز ہوگئی یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب زلة القاری (ج ۱ ص ۵۹۲ .ط.س.ج ۱ ص ۶۳۲) ظفیر. (۲) مشکوٰة . کتاب فضائل القرآن . باب فصل ثالث (ص ۱۹۱) ۱۲ ظفیر.

(۳) ولو زاد کلمة اونقص کلمة الخ لم تفسدان لم یتغیر المعنی (درمختار) قال فی شرح المنیة وان ترك کلمة من ایة فان لم تغیر المعنی مثل وجزاء سیئه مثلها بترك سئیة الثانیة لا تفسد وان غیرت مثل فما لهم یومنون بترك لا ، فانه یفسد عند العامة وقیل لا والصحیح الا ول (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب . زلة القاری ج ۱ ص ۵۹۱ .ط.س.ج ۱ ص ۶۳۲) ظفیر. (۴) ومنها ذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل ان کانت الکلمة التی قرأ ها مکان کلمة یقرب معناها وهی فی القران لاتفسد صلا ته نحوان قرأ مکان العلیم الحکیم (عالمگیری کشوری فصل خامس زلة القاری ج ۱ ص ۷۸ .ط.ماجدیه ج ۱ ص ۷۹) ظفیر.

(جواب) نماز ہو گئی کیونکہ معنی صحیح رہے۔(۱) فقط۔

تیرہ آیتوں کے پڑھنے کے بعد متشابہ لگنے کی وجہ سے کوئی لفظ رہ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۰) امام نے قراءۃ نماز میں تیرہ آیت پڑھ کر سہواً آیت متشابہات پڑھ گیا یا کوئی لفظ درمیان میں رہ گیا اور بلا سجدہ سہو نماز ختم کی تو نماز درست ہے یا نہ۔

(جواب) نماز صحیح ہو گئی۔(۲) فقط۔

الف مقصورہ و ممدودہ کو نون غنہ کے ساتھ پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۵۱) اگر کوئی قاری حافظ نماز میں الف مقصورہ اور الف ممدودہ کو نون کے ساتھ پڑھے تو نماز میں کوئی قصور ہے یا صحیح ہے۔ مثلاً موسیٰ کو موساں اور صحریٰ کو صحراں اور بشریٰ کو بشراں، علیٰ ہذا القیاس۔ اور جب ان سے کہتے ہیں تو بگڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں ایسا نہیں پڑھتا۔ حالانکہ حافظوں نے بھی سنا وہ بھی شکایت کرتے ہیں۔

(جواب) نماز صحیح ہو گئی لیکن امام کو ایسی غلطی نہ کرنی چاہئے اس طرح پڑھنے سے غلط ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے۔ یہ لحن ہے۔ لیکن پچھلی نمازوں کا اعادہ لازم نہیں ہے۔ آئندہ احتیاط ضروری ہے۔(۳) اگر امام اس غلطی کو نہ چھوڑے تو دوسرا امام صحیح خواں مقرر کیا جاوے۔ فقط۔

ضاد کی جگہ ظاء پڑھ دے تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۲) جس شخص نے نماز میں ضاد کو اس کے مخرج سے ادا کرنے کا قصد کیا مگر بوقت ادا سہواً یا لغزش سے زبان ضاد کو ظاء پڑھ گیا تو اس کی نماز صحیح ہو گئی یا نہیں۔ اور جو شخص قصداً ضاد کی جگہ ظاء خواہ زاء پڑھے اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) اگر خطاءً بجائے ضاد معجمہ کے ظاء معجمہ پڑھی گئی تو بقول اکثر نماز صحیح ہے لیکن اگر قصداً ضاد کی جگہ ظاء یا زاء پڑھی تو قاضی ابو عاصم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز اس کی فاسد ہے اور اسی کو مختار کہا ہے۔ اور بزازیہ میں بھی اس کو مختار اور اعدل الاقوال کہا ہے۔ شامی میں ہے قال فی الخانیۃ والخلاصۃ الا صل فیما ذکر حرفاً مکان حرف وغیر المعنی ان مکن الفصل بینهما بلا مشقة تفسدو الا یمکن الا بمشقة کالظاء مع الضاد المعجمتین والصاد مع السین المهملتین والطاء مع التاء قال اکثر هم لا تفسد اه وفی خزانة الا کمل قال القاضی ابو العاصم ان تعمد ذلك تفسدوان جری علی لسانه اولا یعرف التمییز لا تفسدوهو المختار حلیه وفی البزازیه وهو اعدل الا قاویل وهو المختار وفی التتارخانیة عن الحاوی حکی عن الصفار انه کان یقول الخطاء اذا دخل فی الحروف لا یفسدلان فیه بلوی عامة الناس (۴) ص ۴۲۵

---

(۱) ایضاً۔
(۲) ومنها ذکر اية مكان ايته لو ذكر اية مكان ايته الخ لا تفسد (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۷۹ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۸۰)
(۳) ومنها القراة بالا لحان ان غیر المعنی والا لا الا فی حرف مدو لین اذا فحش والا لا ، (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۸۹ .ط.س. ج ۱ ص ۶۳۰) ظفیر۔
(۴) ردالمحتار مطلب زلة القاری باب ما یفسد الصلوٰة جلد اول ص ۵۹۲ .ط.س. ج ۱ ص ۶۳۳ . ۱۲ ظفیر۔

شامی جلد نمبر ا فقط۔

شین کی جگہ سین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۵۳) ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے جو شین کی جگہ سین پڑھے اور شین کی جگہ سین پڑھے؟ اور جو نمازیں ان غلطیوں کے ساتھ پڑھی وہ ہو گئی یا نہیں؟

(جواب) امام ایسے شخص کو بنانا چاہئے جو قرآن شریف صحیح پڑھے اس کو امام نہ بنائیں جو غلطیاں مذکورہ کرتا ہے جو نمازیں ان غلطیوں کے ساتھ پڑھی گئی وہ ہو گئی۔(۱) مگر آئندہ کو اسے امام نہ بنائیں جب تک کہ وہ قرآن شریف کو صحیح ادا نہ کرے۔

قرات میں غلطی سے نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۴) ایک امام نے آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کی جگہ من قبله والمؤمنون پڑھا، نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) جو صورت سوال کی آپ نے لکھی ہے اس میں نماز ہو گئی۔(۲) فقط۔

کیا سورہ فاتحہ میں وقف و عدم وقف سے شیطان کا نام بنتا ہے

(سوال ۱۴۵۵) زید کہتا ہے کہ الحمد کی دال پر وقف کر کے للہ کہنا چاہئے کیونکہ وقف نہ کرنے میں دال معلوم ہوتا ہے اور دالی شیطان کا نام ہے۔ علیٰ ہذا۔ ایاک کے کاف پر وقف کرنا چاہئے کیونکہ وقف نہ کرنے سے کنعبد معلوم ہوتا ہے اور یہ نام شیطان کا ہے یہ قول صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب) یہ قول زید کا غلط ہے۔ فقط۔

سمع اللہ لمن حمدہ کی ادائیگی

(سوال ۱۴۵۶) ایک شخص سمع الله لمن حمده کو اس طرح پڑھتا ہے کہ ہولیمن مسموع ہوتا ہے، آیا صحیح ہے یا غلط؟

(جواب) اس طرح پڑھنا اس شخص کا باعتبار قرات کے غلط ہے صحیح نہیں ہے قراءۃ کے قاعدہ میں یہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ میں صرف بو واو اور یاء کی آجاوے نہ یہ کہ صریح واو اور یاء یعنی ہولیمن پڑھا جاوے یہ بالکل غلط ہے چاہئے کہ وہ امام سمع الله لمن حمده پڑھیں اور ایسی قراءۃ سے معاف رکھیں۔ فقط۔

مفسد صلوٰۃ غلطیاں

(سوال ۱۴۵۷) ایک امام قرآن شریف غلط پڑھتا ہے۔ غلطیاں یہ ہیں الحمد للہ میں ال کو اس طرح پڑھتے ہیں جس سے ل کا زیر معلوم ہوتا ہے۔ نعبد کی دال کو زبر پڑھتے ہیں مستقیم کے قاف کو کاف پڑھتے ہیں الخ۔ ان

---

(۱) ردالمحتار میں ہے ان كان الخطاء بابدال حرف بحرف فان امكن الفصل بينهما بلا كلفة كالضاد مع الظاء ...... فاتفقوا على انه مفسدوان لم يمكن الا بمشقة كالظامع الضادوالصاد مع السين فاكثرهم على عدم الفساد لعموم البلوى وبعضهم يعتبر عسر الفصل بين الحرفين وعدمه وبعضهم قرب المخرج وعدمه(ج ۱ ص ۶۵۹ .ط.س.ج۱ص۶۳۳) ظفير.

(۲) ومنها ذكر كلمة مكان كلمة على وجه البدل ان كانت الكلمة التى قرأها مكان كلمة يقرب معناها وهى فى القران لا تفسد صلوٰت (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۷۸ .ط.ماجديه ج۱ص۷۹) ظفير.

غلطیوں سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

ترتیل

(سوال ۱۴۵۸/۲) ترتیل ضروری ہے یا نہیں ؟ اور شد و مد ضروری ہیں یا کیا ؟

(جواب) ایسی غلطیوں سے جن کا سوال میں ذکر ہے نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی اعادہ کرنا چاہئے۔(۱)

(۲) اس قدر ترتیل جس سے حروف صحیح ہوں فرض ہے۔ شد و مد میں بعض ضروری ہیں بعض ادنیٰ۔(۲)

لا اعبد کو لام کے حذف کے ساتھ پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۵۹) سورہ کافرون میں دوسری آیت کے شروع میں جو لا اعبد ہے اور میم کے ساتھ ما تعبدون ہے، اگر لا کا الف اور ما کا الف گرا دیا جاوے اور صرف زبر کے ساتھ دونوں پڑھے جاویں تو نماز ہوئی ؟ اگر نہیں ہوئی تو نماز لوٹانی چاہئے یا نہ ؟

(جواب) نماز نہیں ہوئی سب کو لوٹانی چاہئے۔(۳) فقط۔

زیر کی جگہ زبر پڑھ دے تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۶۰) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اگر مصلی نماز میں زیر کی جگہ زبر یا برعکس پڑھے تو کافر ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے یا کیا ؟

(جواب) کافر نہیں ہوتا مگر نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(۴) فقط۔

دو آیت پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۶۱) نماز میں والشّمس شروع کی اور درمیان میں دو آیت و الشمس والضحها...... والليل اذا يغشها پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں ؟

(جواب) نماز ہوگئی۔(۵)

قراءۃ میں ایک سورہ کا ایک حصہ پڑھ کر بھول سے دوسری سورۃ میں چلا گیا

(سوال ۱۴۶۲) عمر نے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے یہ آیت پڑھی لله ما فی السمٰوٰت وما فی الارض الملك القدس العزيز الحكيم سے لا يهدى القوم الظالمين تک۔ بعد اس کے لوٹ کر یہ پڑھنا شروع کیا یعنی سورہ بقرہ کا آخر رکوع ما فی السموات وما فی الارض آخر رکوع تک پڑھا اور دوسری رکعت میں بعد سورہ

....

(۱) ولا غير الا لثغ به اى بالا لثغ على الا صح كما فى البحر عن المجتبى الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۴ ط.س. ج۱ ص ۵۸۱ قوله غير الا لثغ به قال فى المغرب هو الذى يتحول لسانه من السين الى الثاء وقيل من الراء الى الغين او اللام او الياء زاد فى القاموس او من حرف الى حرف (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۴ ط.س. ج۱ ص۵۸) ظفير.

(۲) ورتل القران ترتيلا (سورة مزمل . ۱)(۳) ومنها حذف حرف الى قوله) ان لم يكن على وجه الا يجاز والترخيم ...... ان غير المعنى تفسد صلاته عند عامة المشائخ (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۷۸ ط. ماجديه ج۱ ص۷۹) ظفير.

(۴) ان الخطاء اما فى الا عراب اى الحركات والسكون (الى قوله) ان ما غير المعنى تغيرا يكون اعتقاده كفر يفسد فى جميع ذالك سواء كان فى القران اولا الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۰) ظفير.

(۵) ومن فرائضها التى لا تصح بدونها (الى قوله) ومنها القراءة لقادر عليها (درمختار) قوله ومنها القراءة اى قراءة اية من القران وهى فرض عملى فى جميع ركعات النفل والوتر وفى ركعتين من الفرض (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۱۵ ط.س. ج۱ ص۴۴۲......۴۴۶) ظفير.

فاتحہ کے سورہ مزمل کا آخر رکوع پڑھ کر نماز کو ختم کر دیا۔ اس حالت میں نماز صحیح ہوئی یا نہیں ؟

(جواب) عمر سے اول بھول ہوئی غلط پڑھ دیا پھر سورہ بقرہ کی آخر آیات کو صحیح پڑھ دیا اور دوسری رکعت میں سورہ مزمل کا آخر رکوع پڑھا۔ نماز ہوگئی اور سجدہ سہو وغیرہ کچھ لازم نہیں مگر افضل یہ ہے کہ فرائض کی ہر ایک نماز میں ہر ایک رکعت میں اولیین سے پوری سورہ بعد الحمد کے پڑھے۔ متفرق آیات پڑھنا فرائض میں خلاف مستحب ہے۔ (۱) فقط۔

ضاد کا مخرج کیا ہے

(سوال ۱۴۶۳) (ض) کو مشابہ (ظ) پڑھنا چاہئے یا مشابہ (د) یا کس طرح پڑھی جاوے ؟

(جواب) حرف (ض) مستعمل ایک حرف ہے جو مخصوص لسان عربی کا ہے اس کو نہ مشابہ د پڑھنا چاہئے نہ مشابہ ظ اور یہ بغیر کسی مستند قاری سے مشافہۃً سیکھے ہوئے واقعی طور پر نہیں آسکتا۔ رہا یہ کہ اس میں ایک قسم کا تشابہ جو سمجھا جاتا ہے تو کتب قرأت و تجوید کی عبارات سے تشابہ ظ کے ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے۔ نهاية القول المفيده في علوم التجويد مطبوعه ص ۴۸ میں اس کی تحقیق مبسوط موجود ہے المنح الفكريه على متن الجزويه۔ مطبوعيه مصر لملا علی قاریؒ ص ۳۴ و ص ۳۹ دیکھ لیا جاوے اور قراء حرمين شريفين زاد الله شرفهما کا معمول بها تشابه بالدال ہو رہا ہے جس کے دلائل بوجہ تنگی معروض نہیں کئے جاتے۔ چونکہ یہ حالی کیفی چیز ہے صرف کتابت و تحریر میں دشوار ہے۔ فقط۔

قراءۃ میں کچھ الفاظ چھوٹ گئے نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۴۶۴) اگر امام نے نماز میں آیت واذ قال عيسىٰ بن مريم يا بني رسول الله اليكم لیکن یا بنی کے بعد (اسرائیل انی چھوڑ دیا تو نماز ہوئی یا نقص رہا؟ اور ایک مقتدی کو یہ آیۃ یاد تھی اس نے لقمہ بھی نہ دیا تو اس کی نماز بھی ہوئی یا نہیں ؟

درمیان کا حصہ قراءۃ میں چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۶۵/۲) سورہ الرحمٰن میں حور مقصورات فی الخيام پڑھنا شروع کیا اور درمیان کی آیات کو چھوڑ کر متكئين على رفرف سے آخر تک پڑھا تو نماز ہوئی یا نہیں ؟

(جواب) (۱) نماز ہوگئی کچھ نقص نہیں رہا۔ لقمہ نہ دینے والے کی بھی نماز ہوگئی اور سب مقتدیوں کی بھی ہوگئی۔ (۲)

(۲) اس صورت میں بھی نماز ہوگئی۔ کچھ نقص نہیں رہا۔ (۳) فقط

---

(۱) الا فضل ان يقرأ في كل ركعة الفاتحه وسورة كاملة في المكتوبة (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۷۷. ط. ماجديه ج۱ ص۷۸) ولو قرأ في ركعة من وسط سورة ومن اخر سورة وقرأ في الركعة الا خرى من وسط سورة اخرى او من اخر سورة اخرى لا ينبغي له ان يفعل ذالك على ما هو ظاهر الرواية ولكن لو فعل ذالك لاباس به (ايضاً). ط. ماجديه ج۱ ص۷۸.

(۳،۲) وزاد كلمة او نقص كلمة او نقص حرفا او قدمه و بدله اخر الخ لم تفسد مالم يتغير المعنى (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج۱ ص ۵۹۱ زلة القارى. ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفير.

ضاد کو نماز میں کس طرح پڑھنا چاہیے

(سوال ۱۴۶۶) لفظ ضؔ کو نماز میں کس طرح پڑھنا چاہیے۔

(جواب) ضاد کو اس کے مخرج سے پڑھنا چاہیے نہ نکل سکے تو جیسے ادا ہو جائے نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط۔

لحافظون کی جگہ لنا فظون پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے

(سوال ۱۴۴۷) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام نے نماز کی پہلی رکعت میں مقدار دس آیات کے بعد سہواً بجائے لحافظون کے لنافظون پڑھا ہے...... اس صورت میں نماز فاسد ہوگی یا نہیں اس کا جواب مع حوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔

(جواب) نماز ہو گئی۔(۲) فقط۔

ضاد کا مخرج کیا ہے اور جو دال مفخم پڑھے اس کی امامت درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۶۸) جزری و شاطبی و تحفہ نذریہ و ملا علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ضاد معجمہ کو دال اور ظاء سے جدا پڑھنا فرض ہے اگر کوئی سیکھے تو ضاد کو صحیح پڑھ سکتا ہے مگر سیکھتا نہیں۔ ظا یا دال مفخم کے مشابہ کر کے پڑھتا ہے اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر ضاد کو بصورت دال مفخم پڑھنے سے نماز کے نہ ہونے کا حکم کیا جاوے گا تو تمام عرب کے قراء و علماء وائمہ میں سے بھی کسی کی نماز نہ ہوگی اور نہ کسی مقتدی کی نماز ہوگی۔ کیونکہ وہ سب دوالین پڑھتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حکم لگانا غلط ہے اور اس میں حرج ہے۔ البتہ عمدہ اور بہتر یہی ہے کہ مخرج سے ادا کرنے میں سعی کرے نہ ظاء پڑھے نہ دال اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ضاد کو دال مفخم کی صورت میں پڑھنا دال پڑھنا نہیں ہے جیسا کہ طاء، ت نہیں وقس علیہ۔ بلکہ مخرج عہ ناقص ہے ضاد کا جو دال پُر کے مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) الا ما یشق تمییزہ کالضاد والظاء فاکثرھم لم یفسدھا (الدر المختار ج۱ ص ۹۱. ط.س. ج۱ ص۶۳۳) ظفیر.

(۲) لوزاد کلمة او نقص کلمة او نقص حرفا او قدمه اوبدله اخر الخ لم تفسد ما لم یتغیر المعنی (الدر المختار فصل زلة القاری ج ۱ ص ۹۰. ط.س. ج۱ ص ۶۳۲) ظفیر.

عہ قولہ مخرج ناقص ہے۔ الخ۔ وجہ یہ ہے کہ دال مفخم کی صورت میں مخرج ضاد یعنی حافہ لسان مع الافراس سے بہت کچھ کام لینا پڑتا ہے۔ اور مخرج دال یعنی کنارہ زبان اور ثنایا علیا کی جڑ کو بھی فی الجملہ شمول ہوتا ہے۔ البتہ جو جو دال کی صفت ہے دال معجم کی صورت میں ادا نہیں ہوتی ہے۔ یہاں مخارج و صفات فوائد مکیہ سے ماخوذ ہے۔ جمیل الرحمٰن۔

فصل ثانی
مکروہات صلوٰۃ
(جن چیزوں سے نماز میں کراہت پیدا ہوتی ہے)

مزار کے مقابل نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱٤٦۹) زید نے ایک مسجد تعمیر کی۔ اس مسجد کے وسط صحن میں ایک مزار ہے جس کا نقشہ منسلک ہے۔ اگر کوئی شخص مزار کے مقابل نماز پڑھے جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) قبر کے سامنے نماز فرض اور نفل پڑھنا مکروہ ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ ایسے موقع پر اگر قبر واقع ہو جیسا کہ اس صورت موجودہ میں ہے تو اس قبر کا نشان مٹادیا جائے پس جب کہ نشان قبر فرش مسجد میں نہ رہے گا تو نماز میں کچھ کراہت نہ ہوگی اور اگر نشان قبر نہ مٹایا جاوے گا تو پھر قبر کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے اس کا علاج اور بندوبست ایسا کیا جائے کہ قبر کے ہر طرف ایک کٹھڑا بنادیا جاوے تو پھر بھی کراہت مرتفع ہو جاوے گی۔(۱) فقط۔

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں

(سوال ۱٤۷۰) قومہ سے سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کو اٹھالیتے ہیں نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) بلا ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں اور نماز ادا ہو جاتی ہے۔(۲) فقط۔

دوسروں کے کھیت میں بلا اجازت نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱٤۷۱) بلا اجازت دوسرے کی زمین میں نماز پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہوگئی۔(۳) فقط۔

عاجزی کی طور پر ننگے سر نماز بلا کراہت جائز ہے

(سوال ۱٤۷۲) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص ننگے سر اس نیت سے نماز پڑھے کہ عاجزانہ درگاہ خدا میں حاضر ہوتا ہوں تو کچھ حرج نہیں۔

....

(۱) وکذا تکرہ فی اما کن کفوق کعبة الخ ومقبرة (درمختار) واختلف فی علتہ فقیل لان فیها عظام الموتی وصدیدهم وهو نجس وفیه نظرو قیل لان اصل عبادة الا صنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد وقیل لانه تشبه بالیهود وعلیه مشی فی الخا نیة ولا باس بالصلاة فیها اذا کان فیها موضع اعد للصلاة ولیس فیه قبرو لا نجاسة ولا قبلة الی قبر (ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۲ .ط.س. ج۱ ص ۳۷۹) ظفیر.

(۲) وکره کفه ای رفعه ولو لتراب کمشمر کم او ذیل وعبثه به ای بثوبه وبجسده للنهی الا لحاجة ولا باس به خارج صلاة (در مختار) قال فی النهایة وحاصله ان کل عمل هو مفید للمصلی فلا باس به اصله ماروی ان النبی صلی الله علیه وسلم عرق فی صلاته فسلت العرق عن جبینه ای مسحه لا نه کان یوذیه فکان مفید اکیلا تبقی صورة فاما ما لیس بمفید فهو العبث اه وقوله کی لا تبقی صورة یعنی حکایته صورة الا لیة کما فی الحواشی السعد یة الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج۱ ص ۵۹۸ و ج ۱ ص ۵۹۹ .ط.س. ج۱ ص ٦٤۱) ظفیر.

(۳) وکذا تکره الخ او للغیر لو مزروعة (درمختار) فان اضطربین ارض مسلم وکافر یصلی فی ارض المسلم اذا لم تکن مزروعة فلرمزروعة اولکا فریصلی فی الطریق اه لان له فی الطریق حقا کما فی مختارات النوازل وفیها تکره فی ارض الغیر لومزروعة او مکروبة الا اذا کانت بینهما صداقة او رای صاحبها لا یکره فلا باس به نقل سیدی عبد الغنی عن الاحکام لوالده الشیخ اسمعیل ان النزول فی ارض الغیر ان کان لها حائط او حائل یمنع منه والا فلا، والمعتبر فیه العرف اه یعنی عرف الناس بالرضا ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵٤ .ط.س. ج۱ ص ۳۸۱) ظفیر.

(جواب) یہ تو کتب فقہ میں بھی لکھا ہے کہ بہ نیت مذکورہ ننگے سر نماز پڑھنے میں کراہت نہیں ہے۔ درمختار میں لا باس به للتذلل الخ ۔(۱) فقط۔

تولیہ یا رومال باندھ کر نماز پڑھانا کیسا ہے

(سوال ۱۴۷۳) تولیہ یا رومال بجائے عمامہ کے باندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں اور تولیہ ٹوپی پر باندھنا مکروہ ہے یا نہیں اور اس سے نماز پڑھانا مکروہ ہے یا نہیں اور یہ اعتجار ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص اس پر طعن کرے اور الفاظ جاہلانہ توہین کے کہے تو اس کو عتاب ہونا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) تولیہ ورومال ٹوپی پر باندھنا مکروہ نہیں ہے یعنی عمامہ کے طور پر باندھنا اور نماز اس سے مکروہ نہ ہوگی بلکہ اطلاق عمامہ کا اس پر آوے گا اور باندھنے والا مستحق ثواب ہوگا۔ اور یہ اعتجار مکروہ نہیں ہے عصابہ بمعنی عمامہ بھی آتا ہے اور پٹی جو سر پر باندھی جاوے اس کو بھی عصابہ کہتے ہیں۔ العصابة تاتى بمعنے العمامة كما فى القاموس وشرح شمائل للقارى .(۲) عمامہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت منقول ہے کہ آپ کے پاس دو عمامے تھے۔ ایک سات ذراع کا اور ایک بارہ ذراع کا لیکن صحیح یہ ہے کہ اس میں کوئی تحدید شرعاً نہیں ہے۔ بقدر ضرورت ہونا کافی ہے۔(۳) جمع الوسائل شرح الشمائل لعلی القاری میں ہے وقال الشيخ الجزرى فے تصحيح المصابيح تتبعت الكتب وتطلبت من السير والتواريخ لا قف على قدر عمامة النبى صلى الله عليه وسلم فلم اقف حتىٰ اخبر نى من اثق به انه وقف على شئى من كلام النووى ذكر فيه انه كان له صلى الله عليه وسلم عمامةً قصيرةً وعمامةً طويلةً وان القصيرة كانت سبعة اذرع مطلقاً من غير تقييد بالقصير والطويل الخ ۔(۴) فقط۔

نماز میں بعض آیت کے ختم پر دعا اور اس کا حکم

(سوال ۱۴۷۴) ایک امام عالم نے نماز تراویح میں سورہ رحمٰن پڑھی۔ فبای آلاء ربکما تکذبان کو پڑھ کر خاموش ہو گیا۔ مقتدیوں نے اس کے جواب میں لا بشئى من نعمك ربنا تكذب فلك الحمد جہراً پڑھا۔ اسی طرح وہ فرائض جس میں جہری قرأۃ کی جاتی ہے اس میں ختم سورہ قیامہ پر بلیٰ اور سورہ سبح اسم ربك میں (سبح اسم ربك) پر سبحان ربى الا علىٰ اور ختم سورہ والتین پر (بلى وانا ولك من الشاهدين وغیرہ مقتدی جہراً پڑھا کرتے ہیں (۱) تراویح یا فرائض میں جوابات آیۃ مسطورہ پڑھنے کی تعلیم مقتدیوں کو دینا اور ان سے عمل کرانا کیسا ہے۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۹۹ .ط.س. ج۱ ص ۶۴۱ ۱۲ ظفير. (۲) جمع الوسائل. (۳) فان لم تكن عمامته بالكبيرة التى يوذى حملها حاملها الخ ولا بالصغيرة التى تقصر عن وقاية الراس من الحروالبردبل كانت وسط بين ذالك الخ وقال السيوطى لم يثبت فے مقدارها حديث وفى خبر ما يدل على انها عشرة اذرع والظاهر انها كانت نحوا لعشرة او فوقهايسير و قال الطحاوى فى فتاويه رأيت ما نسب لعائشة ان عمامة فى السفر بيضاء وفى الحضر سوداء وكل منهاسبعة اذرع الخ وفى تصحيح المصابيح لا بن الجزرى تتبعت الكتب الخ لا قف على قدر عمامته صلى الله عليه وسلم فلم اقف على شئى حتى اخبر نى من اثق به انه وقف على شئى من كلام النووى ذكر فيه انه كان له عمامة قصيرة ستة اذرع وعمامة طويلة اثنا عشر ذراعا (شرح الموهب لدنيه للزرقانى ج ۵ ص ۴) ظفير.

(۴) جمع الوسائل.

امام کا ایسی آیتوں پر رکنا کیسا ہے

(سوال ۲/ ۱۴۷۵)امام کا بحالت نماز فرض یاتراویح جوابی آیۃ کی قرأۃ کے بعد رکنا اور مقتدی کے جوابات سن لینے کے بعد پھر قراءۃ کرنا کیسا ہے۔

کیااس سے غیر قرآن میں اشتغال نہیں ہوتا

(سوال ۱۴۷۶/۳)جوابات بالا کو نماز فرائض یاتراویح میں پڑھنے سے مقتدی مشتغل بغیر القرآن ہے یا نہیں۔

اس طرح کا غیر قرآن میں اشتغال مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۷۷/٤)اس قسم کے اشتغال بغیر القرآن سے نماز کا کیا حکم ہے۔

اگر کراہت ہو تو اعادہ واجب ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۷۸/٥)اگر حکم کراہت تحریمی ثابت ہو تو نماز کا اعادہ لازم ہوتا ہے یا نہیں۔

ائمہ اربعہ میں یہ کس کا مذہب ہے

(سوال ۱۴۷۹/٦)خیر القرون میں جب سے کہ تراویح کی بیس رکعت پر اجماع ہوا ہے کہ کسی نے ایسا عمل کیا ہے یا نہیں۔ائمہ اربعہ میں سے یہ فعل کس کا مذہب ہے۔

(جواب)(۱)جائز نہیں ہے یظهر من الروايات المنقولة فی السوال وفي شرح المنية الكبير واما الامام والمقتدى فلا يفعل ذالك السوال والتعوذ لا فی الفرض ولا فی النفل الذی تقصدمنه الجماعة كالتراويح۔(۱)

(۲)یہ فعل امام کا مکروہ اور منافی موضوع نماز کے ہے۔

(۳،۴،۵)ظاہر ہے کہ یہ اشتغال بغیر القرآن ہے اور اس سے نماز میں کراہت تحریمی ہوگی اور کراہت تحریمیہ میں اعادہ نماز کا واجب ہے اور اعادہ کی ضرورت سے معلوم ہوا کہ پہلی نماز میں نقصان رہا اس نقصان کے جبر کے لئے اعادہ واجب ہول۔(۲)

(٦)ثابت نہیں ہے اور ائمہ میں سے امام شافعیؒ اس کو جائز فرماتے ہیں۔کما فی شرح المنية الكبير . وان كان المصلى المنفرد فی الفرض يكره له ذلك لعدم الورود وفيه خلاف الشافعیؒ استدل بالحديث ولنا انه فی النفل كما مر۔(۳)فقط۔

صرف ٹوپی اوڑھ کر امامت مکروہ نہیں

(سوال ۱۴۸۰)ٹوپی اوڑھ کر امامت کرنا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب)ٹوپی سے امامت درست ہے کچھ کراہت نہیں ہے۔البتہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا اور امامت کرانا

(۱)غنية المستملى ص ۳٤٥ . ۱۲ ظفير.
(۲)وكل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها والمختار انه جابر للاول (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ٤٢٥ و ج ۱ ص ٤٢٦ .ط.س.ج۱ص٤٥٦) ظفير.
(۳)غنية المستملى ص ۳٤٥. ۱۲ ظفير.

افضل ہے اور ثواب زیادہ ہے لیکن ٹوپی بھی مکروہ نہیں ہے۔ کذا فی شرح المنیۃ الکبیر۔(۱)

ایک ہاتھ کے اشارہ سے نابینا کو قبلہ رخ کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۸۱) اگر کوئی نابینا بغیر ٹھیک کرنے سمت قبلہ کے نماز جماعت میں شامل ہو جاوے اور پاس والے نمازی نے اپنے ہاتھ چھوڑ کر اس کا رخ ٹھیک کر دیا اور رخ ٹھیک کرنے والے کی چھاتی قبلہ سے نہیں پھری تھی اور نہ کوئی اور حرکت نماز توڑنے والی سرزد ہوئی تو اس کی نماز ہو جاوے گی یا نہیں اور اگر نابینا بغیر رخ ٹھیک کرنے کے نماز ادا کرتا ہے تو اس کی نماز درست ہوگی۔

(جواب) اگر ایک ہاتھ کے اشارہ اور حرکت سے اس نابینا کے رخ کو ٹھیک کر دے تو اس قدر فعل قلیل ہے اور فعل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر ضرورت دونوں ہاتھوں سے ٹھیک کرنے کی ہو تو یہ فعل کثیر ہے اگر ایسا کرے گا تو ٹھیک کرنے والے کی نماز نہ ہوگی اور بہتر یہی ہے کہ اگر اس نابینا کے رخ کو یہ نمازی ٹھیک کر لے تو پھر از سر نو نیت باندھے(۲) اور اگر اس نے ٹھیک نہ کیا تو نابینا کی نماز ہو جاتی ہے۔ فقط۔

کواڑ بند کر کے نماز شروع کی اور کسی نے آکر شور مچانا شروع کیا تو کیا کرے

(سوال ۱۴۸۲) کسی حالت میں اگر دروازہ کوٹھے کا اندر سے بند کر کے کوئی نماز شروع کرے اور دوسرا شخص باہر سے اندر جانا چاہے جب کہ اندر والے شخص کا حال نماز پڑھنے کا معلوم نہیں۔ حالانکہ باہر والے نے ایسا تنگ کیا ہے کہ اندر والے کو نماز کا رجوع مشکل ہو گیا ہے، اب نمازی کیا طریقہ اختیار کرے۔

حالت نماز میں انسان یا حیوان حملہ آور ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۴۸۳/۲) اسی نماز قائم ہوئی حالت میں مقابلہ دشمن از قسم انسان یا حیوان یا حشرات الارض کس طرح کرے جس میں اندیشہ نقصان ہو۔

(جواب) (۱) ایسی حالت میں اگر کھنکارنے سے کام چل جاوے تو کھنکارنا درست ہے تا کہ باہر سے آنے والا سمجھے کہ نماز پڑھ رہا ہے جیسا کہ در مختار میں کہا اولا علام انه فی الصلوٰة فلا فساد علی الصحیح الخ ۔(۳) باقی نماز پڑھنا اس صورت میں درست نہیں ہے۔ کما یظهر من تفصیل العلماء۔

(۲) نماز توڑ دے۔ در مختار میں ہے وما یباح قطعها لنحو قتل حیة الخ۔(۴) فقط۔

(اس سے آگے عبارت ہے ونداية وفور قدر وضياع ما قيمته درهم له او لغيره (درمختار) قوله يباح قطعها ای ولو كانت فرضا كما فی الامداد .شامی(۵) ظفیر۔

---

(۱) والمستحب ان يصلي الرجل في ثلثة اثواب ازار و قميص وعمامة ولو صلى فی ثوب واحد متوشحابه جميع بدنه كما يفعله القصار فی المقصرة جاز من غير كراهة مع تيسر وجود الطاهر الزائد ولكن فيه ترك الا ستحباب (غنية المستملی ص ۳۳۷ . ظفير غفرله. (۲) ويفسدها كل عمل كثير ليس من اعمالها ولا صلاحها وفيه اقوال خمسة اصحها مالا يشك بسببه الناظر من بعيد فی فاعله انه ليس فيها وان شك انه فيها ام لا ، فقليل (درمختار) رواه الثلجی عن اصحابنا حلية القول الثانی ان ما يعمل عادة باليدين كثيروان عمل بواحدة كالتعمم وشد السراويل وما عمل بواحدة قليل الخ واكثر الفروع اوجميعها مفرع على الا ولين والظاهر ان ثانيها ليس خارجا عن الا ول لان ما يقام باليدين عادة يغلب ظن الناظرانه ليس فی الصلوٰة (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة الخ ج۱ ص ۵۸۳. ص ۵۸۴. ط.س. ج۱ ص ۶۲۴) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۷۸ .ط.س. ج۱ ص ۶۱۹. ۱۲ ظفير. (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتارباب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۱۲ ط.س۔ج۱ص ۶۵۴. ۱۲ ظفير.

(۵) ردالمحتار ايضاً .ط.س. ج۱ ص ۶۵۴. ۱۲ ظفير.

اگر نمازی کا تہبند یا پاجامہ کھل جائے تو دونوں ہاتھ سے باندھنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۸۴)اگر مصلی کا تہبند یا ازار بند حالت نماز میں بوقت قیام کھل گیا تو مصلی اس کو دونوں ہاتھوں سے باندھ کر نماز پوری کر سکتا ہے یا از سر نو پڑھنی چاہئے۔ ایسے ہی گھنڈی یا بند یا ٹوپی اوڑھنی یہ جملہ افعال دونوں ہاتھوں کے ہیں ان سے نماز کا کیا حکم ہوگا۔

(جواب)کبیری شرح منیہ میں ہے ویکرہ ایضا فی الصلوٰۃ نزع القمیص والقلنسوۃ الخ وکذا یکرہ لبسهما اذا کان النزع واللبس بعمل یسیرلا نه عمل اجنبی من الصلوٰۃ لا یحصل به تتمیم شئی من اعمالها ولهذا کان مفسداً اذا حصل بعمل کثیر بان احتاج الی الیدین اوکان مما لورآه الناظر ظنه لیس فی الصلوٰۃ الخ۔(۱)اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حالت نماز میں کرتہ اور ٹوپی کا نکالنا اور پہننا اگر عمل یسیر سے ہو یعنی ایک ہاتھ سے اور اس طور سے ہو کہ دیکھنے والا اس نمازی کو یہ خیال نہ کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر عمل کثیر سے ہو تو مفسد صلوٰۃ ہے۔ اور ازار بند اور تہبند اور بند انگہ وغیرہ کے باندھنا بغیر دونوں ہاتھ کے بظاہر دشوار ہے۔ لہذا یہ عمل کثیر ہے۔ اور مفسد صلوٰۃ ہوگا۔(۲)فقط۔

ہرن کی دباغت دی ہوئی کھال کا مصلی بنانا درست ہے

(سوال ۱۴۸۵)ہرن کی ایسی کھال پر جس کے ساتھ چاروں کھر اور سینگ معلق ہوں مصلی بنا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہ؟

(جواب)اس کھال پر نماز بلا کراہت کے درست ہے۔ وجہ کراہت کی کچھ نہیں ہے۔(۳)فقط۔

کھلی کہنی نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۴۸۶)اگر کہنیاں کھلی ہوں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب)نماز ہو جاتی ہے مگر یہ امر خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے یعنی جب کہ کپڑا موجود ہو اور اگر نہ ہو تو کچھ کراہت نہیں ہے۔(۴)فقط۔

چوری والے کپڑے کی ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۸۷)اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں کہ درزی سے کوئی کپڑا مانگ لیا یا کرتہ میں مثلاً گلا لگوایا تو درزی دوسروں کے کپڑے میں سے لگاتے ہیں ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے یا نہ۔

---

(۱)غنیة المستملی مکروهات صلوٰۃ ص ۳۴۴ . ۱۲ ظفیر.

(۲)ویفسد ها کل عمل کثیر لیس من اعمالها ولا لا صلا حها وفیه اقوال خمسة اصحها لا یشك بسببه الناظر من بعید فی فاعله انه لیس فیها وان شك انه فیها ام لا فقلیل الخ (درمختار) القول الثانی ان ما یعمل عادةً بالیدین کثیرو ان عمل بواحدة کالتعمم وشدالسراویل وما عمل بواحدة قلیل وان عمل بهما کحل السراویل ولبس القلنسوة الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۳ و ج ۱ ص ۵۸۴.ط.س.ج۱ص۶۲۴) ظفیر.

(۳)شعر المیتة وعظمها طاهر وکذا العصب والحافروالخف والظلف والقرن والصوف والو بروالریش والسن والمنقاروالمخلب الخ (عالمگیری کشوری باب المیاه فصل ثانی ج ۱ ص ۲۳.ط ماجدیه ج۱ص۲۴) کل اهاب دبغ دباغة حقیقیة بالا دویة او حکمیة بالترتیب والتشمیس والا لقاء فی الریح فقد ظهرو جازت الصلوٰۃ فیه (ایضاً).ط.ماجدیه ج۱ ۲۵ ظفیر.(۴)ولو صلی رافعا کمیه الی المرفقین کره کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری کشوری . باب مایکرد فی الصلوٰۃ ج۱ ص ۱۰۵ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۰۶)ظفیر:

(جواب) نماز ادا ہو جاتی ہے لیکن ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اگر گمان غالب یہ ہو کہ اس درزی نے چوری کا کپڑا لگایا ہے تو اس سے نماز بھی مکروہ ہوتی ہے اگر چہ ادا ہو جاتی ہے۔(۱)

نمازی پنکھا کرنے سے خوش ہو تو اس کی نماز میں کوئی کراہت نہیں

(سوال ۱۴۸۸) نمازی کو اگر کوئی شخص پنکھا کرے اور نمازی اس فعل سے خوش ہو تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نمازی کو اگر کوئی شخص پنکھا کرے لوجہ اللہ اور نمازی کو اس سے راحت ہو اور وہ باطمینان نماز پوری کرے تو اس سے نماز میں کچھ فساد اور خلل اور کراہت نہ ہو گی نماز پڑھنے والا اگر اس سے خوش ہو تب بھی اس کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہ آوے گی اور مساجد میں جو پنکھے لگے ہوئے ہیں ان سے کسی کی نماز میں کچھ کراہت نہ ہو گی۔ البتہ نماز پڑھنے والے کو خود یہ حکم کسی کو نہ کرنا چاہئے کہ وہ اس کو پنکھا کرے نماز پڑھتے ہوئے کہ یہ امر خلاف ادب کے ہے۔ اگر چہ نماز میں اس سے بھی کچھ کراہت نہ آوے گی۔ فقط۔

نمازی کے آگے سے گذرنے کی حد کیا ہے

(سوال ۱۴۸۹) نمازی کی آگے کو گذرنا منع ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھ رہا ہے تو اندر مسجد کے اس کے آگے کو گذرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑی مسجد میں جہاں نمازی کی نظر پہنچے جب کہ وہ اپنی نظر کو موضع سجود پر رکھے وہاں تک آگے کو نہ گذرے۔ پس اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھتا ہو تو اندر کے درجہ میں آگے کو گذر سکتا ہے۔(۲) فقط۔

نماز میں پیشانی کی مٹی جھاڑنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۹۰) نماز پڑھنے میں اگر پیشانی پر مٹی لگ جاتی ہے اس کا پونچھنا کیسا ہے۔

(جواب) نماز میں نہ پونچھے بعد نماز کے اگر پونچھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن اچھا یہ ہے کہ نہ پونچھے۔(۳) فقط۔

فوجی ٹوپی پہن کر نماز جائز ہے

(سوال ۱۴۹۱) اگر کوئی شخص سر پر بجائے ٹوپی کے کلاہ فوجی بلا ضرورت رکھ کر نماز پڑھے یا پڑھاوے تو نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور بغیر نماز پہننا کیسا ہے۔

(جواب) اس ٹوپی سے نماز ہو جاتی ہے لباس اور ٹوپی میں کوئی خاص طریق اور وضع مامور بہ نہیں ہے بلکہ جیسے جس ملک کی عادت اور رواج ہو اس کے موافق لباس اور ٹوپی وغیرہ پہننا درست ہے، حدیث شریف میں ہے کلو اما

---

(۱) وكذا تكره فى اما كن كفوق كعبة الخ وارض مغضوبة (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة قبيل باب الاذان ج ۱ ص ۳۵٤: ط.س. ج۱ ص۴۰۳) ظفير.

(۲) ومرورمار فى الصحراء وفى مسجد كبير بموضع سجوده فى الا صح او مرور بين يديه او حائط القبلة فى بيت ومسجد صغير فانه كبقعة واحدة مطلقا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۹۳. ط.س. ج۱ ص ٦٣٤) (۳) ويكره للمصلى ان يمسح عرقه او يمسح التراب عن جبهته فى اثناء الصلوٰة الخ ولايكره بعد السلام (غنية المستملى ص ۳٤۵) ظفير.

شئتم والبسوا ما شئتم الحدیث (۱) یعنی جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو مگر حرام سے بچو اور تکبر واسراف نہ کرو۔ فقط۔

جیب میں رشوت کے پیسے رکھ کر نماز درست ہے یا نہیں اسی طرح رشوت کے پیسے سے خریدے ہوئے کپڑے پہن کر نماز صحیح ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۹۲) اگر کسی شخص کی جیب میں رشوت کا روپیہ پڑا ہو تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں اور رشوت کے روپیہ سے بنا ہو کپڑا اگر بدن پر ہو تو نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے اور نماز میں کراہت اس وجہ سے نہیں ہے کہ رشوت کا گناہ علیٰحدہ ہے اور اگر کپڑا بدن پر رشوت کے روپیہ سے بنا ہوا ہے تو اس سے نماز مکروہ ہے۔ (۲) فقط۔

نماز میں بچہ وغیرہ کا تصور اچھا نہیں

(سوال ۱۴۹۳) نماز میں پسر کا تصور کرنا جائز ہے یا نہیں۔ (۲) کسی دنیاوی چیز کا خیال کرنا کیسا ہے۔

قصداً لڑکے کا تصور کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۴۹۴) تکبیر تحریمہ کے بعد قصداً پسر کا خیال کیا جائے یا نہیں۔

(جواب) (۱، ۲) نماز میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تصور اور کسی کا خیال قصداً نہ کرنا چاہئے۔ (۳)

(۳) نہیں چاہئے۔ (۴) فقط۔

سلام کے بعد بغیر دعا کئے مقتدی جا سکتا ہے

(سوال ۱۴۹۵) مقتدی کو امام کی دعا کے ساتھ دینا چاہئے یا کہ وقت کا لحاظ رکھا جائے۔

(جواب) اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے اور کوئی ضروری کام ہے تو سلام کے بعد فوراً چلے جانے میں کچھ گناہ نہیں ہے اور اس پر کچھ طعن نہ کرنا چاہئے اور اگر دعا کے ختم تک انتظار کرے اور امام کے ساتھ دعا میں شریک ہو تو بہت اچھا ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے۔ (۵) فقط

غلط رخ نماز پڑھنے والے کی اصلاح کرنا جائز ہے

(سوال ۱۴۹۶) جو شخص بے رخ نماز پڑھ رہا ہے اس کو ہاتھ سے سیدھا کرنا چاہئے یا زبان سے۔

(جواب) ہاتھ سے بھی سیدھا کرنا درست ہے اور زبان سے بھی، اس سے نماز میں کچھ خلل نہ آوے گا۔ (۶) (یعنی اس نمازی کی نماز میں خلل نہ ہو گا اور سیدھا کرنے والا اگر خود نماز میں ہو تو اسے ایک ہاتھ کے اشارہ سے کرنا چاہئے زبان سے بولے گا تو نماز نہ ہو گی، اس لئے کہ نماز میں بولنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔)

---

(۱) ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہ مل سکی باقی نماز کے جائز ہونے میں قطعاً کوئی کلام نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔
(۲) جس طرح ارض مغضوبہ میں مکروہ ہے وکذا تکرہ فی اما کن کفوق کعبة الخ وارض مغصوبة (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۸۴. ط.س. ج۱ ص ۴۰۳) ظفیر. (۳) ان المساجد للہ فلا تد عو مع اللہ احدا (الجن . ۱) ظفیر. (۴) وفی الفتاویٰ ولو تفکر فی صلاة فتذکر حدیثا او شعرا او خطبة او مسئلة یکره ولا تفسد صلاته کذا فی السراج الوہاج (عالمگیری مصری . باب ما یفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۹۴. ط. ماجدیه ج۱ ۹۸) ظفیر.
(۵) ویستحب ان یستغفر الخ ویدعو ویختم بسبحان ربك (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صفة الصلاة بعد الفصل ج ۱ ص ۴۹۵. ط.س. ج۱ ص ۵۳۰) ظفیر. (۶) ولو اعمی فسواه رجل بنی (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۴۰۳. ط.س. ج۱ ص ۴۳۴) ظفیر.

حالت نماز میں چادر یا رضائی اوڑھنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۴۹۷) حالت نماز میں چادر یا رضائی کو سر پر اوڑھنا چاہیئے یا کاندھے پر اور اس کے بائیں جانب کے دونوں کونے لٹکے رہیں یا کندھے پر ڈال لیں۔ افضل کیا ہے۔

(جواب) دونوں طرح اوڑھنا درست ہے اور یہ بھی درست ہے کہ بائیں طرف کے دونوں کونے لٹکے رہیں کیونکہ جب داہنی طرف کا کنارہ بائیں مونڈھے پر اوڑھ لیا تو سدل جو کہ مکروہ ہے نہ رہا اور بہتر ہے کہ بائیں طرف کے کونے بھی مونڈھے پر ڈال لے۔(۱) فقط۔

زیر زبر کی غلطی پر لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱۴۹۸) اگر امام سے زیر زبر کی غلطی ہو جاوے کہ جس سے معنی میں کوئی فرق نہ ہو تو ایسی حالت میں لقمہ دینے سے کراہت ہوگی یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں لقمہ دینے سے کچھ کراہت نہیں ہے۔ غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔(۲) فقط۔

درمیان میں چھوٹی صورت چھوڑنا مکروہ ہے اور اس حالت میں نماز کا اعادہ مستحب ہے

(سوال ۱۴۹۹) امام نے مغرب میں پہلی رکعت میں سورہ کوثر اور دوسری میں سورہ نصر پڑھی، اول تو چھوٹی بڑی دوسرے خلاف ترتیب درمیان میں چھوٹی سورۃ چھوڑ دی گئی اس صورت میں اعادہ واجب تھا یا نہ، اگر اعادہ کر لیا تو گناہگار تو نہ ہوگا۔ ثواب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) چھوٹی سورہ درمیان میں چھوڑنا مکروہ تنزیہی ہے لہٰذا اعادہ اس نماز کا واجب نہیں ہے لیکن اگر کسی نے اعادہ کیا تو گناہ نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور ثواب، جیسا کہ شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے۔ **والحق التفصیل بین کون تلک الکراهة کراهة تحریم فتجب الا عادة او تنزیهیة فتستحب الخ** (۳) اور سورہ کوثر اور سورہ نصر میں بڑی چھوٹی ہونے کا اس قدر فرق نہیں ہے کہ کراہت لازم آوے۔(۴) فقط۔

بلاضرورت سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کرنا خلاف ادب ہے

(سوال ۱۵۰۰) سجدے میں جانے کے وقت پاجامہ اوپر کو کرنا کیسا ہے۔

(جواب) بلاضرورت اچھا نہیں۔(۵) فقط۔

....

(۱) وکره الخ سدل ثوب ای ارساله بال لبس معتاد (درمختار) فعلی هذا تکره الطیلسان الذی یجعل علی الراس وقد صرح به شرح الوقایة ا ه اذا لم یدره علی عنقه والا فسدل (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۷ .ط.س. ج۱ ص ۶۳۹) ظفیر.

(۲) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفا تحه واخذ بکل حال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س. ج۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

(۳) ردالمحتار .باب صفة الصلوٰة . واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۱ ص ۴۵۵ .۱۲ ظفیر.

(۴) واطالة الثانیة علی الاولیٰ یکره تنزیها اجماعا ان بثلاث ایات ان تقاربت طولاوقصر اوالا اعتبرا لحروف والکلمات واعتبر الحلبی فحش الطول لا عدد الایات واستثنی فی البحر ما وردت به السنة واستظهر فی النفل عدم الکراهة مطلقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی القرأة ج ۱ ص ۵۰۶ .ط.س. ج۱ ص ۵۴۱) ظفیر.

(۵) وکره کفه ای رفعه ولو لتراب کمشمر کم او ذیل وعبثه به ای ثبو به للنهی الا لحاجة (درمختار) وحاصله ان کل عمل هو مفید للمصلی فلا باس به (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۸ و ج۱ ص ۵۹۹) ظفیر.

کب لقمہ دینا چاہئے

(سوال ۱۵۰۱) امام نے قراءۃ میں بھول کر دوسری سورۃ شروع کر دی، دو دفعہ لقمہ دیا مگر امام نے لقمہ نہ لیا۔ لقمہ کس وقت دینا چاہئے اور لقمہ دینے والے کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر امام بقدر تین آیۃ کے بعد سورہ فاتحہ کے پڑھ چکا ہے تو لقمہ دینے کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ فوراً رکوع کرنا چاہئے اور اگر تین سے پہلے بھول گیا تو بہتر یہ ہے کہ کسی دوسری جگہ سے پڑھنا شروع کرے اگر ایسا نہ کیا تو جب مقتدی پر ثابت ہو جائے کہ امام کو آگے یاد نہیں آتا تو لقمہ دے دیوے بدون مہلت کے فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے کما فی الشامی ص ۶۵۰ (۱) اور نماز بہر حال صحیح ہے۔(۲) فقط۔

بغیر کلی کے کرتہ سے نماز جائز ہے

(سوال ۱۵۰۲) اگر کوئی شخص بغیر کلیوں کا کرتہ پہن کر نماز پڑھے تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں۔

(جواب) بغیر کلیوں کا کرتہ پہن کر نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے کیونکہ مقصود ستر عورت ہے اور وہ اس صورت میں حاصل ہے۔ فقط۔

پڑھتے ہوئے سورہ بھول جائے تو دوسری شروع کر دے

(سوال ۱۵۰۳) اگر امام نے بعد الحمد شریف کے کوئی سورہ پارہ عم سے شروع کی اور بوجہ بھول جانے کے نہ پڑھ سکا تو امام کو یہ اختیار ہے کہ وہ پارہ تبارک الذی یا اور کسی پارہ سے کوئی رکوع پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) اس صورت میں امام کو چاہئے کہ دوسری جگہ سے پڑھے۔(۳) فقط۔

مسجد کے مغربی گوشہ میں دیوار کے باہر قبریں ہوں تو اس سے نقصان نہیں

(سوال ۱۵۰۴) ایک مسجد کے مغربی گوشہ کے سواء تمام اطراف میں قبریں بنی ہوئی ہیں تو مغربی گوشہ میں قبریں تیار ہو سکتی ہیں یا نہیں اور کیا مسجد کی دیوار جو حائل ہے کافی ہے یا نہیں۔

(جواب) اس گوشہ مغربی میں اگر قبور کی جائیں تو نماز میں کراہت نہ ہوگی، کیونکہ دیوار مغربی مسجد حائل کافی ہے قال فی شرح المنیة لاباس فی الصلوٰۃ فی المقبرۃ اذا کان فیها موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیه قبر و هذا لان الکراهة مطلقة بالتشبیة باهل الکتاب وهو منتف فیما کان علی الصفة المذکورة الخ۔(۴) فقط

(۱) ویکره ان یفتح من ساعة کما یکره للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی اية اخری لایلزم من وصلها ما یفسد الصلوٰة اوالی سورة اخری اویرکع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم به الزیلعی وفی روایة قدر المستحب کما رجحه الکمال الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۱ص۶۲۲) ظفیر.

(۲) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفا تح و اخذ بکل حال (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ویکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۱ص۶۲۲) ظفیر.

(۳) یکره ان یفتح من ساعة کما یکره للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی اية اخری لایلزم من و صلها مایفسد الصلوٰة اوالی سورة اخری (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۱ص۶۲۲) ظفیر.

(۴) غنیة المستملی ص ۳۵۰. ۱۲ ظفیر.

ولایتی کپڑے میں نماز درست ہے

(سوال ۱۵۰۵) ولایتی کپڑے سے نماز جائز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس کپڑے سے درست ہے۔(۱) فقط۔

نمازی کے سامنے مسجد میں لیٹنا اور بات کرنا مکروہ ہے

(سوال ۱۵۰۶) جب کہ مسجد میں نمازی نماز پڑھتے ہوں ان کو درمیان لیٹنا اور بیٹھ کر گفتگو کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز پڑھنے والوں کے پاس اس طرح باتیں کرنا کہ ان کی نماز میں سہو اور نقصان آنے کا خوف ہو مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

تمباکو کے ساتھ نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۰۷) اگر کوئی شخص پینے کا تمباکو ہمراہ لے کر نماز پڑھے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ تمباکو کے دھوئیں کو اکثر لوگ حرام کہتے ہیں تو تمباکو کا پینا بھی مکروہ ہوا۔

(جواب) تمباکو پینا حرام نہیں ہے اور نہ اس کا دھواں حرام ہے اور نہ نجس ہے پس اگر اس تمباکو میں کوئی نجس چیز نہیں ہے تو اس کے پاس رکھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خود تمباکو ناپاک نہیں ہے لیکن اس میں جو شیرہ وغیرہ پڑتا ہے اگر وہ پاک ہو نجس نہ ہو تو پھر اس کو ساتھ رکھ کر نماز صحیح ہے اگرچہ اچھا نہیں ہے۔(۳) فقط۔

نماز میں بار بار پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں

(سوال ۱۵۰۸) نماز میں بار بار پاجامہ کو اٹھانا کیسا ہے

سجدے میں پیروں کا سرکانا کیسا ہے

(سوال ۱۵۰۹/۲) سجدے میں جاتے وقت دونوں پیروں کا زمین سے اونچا ہونا یا آگے پیچھے سرکانا کیسا ہے اس سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) بار بار اٹھانا اچھا نہیں مگر نماز صحیح ہے۔(۴)

(۲) اس میں بھی نماز صحیح ہے مگر حتی الوسع ایسا قصداً نہ کیا جاوے۔(۵) فقط۔

....

(۱) اس لئے کہ حکماً پاک ہے اور نماز کے لئے یہی شرط ہے ولو شك في نجاسة ماء اوثوب الخ لم يعتبر (در مختار من شك في انائه وثوبه فهو طاهر الخ وكذا ما يتخذه اهل الشرك والجهلة من المسلمين كالشمن والخبزو الا طعمة (ردالمحتار كتاب الطهارة مطلب ابحاث الغسل ج ۱ ص .ط.س.ج۱ص ۱۵۱) ظفير.

(۲) وصلاته الى وجه انسان ككراهة استقباله فالا ستقبال لومن المصلى فالكراهة عليه والا فعلى المستقبل ولو بعيد الخ ولا يكره الى ظهر قاعد او قائم ولو يتحدث الا اذا خيف الغلط بحديثه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۰۲ و ج ۱ ص ۶۱۰ .ط.س.ج۱ص ۶۴۴) ظفير.

(۳) قلت فيفهم منه حكم النبات الذى شاع فى زماننا المسمى بالتتن وقد كرهه شيخنا العمادى فى هديته الحاقا بالثوم والبصل بالاولىٰ (درمختار) قوله فيفهم منه حكم النبات وهوالا باحة على المختار (ردالمحتار كتاب الا شربة ج ۵ ص ۴۰۷ .ط.س.ج۱ص ۴۶۰).

(۴) ويكره للمصلى ان يعبث بثوبه وبجسده الخ (هدايه باب مايكره فى الصلوٰة ج ۱ ص ۱۲۴) ظفير.

(۵) ومنها السجود بجبهته وقدميه ووضع اصبع واحدة منها شرط (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۶ .ط.س.ج۱ص ۴۴۷) ظفير.

درمیان سر کھول کر نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۱۰)اگر سر پر عمامہ ہو اور ٹوپی نہ ہو پیچ سے سر کھلا ہوا ہو تو نماز میں کیسا ہے

(جواب)ایسا مکروہ ہے مگر نماز ہو جاتی ہے۔(۱)فقط

نماز میں کہنی کھلی رکھنی مناسب نہیں

(سوال ۱۵۱۱)نماز میں آستین مونڈھوں تک چڑھانا کیسا ہے نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا۔

(جواب)نماز ہو جاتی ہے مگر یہ فعل اچھا نہیں۔(۲)فقط۔

جالیدار ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں

(سوال ۱۵۱۲)جالی دار کپڑے کی ٹوپی سے نماز مکروہ ہوتی ہے یا نہیں، اور ہمیشہ استعمال کرنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب)جو کپڑا مردوں کو پہننا مباح ہے اگر وہ جالی دار ہو تو اس کی ٹوپی سے نماز درست ہے اور استعمال اس کا اس طریقہ پر کہ کشف عورت نہ ہو، درست ہے۔ فقط۔

نماز میں آنکھیں بند کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۱۳)آنکھیں بند کر کے نماز میں قراءۃ کرنا کیسا ہے

(جواب)آنکھیں بند کرنا نماز میں اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ تنزیہی ہے اور خلاف اولیٰ ہے۔(۳)اور بغرض تحصیل خشوع و خضوع آنکھیں بند کرنا بلا کراہت درست ہے بلکہ بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ خشوع حاصل کرنے کے لئے آنکھیں بند کر لینا اولیٰ ہے۔ شامی میں ہے بل قال بعض العلماء انه الاولیٰ فقط۔(۴)

شک کی وجہ سے اعادہ کی ضرورت نہیں

(سوال ۱۵۱۴)اگر نماز کے سجدہ میں ناواقفی سے دعا کی پس جب معلوم ہوا کہ یہ جائز نہیں اب اسے شک ہوا کہ یہ دعا کلام الناس تھی یا نہیں پس اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب)شک میں اعادہ کی ضرورت نہیں اگر اعادہ کر لیوے تو اچھا ہے فقط۔

خلاف ترتیب قراءۃ مکروہ ہے

(سوال ۱۵۱۵)زید نے والضحیٰ کے بعد دوسری رکعت میں الشمس پڑھی تو نماز میں کیا نقص آیا، نماز ہوئی یا نہیں۔

---

(۱)ویکره اشتمال الصماء والا عتجار (درمختار) لنهی النبی صلی الله علیه وسلم عنه وهو شد الراس او تکویر عما مة علی راسه ترک وسطه مکشو فا ج ۱ ص ۶۱۰، ۶۱۱ .ط.س. ج۱ص۶۵۲ ظفیر.

(۲)وکره کفه ای رفعه ولولتراب کمشمر کم او ذیل وعبثه به ای بثوبه (درمختار) قوله کمشمر کم الخ ای کما لو دخل فی الصلوٰة وهو مشمر کمه اوذیله الخ لکن قال فی القنية واختلف فیمن صلی وقد شمرکمیه کعمل کان یعمله قبل الصلاة او هیته ذالک ومثله ما لو شمر للوضوء ثم عجل لادراك الرکعة مع الا مام واذا دخل فی الصلوٰة کذالك وقلنا بالکراهة فهل الا فضل ارخاء کمیه فیها بعمل قلیل او ترکها لم اره والا ظهر الا ول الخ وقید الکراهة فی الخلاصة والمنیة بان رافعا کمیه الی المرفقین (ردالمحتار باب مایفسد الصلاة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۸ .ط.س. ج۱ص ۶۴۰) ظفیر.

(۳)وکره الخ تغمیض عینه للنهی الا لکمال الخشوع (درمختار) ثم الظاهران الکراهة تنزیهة (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج۱ ص ۶۰۵ .ط.س. ج۱ص ۶۴۵)

(۴)ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۴ .ط.س. ج۱ص ۶۴۲،۱ ظفیر

(جواب) قصداً فرض میں ایسا کرنا مکروہ ہے اور سہواً ایسا ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے اور بہر حال نماز صحیح ہے۔(۱) فقط۔

پہلی رکعت میں والضحیٰ اور دوسری میں والتین پڑھنے سے کراہت نہیں پیدا ہوتی

(سوال ۱۵۱۶) اول رکعت میں والضحیٰ پڑھے اور دوسری رکعت میں الم نشرح کو درمیان میں چھوڑ کر والتین پڑھی تو یہ مکروہ ہے یا نہیں۔

(جواب) چھوٹی سورتوں میں اس کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے یعنی یہ کہ ایک سورۃ درمیان میں چھوڑ کر تیسری سورۃ دوسری رکعت میں پڑھنا فرائض میں مکروہ ہے لیکن والضحیٰ اور الم نشرح اور والتین چھوٹی سورتوں میں سے نہیں ہیں بلکہ اوساط مفصل میں سے ہیں لہذا اس میں یہ صورت مکروہ نہیں ہے۔(۲) فقط۔

طلائی یا ریشمی کپڑوں میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۱۷) جس کلاہ یا ٹوپی پر سچے یا جھوٹے طلاء کا کام ہو اس کے ساتھ نماز پڑھنی یا پڑھانی یا کسی ٹسری اور ریشمی کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) اگر چار انگشت سے زیادہ کام ہو تو استعمال اس کا ناجائز ہے اور نماز اس کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔ ایسا ہی حکم ہے ریشمی کپڑے کا۔(۳) فقط۔

نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے

(سوال ۱۵۱۸) نمازی کے سامنے منہ کر کے بیٹھنا کیسا ہے، اگر پہلے سے کوئی بیٹھا ہوا ہے اور اس کے منہ کی طرف کوئی نماز پڑھنے لگے یا پہلے سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو اس کی طرف کوئی منہ کر کے بیٹھ جاوے تو ان دونوں صورتوں میں نماز مکروہ ہوگی یا ایک صورت میں اور کراہت دونوں صورتوں میں کس کی طرف راجع ہوگی۔

(جواب) درمختار میں ہے **وصلوٰته الی وجه انسان ککراهة استقباله فالا ستقبال لو من المصلی فالکراهة علیه والا فعلی المستقبل الخ۔**(۴) یعنی استقبال نمازی کی طرف سے ہے تو کراہت اس پر ہے اور اگر دوسرے کی طرف سے ہے تو کراہت اس پر ہے نمازی پر نہیں ہے۔

امام فرش پر ہو اور مقتدی مصلیٰ پر تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۱۹) زید کہتا ہے کہ جماعت میں امام کے نیچے جاء نماز یا مصلیٰ ہو اور مقتدیوں کے نیچے نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی۔

(جواب) اگر امام کے نیچے جاء نماز اور مصلیٰ ہو اور مقتدیوں کے نیچے نہ ہو یا بر عکس تو نماز دونوں صورتوں میں صحیح

---

(۱) ویکره الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکو سا الا اذا ختم القران (درمختار منکوسا بان یقرأ فی الثانیة سورة أعلی مما قرأفی الا ولی لان ترتیب السورفی القراء ة من واجبات الصلوٰة .(ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج۱ص۵۴۶) ظفیر. (۲) ویکره الفصل بسورة قصیرة(درمختار) اما بسورة طویلة بحیث یلزم منه اطالة الرکعة الثانیه اطالة کثیرة فلا یکره شرح المنیة (رد المحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج۱ص۵۴۶) ظفیر.

(۳) یحرم لبس الحریر الخ علی الرجل لا المراء ة الا قدر اربع اصابع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی اللبس ج ۵ ص ۳۰۸ .ط.س.ج۶ص۳۵۱) ظفیر. (۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۰۲ .ط.س.ج۱ص۵۴۵.۱۲.

ہے۔(۱) فقط

ساڑی میں عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۲۰) عورتوں کو دھوتی باندھنا اور اس سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) عورتوں کو دھوتی باندھنا اور دھوتی سے نماز پڑھنا درست ہے غرض یہ ہے کہ پردہ پورا ہونا چاہئے دھوتی ہو یا پاجامہ اس کی کچھ خصوصیت نہیں ہے۔(۲) فقط۔

ناکہ حیوان کی چربی کے ساتھ نماز درست ہے

(سوال ۱۵۲۱) اگر ناکہ حیوان بحری کی چربی کا تیل ہاتھوں پاؤں پر مالش کر کے بغیر دھوئے نماز پڑھی جاوے تو نماز درست ہوگی یا نہیں۔

(جواب) نماز اس صورت میں صحیح ہے۔(۳) فقط

فاسق کی تکبیر سے نماز میں خرابی نہیں آتی

(سوال ۱۵۲۲) جو شخص زانی ہو اور اپنے بیٹے کی زوجہ پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالے اس کے تکبیر پڑھنے سے نماز میں کچھ نقصان آتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس شخص کے تکبیر پڑھنے سے نماز میں کچھ نقصان نہیں ہوتا۔(۴) فقط۔

نماز میں اگر تھوکنا ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۵۲۳) نماز میں منہ بھر کر تھوک آیا تو کس طرف تھوکے یا نہیں۔

(جواب) اگر نگل نہ سکے تو کپڑے میں لے لے۔(۵) فقط۔

قطرہ کے خوف سے عضو خاص پر کپڑا لپیٹنے سے نماز میں نقصان نہیں ہوتا

(سوال ۱۵۲۴) قطرہ نکلنے کے خوف سے پیشاب گاہ پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۵۲۵) ایک عالم شخص مرور بین الصفین کے جواز کے استدلال میں حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عباسؓ پیش کرتے ہیں کیا یہ استدلال صحیح ...... اور امام صاحبؒ کے نزدیک مسئلہ کس طرح ہے۔

(جواب) یہ حنفیہ کا بھی مذہب ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔ در مختار میں ہے وکفت سترة

---

(۱) اس لئے کہ اس سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی صرف جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے خواہ اس پر جانماز بھی ہو یا نہ ہو واللہ اعلم ظفیر.

(۲) والرابع ستر عورة ووجوبه عام ولو فی الخلوة علی الصحیح الخ وهی الخ للحرة ولو خنثیٰ جمیع بدنها حتیٰ شعرها النازل فی الا صح فلا الوجه والکفین الخ والقدمین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ص ۳۷٤ ط.س.ج۱ص ٤٠٤) ستر عورت خواہ پاجامے سے ہو خواہ ساڑی دونوں برابر ہے۔ یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ ساری باندھنا ہندوانہ لباس ہے بلکہ ملک کے بعض حصوں میں مسلمان عورتوں کا بھی لباس ہے جس طرح پاجامہ پہننے والے علاقوں میں ہندو عورتیں بھی بکثرت پاجامہ پہنتی ہیں۔ یعنی ان کا بھی لباس یہی ہے اور مسلمان عورتوں کا بھی۔ واللہ اعلم ظفیر الدین غفرله.

(۳)

(٤) وکره اذا ان الجنب واقامة واقامته المحدث واذان المرأة والفاسق (کنز) واما الفاسق فلان قوله لا یوثق به ولا یقبل فی الا مور الدینیه الخ (البحر الرائق باب الا ذان ج ۱ ص ۲۷۷) اس میں فاسق کی اذان کو مکروہ لکھا ہے۔ مگر اس کی تکبیر کو مکروہ نہیں کہا واللہ اعلم ۱۲ ظفیر. (٥) قال النبی صلی اللہ علیه وسلم فلا یبزقن احد کم قبل قبلة ولکن عن یساره او تحت قدمه ثم اخذ طرف ردائه فبصق فیه ثم رد بعضه علی بعض فقال او یفعل هکذا رواه البخاری (مشکوٰة باب المساجد ص ۷۱) ظفیر.

الامام للکل۔(۱)اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرور بین یدی المصلی قاطع صلوۃ نہیں ہے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے۔(۲)اور علاوہ بریں وہ اس وقت تک بالغ نہ تھے وہ خود فرماتے ہیں کہ فاھزت البلوغ یعنی میں اس وقت قریب البلوغ تھا۔ پس اس سے حجت جواز مرور کی نہیں ہو سکتی۔(۳)فقط۔

سنی کی نماز شیعی مسجد میں درست ہے

(سوال ۱۵۲۶)سنی شیعہ کی مساجد میں اور شیعہ سنی کی مساجد میں نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب)نماز ہو جاتی ہے۔(۴)فقط۔

ناک سے نماز میں آواز نکالنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۲۷)ایک شخص کو زکام ہے وہ اگر مخارج حروف صحیح نکالنے کی وجہ سے سو سو کرتا یعنی ناک میں سے اوپر کی طرف دم کھینچ کر ناک کو درست کر لیتا ہے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)نماز میں ایسی آواز نکالنا نہ چاہئے باایں ہمہ اگر نکالی گئی بضرورت تصحیح مخارج حروف تو نماز صحیح ہے۔(۵)فقط

بھولے سے خلاف ترتیب قراءۃ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۲۸)امام نے پہلی رکعت میں سورہ الرحمٰن پڑھی اور دوسری میں للہ ما فی السموات تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب)بھولے سے ایسا کرنے میں نماز بلا کراہت صحیح ہے۔(۶)فقط۔

مسجد کی چھت پر نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۲۹)ایک پرانی مسجد جو ایک کھنی تھی اب اس کے آگے جدید بر آمدہ بنایا۔ جدید بر آمدہ کی چھت پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور اس میں درجہ قدیم اور بر آمدہ جدید دونوں برابر ہیں۔(۷)فقط۔

---

(۱)الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۹۷ .ط.س.ج۱ص۱۲.۶۳۸ ظفیر.(۲)ولا یفسد ھا الخ مرور بین یدیہ ای حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیر فانه کبقعة واحدة مطلقا ولو امرأة او کلباً (درمختار) بیان الا طلاق واشاربه الی الرد علی الظاھریة بقولھم یقطع الصلاة مرور المرأة والکلب والحمار وعلی احمد فی الکلب الا سود، والی ان ماروی فی ذالك منسوخ کما حققه فی الحلیة (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۵۹۳.ط.س.ج۱ص۶۳۴)ظفیر.(۳)وعن ابن عباس قال اقبلت راکبا علی اتان وانا یومئذ قد نا حضرت الا حتلام الخ (مشکوٰۃ باب السترة ص ۷۴) دوسری حدیث میں صراحت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لو یعلم المار بین یدی المصلی ما ذا علیه، لکان ان یقف اربعین خیر اله ان یمر بین یدیه متفق علیه . ایک روایت میں ہے فلیقا تله فانما ھو شیطان رواہ البخاری (دیکھئے مشکوٰۃ باب السترہ ص ۷۴) ظفیر.(۴)قال النبی صلی اللہ علیه وسلم وجعلت ای الا رض مسجد (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۲)ظفیر.(۵)والتنحنح بحر فین بلا عذر اما به بان نشا من طبعه فلا او بلا غرض صحیح فلو لتحسین صحته الخ فلا فساد علی الصحیح (در مختار) لا نه یفعله لا صلاح القراءۃ فیکون القراءۃ معنی (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ج ۱ ص ۵۷۸.ط.س.ج۱ص۶۱۸) ظفیر.(۶)ویکرہ الفصل بسورة قصیرة وان یقرأ منکوسا (در مختار)انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سھوا فلا کما فی شرح المنیة(ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۱۰ و ج۱ ص ۵۱۱.ط.س.ج۱ص۵۴۶)ظفیر.(۷) رأیت القھستانی نقل عن المفیدہ کراھة الصعود علی سطح المسجد ا ہ ویلزمه کراھة الصلوٰۃ ایضاً فوقه (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۴.ط.س.ج۱ص۶۵۶) ظفیر.

فرض میں تکرار آیات سے نقصان آتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۳۰) اگر فرض نماز میں کوئی شخص کسی آیۃ کو خدا کا خوف دل پر طاری ہو جانے کی وجہ سے یا بطور دعا کے مکرر سہ کرر پڑھے ایسا کرنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) تکرار ایک آیۃ کا بعض احوال میں ثابت ہے۔ پس نماز میں اس سے کچھ خلل نہیں آتا مگر تکرار آیت جو ثابت ہے وہ نوافل میں ہے فرائض اور جماعت میں ایسا نہ کرنا چاہئے اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط۔

اشارہ کرنے سے نماز میں خرابی نہیں آتی

(سوال ۱۵۳۱) زید و عمر نے ظہر میں بکر کی اقتداء کی۔ زید چونکہ نابینا ہے رکعت سوم کو چہارم سمجھ کر بیٹھ گیا۔ عمر نے زید نابینا کو اشارہ کیا تو زید اور عمر کی نماز میں کچھ نقصان تو نہیں ہوا۔

(جواب) کچھ نقصان نہیں آیا۔ (۲) فقط۔

مسجد کا سائبان جو ناچ میں دے دیا گیا ہو اس میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۳۲) ایک شخص نے مسجد کا سائبان ناچ میں دے دیا اب اس سائبان کے نیچے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نمازیوں کو دھوپ کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔

(جواب) اس سائبان کے نیچے نماز پڑھنا جائز ہے اس کو دھوپ وغیرہ کے وقت مسجد میں لگانا چاہئے اور آئندہ کسی محفل ناچ وغیرہ کے لئے نہ دیا جاوے۔ فقط۔

آنے والے کی رعایت سے قراءت کو طول دینا اچھا نہیں

(سوال ۱۵۳۳) امام کو نماز میں نمازیوں کے آنے کا علم ہوا کیا امام اس خیال سے قرأت یا رکوع و سجود کو لمبا کر دیوے یا کچھ خیال نہ کرے

(جواب) در مختار میں ہے کہ امام کو بخیال شامل ہونے آنے والے کے رکوع اور قراءت کو طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی اگر اس کو پہچانتا ہو ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔(۳)

اشارہ مفسد صلوٰۃ نہیں

(سوال ۱۵۳۴) اگر کوئی نابینا یا بینا جماعت میں خلاف امام کے بیٹھا رہا جب کہ امام کھڑا ہو گیا ایسی حالت میں دوسرا مقتدی اس کو متنبہ کرے یا نہ، اگر کرے تو کیسے کرے سبحان اللہ کہے یا کچھ اور یا ہاتھ پاؤں کا اشارہ کرے ایسے خفیف طور پر کہ اپنی نماز فاسد نہ ہو۔ اگر مقتدی کے کہنے سے کھڑا ہو گیا۔ ان صورتوں میں نماز فاسد تو نہیں ہوگی۔

(جواب) مقتدی کے بیٹھے رہ جانے سے اس کو اشارہ سے متنبہ کرنے میں شامی وغیرہ کی تحقیق سے عدم فساد صلوٰۃ ظاہر ہوتا ہے اور ان سب صورتوں کا جو آپ نے لکھی ہیں ایک ہی حکم ہیں یعنی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ در مختار میں

---

(۱) واذا کرر اية واحدة مرار فان کا ن فی التطوع الذی یصلی وحده فذالك غیر مکروه وان کان فی الصلوٰة المفروضة فهو مکروه فی حالة الا ختیار واما فی حالة العذر والنسیان فلا باس هکذا فی المحیط (عالمگیری کشوری . فیما یکره فی الصلوٰة ج ۱ ص ۱۰٦ .ط.س.ج۱ص۱۰۷) (۲) لا باس بتکلیم المصلی واجابته براسه اواری درهما وقیل آجید فاومابنعم اولا ، اوقیل کم صلیتم فاشار بیده انهم صلوار کعتین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ٦۰۳ .ط.س.ج۱ص٦٤٤) ظفیر. (۳) وکره تحریما اطالة رکوع او قراءة لا دراك الجائی ای ان عرفه والا فلا باس به ولو ارادالتقرب الی الله تعالیٰ لم یکره اتفاقا لکنه نادر وتسمیه مسئله الریاء فینبغی التحرز عنها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب فی اطالة الرکوع للجائی جلد اول ص ٤٦٢ .ط.س.ج۱ص۵۰۹) ظفیر.

ہے لا باس یتکلم المصلي واجابته برأسه کما لو طلب منه شئی اواری درهماً وقیل اجید فاومأ بنعم اولا اوقیل کم صلیتم فاشاربیده انهم صلوار کعتین . اما لو قیل له تقدم فتقدم او دخل احد الصف توسع له فوراً فسدت . ذکره الحلبی وغیره خلافاً لما مرعن البحر وردالمحتار قوله اما لو قیل) هو ما وعد به فیما تقدم قبیل قوله وفتحه علی امامه وقد منا هناك ضعفه عن الشرنبلالیة۔(۱) فقط۔

وسوسے کی وجہ سے نیت توڑنا مناسب نہیں

(سوال ۱۵۳۵) زید کو نماز میں شک ہوا کہ میرا کپڑا پاک نہیں اسی وقت نماز چھوڑ کر از سر نو کپڑے بدل کر اور چونکہ بیمار تھا اس لئے از سر نو تیمّم کر کے نماز پڑھنا شروع کیا۔ پھر نماز میں اس کو اپنے تیمّم کی عدم درستگی یا تقاطر بول یا عدم طہارت کا شبہ یا وسوسہ پیدا ہوا حالانکہ اس کا مزاج شکی ہے اور اس کو اکثر وسوسہ اور شبہات ہوا کرتے ہیں کہ لیکن دوبارہ شبہ ہونے پر بوجہ ہنسنے لوگوں کے اس نے بلا قراءۃ و تکبیر و تسبیح والتحیات ودرود کے نماز تمام کی اور قیام وقعود وغیرہ سے قیام صلوٰۃ و قعود صلوٰۃ کی نیت نہیں کی اور دو رکعت سنت کی جگہ پر بھی اسی طرح بلا نیت و بدون قرأت وغیرہ کے صرف قیام وقعود وغیرہ کر لیا بعد کو وہ اپنے اس فعل پر سخت نادم وپشیمان ہوا اور توبہ کی اور اس نماز کا اعادہ کر لیا تو وہ گنہگار ہو گیا نہ۔

(جواب) ایسے وساوس اور شکوک سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ زید کو نماز پوری کر لینی چاہئے تھی یہ اسکے جہل اور ناواقفیت کی وجہ سے ہوا کہ قرأۃ وغیرہ چھوڑ کر نماز کو فاسد کیا۔ بہر حال جب اس نماز کا اعادہ کر لیا تو نماز ہو گئی اور چونکہ اس نے غلطی سے نماز کو فاسد کیا اور قرأت وغیرہ چھوڑی اور پھر نماز کا اعادہ کردیا اس لئے جو کچھ گناہ ہوا تھا وہ معاف ہو گیا آئندہ ایسا نہ کرے۔ فقط۔

وسوسے کا علاج

(سوال ۱۵۳۶) اگر کسی شخص کے مزاج میں شکوک اور وساوس کثرت سے پیدا ہوں تو اس کے دفعیہ کی کون سی صورت ہے۔

(جواب) وساوس و شکوک و اوہام کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ اس کو وسوسہ شیطانی سمجھ کر اس کی طرف التفات نہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے اور نماز پوری کرے اور احادیث میں اس کا یہی علاج وارد ہوا ہے۔(۲) فقط۔

دو آدمی ایک جگہ علیٰحدہ علیٰحدہ نماز پڑھیں تو یہ جائز ہے

(سوال ۱۵۳۷) دو آدمی ایک جگہ علیٰحدہ علیحدی نماز فرض ادا کریں تو ہو جاتی ہے یا نہیں۔

عورت کے سامنے آنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۳۸/۲) اگر نماز ادا کرتے وقت عورتیں سامنے آجاویں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها (ج ۱ ص ۶۰۳. ط س. ج۱ ص ۶۴۴) ظفیر.

(۲) عن القاسم بن محمد ان رجلا ساله فقال انی اهم فی صلاتی فیکثر ذالك علی فقال له امض فی صلاتك فانه لن یذهب ذالك عنك حتی تنصرف وانت تقول ماأتممت صلاتی رواه مالك (مشکوٰة باب الوسوسه فصل ثالث ص ۱۹) ظفیر.

(جواب)(۱) نماز ہر ایک کی اس صورت میں صحیح ہے۔(۱)
(۲) اور عورتوں کے سامنے آنے جانے سے نماز میں کچھ خلل نہیں ہوتا اور نماز فاسد نہیں ہوئی۔(۲) فقط۔

قراءۃ میں رکنے اور لوٹانے سے نماز فاسد نہیں ہوئی

(سوال ۱۵۳۹) مشہور ہے کہ اگر امام قراءۃ میں رک گیا اور تین بار لوٹایا اور صحیح نہ پڑھ سکا تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔
(جواب) یہ بات غلط مشہور ہے۔ نماز نہیں ٹوٹتی۔(۳) فقط۔

لقمہ دینا درست ہے

(سوال ۱۵۴۰) ایک حافظ صاحب نے تراویح پڑھائیں اور ستائیسویں شب کو قرآن شریف ختم کر دیا بعض لوگ اسی محلّہ میں جس میں وہ مسجد تھی نماز پڑھتے تھے، ایک شب کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے بعد ختم قرآن شریف تراویح میں وہ پارہ سنا جس کو وہ نہ سن سکے تھے اس صورت میں اگر امام کوئی غلطی پڑھیں تو سامع کو غلطی بتلانا جائز ہے یا نہیں۔ اگر لقمہ دیا گیا اور انہوں نے لقمہ لے لیا تو نماز جائز ہوگی یا نہ۔
(جواب) سامع کو ان کی غلطی بتلانا اور لقمہ دینا اور ان کو لقمہ لینا درست ہے کسی کی نماز میں کچھ خلل نہیں آیا۔ در مختار میں ہے **بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال الخ**۔(۴) فقط۔

پاؤں کے ہٹانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۴۱) نمازی شروع نماز میں جس جگہ کھڑا ہو حالت نماز میں ایک دفعہ یا چند مرتبہ عمداً یا سہواً دا ہنا پیر اگر اس جگہ سے ہٹ جائے تو اس سے نماز میں کچھ کراہت ہوتی ہے اور فساد ہوتا ہے یا نہیں۔
(جواب) داہنے یا بائیں پیر کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا نہ مفسد صلوٰۃ ہے اور نہ مکروہ البتہ قصداً بلا ضرورت پیر کو آگے پیچھے کرنا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے۔(۵)

نماز میں سر ہلانا اور ادھر ادھر جھکنا منع ہے

(سوال ۱۵۴۲) اگر امام نماز میں سر ہلائے اور چھوٹی چھوٹی سورتوں میں بھی کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف بوجھ ڈال کر نماز پڑھے اور اپنے اعضاء کو بھی متحرک کرے بلکہ قراءۃ میں آوازیں ہا۔ ہو۔ رونے کی آواز نکالے تو ایسی نماز اور آواز کے حق میں کیا حکم ہے۔

....

(۱) ويؤيده ما فى الظهير ية لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه اهله يصلون وحدانا وهو ظاهر الرواية (ردالمحتار باب الا مامة مطلب في تكرار الجماعة في المسجد ج ۱ ص ۵۱۷. ط.س. ج۱ ص۵۵۳) ظفير.
(۲) ولا يفسدها نظره الى مكتوب الخ ومرورمار فى الصحراء وفى مسجد كبير بموضع سجوده فى الا صح او مرور بين يديه الخ مطلقا ولو امرأ ة كلباً (در مختار) واشاربه اى الرد على الظاهرية (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۵۹۳. ط.س. ج۱ ص۶۳۴) ظفير. (۳) يكره ان يفتح من ساعته كما يكره للامام ان يلجئه اليه بل ينتقل الى اية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوٰة او الى سورة اخرى او ير كع اذا قرأ قدر الفرض كما جزم به الزيلعى (ردالمحتار ما يفسد الصلوٰة ج۱ ص ۵۸۲. ط.س. ج۱ ص۶۲۲) ظفير. (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها جلد اول ص ۵۸۲. ط.س. ج۱ ص۶۲۲. ۱۲ ظفير. (۵) وان من لوازمه (اى الخشوع) ظهور الذل وغض الطرف وخفض الصوت وسكون الا طراف (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب فى الخشوع ج ۱ ص ۶۰۰. ط.س. ج۱ ص۶۴۱) ظفير.

(جواب) ایسی حرکتیں نماز میں نہ چاہئے کہ مبنی نماز کا خشوع و خضوع پر ہے۔(۱) فقط

پاک جوتے میں نماز جائز ہے

(سوال ۱۵۴۳) ایک شخص نمازی ہے وہ اپنے علم میں اپنے جوتے اور کپڑے کو اچھی طرح سے جانتا ہے کہ یہ پاک ہے اور استعمال میں روز مرہ لاتا رہتا ہے اس جوتہ سے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ایک جوتہ جس کو نجاست لگی تھی اور اس کو بالکل صاف کر دیا نجاست باقی نہ رہی اس سے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) جوتہ اگر پاک ہو یعنی اس کو نجاست نہ لگی ہو یا لگی ہو تو پاک و صاف کر لیا گیا ہو تو دونوں صورتوں میں نماز اس کو پہن کر درست ہے لیکن چونکہ اس زمانہ میں مساجد میں فرش وغیرہ ہوتا ہے اور جوتہ پہن کر مسجد میں جانے سے فرش کے ملوث بالطین وغیرہ ہونے کا احتمال ہے اور نیز اس میں سوء ادبی بھی معلوم ہوتی ہے اس لئے مسجد میں جوتہ پہن کر نماز نہ پڑھے۔ کما فی الشامی ولعل ذلک محمل ما فی عمد المفتی من ان دخول المسجد متنعلاً من سوء الا دب الخ(۲)

غیر نمازی کو لقمہ دینا درست نہیں

(سوال ۱۵۴۴) اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اور اس نے خلیفہ مقرر کر کے وضو جدید کرنا شروع کیا، اگر نائب امام بھول جاوے تو محدث امام اول اس کو کچھ بتاوے اور فتح دے تو یہ جائز ہے یا نہیں حالانکہ اس کا وضو بھی نہیں ہے اور جماعت سے خارج ہے۔

(جواب) اس صورت میں فتح دینا درست نہیں ہے اور اگر امام فتح لے لے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جاوے گی وکذا الا خذ (درمختار) ای اخذ المصلی غیر الا مام بفتح من فتح علیه مفسد ایضاً کما فی البحر عن الخلاصة او اخذا لا مام بفتح من لیس فی صلاته کما فیه عن القنیه در مختار۔(۳) فقط۔

بلا عمامہ نماز مکروہ نہیں

(سوال ۱۵۴۵) آیا نماز بکلاہ بدون عمامہ مکروہ است یا نہ، فتاویٰ سعدیہ میں مکروہ لکھا ہے اور مولانا رشید احمد گنگوہی جائز بلا کراہت تحریر فرماتے ہیں۔

(جواب) اقول و باللہ التوفیق۔ شرح منیہ کبیری میں ہے والمستحب ان یصلی الرجل ثلثة اثواب ازار وقمیص وعمامة ولو صلی فی ثوب واحد متوشحاً به جمیع بدنه کما یفعله القصار فی المقصورة جاز من غیر کراهةمع تیسر وجود الطاهر الزاید ولکن فیه ترک الا ستحباب۔(۴) اس روایت سے معلوم ہوا کہ بلا عمامہ کے نماز مکروہ نہیں ہے۔ البتہ عمامہ کا ہونا مستحب ہے اور عمامہ نہ ہونے کی صورت میں باوجود میسر

---

(۱) وان من لوازمه (ای الخشوع ظهور الذل وغض الطرف وخفض الصوت وسکون الاطراف (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب الخشوع ج ۱ ص ۶۰۰ .ط.س.ج۱ص۶۴۱)

(۲) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵ .ط.س.ج۱ص۶۵۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۱ و ج ۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۱ص۶۲۲ ۱۲ ظفیر. آگے مفتی علام نے لکھا ہے کہ لاحق حکماً نماز میں داخل ہے اس لئے اس کا لقمہ دینا درست ہے ۱۲ ظفیر.

(۴) غنیة المستملی ص ۳۳۷ . ۱۲ ظفیر.

ہونے کے ترک استحباب ہے۔ پس حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی غرض یہی ہے کہ اگرچہ ترک عمامہ میں خلاف استحباب ہے لیکن جائز بلا کراہت ہے اور غیر مستحب کو کراہت لازم نہیں ہے کما صرح به الشامي من انه لا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ لا بدلها من دليل خاص ۔(۱) پس صحیح یہی ہے جو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ نے لکھا ہے اور فتاویٰ سعدیہ میں جو اس کو مکروہ لکھا ہے یہ اس قول کی بنا پر ہوگا جو کہتے ہیں کہ ترک مستحب خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی کا مرجع واحد ہے تو مراد صاحب فتاویٰ سعدیہ کی مکروہ تنزیہی ہونا ہے لیکن شامی کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی بھی نہ کہنا چاہئے البتہ عمامہ کی وجہ سے زیادتی ثواب ہونا مسلم ہے جیسا کہ جملہ مستحبات کے ادا میں زیادتی ثواب ہے لیکن ان کے ترک میں کراہت نہیں جیسے صلوٰۃ ضحیٰ وغیرہ فقط۔

حالت نماز میں منہ سے کوئی چیز باہر آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۴۶) اثنائے نماز میں بمقدار چنے کی یا کم و بیش کھانے کی چیز منہ میں سے نمازی کی زبان پر آئی اس کو کپڑے یا ہاتھ سے باہر نکال دینے سے نماز میں نقصان ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آئے گا۔(۲) فقط۔

صابون لگا کر نماز پڑھنا درست ہے

(سوال ۱۵۴۷) صابون انگریزی اور دیسی کو لگا کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

نیا جوتہ اور کپڑا پہن کر نماز پڑھنا درست ہے

(سوال ۱۵۴۸/۲) جوتا نیا اور کپڑا نیا گاڑے کا یا لٹھے ململ کا بغیر دھوئے پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) صابن انگریزی یا دیسی...... لگا کر نماز پڑھنا درست ہے۔(۳)

(۲) نیا جوتہ اور کپڑے سے نماز پڑھنا درست ہے۔(۴) فقط۔

امام کا اونچی جگہ اور محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال ۱۵۴۹) مسجد کی محراب زمین سے ایک بالشت چار انگل اونچی ہے جس میں امام اکیلا کھڑے ہو کر نماز پڑھاتا ہے تو مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں اگر نماز ہو جاوے گی تو کس قدر اونچائی میں نہیں ہوگی اور محراب کے متعلق کیا مسئلہ ہے۔

(جواب) امام کا اونچی جگہ تنہا کھڑا ہونا اسی طرح محراب میں تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔ اور

---

(۱) ردالمحتار بحث مستحباب وضو ج ۱ ص ۱۱۵ .۱۲ ظفیر.

(۲) لو كان معه حجر فرمى به الطائر او نحوه لا تفسد صلاته لانه عمل قليل ولكن قد اساء لاشتغاله بغير الصلاة (ردالمحتار باب ما يفسد الصلاة ج ۱ ص ۵۸۸) ظفير. (۳) صابون پاک ہے...... محض شک کی وجہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ قاعدہ ہے اليقين لا يزول بالشك ۱۲ ظفير. (۴) وصلاته فيهما افضل (درمختار) اى فى النعل والخف الطاهرين افضل مخالفة لليهود وفي الحديث صلوا فى نعا لكم ولا تشبهوا باليهود رواه الطبرانى كما فى ابى الصغير رامزا لصحته واخذ منه جمع من الحنابلة انه سنته ولو كان يمشى بها فى الشوارع لا ن النبى صلى الله عليه وسلم وصحبه كانوا يمشون فى طرق المدينة ثم يصلون بها قلت لكن اذا خشى تلويث فرش المسجد بها ينبغى عدمه وان كانت طاهرة الخ ولعل المراد ما فى عمدة المفتى من ان دخول المسجد متنعلا من سوء الادب (ردالمحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۱۵) ظفير.

اونچائی کے متعلق درمختار میں یہ تفصیل ہے وقدر الا رتفاع بذراع ولا باس بمادونه وقيل ما يقع به الامتياز وهو الا وجه ذكر الكمال وغيره وفى شامى هو ظاهر الرواية الا لى العمل بظاهر الرواية الخ.(۱)

کھلی کہنی نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۵۰) خالی گنجی پہن کر جس کی نصف آستین ہوتی ہے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) نماز ہو جاتی ہے (لیکن اگر کہنی کھلی ہو تو یہ مکروہ ہے۔)(۲) فقط۔

عباء وجبہ کے اندر آستین میں بغیر ہاتھ ڈالے ہوئے نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۵۱) در ملک خراسان مردمان در موسم سرما پوستین کلاں می پوشند کہ آستین دراز دارد و دست در آستین نمی کنند نماز خواندن بایں ہیئت چہ حکم وارد وبایں ہیئت سدل خواہد شد۔

(جواب) در کتب فقہیہ تصریح مذکور است کہ نماز خواندن بہ ہیئت کذائیہ مکروہ خواہد شد چہ اسم سدل بر آں ہم صادق آید۔ در کبیری شرح منیہ گفتہ است ولو صلى فى قباء الخ ينبغي ان يدخل يديه فى كميه الخ احترازاً عن السدل (۳) ص ۳۳۶ وفى الشامى والصحيح الذى قاضى خان والجمهور انه يكره لانه اذا لم يدخل يديه فى كميه صدق عليه اسم السدل الخ ج ۱ ص ۴۳۔ فقط۔

چارپائی پر نماز جائز ہے

(سوال ۱۵۵۲) اگر کوئی بحالت صحت نماز فرض یا نفل چارپائی پر پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز صحیح ہے۔(۴) فقط۔

جس جوتے کا تلہ ناپاک ہو اسے پہن کر نماز درست نہیں

(سوال ۱۵۵۳) بوٹ کا وہ حصہ جو زمین سے لگتا ہے وہ پاک نہیں رہ سکتا لیکن تلوے کے اوپر کا حصہ جس پر پیروں کے تلوے لگ رہے ہیں وہ پاک ہے تو اس کو پہنے ہوئے نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) جب کہ بوٹ کے نیچے کا حصہ جو زمین پر لگتا ہے پاک نہیں ہے تو اس پر مسح جائز نہیں ہے اور اس بوٹ کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ويكره فيها ج ۱ ص ۶۰۵ .ط.س.ج۱ص۶۴۶ .۱۲ محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے الخ وقيام الا مام فى المحراب لا سجوده وقد ما ه خارجه لان العبرة للقدم مطلقا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۶۰۴ .ط.س.ج۱ص۶۴۵) ظفير. (۲) ولو صلى رافعا كميه الى المرفقين كره (عالمگيرى مصرى الباب السابع فيما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۱۰۰ .ط.ماجديه ج۱ص۱۰۲) ظفير. (۳) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۹۸ ..ط.س.ج۱ص۶۴۰ .۱۲ ظفير. (۴) وان صح بشرط كونه على جبهته الخ وبشرط طهارة المكان وان يجد حجم الارض (در مختار) تفسيره ان الساجد لوبالغ لا يتسفل راسه ابلغ من ذالك فصح على طنفسه وحصير وحنطة وشعير و سريرو عجلة ان كانت على الارض الخ (ردالمحتار باب صفةالصلوٰة فصل تاليف الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۸ .ط.س.ج۱ص۵۰۰) ظفير. (۵) والشرط الخ شرعامايتوقف عليه الشئى ولا يدخل فيه هى ستة طهارة بدنه الخ من حدث بنوعيه الخ وخبث ما نع الخ وثوبه الخ اى موضع قدميه او احدٰ . هما ان رفع الا خرى الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج۱ ص۳۷۳ وج۱ص ۳۷۴ .ط.س.ج۱ص۴۰۲) ويفسدهاالخ صلاته على مصلى مضرب نجس البطانة (ايضاًباب ما يفسد الصلاة ج ۱ ص ۵۸۵ .ط.س.ج۱ص۶۲۶) ظفير.

ناپاک جوتے میں نماز ناجائز اور پاک زمین پر پاک کپڑا بچھا کر نماز جائز ہونے کی وجہ

(سوال ۱۵۵۴) اگر ناپاک زمین یا فرش پر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنا جائز ہے تو ایسے ہی بوٹ کی صورت میں جائز ہے یا نہ۔ کیونکہ بوٹ میں بھی اوپر کا حصہ پاک ہے اور نیچے کا ناپاک ہے اس میں کیا فرق ہے۔

(جواب) ناپاک کپڑے پر اگر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھیں تو صحیح ہے کیونکہ وہ دونوں کپڑے علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں بخلاف جوتہ کے کہ جب اس کے نیچے کا حصہ ناپاک ہے تو اس کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ متصل ہو کر سلائی کی وجہ سے ایک ہو گیا ہے۔(۱) فقط۔

صحن مسجد میں نماز باجماعت درست ہے

(سوال ۱۵۵۵) مسجد کے صحن میں فرض نماز باجماعت بلا کراہت گرمی کی شدت کی وجہ سے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی صحن مسجد میں نماز نہیں پڑھائی زید کا قول کہاں تک درست ہے۔

(جواب) زید کا یہ قول غلط ہے۔ مسجد کے دونوں حصے مسقّف اور غیر مسقف میں جماعت جائز اور صحیح ہے اور فقہاء رحمہم اللہ نے مسجد صیفی اور مسجد شتوی دونوں کو مسجد کہا ہے اور دونوں میں جماعت بلا کراہت صحیح ہے اور یہ ہر دو نام خود دلیل ہے اس کی کہ ایک حصہ غیر مسقّف میں گرمیوں میں اور دوسرے حصہ مسقّف میں جاڑوں میں نماز ہوتی ہے۔(۲) فقط۔

ریاح روک کر نماز ادا کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۵۶) زید نے نماز ظہر کی جماعت کرانی شروع کی ایک رکعت کے بعد اس کو ریح خارج ہونے لگی مگر اس نے روکے رکھا اور نماز کو تمام کیا۔ یہ نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی البتہ اس میں کراہت ہے پس اگر قلب اس کا اس سے زیادہ مشغول ہو تو کراہت تحریمی ہو گی ورنہ تنزیہی۔(۳) فقط۔

قوم نصاریٰ کے مستعمل کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۵۷) کپڑے مستعملہ قوم نصاری سے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) جامہائے مستعملہ قوم نصاری وغیرہ سے فقہاء نے نماز پڑھنے کو جائز لکھا ہے۔ سوائے پاجامہ اور ازار کے

---

(۱) ویفسدها الخ صلاته علی مصلی مضرب نجس البطانة بخلاف غیر مضرب ومبسوط علی نجس ان لم یظهرلون اور یح (درمختار) قوله مصلی مضرب ای مخیط الخ ومفهومه ان الا صح فی غیر المضرب الجواز اتفاقا (ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۵ ط.س. ج۱ ص۶۲۶) ظفیر.

(۲) ولوکان المسجد الصیفی بجنب الشتوی واملا المسجد یقوم الا مام فی جانب الحائط لیستوی القوم من جانبه (ردالمحتار باب الامامة مطلب فی کراهت قیام الا مام فی غیر المحراب ج ۱ ص ۵۳۱ ط.س. ج۱ ص۵۶۸) ظفیر.

(۳) ویباح قطعها لنحو قتل حیة الخ ویستحب لمدافعته الا خبثین (درمختار) کذا فی مواهب الرحمن ونور الا یضاح لکنه مخالف لما قدمناه عن الخزائن وشرح المنیة من انه ان کان ذالك یشغله ای یشغل قلبه عن الصلاة وخشوعها فاتمها یا ثم لادائها مع الکراهة التحریمیة ومقتضی هذا ان القطع واجب لا مستحب الخ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۱۲ ط.س. ج۱ ص۶۵۴) ظفیر.

کہ اس کا نجس ہونا بظن غالب ہے۔ وکذا فی الشامی۔(۱) اور دھولینا ہر ایک کپڑے کا احوط ہے خصوصاً ازار وپاجامہ کا دھونا زیادہ ضروری ہے۔ فقط۔

ریشمی کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۵۸) ریشمی کپڑا پہن کر یا بچھا کر اس پر نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے یا اعادہ واجب ہے۔ ایک اہل علم کا بیان ہے کہ نماز تو ہو جاتی ہے لیکن وہ شخص گنہگار ہے جیسے کوئی مرد طلائی یا زائد از مقدار شرعیہ نقرئی انگوٹھی یا اور کوئی زیور پہن کر نماز پڑھے گا تو نماز ادا ہو جائے گی لیکن اس ناجائز استعمال کا گناہ اس کے سر رہے گا اسی طرح اگر کوئی لباس یا پاجامہ وغیرہ ٹخنہ سے نیچے ہو تو ایسے شخص کی نماز ادا ہو گی یا نہیں۔ نیز ریشمی کپڑے والے یا دراز پاجامہ والے جیسے اہل عرب وغیرہ جبہ یا عبا وغیرہ اتنا دراز پہنتے ہیں کہ زمین سے لگتا ہے۔ یا زیور پوش یا داڑھی صفا کی امامت درست ہے یا نہیں۔ اور اس علم کے بعد مقتدیوں کو اپنی نماز لوٹانا ہو گی یا نہیں۔ خاص کر ایسی صورت میں نماز جمعہ وعیدین کی اعادہ کی کیا صورت ہو گی جب کہ بہت سے لوگ سلام کے بعد منتشر ہو جاتے ہیں۔

(جواب) ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے۔ پس نماز جو ریشمی کپڑا پہن کر پڑھی جائے مکروہ واجب الاعادہ ہو گئی۔(۲) اور اس پر نماز پڑھنا بچھا کر اس کو فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ کما فی ردالمحتار بخلاف الصلوٰۃ علی السجادہ منہ ای من الحریر لان الحرام ھو اللبس دون الا نتفاع الخ ۔(۳) پھر اس میں حموی سے روایت کراہت بھی نقل کی ہے اگرچہ اس کو مرجوع کہا ہے۔ بہر حال احتیاط ترک صلوٰۃ علی الحریر میں ہے لیکن اگر پڑھے تو اعادہ واجب نہ ہو گا۔ اور جس کا لباس خلاف شرع ہو یا داڑھی محلوق ہو تو امامت اس کی مکروہ ہے بوجہ فاسق ہونے امام کے اور در مختار میں ہے صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ الخ افادان الصلوٰۃ خلفھما اولی من الاتفراد. الخ شامی(۴) اور نماز جمعہ وعیدین میں ترک واجب سے سجدہ سہو کا حکم نہ کرنا۔(۵) مقتضی اس کو ہے کہ اعادہ اس کا بصورت مذکورہ لازم نہیں ہے۔ فقط۔

ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہن کر نماز ادا کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۵۹) نماز میں ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننا کیسا ہے۔

(جواب) نماز میں ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، ثواب سے محروم رہے گا۔ نماز کے علاوہ بھی ٹخنوں سے اُوپر رکھنا ضروری ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لئے بہت وعید آئی ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) ثیاب الفسقة واهل الذمة طاهرة (در مختار) قال فی الفتح وقال بعض المشائخ تکره الصلوٰة فی ثیاب الفسقة لا نهم لا یتقون الخمور قال المصنف یعنی صاحب الهدایة الا صح انه لایکره لا نه لایکره من ثیاب اهل الذمة الا السرائیل مع استحلالهم الخمر فهذا ولی ا ه (ردالمحتار قبیل کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۲٤ .ط.س.ج۱ص ۳۵۰)ظفیر.
(۲) لان الصلوٰة فی الحریر مکروهة للرجال (شرح حموی علی الا شباه والنظائر ص ۱۹۷) ظفیر.
(۳)
(٤) ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۵ .ط.س.ج۱ص۵٦۲ ۱۲ ظفیر.
(۵) والسهوفی صلوٰة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الا ولیین (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۵ .ط.س.ج۲ص۹۲) ظفیر.
(٦) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اسفل من الکعبین من الا زار فی النار رواه البخاری (مشکوٰة کتاب اللباس) ظفیر.

محراب میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۰) محراب میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۱) فقط۔

نقش و نگار والے مصلی پر نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۱) اگر کسی مصلی یا جانماز پر نقشہ کسی روضہ یا مسجد یا خانہ کعبہ یا مدینہ منورہ کا ہو اور ہر حالت میں پیش نظر رہے اس پر نماز پنجگانہ ادا کرنا کیسا ہے۔

(جواب) نماز ادا ہو جاتی ہے۔(۲) لیکن پیش نظر ہونا نقش و نگار کا اچھا نہیں۔(۳) فقط۔

کثیف کپڑے میں نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶۲) امام باوجود دیگر پارچہ موجود ہونے کے نہایت کثیف کپڑے استعمال کرتا ہے اس کے پیچھے نماز میں کوئی نقص تو نہیں ہے۔

(جواب) نماز اس کی صحیح ہے کپڑا پاک ہونا چاہئے۔(۴)

ورکشاب میں ممانعت کے نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۶۳) ہم لوگ ریلوے ورکشاب میں ملازم ہیں ہم لوگ چوری سے نماز ظہر ادا کرتے ہیں لیکن افسر کا حکم یہ ہے کہ جس کو نماز پڑھنی ہو وہ آدھ گھنٹہ کی رخصت لے کر باہر نماز پڑھے ورکشاب میں نماز پڑھنے والا سزا کا مستوجب ہوگا۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ حاکم نے ورکشاب میں نماز پڑھنے کو منع کر رکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ جس کو نماز پڑھنی ہو وہ آدھ گھنٹہ کی رخصت لے کر باہر نماز پڑھے تو رخصت لے کر باہر جا کر ہی نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ ورکشاب جب کہ ان کا مملوک ہے تو ممانعت کے بعد اس میں نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ زمین مغصوبہ میں نماز پڑھنا اور وہ مکروہ ہوتی ہے۔(۵) لہذا کیوں اپنی نماز کو مکروہ کیا جاوے باہر جا کر ہی نماز پڑھی جاوے اور پھر اندیشہ سزا علاوہ بریں ہے۔ فقط۔

---

(۱) یعنی مقتدی منفرد کے لئے جائز ہے لیکن امام کے لئے مکروہ ہے۔ وکره الخ قيام الامام في المحراب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ص ٦٠٤ .ط.س. ج١ص ٦٤٤. ٦٤٥ ظفير.

(۲) او لغير ذى روح لا يكره لا نها لا تعبد (در مختار) لقول ابن عباس للسائل فان كنت لا بد فاعلا فاصنع الشجر و مالا نفس له رواه الشيخان (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ١ ص ٦٠٧ .ط.س. ج١ص ٦٤٩) ظفير.

(۳) ولا باس بنقش خلا محرابه فانه يكره لا نه يلهى المصلى (در مختار) فينحل بخشوعه من النظر الى موضع سجوده ونحوه ويكون منتهى بصره الى موضع سجوده الخ (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب احكام المسجد ج ١ ص ٦١٦ .ط.س. ج١ص ٦٥٨) ظفير.

(٤) الشرط لغة العلامة الخ وشرعا ما يتوقف عليه الشئى الخ هي الخ وثوبه (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ١ ص ٣٧٣ .ط.س. ج١ص ٤٠٢) لیکن فقہاء نے بوقت وسعت ایسے کپڑوں میں نماز کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے کره كفه الخ وصلاته في ثياب بذلة يلبسها في بيته ومهنته اى خدمته ان له غيرها والا ، لا (ايضاً باب ما يفسد الصلوٰة ج ١ ص ٥٩٩ .ط.س. ج١ص ٦٤٠) ظفير.

(٥) وكذا تكره في اماكن كفوق كعبة الخ وارض مغصوبة وللغير (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة ج ١ ص ٣٥٤) ظفير.

کثرت نمازی کی وجہ سے در میں کھڑا ہونا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۶٤) رمضان المبارک میں بوجہ کثرت نمازیان اور فرش مسجد کو تاہ ہونے کی وجہ سے امام کو مسجد کے در میں کھڑا ہو کر نماز پڑھانا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) امام کے در میں کھڑے ہونے کو شامی میں مکروہ لکھا ہے اور امام اعظم کا یہ قول نقل کیا ہے اس لئے امام کو چاہئے کہ اگر ضرورت در میں کھڑے ہونے کی ہو بوجہ کثرت نمازیان وغیرہ تو قدم در سے باہر رکھے اور سجدہ اندر ہو جاوے اگر ایسا ہو جاوے تو بہتر ہے ورنہ بضرورت در میں کھڑا ہو کر نماز پڑھانے سے بھی نماز ہو جاتی ہے لیکن بچنا اس سے بہتر ہے۔(۱)

پرند کی تصویر پر دوسرا کپڑا بچھا کر نماز پڑھی تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۵٦۵) جس جائے نماز پر پرندہ کی تصویر ہو اس پر دوسرا کپڑا ڈال کر نماز جائز ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں نماز جائز ہے بلا کراہت۔(۲) فقط۔

جوتے پہن کر نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۵٦٦) در مختار میں جوتوں میں نماز پڑھنے کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر جوتے پاک ہوں تو ان میں نماز پڑھنا جائز بلکہ افضل ہے اور علامہ شامی نے اس پر یہ حدیث بھی نقل فرمائی ہے۔ صلوا فی نعالم ولاتشبهوا بالیهود ۔(۳) لیکن آخر میں عمدة المفتی سے یہ نقل کیا ہے ان دخول المسجد متنعلا من سوء الادب ۔(٤) یعنی مسجد میں جوتہ پہن کر جانا اس زمانہ میں اچھا نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں لوگ احتیاط نہیں کرتے ممکن ہے کہ جوتوں کو نجاست لگی ہوئی ہو اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ کما هو مشاهد البتہ اگر یقیناً جوتے پاک ہوں جیسے نیا جوتہ تو اس زمانہ میں اس کو پہن کر نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے کما صرح به الفقهاء وورد فی الحدیث فقط۔

بعد نماز دعا اور اس میں دارک کا اضافہ

(سوال ۱۵٦۷) امام فرضوں کے بعد دعا اس طرح پڑھتا ہے اللّٰهم انت السلام ومنك السلام الخ وادخلنا دارك السلام الخ لفظ دارك کہنا اور پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) دراک کا لفظ ثابت نہیں ہے اس کو نہ کہنا چاہئے۔ صرف وادخلنا دار السلام کہنا چاہئے۔ فقط۔

---

(۱) وقیام الا مام فی المحراب لا سجوده فیه وقد ماه خارجه لان العبرة للقدم مطلقا (درمختار) وفی حاشیة البحر للرملی الذی یظهر من کلامهم انها کراهة تنزیهة (ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ج ۱ ص ٦٠٤. ط.س. ج۱ ص٦٤٥) ظفیر.

(۲) واختلف فیما اذا کان التمثال خلفه والا ظهر الکراهة ولا یکره لو کانت تحت قدمیه او محل جلوسه لا نها مها نته الخ او علی خاتمه بنقش غیر مستبین قال فی البحر و مفاده کراهة المستبین لا المستتربکیس او صرة او ثوب اخر (درمختار) بان کان فوق الثوب الذی فیه صورة ثوب ساتر له فلا تکره الصلاة فیه لا ستتار ها بالثوب (ردالمحتار باب ما یکره فی الصلوٰة ج ۱ ص٦٠٦ و ج ۱ ص٦٠٧. ط.س. ج۱ ص٦٤٨) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب احکام المسجد ج۱ ص ٦١٥. ط.س. ج۱ ص٦٥٧. ١٢ ظفیر.

(٤) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها مطلب احکام المسجد ج ۱ ص ٦١٥. ط.س. ج ۱. ص٦٥٤

ختم جماعت کے بعد کس طرح دعا مانگی جائے

(سوال ۱۵۶۸) بعد ادائے جماعت امام اور مقتدی مل کر دعا مانگیں یا علیحٰدہ علیحٰدہ اور بصورت اکٹھے دعا مانگنے کے صرف ایک دفعہ دعا مانگ کر منہ پر ہاتھ پھیرے یا تین بار۔

(جواب) امام جس وقت نماز سے فارغ ہو مع مقتدیوں کے سب اکٹھے دعا مانگیں پھر سنتیں ونفلیں پڑھ کر اپنے کاروبار میں چلے جاویں دوبارہ اور سہ بارہ دعا بکیفیت مذکورہ مانگنا ثابت نہیں ہے اور نمازیوں کو مقید رکھنا دوسری اور تیسری دعا تک جائز نہیں ہے۔ فقط۔

پان چائے کے بعد بلا کلی نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۶۹) کوئی شخص چائے پینے اور پان کھانے کے بعد اس قدر توقف کرے کہ اثر پان اور چائے کا زائل ہو جاوے تو بلا مضمضہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں یا ضرورت مضمضہ کی ہے۔

(جواب) مضمضہ کرنا پھر بھی بہتر ہے اور نہ کرے تب بھی نماز ہو جاوے گی۔(۱) فقط۔

امام کے قتل کئے جانے کے وقت مقتدی نیت توڑ سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۱۵۷۰) اگر امام کو دشمن قتل کریں بحالت جماعت تو مقتدی نیت توڑ کر دشمن کو پکڑیں یا کریں۔

(جواب) فقہا حنفیہ نے لکھا ہے کہ احیاء نفس کے لئے نماز کو توڑنا واجب ہے شامی اور در مختار میں ہے ویجب القطع لا نجاء غریق او حریق الخ۔(۲) لہذا صورت مسئولہ میں مقتدیوں کو نماز قطع کر کے امام کو بچانا چاہئے۔ اور حضرت عمرؓ کی شہادت کا قصہ نماز میں معروف ہے اور کتب احادیث میں مذکور ہے کہ صحابہؓ مقتدیوں نے دوسرے صحابی کو امام کر کے نماز پوری کی اور بعض صحابہؓ نے نماز توڑ کر قاتل کو پکڑا۔ فقط۔

ٹخنے سے نیچے تہبند یا پاجامہ کے ساتھ نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۷۱) جامہ کہ از شتالنگ فرومی رود ازاں نماز مکروہ است یا نہ۔

(جواب) مکروہ است(۳) فقط۔

صرف لنگی میں نماز درست ہے

(سوال ۱۵۷۲) ایک شخص تونگر حاجی ہے اور گرمی کے موسم میں پانچ وقت کی نماز ایک لنگی سے جو گھٹنوں سے دو انگل نیچی ہے اور دوسری چادر سے نماز پڑھتا ہے۔ بعض وقت کی نماز صرف اسی لنگی سے پڑھ لیتا ہے تو اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

....

(۱) قال اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم بخبز ولحم وهو فی المسجد فاکل واکلنا معه ثم قام فصلی وصلینا معه ولم نزد علی ان مسحنا ایدینا بالحصباء رواه ابن ماجه (مشکوٰة کتاب الا طعمه ص ۳۶۶) بالحصباء ای بالحجارات الصغار استعجالا للصلوٰة او بیانا للجواز (مرقاه ج ٤ ص ۳۷۹) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ٦٦٦) ویجب (قطع الصلوٰة) لاغاثة ملهوف وغریق وحریق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة الخ ج ۱ ص ٦١٣. ط.س. ج۱ ص ٦٥٤) ظفیر.

(۳) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار رواه البخاری (مشکوٰة کتاب اللباس ص ۳۷۳) لا ن الصلوٰة فی الحریر مکروهة الرجال (الاشباه والنظائر ص ۱۹۷) ظفیر.

(جواب)صرف لنگی سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔(۱) مگر بہتر یہ ہے کہ بصورت استطاعت لنگی و چادر یا کرتہ و پاجامہ و کلاہ یا عمامہ مع کلاہ کے ساتھ نماز پڑھے یہ افضل ہے(۲)۔ فقط۔

ریشمی ازار بند کے ساتھ نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۷۳)ریشمی کپڑا مرد کو حرام ہے اور نماز اس سے مکروہ ہے۔ غایۃ الاوطار جلد اول ص ۱۹۰ لیکن فتاوی ہندیہ جلد چہارم میں لکھا ہے کہ اگر ریشم کے تکہ کے ساتھ نماز پڑھے تو جائز ہے مکروہ نہ ہوگی لیکن پہننے والا گناہ کا مرتکب ہوگا۔

(جواب)یہ تو ظاہر ہے کہ ریشمی کپڑا مرد کو پہننا حرام ہے اور اس کے ساتھ نماز بھی مکروہ ہوگی۔(۳) اور فتاوی ہندیہ میں غالباً جواز نماز بلا کراہت اس لئے لکھا ہے کہ تکہ ریشم کا عند البعض جائز ہے۔ کذا فی الدر المختار تکرہ التکۃ منہ ای من الدیباج ہو الصحیح وقیل لا بأس بہ الخ وفی الشامی عن التتارخانیۃ ولاتکرہ تکۃ الحریر لانہا لا تلبس وحدہ وفی شرح الجامع الصغیر لبعض المشائخ لابأس بتکۃ الحریر للرجال عند ابی حنیفۃ وذکر صدر الشہید انہ یکرہ عند ہما ۔(۴) اس روایت سے ایک وجہ تطبیق بھی معلوم ہوگئی کہ صاحب غایۃ الاوطار نے صاحبین کے قول کو لیا ہو اور فتاوی ہندیہ میں امام صاحب کے قول کو اختیار کیا ہو۔ اس کے علاوہ غایۃ الاوطار میں ریشم کے کپڑے کو لکھا ہے تکہ سے بحث نہیں کی۔ تکہ کمر بند ہے اس کی کراہت میں اختلاف ہے کمامر۔ فقط۔

سرکاری کاغذ یا سرکاری بکس پر نماز

(سوال ۱۵۷۴)اگر کوئی شخص سرکاری دفتر سے کاغذ یا چوبی بکس بلا اجازت لے آوے اور اس پر جائے نماز بچھا کر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب)نماز اس پر صحیح ہے مگر مکروہ ہے۔ کما فی الارض المغضوبۃ۔(۵) اور اعادہ واجب نہیں ہے۔ فقط۔

چارپائی نمازی کے سامنے ہو تو اس سے کوئی حرج نہیں ہوتا

(سوال ۱۵۷۵)کسی مکان یا دوکان کے اندر مصلی کے سامنے چارپائی خالی بچھی ہوئی ہے اور وہ اس چارپائی کے پاس قبلہ رخ نماز پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)درست ہے۔ فقط۔

---

(۱)والرابع ستر عورتہ الخ وہی للرجل ما تحت سرتہ الی ما تحت رکبتیۃ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۷۴.ط.س.ج۱ص۴۰۴) ظفیر.

(۲)والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثہ اثواب ازار وقمیص وعما مۃ ولو صلی فی ثوب واحد متوشحابہ جمیع بدنہ کما یفعلہ القصار فی المقصرۃ جاز من غیر کراہۃ مع تیسر وجود الطاہر الزائد ولکن ترک الا ستحباب (غنیۃ المستملی ص ۳۳۷) ظفیر.(۳)لان الصلوٰۃ فی الحریر مکروہۃ للرجال بخلاف الصلوٰۃ فی الثوب النجس فانہا غیر صحیحۃ (الا شباہ والنظائر فن ثانی کتاب الصلوٰۃ ص ۱۹۷) ظفیر.

(۴)ردالمحتار کتاب الحظرو الا باحۃ فصل فی اللبس ج ۵ ص ۳۱۰.ط.س.ج۱ص۳۵۳.۳۵۴. ۱۲ ظفیر.

(۵)وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ الخ وارض مغصوبتہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۴.ط.س.ج۱ص۳۷۹.۳۸۱) ظفیر.

چار آنے کے نقصان پر نماز توڑنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۷۶)چار آنے کا نقصان ہو تا ہو تو نماز توڑنا بلا معصیت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)در مختار میں ہے کہ ایک درہم کی مقدار کے نقصان ہونے پر نماز کو قطع کرنا درست ہے اور درہم قریب چار آنہ کے ہوتا ہے اور شامی نے بعض فقہاء سے اس سے کم پر بھی جواز قطع صلوٰۃ نقل کیا ہے مگر عام مشائخ اسی پر ہیں کہ چار آنے کے نقصان پر قطع کر سکتا ہے۔(۱)فقط۔

اندر جب جگہ نہ رہے تو دروں میں ملنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۷۷)مسجد میں اندر کی صفیں پوری کر کے درازوں میں تین یا چار نمازی مل کر کھڑے ہو جاتے ہیں اس صورت میں جو دروں میں نمازی کھڑے ہوتے ہیں ان کی نماز بلا کراہت جائز ہے یا مکروہ۔

(جواب)فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ در میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر بوجہ اژدحام نمازیان جیسا کہ بروز جمعہ ہوتا ہے کئی آدمی دروں میں جو کہ وسیع ہیں کھڑے ہو جاویں تو بضرورت اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز میں خلل نہیں آتا۔(۲)فقط۔

سونے کا چھلہ پہن کر نماز مکروہ ہے

(سوال ۱۵۷۸)سونے کی انگوٹھی اور چھلہ پہننا مردوں کو حرام ہے کما فی الحدیث نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم الذهب (۳)الحدیث پس جب کہ سونے کا چھلہ پہننا ہر وقت مردوں کو حرام ہے، نماز میں بھی حرام ہے۔اور نماز بکراہت ادا ہو جاتی ہے یعنی نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہے۔(۴)

کچھ پڑھ کر امام بھول جائے تو کیا کرے

(سوال ۱۵۷۹)اگر کوئی شخص نماز جہریہ میں قدرے قراءۃ پڑھ کر بھول گیا۔ مقتدی نے بغرض یاد دہانی لقمہ دیا مگر امام نے لقمہ نہ لیا حتی کہ مکرر سہ کرر پر بھی امام نے لقمہ نہ لیا بلکہ نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ سے نماز پوری کی۔امام کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں۔

کیا اس صورت میں از سر نو نماز شروع کرے

(سوال ۲/ ۱۵۸۰)جس شخص کو ایسی صورت پیش آئے تو اس کو نماز فسخ کر کے از سر نو تحریمہ کرنا چاہیئے یا انتقال الی آیۃ والی سورۃ اخریٰ کرنی چاہیئے، یعنی در صورت عدم قراءۃ ما یجوز بہ الصلوٰۃ۔

---

(۱)ویباح قطعها لنحو قتل حية ونددابة وفور قدر وضياع ما قيمته درهم له او لغيره (درمختار) قال فى مجمع الروايات لان مادونه حقير فلا يقطع الصلاة لا جله لكن ذكر فى المحيط فى الكفالة ان الحبس بالدانق يجوز فقطع الصلاة اولىٰ هذا فى مال الغيرا مافى ماله لا يقطع والاصح جوازه فيهما ا ه وتمامه فى الا مداد والذى مشى عليه فى فتح القدير التقبيد بالدر هم (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۱۲. ط.س. ج۱ص۶۵۴) ظفير.

(۲)وقيام الامام فى المحراب لا لسجوده فيه وقدماه خارجه لان العبرة للقدم مطلقا الخ وانفراد الامام على الدكان الخ وكره عكسه فى الا صح وهذا كله عند عدم العذر لجمعة وعيد فلو قاموا على الرفوف والا مام على الارض او فى المحراب لضيق المكان لم يكره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يكره فيها ج ۱ ص ۶۰۴. و ج ۱ ص ۶۰۵. ط.س. ج۱ص۶۴۵. ۶۴۶)(۳)عن على قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس القسى والمعصفر وعن تختم للذهب الخ رواه مسلم (مشكوٰة باب الخاتم ص ۳۷۸) ظفير.

(۴)لان الصلوٰة فى الحرير مكروهة للرجال (شرح حموى الا شباه والنظائر ص ۱۹۷)ظفير.

مندرجہ بالا صورت میں نماز توڑنے پر زور دینا غلط ہے

(سوال ۳/۱۵۸۱) اگر کوئی شخص صورت بالا میں نماز فسخ کرکے از سر نو تحریمہ پر زور دے اور انتقال الیٰ آیۃ وسورۃ اخری کو ناجائز کہے اور فتح نماز میں اس عبارت کو حجت پکڑے جو کہ صبح کی سنتوں کے متعلق ہے اذا خاف فوت الجماعۃ یترکہا صورت بالا میں اس عبارت کو فتح نماز کی دلیل بنانا صحیح ہے یا نہیں۔

یترکہا کے کیا معنی ہیں

(سوال ۴/۱۵۸۲) عبارت مذکورہ میں یترکہا کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی کو جماعت کے...... فوت ہو جانے کا خیال ہو اور اس نے سنتیں شروع نہ کی ہوں تو سنتوں کو چھوڑ کر جماعت میں مل جاوے یا یہ معنی بھی ہیں کہ اگر کسی نے بعد جماعت سنتیں شروع کیں اور بعد شروع خوف فوت جماعت ہوا تو سنتوں کو توڑ کر جماعت میں مل جاوے۔ لفظ یترکہا دونوں صورتوں کو شامل ہے یا کسی ایک صورت کو اور کون سی صورت کو۔ اگر ثانی صورت کو شامل ہے تو حدیث لا تبطلوا اعمالکم کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) (۱، ۲) امام کو اس صورت میں لقمہ لے لینا چاہئے تھا یا دوسری آیت یا سورۃ کی طرف انتقال کرنا چاہئے تھا۔ اور اگر بقدر "مایجوزبہ الصلوٰۃ" یا قدر مستحب بقدر قراءت ہو چکی تھی تو رکوع کر دینا چاہئے تھا۔ توڑنا نماز کا ایسی حالت میں فقہاء نے نہیں لکھا۔ ردالمحتار تتمہ یکرہ ان یفتح من ساعۃ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الیٰ ایۃ اخریٰ لا یلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ اوالی سورۃ اخری او یر کع اذا قرأ قدر الغرض کما جزم بہ الزیلعی وغیرہ فی روایتہ قدر المستحب کما رجحہ الکمال الخ وفی الدر المختار بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفا تح واخذ بکل حال الخ وفی الشامی قولہ بکل حال ای سواء قرء الا مام ما تجوزبہ الصلوٰۃ ام لا انتقل الی ایۃ اخری ام لا تکرر الفتح ام لا ھو الاصح۔ (۱) پس جب کہ فقہاء نے اس قدر وسعت اس میں رکھی ہے تو پھر نماز کو فسخ کر دینا مناسب نہ تھا۔ اور بحکم لا تبطلوا اعمالکم اس حالت میں نماز کو توڑ دینا ممنوع تھا۔

(۳) یہ امر اوپر واضح ہوا کہ ایسی حالت میں فقہاء نے لقمہ لینے کو یا انتقال الیٰ آیۃ اخریٰ (و۴) یا الیٰ سورۃ اخری کو جائز رکھا ہے۔ پس اس کو ناجائز کہنا اور نماز کو توڑ کر دوبارہ تحریمہ باندھنے (و۵) پر زور دینا بوجہ جہل کے ہے۔ مسائل شرعیہ سے عالم وفقیہ ایسا نہیں کہہ سکتا، اور یہ احتیاط نہیں ہے، بلکہ وہم ہے اور خطاء ہے اور عبارت مذکورہ کو اس بارے میں دلیل لانا اور صریح روایات جواز وحکم فقہاء کو چھوڑنا دوسرا جہل ہے۔ اور یہ استدلال غلط ہے یترکہا کے یہ معنی ہیں کہ شروع نہ کرے نہ یہ کہ شروع کرکے قطع کر دے۔ شروع کرکے قطع کرنے کی ممانعت فقہاء نے صراحۃً لکھی ہے۔ والشارع فی النفل لا یقطع مطلقاً ویتمہ رکعتین وکذا سنۃ الظہر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الا مام یتمہا اربعاً علی القول الراجح لا نہا صلوٰۃ واحدۃ ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافاً کمارجحہ الکمال (در مختار) قولہ خلافاً لمارجحہ

---

(۱) ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ج ۱ ص ۵۸۲ ط.س. ج۱ ص۶۲۲. ۶۲۳. ۱۲ ظفیر.....

الکمال حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وھو الراجح الخ شامی فقط۔(۱)

نمازیوں کے آگے سے کتنے فاصلہ سے گذرنا چاہئے

(سوال ۱۵۸۳)بروز جمعہ اکثر آدمی نمازیوں کے آگے سے گذر جاتے ہیں آیا کچھ فاصلہ بھی مقرر ہے کہ اس فاصلہ سے گذرنا جائز ہے۔

(جواب)بڑی مسجد میں اگر موضع سجود بالوضع بصر سے نمازی کے آگے کو کوئی شخص گذر جائے تو درست ہے اور چھوٹی مسجد میں جو چالیس ہاتھ سے کم ہو آگے سے گزرنا کسی جگہ بھی درست نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ (۲)فقط

بعد نماز بلند آواز سے کلمہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۸٤)وعن عبداللہ بن زبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰته یقول بصوته الا علیٰ لا اله الا الله ، وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علیٰ کل شئی قدیر لا حول ولا قوة الا بالله . لا اله الا الله. ولا نعبد الا ایاه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله . مخلصین له الدین ولو کره الکافرون۔رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف۔باب الذکر بعد الصلوٰۃ ایک شخص بعد نماز کے بموجب حدیث مندرجہ بالا حروف تین بار کلمہ شریف بلند آواز سے پڑھتا ہے اس کی نسبت کیا ہے۔

(جواب)علماء با آواز بلند کلمہ طیبہ کو بعد نماز کے بکیفیت خاص پڑھنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ یہ شعار اہل بدعت کا ہو گیا ہے اور اصل ایسے اذکار میں چونکہ آہستہ پڑھنا ہے جیسا کہ وارد ہے۔ انکم لا تدعون اصم ولا غائباً اور آنحضرت ﷺ کا آواز سے پڑھنا بغرض تعلیم تھا اس لئے اوروں کو جہر مفرط کرنے سے ایسے موقع پر روکا جاتا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ یہ تمام کلمہ آخر تک پڑھا جاوے اور زیادہ بلند آواز......نہ کی جاوے جس میں دیگر مصلین اور ذاکرین کو اذیت ہو۔(۳)

تصویر والے کپڑوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۸۵)تصویر اگر کپڑے پر ہو تو اس کپڑے سے نماز ہو جائے گی یا نہیں

(جواب)اگر جاندار کی تصویر ہے تو نہیں ہونے کی اگر غیر جاندار کی ہو گی تو ہو جاوے گی۔(۴)

....

(۱)ردالمحتار باب ادراك الفريضه ج ۱ ص ٦٦٨ .ط.س.ج۲ص۵۳. ۱۲ ظفير.

(۲)ولا یفسدها نظره الی مکتوب الخ ومرورمار فی الصحراء وفی مسجد کبیر بموضع سجوده فی الا صح او مرور بین یدیه ای حائط القبلة فی بیت ومسجد صغیر فانه کبقعة واحدة مطلقا الخ وان اثم المار لحدیث البزار ولو یعلم المار ماذا علیه من الوزر لوقف اربعین خریفا (در مختار) قوله مسجد صغیر وهو اقل من ستین ذراعا وقیل من اربعین وهو المختار کما اشار فی الجواهر قهستانی (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۹۳ .ط.س.ج۱ص٦٣٤) ظفير.

(۳)ویکره الا عطاء الخ ورفع صوت بذکر (در مختار) فتارة قال انه حرام وتارة قال انه جائز الخ لانه حیث خیف الریاء او تاذی المسلمین اوالنیام الخ (ردالمحتار مطلب رفع الصوت بالذکر ج ۱ ص ٦١٨ .ط.س.ج۱ص٦٥٩. ٦٦٠)ظفير.

(٤)وکره الخ لبس ثوب فیه تما ثیل ذی ر وح (مختار) ویاتی ان غیر ذی الروح لایکره (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ٦٠٥ .ط.س.ج۱ص٦٤٤. ٦٤٧) قوله ولبس ثوب فیه تصاویر لانه یشبه حامل الصنم فیکره وفی الخلاصة وتکره التصاویر علی الثوب علیٰ فیه او لم یصل ا ه و هذه الکراهة تحریمیة (البحر الرائق باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۲ ص ۷۲) ظفير.

شملہ زیادہ ہونے سے کیا نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے

(سوال ۱۵۸۶) عمامہ باندھنا کتنا سنت ہے اور اس کا شملہ پیچھے چھوڑنا کتنا مسنون ہے۔ اگر کوئی سرین تک چھوڑے تو نماز میں نقصان آتا ہے یا نہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اگر شملہ سوا بالشت سے زیادہ چھوڑے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ عمامہ کا شملہ پیچھے چھوڑنا مستحب ہے اور وسط ظہر تک شملہ کا ہونا مستحب ہے۔ اور بعض نے کہا ایک بالشت ہوگا اور یہ کہنا اس شخص کا کہ اگر سوا بالشت سے زیادہ شملہ چھوڑے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی غلط ہے وسط ظہر تک ہونا شملہ کا یا ایک بالشت ہونا یہ سب امور مستحبہ میں سے ہیں اس کا خلاف مکروہ تحریمی نہیں ہے اور نماز میں کچھ کراہت نہیں آئی۔ ایک قول شملہ کے بارہ میں در مختار میں یہ بھی ہے کہ موضع جلوس تک شملہ کا ہونا مستحب ہے (۱)۔ اس سے معلوم ہوا کہ کمر کی جڑ تک یعنی سرین کے شروع تک ہونا شملہ کا بھی مکروہ نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ اقوال ہیں دربارہ استحباب ہیں، باقی گناہ کسی حال نہیں ہے۔ شملہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اسی طرح عمامہ کے طول کی شرعاً کوئی حد خاص نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کا عمامہ کبھی بارہ ہاتھ کا ہوا ہے اور کبھی سات ہاتھ کا اور دوسروں کو آپ نے کوئی خاص طول کا امر نہیں فرمایا۔ پس جس طرح عادت ہو اور جتنا باندھنے کی عادت ہو باندھ لے کچھ وہم نہ کرے۔ (۲) فقط۔

ریشمی کپڑے میں پڑھی ہوئی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۵۸۷) بلا ضرورت شرعی ریشمی کپڑا پہنے ہوئے مرد کو نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی اور بر تقدیر اول اعادہ نماز کا واجب ہو گیا نہیں۔

(جواب) بظاہر مکروہ تحریمی ہے اور اعادہ واجب ہے کما قالوا باعادة صلوٰة صليت فى ثوب فيه صورة قال فى ردالمحتار ويويده ماصر حوابه من وجوب الاعادة بالصلوٰة فى ثوب فيه صورة بمنزلة من يصلى وهو حامل صنم الخ ۔ (۳) ص ۳۰۷ جلد اول فی بیان واجبات الصلوٰۃ۔ فقط۔

میلے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۸۸) میلے کپڑے اور جڑاول سال گذشتہ کے ثیاب بذلہ میں داخل ہیں یا نہیں اور نماز ان میں جائز ہوگی یا مکروہ۔

(جواب) کپڑوں کے میلے ہو جانے کی وجہ سے وہ ثیاب بذلہ نہیں ہوئے۔ اسی طرح جڑاول سال گذشتہ ثیاب بذلہ

---

(۱) وندب لبس السواد وارسال ذنب العمامة بين كتفيه الى وسط الظهر وقيل لموضع الجلوس وقيل شبر (الدر المختار على هامش ردالمحتار مسائل شتى ج ۵ ص ۶۶۰ ط.س. ج۱ ص ۷۵۵) ظفير.

(۲) ذكر فيه انه كان له صلى الله عليه وسلم عمامة قصيرة وعمامة طويلة وان القصيرة كانت سبعة اذرع والطويلة اثنى عشر ذراعا (مرقاة المفاتيح . كتاب اللباس ج ۴ ص ۴۲۷) ظفير.

(۳) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلاة ج ۱ ص ۴۲۶ ط.س. ج۱ ص ۴۵۷ . شرح حموی میں ہے لان الصلوٰة فى الحرير مكروهة للرجال.

میں داخل نہیں لہذا نماز ان میں مکروہ نہ ہوگی۔(۱) فقط۔

بعد نماز بائیں طرف پھر کر دعا کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۵۸۹) زید عصر کی نماز میں امام تھا بعد سلام کے دکھن کی طرف متوجہ ہو کر مناجات کی یہ جائز ہے یا کیا۔

(جواب) جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر و عصر ان میں امام کو اختیار ہے خواہ داہنی طرف منہ کر کے بیٹھے یا بائیں طرف اور حدیث شریف سے دونوں امر ثابت ہیں اور فقہاء حنفیہ نے بھی دونوں میں اختیار دیا ہے۔ پس طعن کرنا دکھن (جنوب) کی طرف منہ کرنے والے پر جہالت ہے مسائل دینیہ سے۔(۲) فقط۔

نماز میں رحمت عالم کا خیال آنا اور لانا کیسا ہے

(سوال ۱۵۹۰) نماز میں رسول اللہ ﷺ کا اگر خیال آجاوے تو نماز ہو جاوے گی یا نہ اگر نماز میں خیال لایا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جب نماز میں خود التحیات میں اور درود شریف میں آنحضرت ﷺ کا ذکر ہے تو خیال آنا ضروری ہوا باقی نماز خالص عبادت اللہ کے لئے ہے غیر اللہ کا خیال **علی سبیل التعظیم و العبادۃ** نہ آنا چاہئے اور نماز ہر حال میں صحیح ہے۔ کیونکہ خیال پر باز پرس نہیں ہے۔(۳) فقط

محراب میں نمازی کی تنہا نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۹۱) محراب مذکورہ میں اکیلے نمازی کی نماز درست ہے یا نہیں۔

محراب میں کھڑے ہو کر امامت کی تو نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۵۹۲/۲) محراب مذکورہ میں اگر امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاوے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

محراب میں مقتدی کی نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۵۹۳/۳) محراب مذکورہ میں نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہیں۔

امام کتنی اونچائی پر امامت کر سکتا ہے

(سوال ۱۵۹۴/۴) امام کس قدر بلندی پر کھڑا ہو کر امامت کرا سکتا ہے۔

امام کس قدر بلندی پر کھڑا ہو سکتا ہے

(سوال ۱۵۹۵/۵) عذر تنگی صحن یا جنگل وغیرہ کی زمین ناہموار ہونے کی وجہ سے امام کس قدر بلندی تک کھڑا

---

(۱) وصلاته فی ثیاب بذلة یلبسها فی بیته ومهنته ای خدمته ان له غیرها والالا (درمختار) وفسرها فی شرح الوقایة بما یلبسه فی بیته لا یذهب به الی الا کابر والظاهر ان الکراهة تنزیهیة (ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ص ۵۹۹ ط.س.ج۱ص ۶۴۰) ظفیر. (۲) وخیر فی المنیة بین تحویله یمینا وشمالا واماما وخلفا وذهابه لبیته واستقباله الناس بوجهه ولودون عشرة مالم یکن بحذائه مصل ولو بعید اعلیٰ المذهب (درمختار) لکن التخیر الذی فی المنیة هوانه ان کان فی صلاة تطوع بعدها فان شاء انحرف عن یمینه اویساره او ذهب الی حوائجه او استقبل الناس بوجه الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۶ ط.س.ج۱ ص ۵۳۱)

(۳) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تجاوز عن امتی ما وسوست به صدرها مالم تعمل به او تتکلم متفق علیه (مشکوٰة باب فی الوسوسة ص ۱۸) ظفیر.

ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے جو مکروہ نہ ہو؟

دانستہ مکروہ کا ارتکاب نماز میں کیسا ہے

(سوال ۱۵۹۶/۶) اگر دانستہ نماز میں فعل مکروہ کا ارتکاب کیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟

ایک مولوی کا فتویٰ

(سوال ۱۵۹۷/۷) مولوی اشرف علی صاحب سلمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ امام کو اتنا اونچا کھڑا ہونا مکروہ ہے جو دیکھنے والے کو اونچا معلوم ہو؟

کتنی بلندی پر سجدہ کر سکتا ہے

(سوال ۱۵۹۸/۸) اگر مقتدی کی سطح کی برابر امام کھڑا ہو کر سجدہ بلندی پر کرے تو اس کے لئے کتنی بلندی کی اجازت ہے امام سے مقتدی کتنی بلندی پر کھڑے ہو سکتے ہیں؟

مقتدی بلندی پر کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۵۹۹/۹) امام سے مقتدی کس قدر بلندی پر کھڑے ہو سکتے ہیں؟

ایک بالشت اونچائی پر امام کھڑا ہو تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۰۰/۱۰) اگر مسجد کے دروازے کا چوکا یا کرسی یا چبوتری ایک بالشت سے کم ہو تو اس پر کھڑا ہو کر امام امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟

تکبیرات و سلام امام کے ساتھ نہ کرے اور پہلے ختم کر لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۰۱/۱۱) تکبیر تحریمہ یا دیگر تکبیریں یا ہر دو سلام ختم نماز یا سلام سجدہ سہو شروع تو کیا جاوے امام کے ساتھ یا امام کے بعد مگر ختم ہو جائے امام سے پہلے تو نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہ؟

جو مقتدی امام سے پہلے رکوع سجدہ کرے اس کی نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۱۶۰۲/۱۲) امام سے پہلے اگر مقتدی رکوع یا سجدہ یا قومہ وغیرہ کر لے تو نماز مقتدی کی ہو جاوے گی یا نہیں؟ اور امام سے پہلے سجدہ کرنے والے مقتدی کا سر گدھے کا سا ہو جاوے گا یا نہیں؟

غلبہ نیند میں امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۰۳/۱۳) امام کے پیچھے اگر نماز میں مقتدی رکوع سجدہ قومہ قیام قعدہ وغیرہ میں اونگتا رہتا ہے۔ ان صورتوں میں نماز مقتدی کی ہو جاتی ہے یا نہ؟

مقتدی نماز ختم ہونے سے پہلے سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۰۴/۱۴) اگر مقتدی نماز ختم ہونے سے پہلے سلام پھیر دے اور فوراً یاد آنے پر بغیر کلام کئے نماز امام کے ساتھ پوری کرے تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں؟

غلبہ نوم میں نماز ادا کرے یا چھوڑ دے

(سوال ۱۵/۱۶۰۵)غلبہ نوم یا غنودگی میں نماز کا کیا حکم ہے ادا کرے یا چھوڑ دے ؟

نماز میں کھجلاہٹ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۶/۱۶۰۶)نماز میں خارش کو کتنی مرتبہ ہاتھ سے دفع کر سکتا، یا ناک سے کتنی مرتبہ چوہے نکال سکتا ہے ؟اور تین مرتبہ کھجلانا مفسد نماز تو نہیں ہے ؟

قومہ اگر اطمینان سے نہ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷/ ۱۶۰۷)نماز میں قومہ جلسہ اطمینان کے ساتھ اچھی طرح نہ کیا جاوے اس نماز کا کیا حکم ہے ؟

مہندی لگا کر نماز درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸/ ۱۶۰۸)مردوں کو مہندی لگا کر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

مٹھی باندھ کر نماز

(سوال ۱۹/ ۱۶۰۸)ہاتھوں کو مہندی لگا کر بند مٹھیوں نماز جائز ہے یا نہ ؟

(جواب)(۱)درست ہے۔

(۲)نماز ہو جاوے گی مگر امام کا یہ فعل مکروہ ہے اور نماز میں کراہت ہو گی۔

(۳)ہو جاوے گی۔مثل مقصورة دمشق التی ھی فی وسط المسجد خارج الحائط القبلی یکون الصف الا ول بینھماما یلی الا مام فی داخلھا وما اتصل به من طرفیھا خارجا عنھا من اول الجدار الی اخره فلا منقطع الصف بیناتھا کما لا ینقطع بالمنبر الذی ھو داخلھا شامی ج ۱ ص ۵۹۵)جمیل الرحمن.

(۴)درمختار میں ہے انفرد الا مام علی الدکان للنھی وقدر الا رتفاع بذراع ولا بأس بما دونه وقیل مایقع به الا متیاز وھو الا وجه ذکره الکمال (درمختار) علامہ شامی نے اس پر لکھا قوله وقیل ھو ظاھر الروایة قال فی البحر والحاصل ان التصحیح قد اختلفت والا ولی العمل بظاھر الروایة واطلاق لحدیث و کذا رجحه فی الحلیة۔(۱)حدیث نہی یہ ہے۔ قوله للنھی وھو ما اخرجه الحاکم انه صلی الله علیه وسلم نھی ان یقوم الا مام فوق ویبقی الناس خلفه الخ شامی ۔(۲)پس معلوم ہوا کہ ایک روایۃ میں ایک ہاتھ بلندی پر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے اور ظاہر روایۃ یہ ہے کہ اس قدر اونچا ہونا جس سے امتیاز ہو اور دور سے دیکھنے والا اونچا سمجھے مکروہ ہے جیسا کہ مولانا اشرف علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ بحر میں فرمایا کہ اس پر عمل اولیٰ ہے کہ یہ ظاہر الروایۃ ہے اور حدیث کا مقتضی بھی یہ ہی ہے پھر آگے درمختار میں ہے وھذا کله عند عدم العذر کجمعة وعید فلو قاموا علی المرفوف والا مام علی الارض او فی المحراب لضیق المکان لم یکره ۔(۳)اس سے معلوم ہوا کہ اگر عذر ہو تو امام کا بلند جگہ پر کھڑا ہونا درست ہے اگرچہ بلندی ممتاز ہو یا بقدر ذراع

---

(۱)ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ ومایکره فیھا ج ۱ ص ۶۰۴ و ج ۱ ص ۶۰۵ .ط.س.ج ۱ ص ۶۴۶. ۱۲ ظفیر.
(۲)دیکھئے ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکره فیھا ج ۱ ص ۶۰۴ .ط.س.ج ۱ ص ۶۴۶. ۱۲ ظفیر.
(۳)الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسدالصلوٰۃ وما یکره فیھا ج ۱ ص ۶۰۵ .ط.س.ج ۱ ص ۶۴۶. ۱۲ ظفیر.

کے ہو لیکن عذر ازدحام مردمان اور تنگی مکان ہے دھوپ اور سایہ عذر نہیں ہے۔ اس تقریر اور عبارات مذکورہ سے آپ کے سوالات کا جواب حاصل ہو گیا۔

(۵) اس قدر اونچا نہ کھڑا ہو کہ امتیاز حاصل ہو جاوے اور مقدار اس کی ایک ذراع ہے عذر میں جس قدر بلند جگہ پر بھی امام کھڑا ہو کراہت مرتفع ہے

(۶) نماز ہو جاتی ہے مگر نقصان رہتا ہے اور قصداً ایسا کرنا گناہ کا سبب ہے۔

(۷) معلوم ہو گیا کہ یہ ظاہر الروایت ہے۔

(۸) اس میں کچھ قید نہیں جس بلندی تک سجدہ کا مفہوم باقی رہے اجازت ہے السجدة هی فریضة تتاوی بوضع الجبهة علی الارض او ما یتصل بهابشرط الا نخفاص الزائد علی نها یة الرکوع مع الحروج عن حد القیام لانه لا یعد ساجد الغة وعرفا لمادونه ویعد به الخ ذکر الزاهدی لو سجد المریض علی دکان صدر ہ یجوز کا لصحیح الخ کبیری ص ۲۷۸ و ص ۲۸۱)جمیل الرحمن.

(۹) اگر امام کے ساتھ ہی کچھ مقتدی ہوں تب تو بعض مقتدیان چاہے جس قدر بلندی پر کھڑے ہو جاویں جائز ہے جیسے سقف وغیرہ اور اگر امام تنہا نیچے ہے اور سب مقتدی اونچی جگہ پر ہیں تو اس کی وہی حد ہے جو امام کے لئے ہے یعنی بقدر ایک ذراع یا بقدر ما یقع به الا متیاز اگر مقتدی اونچے ہوں گے نماز مکروہ ہو گی وانفراد الا مام علی الدکان الا قوله لم یکره کما لو کان معه بعض القوم۔

(۱۰) اس قدر اونچائی کی وجہ سے نماز مکروہ نہ ہو گی لیکن در میں کھڑا ہونا امام کو مکروہ ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔

(۱۱) تکبیر کے بارہ میں در مختار میں ہے فلو قال الله مع الامام واکبر قبله لم یصح (ترجمہ) پس اگر اللہ امام کے ساتھ کہا اور اکبر امام سے پہلے، نماز نہ ہو گی۔ اور سلام کے بارہ میں در مختار میں ہے وتنقضی فدوة بالا ول قبل علیکم۔ (۱) پس معلوم ہوا کہ سلام کی صورت میں نماز ہو جاوے گی۔

(۱۲، ۱۳) امام سے پہلے اگر رکوع و سجدہ میں گیا تو اگر امام بھی اس میں شامل ہو گیا تو وہ رکوع سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں ہوا۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ اما یخشی الذی یرفع راسه قبل الا مام ان یحول الا مام راسه راس حمار (۲) متفق علیہ (ترجمہ) کیا نہیں ڈرتا وہ شخص جو امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کہ اس کا سر حمار کا سا ہو جاوے۔ حاشیہ میں ہے ولعل المراد تحویله فی الاخرة لا فی الدنیا۔ اور ابن حجر سے بھی منقول ہے کہ دنیا میں بھی کسی کے لئے ہو جاوے تو مستبعد نہیں کما نقل عن البعض۔ (۱۴) ان سب صورتوں میں نماز ہو جاتی ہے۔

(۱۵) (الا السلام ساهیا للتحلیل ای للخروج من الصلوٰة قبل اتمامها علی ظن اکما لها فلا یفید) (در مختار) نماز ہو جاوے گی۔

(۱۶) نماز کو نہ چھوڑے جس طرح ہو نیند اور سستی کو دفع کر کے نماز پڑھے قضا نہ کرے۔

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار . باب صفة الصلوٰة .واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۳۶ .ط.س.ج۱ص۴۶۸. ۱۲ ظفیر . (۲) مشکوٰة.

(۱۷)خارش جتنی دفع بھی ہو کھجانا درست ہے مفسد نماز نہیں ہے ویفسد ھا کل عمل کثیر ما لا یشک بسببه الناظرین بعید فی فاعله انه لیس فیها (در مختار بیان فسدت الصلوٰۃ) (درمختار کی اس تصحیح کے پیش نظر خارش اگرچہ بدفعات ہو عمل کثیر کی تعریف سے خارج ہے)

ناک سے میل نکالنا یہ برا ہے اگرچہ نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی مگر یہ مکروہ ہے اور جس جگہ نماز کو فاسد لکھتے ہیں وہاں اعادہ لازم ہے۔

(۱۸)نماز مکروہ ہوتی ہے اور ایسی نماز واجب الاعادہ ہے۔ یعنی واجب ہے کہ اعادہ کرے بسبب ترک واجب کے۔ فی الدر المختار وکذا فی الرفع فیهما قال الشامی یجب التعدیل ایضا فی القومة من الرکوع والجلسة بین الجلستین . شامی ج ۱ ص ۴۸۲) جمیل الرحمن.

(۱۹)جائز نہیں(۱)

(۲۰)اس سے ترک سنن واجب آتا ہے اس لئے مکروہ ہے۔(۲)

مقبرہ میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۱۰)مقبرہ میں نماز جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)اگر مقبرہ میں کوئی جگہ صاف اور ستھری نماز کے لئے ہو اور اس میں نجاست اور قبر نہ ہو اور آگے نمازی کے بسوئے قبلہ کوئی قبر نہ ہو تو نماز جائز ہے بلا کراہت تحریمیہ اور اگر سامنے قبر ہو یا خود اس جگہ قبر ہو جہاں نماز پڑھتا ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ شامی میں ہے ولاباس بالصلوٰۃ فیها اذا کان فیها موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیه قبر ولا نجاسة کما فی الخانیة ولا قبلة الی قبر الخ .(۳)اور لفظ لاباس سے اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مقبرہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے۔

ریاح روک کر نماز ادا کی تو ہوئی یا نہیں

(سوال ۱۶۱۱)جس شخص کی بوجہ قبض ریاح جلدی جلدی خارج ہوتی ہے اگر وہ روک کر نماز ادا کرے تو کیا نماز صحیح ہو جاوے گی۔

(جواب)نماز صحیح ہے۔(۴)فقط۔

نماز کے سامنے پیپل کا درخت ہونے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی

(سوال ۱۶۱۲)اگر پیپل کا درخت نمازی کے سامنے ہو تو نماز ہو جاوے گی یا نہیں۔

(جواب)نماز صحیح ہے، اس میں کچھ کراہت بھی نہیں۔

---

(۱)چونکہ قیام جو فرض ہے وہ بلا عذر ترک ہوا۔
(۲)چونکہ نماز کے ہر رکن میں مٹھی کا کھلا رہنا مسنون ہے۔ جمیل الرحمن۔
(۳)ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۳ .ط.س.ج۱ص ۳۸۰. ۱۲ ظفیر.
(۴)یجب رد عذره او تقلیله بقدر قدرته الخ ویرده لا یبقی ذا عذر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار احکام المعذور ج ۱ ص ۲۸۳ .ط.س.ج۱ص ۳۰۷)ظفیر.

پیشاب روک کر جماعت میں شرکت مکروہ ہے

(سوال ۱۶۱۳) ایک شخص کو قضاء حاجت بول کی ہوئی اس نے قضاء حاجت موقوف کر کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور قوت مثانہ سے بول کو روکتا رہا بعد کو قضاء حاجت کی اس حالت میں نماز کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اس حالت میں نماز مکروہ تحریمی ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ پیشاب وپاخانہ کی ایسی حاجت ہو کہ اس کا دل اس میں مشغول ہو۔ کما فی الشامی قوله وصلوته مع مد افعته الا خبثين البول والغايط . قال فی الخزائن سواء كان بعد شروعه اوقبله فان شغله قطعه ان لم يخف فوت الوقت الخ ۔(۱)

جیب میں روپیہ ہو تو بھی نماز ہو جاتی ہے

(سوال ۱۶۱٤) روپیہ پیسہ اگر صدری کی جیب میں ہو اور نیت باندھنے کے وقت ہاتھ کے نیچے رہے تو کیا نماز ہو جاتی ہے۔

(جواب) نماز اس صورت میں بلا کراہت صحیح ہے۔(۲)

ریشم اور سونا پہن کر نماز ہوتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۱۵) اگر کوئی شخص بلا عذر ریشم اور سونا پہن کر نماز پڑھے تو اس کی نماز ہو گی یا نہیں۔ بعض احباب کا خیال ہے کہ سونا اور ریشم مردوں کو پہننا حرام ہے لیکن اگر پہن کر نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) ریشمی کپڑا اور سونا بے شک مردوں کے لئے حرام ہے اور نماز جو ان سے پڑھی گئی وہ صحیح ہے مگر ظاہر ہے کہ جب کہ استعمال ریشم اور سونے کا مردوں کو ہر وقت حرام ہے تو نماز میں بھی حرام ہے مگر چونکہ وہ دونوں نجس نہیں ہیں اس لئے نماز ہو گئی۔(۳) فقط۔

وہ نمازیں جو تعدیل ارکان سے خالی رہیں ان کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۱٦) ایک شخص کی عمر بیس برس کی ہے اس عرصہ تک اس نے کوئی نماز درست نہیں پڑھی صرف دو ٹکر مار کر نماز ختم کر دیتا ہے یہ نمازیں ہوئیں یا نہیں اگر اعادہ کرے تو صرف فرض ہی ادا کرے یا سنت بھی۔

(جواب) جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئیں اگرچہ وہ ہو گئی ہیں لیکن ان کا دہرا لینا اچھا ہے۔ فرض اور وتر کا اعادہ کرے سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔ فقط۔

محراب میں امام کا کھڑا ہونا

(سوال ۱۶۱۷) محراب مسجد میں کھڑا ہونا امام کا کیسا ہے فقہاء جو اس کو مکروہ لکھتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے؟

---

(۱) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۶۰۰ .ط.س.ج۱ص۶۷۲ ۱۲ ظفیر.

(۲) ولا يكره لو كانت تحت قدميه او فى يده عبارة الشمنى بدنه لا نها مستورة بثيابه الخ ومفاده كراهة المستبين لا المستتربكيس او صرة او ثوب اخر (در مختار) بان صلى ومعه صرة او كيس فيه دنا نير او در اهم فيها صور صغار فلا تكره لا ستتارها (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة ويكره فيها ج ۱ ص ۶۰۶ . ۶۰۷ .ط.س.ج۱ص۶۷۸) ظفیر.

(۳) لان الصلوٰة فى الحرير مكروهة للرجال (شرح حموى على الا شباه والنظائر ج ۱ ص ۱۹۷) ظفیر.

مسجد کے دروں کو بھی کیا محراب کا حکم ہے ؟اور اس کو محراب بنانا کس لئے ہے ؟ فقہاء نے کس کتاب میں کس جگہ اس کی تصریح کی ہے کہ در کو محراب کا حکم ہے ؟ اگر ایسی تصریح کوئی فقہاء نے کی ہو تو اس کو نقل فرمائی جاوے اور علامہ شامی کی دو عبارتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے در مختار میں ہے وقیام الا مام فی المحراب ای یکرہ لا سجودہ فیہ وقدماہ خارجہ الخ شامی میں ہے والا صح ماروی عن ابی حنیفۃؒ انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین ساریتین اوزاویۃ او ناحیۃ المسجد والی ساریۃ لانہ بخلاف عمل الا مۃ اہ وفیہ ایضا ومقتضاہ ان الا مام لو ترک المحراب وقام فی غیرہ یکرہ ولو کان قیامہ وسط الصف لانہ خلاف عمل الا مۃ۔ ان دونوں عبارتوں میں بظاہر تخالف معلوم ہوتا ہے اس شبہ کا جواب تحریر فرمادیں۔

(جواب) در میں کھڑا ہونے کی کراہت کی وہی وجہ ہے جو محراب میں کھڑا ہونے کی ہے پس اگر قدم باہر در سے ہوں گے تو کراہت مرتفع ہو جاوے گی اور علامہ شامی کی دونوں عبارتوں میں کچھ تعارض نہیں ہے اول یہ کہا ہے ولو کان قیامہ وسط الصف۔ وسط صف اور ہے اور وسط مسجد اور ہے پس مکروہ وسط مسجد کا چھوڑنا ہے یعنی بلا ضرورت اگرچہ مقتدیوں کی صف کے وسط میں ہو۔ اور در چونکہ محاذی محراب کے ہے لہذا وہ وسط ہے اور مسجد میں اکثر دو درجہ ہوتے ہیں ایک مسقّف جو شتوی کہلاتا ہے اور غیر مسقّف جو صیفی کہلاتا ہے یعنی فرش پس جب کہ مسجد صیفی میں نمازی کھڑے ہوں گے تو ان کی محراب مسجد کا در درمیانی ہوگا فقط۔

نمازی کے آگے جو نماز پڑھ رہا ہے وہ آگے سے ہٹ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۱۸) دو مصلی آگے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں آگے والا پہلے فارغ ہو گیا اب وہ داہنی جانب یا بائیں جانب سے اٹھ کر چلا جاوے یہ جائز ہے یا نہ ؟

(جواب) آگے والا فوراً دائیں بائیں کو جا سکتا ہے یہ جائز ہے۔

مسائل مسجد

مسجد کا دروازہ بند کر دینا کیسا ہے

(سوال ۱۶۱۹) زید ایک مسجد کا امام ہے وہ بعد نماز عشاء نو بجے مسجد کے کواڑ بند کر لیتا ہے اور جو نمازی کواڑ بند کرنے کے بعد آتا ہے تو زید کواڑ نہیں کھولتا۔ کیا کسی حدیث میں ہے کہ مسجد کے کواڑ بند کر کے پھر نہ کھولے جائیں۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ دروازہ کا بند کرنا مکروہ ہے۔(۱) لیکن اگر اسباب مسجد کے گم ہو جانے کا اندیشہ ہے تو سوائے اوقات نماز کے دروازہ مسجد کا بند کرنا درست ہے اور شامی میں ہے کہ یہ امر اہل محلّہ کی رائے پر ہے۔ جس وقت وہ مناسب سمجھیں سوائے اوقات نماز کے دروازہ بند کرا دیا کریں صورت مذکورہ میں امام مسجد کا نمازیوں کے لئے دروازہ نہ کھولنا خلاف حکم شریعت ہے اور دروازہ بند کر کے پھر نہ کھولنا اگرچہ نمازیوں کی ضرورت سے ہو کہیں ثابت نہیں ہے۔

ایسی مسجد میں نماز درست ہے یا نہیں۔

(سوال ۱۶۲۰) نقشہ مسجد منسلکہ سوال کو ملاحظہ فرما کر تحریر فرمائیے کہ اس مسجد میں نماز درست ہے یا نہیں۔

(جواب) نقشہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ کوئی قبر آگے کی طرف یعنی بجانب قبلہ نہیں ہے جو نمازی کے سامنے واقع ہوتی۔ پس مسجد مذکور میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے کذا فی شرح المنیه والشامی۔(۲) وغیرہ۔ فقط۔

مسجد کی دوسری منزل میں نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۲۱) اول ایک مسجد ایک منزلہ تھی پھر اس کو دو منزلہ بنایا گیا۔ اس طرح سے ایک سمت میں تو پہلی ہی بنیاد رہی اور تین سمت میں بنیادیں بھی بڑھائی گئیں اور پوری مسجد پر دوسری منزل بنا دی گئی ہے صحن بالکل نہیں رہا۔ بعض علماء سے معلوم ہوا کہ مسقّف مسجد پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر نیچے کی منزل میں نماز پڑھی جاوے تو موسم گرما میں سخت تکلیف ہوتی ہے ایسی حالت میں موسم گرما میں اوپر کی منزل میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

(جواب) شرح منیہ میں ہے وکل ما یکرہ فی المسجد یکرہ فوقه ایضاً الخ اور شامی میں ہے قوله الوطی فوقه ای الجماع خزائن اما الوطی فوقه بالقدم فغیرہ مکروہ الا فی الکعبة بغیر عذر لقولهم بکراهیة الصلوٰة فوقها ثم رایت القهستانی نقل عن المفید کراهة الصعود الی سطح المسجد اه ویلزمه

---

(۱) وکرہ غلق باب المسجد الا لخوف علی متاعه به یفتی (در مختار) قال فی البحر وانما کرہ لانه یشبه المنع من الصلوٰة قال الله تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه الخ والتدبیر فی الغلق لاهل المحلة (ردالمحتار قبیل باب الوتر والنوافل مطلب فی احکام المسجد ص ۶۱۴. ط.س. ج۱ص۶۵۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) ولا باس بالصلوٰة اذا کان فیها موضع اعد للصلوٰة ولیس فیه قبرو لا نجاسة الخ ولا قبلة الی قبر (ردالمحتار کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۵۳. ط.س. ج۱ص ۳۸۰) ظفیر.

كراهة الصلوٰة ايضاً فوقه فليتأ مل۔(۱) خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ بعض عبارات سے جواز نماز فوق مسجد معلوم ہوتا ہے اور بعض سے کراہت معلوم ہوتی ہے۔ اور صورت مسئولہ میں اوپر کے درجہ میں نماز مکروہ نہیں ہے کہ اولاً سطح مسجد پر نماز کی کراہت میں اختلاف ہے پھر درجہ بالائی کو مصداق اس کا کہنے میں تأمل ہے اور پھر عذر مذکور موجود ہے۔(۲) فقط۔

اگر پاس دو مسجدیں ہوں تو کس میں نماز پڑھے

(سوال ١٦٢٢) ایک شخص اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں جو ان کے مکان سے قریب ہے۔ اور ایک مسجد ان کے مکان سے کچھ فاصلہ پر ہے۔ کون سی مسجد میں نماز پڑھیں۔

(جواب) قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہئے کہ اس مسجد کا ان پر حق ہے اور ثواب بھی اس میں زیادہ ہے (افضل المساجد مكة ثم المدينة ثم القدس ثم قباثم الا قدم ثم الاعظم ثم الا قرب. الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ١ ص ٦١٧. ظفير.)

....

(١) ردالمحتارباب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب فى احكام المسجد ج ١ ص ٦١٤. ط.س. ج ١ ص ٦٥٦ ١٢ ظفير.

(٢) حضرت مفتی علامؒ نے دوسری منزل میں نماز کے سلسلہ میں عدم کراہت کا فیصلہ کیا ہے وہ بالکل فقہ کے مطابق ہے۔ دوسری منزل کو چھت کہنا اصطلاحاً ہرگز درست نہیں ہے۔ اصطلاح میں چھت اس حصہ کو کہتے ہیں جس کے اوپر مزید چھت نہ ہو اور وہ بارش و دھوپ کے لئے روک بنے۔ اور دوسری منزل نماز کے لئے ہی بنائی جاتی ہے، چھت کی غرض سے نہیں ہوتی۔ لہذا کسی طرح وہ چھت کے حکم میں نہیں ہے۔ جو لوگ اب تک دوسری تیسری منزل میں نماز مکروہ لکھتے ہیں خاکسار کے نزدیک درست نہیں ہے البتہ یہ افضل ضرور ہے کہ جماعت نیچے کی منزل میں ہوا کرے۔ ضرورت اور مجبوری کی حالت میں دوسری تیسری منزل کا ارادہ کیا جانا چاہئے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

الباب الثامن فی الوتر و النوافل

فصل اول مسائل وتر

جس مقتدی نے رکوع نہیں کیا اس کی نماز نہیں ہوئی

(سوال ۱۶۲۳) اگر امام وتر کی رکعت ثالث پڑھ کر رکوع میں چلا گیا اور قنوت نہیں پڑھا اور آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو جو مقتدی رکوع میں نہ گیا بوجہ اندھیرے یا کم دکھائی دینے کے بلکہ سجدہ میں چلا گیا تو اس مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس مقتدی کی نماز نہیں ہوئی جس نے رکوع نہیں کیا۔(۱) اگر بعد ختم نماز امام کے بھی وہ رکوع کر لیتا اور پھر سجدہ سہو کر لیتا تو نماز ہو جاتی۔ فقط۔

دعائے قنوت بھول گیا پھر یاد آنے پر پڑھا اور سجدہ سہو کیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۲۴) بکر قنوت وتر کو بھول کر رکوع میں چلا گیا، جب رکوع میں یاد آیا تو رکوع سے اٹھ کر دعا قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی، نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) بکر کو پھر رکوع سے اٹھ کر قنوت نہ پڑھنی چاہئے تھی لیکن اب جب کہ سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی۔(۲)

وتر پڑھی مگر نیت سنت کی کی تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۲۵) بعد تراویح جب وتر پڑھنے کھڑے ہوئے تو ایک شخص نے بھول کر سنت کی نیت کر کے وتر پڑھے مگر دعا قنوت کے وقت اس کو وتر کا خیال آیا اس صورت میں وتر ہو گئے یا نہیں۔

(جواب) اس کے وتر ہو گئے۔(۳)

فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو کیا وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۶۲۶) رمضان میں زید نے عشاء کے فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو وتر جماعت سے پڑھے یا تنہا۔

(جواب) جماعت وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔ کذا صرح به فی الطحطاوی۔ اور علامہ شامی نے بے شک عدم جواز نقل کیا ہے لیکن طحطاوی کی عبارت میں جواز کی تصریح ہے اور قاعدہ بھی مقتضی جواز کو ہے اس لئے ہمارے اکابر اساتذہؒ وتر کی جماعت میں شرکت کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ وجہ عدم جواز کی کچھ نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) ومن فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة الخ ومنها الرکوع بحیث لو مدید یه نال رکبتیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۱۱ و ج ۱ ص ۴۱۶ ط.س. ج۱ ص ۴۴۲) ظفیر۔

(۲) ولو نسیه ای القنوت ثم تذکره فی الرکوع لا یقنت فیه لفوات محله ولا یعود الی القیام فی الا صح لا نه فیه رفض الفرض للواجب فان عادالیه وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوٰته لکون رکوعه بعد قراء ة تامة وسجد للسهوقنت اولا لزواله عن محله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوترو النوافل ج ۱ ص ۶۲۷ ط.س. ج۲ ص۹) ظفیر۔

(۳) ولا عبرة بنیة متا خرة عنها علی المذهب وجوزه الکرخی ای الرکوع وکفی مطلق نیة الصلوٰة وان لم یقل لله لنفل وسنة راتبة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فی النیة ج ۱ص ۳۸۷ و ج ۱ص ۳۸۸ ط.س. ج۱ ص۴۱۷) ظفیر۔

(۴) بقی الخ قضیة التعلیل فی المسئلة السابقة بقولهم لا نها تبع ان یصلی الوتر بجماعةفی هذه الصورة لانه لیس بتبع التراویح ولا للعشاء عند الامام (طحطاوی علی الدر المختار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۲۹۷) ظفیر۔

ملحق کی حاء کو زیر و زبر دونوں پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۱۶۲۷) دعا قنوت میں جو لفظ ملحق ہے اس کی حاء کو زبر ہے یا زیر ہے۔

(جواب) دعا قنوت میں ملحق کی حاء کو کسرہ اور فتحہ دونوں پڑھا گیا ہے اور دونوں جائز ہیں اگرچہ معروف تر کسرہ ہے۔ شامی میں ہے قوله وملحق بمعنى لا حق .مبتداء وخبره هو بكسر الحاء .هذا هو المشهور ونص غير واحد على انه الا صح ويقال بفتحها ذكره ابن قتيبه وغيره ونص الجوهري على انه صواب كذا في الحلية قلت بل في القاموس الفتح احسن الخ۔(۱) فقط۔

وتر میں رفع یدین کے سلسلہ میں ایک غلط شہرت

(سوال ۱۶۲۸) نماز وتر کب سے واجب ہوئی۔ وجہ رفع یدین فی الرکعۃ الثالثۃ کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ معراج میں جب آنحضرت ﷺ تیسری رکعت پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو تعذیب والدین کو معائنہ کر کے رفع یدین کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔(۲)

امام نے قنوت ختم کر کے رکوع کیا اور مقتدی کی دعائے قنوت پوری نہ ہوئی تو کیا کرے

(سوال ۱۶۲۹) جماعت وتر میں امام دعا قنوت ختم کر کے رکوع میں چلا گیا۔ مقتدی کی قنوت ختم نہیں ہوئی کیا وہ متابعت امام کی غرض سے بلا ختم قنوت رکوع میں چلا جائے۔

(جواب) اگر قلیل باقی ہے کہ پورا کر کے رکوع میں امام کے شریک ہو سکتا ہے تو پورا کر کے رکوع کرے ورنہ چھوڑ دے۔(۳) فقط۔

عشاء کی جماعت میں شریک نہ ہو سکا تو بھی وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۶۳۰) ایک شخص نے عشاء کے فرض علیحدہ پڑھے۔ تراویح سب یا اکثر امام کے ساتھ اداء کی یا بالکل نہ پڑھی۔ ہر سہ صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں۔

اشتہار مدرسہ دیوبند ۴۲ھ میں ہے جس کو عشاء کے فرض یا جماعت نہیں ملے وہ وتر کو امام کے ساتھ باجماعت پڑھ سکتا ہے اور علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں اذا لم يصل الفرض معه لا يتبعه في الوتر۔ دونوں تحریروں میں تطبیق کیونکر ہو گی۔

(جواب) ہر سہ صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ تراویح امام کے ساتھ کل یا بعض نہ پڑھنے کی صورت میں جماعت وتر میں شریک ہونے کا جواز تو در مختار کی عبارت میں مذکور ہے ولو لم يصلها اى التراويح

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۴ .ط.س. ج۲ ص۷. ۱۲ ظفیر.

(۲) یہ تو صراحت نہیں مل سکی کہ وتر کی نماز آں حضرت نے کس سنہ سے شروع کی، البتہ حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ شروع سے برابر پڑھتے رہے اور تاکید فرمائی الوتر حق فمن لم يو تر فليس منا (ابو دائود) قنوت میں ہاتھ اس لئے اٹھاتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے یوں ہی ثابت ہے، اس کی وجہ غالباً یہ ہو گی کہ قرات پر قیام ختم ہو جاتا ہے اب چونکہ حالت قیام میں ہی دعا پڑھی جا رہی ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا جاتا ہے کہ قرات الگ چیز ہے اور دعا الگ چیز، سائل نے معراج کا حوالہ دیا ہے اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(۳) للمقتدى يتا بع الا مام في القنوت فلو ركع الا مام في الوتر قبل ان يفرغ المقتدى من القنوت فانه يتا بع الا مام الخ (عالمگیری مصری فی صلاۃ الوتر ج ۱ ص ۱۰۴) ظفیر.

بالا مام او صلاها مع غيره له ان يصلي الو ترمعه الخ ۔(۱)اور فرض عشاء جماعت سے نہ پڑھنے کی صورت میں وتر کی جماعت میں شریک ہونے کا جواز تعلیل علامہ طحطاویؒ سے معلوم ہوتا ہے۔ حيث قال فى شرح قول صاحب الدر المختار بقى لو تركها الكل هل يصلون الو تر بجماعةٍ فليراجع (قوله فليراجع) قضية التعليل فى المسئلة السابقة بقولهم لا نها تبع ان يصلي الوتر بجماعة فى هذه الصورة لا نه ليس تبع للتراويح و لا لعشاء عند الا مامؒ(۲) انتهى حلبى. طحطاوی۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شامیؒ نے جو قرع قہستانی سے نقل کیا ہے۔ ثم قال لكنه اذا لم يصل الفرض معه لا يتبعه فى الوتر۔(۳) یہ ضعیف ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ وتر مستقل نماز ہے نہ عشاء کے تابع ہے اور نہ تراویح کے علامہ شامی کی رائے فلیراجع کے جواب میں بھی یہی ہے کہ اس صورت میں بھی وتر جماعت کے ساتھ جائز نہ ہونا چاہئے اور علامہ طحطاویؒ کی رائے صاف حسب قواعد یہ ہے کہ اس صورت میں وتر جماعت جائز ہے اور شامی کی آخری عبارت لاکراہۃ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مراد قہستانی کی لایتبعه فى الوتر سے کراہت ہے اصل جواز میں اختلاف نہیں ہے اور ظاہر تعلیل منقول عن العلامة الطحطاویؒ سے یہ ہے کہ کراہت بھی نہیں ہے کیونکہ عشاء اور وتر ہر ایک نماز مستقل ہے۔ فقط۔

بسلسلہ وتر ایک عبارت کا مطلب

(سوال ۱۶۳۱) در مختار باب الوتر والنوافل میں ہے ويسن الدعا المشهور ويصلي على النبى صلى الله عليه وسلم وبه يفتى ، تو حنفی مذہب میں کیا پڑھے۔

(جواب) دعا مشہور سے مراد دعا قنوت اللّٰھم انا نستعينك الخ اور دعا اللّٰھم اهدنى فيمن هديت الخ ہے۔ اس دوسری دعا کے اخیر میں وصلى الله على النبى بھی ہے۔ حنفیوں کو بھی یہ دونوں دعائیں پڑھنا اور جمع کرنا افضل ہے اور اگر صرف اللّٰھم انا نستعينك الخ پڑھے تو یہ بھی درست ہے۔(۴) فقط۔

وتر کی نیت

(سوال ۱۶۳۲) وتر کی نیت کا کیا حکم ہے، کیونکہ در مختار میں ہے لذاينوى الوتر لا الو ترا لواجب كما فى العيدين للاختلاف اور شامی نے بھی یہی اختیار کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر واجب کی نیت نہ کرے تو نماز جائز نہیں ہے۔

(جواب) علامہ شامیؒ نے اس موقعہ میں یہ لکھا ہے، اى انه لا يلزمه تعيين الوجوب لامنعه من ذلك۔(۵) پس معلوم ہوا کہ نیت وجوب منع نہیں ہے اور حنفی کا اعتقاد وجوب کا ہے لہٰذا اس کو نیت وجوب کرنے میں کچھ حرج

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س ج۱ص۴۸. ۱۲ ظفير.
(۲) الطحطاوى على الدر المختار مبحث فى التراويح ج ۱ص ۲۹۷. ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار مبحث فى التراويح ص ۶۶۳ .ط.س ج۲ص۴۸. ۱۲ ظفير.
(۴) قوله يسن الدعاء المشهور قدمنا فى بحث الواجبات التصريح بذالك عن النهر وذكر فى البحر عن الكرخى ان القنوت ليس فيه دعاء مؤقت لا نه روى عن الصحابة ادعية مختلفة ولا ن الموقت من الدعاء يذهب برقة القلب وذكر الا سبيجابى انه ظاهر الرواية وقال بعضهم المراد ليس فيه دعاء مؤقت ما سوى اللهم انا نستعينك وقال بعضهم الا فضل التوقيت ورجحه فى شرح المنية تبر كابالما ثور ا ه الخ (ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۳) ظفير
(۵) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۶ .ط.س ج۲ص۶. ۱۲ ظفير.

نہیں ہے۔اور اگر نیت مطلق وتر کی کرے تو بھی نماز میں کچھ خلل نہ ہوگا۔اور عبارت در مختار توسیع پر محمول ہے۔ یعنی مطلق وتر کی نیت بھی درست ہے۔

قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلا جائے

(سوال ۱۶۳۳)اگر کوئی شخص نماز وتر میں دعا قنوت بھول کر رکوع میں چلا جاوے بعد میں خود یا دوسرے کے بتلانے سے رکوع سے اٹھ کر دعا قنوت پڑھے اور دوبارہ پھر رکوع کر کے اپنی نماز پوری کرے تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد ہوگی یا سجدہ سہو کرنے سے نماز کامل ہوگی۔

(جواب)نماز صحیح ہے۔کذافی الدر المختار فان عادالیه وقنت و لم یعد الرکوع.

وتر میں رکوع سے پہلے رفع یدین اور دعا قنوت حدیث میں

(سوال ۱۶۳۴)ہمارے یہاں چند اشخاص مذبذب غیر مقلد ہیں،وتر کی وہ رکعت تو تین ہی پڑھتے ہیں مگر قنوت بعد رکوع پڑھتے ہیں۔ایک ان میں معمولی علم والا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر حدیث سے یہ ثابت کر دو کہ آنحضرت ﷺ قبل از رکوع ہاتھ اٹھا کر کانوں سے لگا کر پھر قنوت پڑھتے تھے تو ہم ماننے کو تیار ہیں حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے۔ایک حدیث اس امر کے ثبوت میں تحریر فرمادیں۔

(جواب)اخرج ابو نعیم فی الحلیة عن عطاء بن مسلم ثنا العلاء بن المسیب عن حبیب بن ابی ثابت عن ابن عباس قال اوتر النبی صلی الله علیه وسلم بثلث قنت فیها قبل الرکوع . عن ابن عمر ان النبی، صلی الله علیه وسلم کان یوتربثلث قنت فیها قبل الرکوع. عن ابن عمر النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع. وقد روی عن ابن عمرؓ کان اذا فرغ من القراء ة کبرو فی الذخیرة رفع یدیه حذآء اذنیه وهو مروی عن ابن مسعود ابن عمرو ابن عباس وابی عبیدة واسحق وقد تقدم . کبیری ، شرح منیه .(۱)ان روایات سے صراحۃً وتر کا تین ہونا اور قنوت وتر کا قبل رکوع ہونا اور حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس وغیرہ صحابہ کبار سے تکبیر قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہو گیا۔اور ظاہر ہے کہ ان صحابہ کبار نے قنوت قبل رکوع اور تکبیر مع رفع الیدین آنحضرت ﷺ کو دیکھ کر ہی کیا ہے لہذا یہ حجت کافی ہے۔اور اگر لامذہب لوگ اس کو نہ مانیں تو ان سے کہو کہ جو مذہب عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس وغیرہ صحابہ کا تھا وہی ہمارا ہے۔جس دلیل سے یہ حضرات رفع یدین فی تکبیرات القنوت کرتے تھے وہی ہماری دلیل ہے۔فقط

وتر ختم کر کے سبحان الملک القدوس کب پڑھے

(سوال ۱۶۳۵)بعد سلام وتر جو سبحان الملک القدوس ثلثاً وارد ہے،یہ سجدہ کر کے پھر پڑھے یا قعدہ میں اور عند الاحناف یہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱)غنیة المستملی باب الوتر ص ۳۹۶. ۱۲ ظفیر.

(جواب) وتر کا سلام جب پھیر کر بیٹھے اس وقت پڑھے اور یہ عند الاحناف بھی جائز و مستحب ہے۔(۱) فقط۔

وتر کی جماعت میں جب تیسری رکعت میں ملے تو دعائے قنوت کب پڑھے

(سوال ۱۶۳۶) رمضان میں وتر کی تیسری رکعت میں شامل ہوا تو دو رکعت جو باقی رہیں ان میں دعا قنوت پڑھی جائے گی یا نہیں۔

(جواب) دعا قنوت پڑھی جاوے گی۔(۲) فقط۔ (تفصیل حاشیہ میں پڑھیں۔ ظفیر)

سورۂ اخلاص دعائے قنوت کے قائم مقام ہوگی یا نہیں

(سوال ۱۶۳۷) در وتر سورہ اخلاص سہ بار قائم مقام دعائے قنوت می شود یا نہ۔

(جواب) در شامی آوردہ ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الآیة . وقال ابو اللیث یقول اللھم اغفر لی یکررھا ثلاثا وقیل یقول یارب ثلاثا ذکر فی الذخیرة الخ۔(۳) پس معلوم شد کہ سورہ اخلاص بجائے دعائے قنوت منقول نیست۔

وتر کی امامت فرض نماز کے امام کے علاوہ شخص کراسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۳۸) کیا وتر کی نماز کا امام غیر امام فرض بن سکتا ہے۔

(جواب) وتر کی جماعت کا امام جماعت فرض کے امام کا غیر ہو سکتا ہے۔

وتر کی دو رکعت پڑھ کر قعود کرے گا یا نہیں

(سوال ۱۶۳۹) وتر کی دو رکعت پڑھ کر التحیات کے واسطے بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) بیٹھنا چاہئے جیسا کہ کتب فقہ واحادیث سے ثابت ہے۔ درمختار میں ہے وھو ثلث رکعات کالمغرب قولہ کا لمغرب افا دانہ ان القعدة الا ولی واجبة الخ شامی باب (۴) الوتر والنوافل (معلوم ہوا کہ دو رکعت کے بعد بیٹھنا واجب ہے۔ ظفیر)۔

دعائے قنوت صرف وتر کے لئے ہے

(سوال ۱۶۴۰) سوائے نماز وتر اور فجر کے اور کسی نماز فرض میں بھی قنوت پڑھنا درست ہے یا نہیں اور قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا کیسا ہے۔

---

(۱) عن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا سلم فی الوتر قال سبحان الملك القدوس رواه ابو داؤد و النسائی وزاد ثلث مرات یطین وفی روایة للنسائی عن عبدالرحمن بن ابزی عن ابیه قال کان یقول اذا سلم سبحان الملك القدوس ثلثا ویرفع صوته بالثالثة (مشکوٰة باب الوتر فصل ثانی ص ۱۲) ظفیر.

(۲) ولها واجبات لا تفسد ...... بترکها وتعاد وجو بافی العمدوالسهوالخ وهی علی ما ذکره اربعه عشر قراء ة فاتحة الکتاب الخ اوقراء ت قنوت الوترو وهو مطلق الدعاء (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۴ .ط.س. ج۱ ص ۴۵۶) اس سے معلوم ہوا کہ دعائے قنوت کا پڑھنا ضروری ہے مگر مسبوق کب پڑھے ؟ اس سلسلہ میں فقہاء لکھتے واما المسبوق فیقنت مع امامه فقط ویصیر مدر کابادراك رکوع الثالثة (درمختار) فیقنت مع امامه فقط لانه اخر صلاته وما یقضیه او لها حکما فی حق القراء ة وما اشبهها وهو القنوت واذا وقع قنوته فی موضعه بیقین لا یکررو لان تکراره غیر مشروع شرح المنیة (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج۱ ص ۶۲۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۱) یعنی تیسری رکعت اگر اس نے پوری پالی ہے تو امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر تیسری رکعت میں اس وقت ملا جب امام قنوت سے فارغ ہو چکا تھا تو بعد میں پڑھے گا۔

(۳) ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ۶۲۴ . ۱۲ (۴) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۳ ظفیر.

(جواب) حنفیہ کے نزدیک سوائے وتر کے اور کسی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا درست نہیں ہے۔ صبح کی نماز میں آنحضرت ﷺ نے جو چند روز دعائے قنوت پڑھی ہے وہ حکم منسوخ ہو گیا۔(۱) البتہ اگر کوئی حادثہ پیش آوے تو صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا درست ہے سوائے صبح کے اور نمازوں میں مختلف فیہ ہے۔(۲) اور دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بھی درست ہے۔ فقط۔

وتر کا قعدہ آنحضرت صلعم سے ثابت ہے

(سوال ۱۶۴۱) قعدۂ اولیٰ وتر کا نبی کریم ﷺ صحابہؓ سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) قاعدہ اولیٰ وتر کا آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ سے ثابت ہے جیسا کہ روایت نسائی میں ہے عن سعد بن هشام ان عائشه رضی الله تعالیٰ عنها حدثته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يسلم فی رکعتی الوتر ۔(۳) اور صحیح مسلم میں ہے ويصلی تسع رکعات لا يجلس فيها الا فی الثانية۔(۴)

وتر کے لئے ایک رکعت کی نیت ہو گی یا تین رکعت کی

(سوال ۱۶۴۲) وتر کی ایک رکعت کی نیت کی جائے یا تین کی۔

(جواب) شریعت میں تین وتر ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ صرف ایک رکعت پڑھنا جائز نہیں ہے۔ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔(۵) واللہ اعلم۔

وتر کی تیسری رکعت میں ملنے والا جس نے قنوت امام کے ساتھ پڑھی اور رکوع میں ملنے والا جس نے قنوت نہیں پائی وہ کیا کرے

(سوال ۱۶۵۳) زید وتر کی آخری رکعت میں ملا اور امام کے ساتھ دعا قنوت پڑھی بعد میں جو دو رکعت پڑھے گا ان میں قنوت پڑھے یا نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ امام کو اخیر رکوع میں پایا اور قنوت نہیں پڑھا باقی دو رکعت میں قنوت پڑھے یا نہیں۔

(جواب) پہلی صورت میں پھر قنوت نہ پڑھے۔ واما المسبوق فيقنت مع امامه(۶) اور دوسری صورت میں پچھلی رکعت میں قنوت پڑھے۔

وتر کی نیت میں واجب اللیل کہنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۴۴) وتر کی نیت میں واجب اللیل کہنا کیسا ہے۔

---

(۱) ويأتي الماموم بقنوت الوتر الخ لا الفجر لانه منسوخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۶ ـ ط.س. ج۲ ص۸) ظفیر۔

(۲) ولا يقنت لغيره الا لنازلة فيقنت الامام فی الجهرية وقيل فی الكل (درمختار) قوله لا يقنت لغيره ای غير الوتر الخ قوله فيقنت الا مام فی الجهرية الخ لكن فی الا شباه عن الغاية قنت فی صلاة الفجر الخ قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا يقنت عند نا فی صلوٰة الفجر من غير بلية الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸ ـ ط.س. ج۲ ص ۱۱) ظفیر۔ (۳) نسائی شریف ۔(۴) مسلم (ج ۱ ص ۲۲۶) ۱۲ ظفیر۔

(۵) وهو ای الو تر ثلاث ركعات كالمغرب حتىٰ لونسی القعود لا يعود ولو عاد ينبغی الفساد (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۲ ـ ط.س. ج۲ ص۵) ظفیر۔

(۶) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸ ۱۲ ظفیر۔

(جواب) وتر کی نیت میں یہ کہنا چاہئے کہ نیت کرتا ہوں میں نماز وتر کی، اور اگر واجب اللیل بھی کہہ دیوے تو کچھ حرج نہیں۔(۱)

نصف سورۃ درمیان میں چھوڑنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۴۵) وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اذازلزلت پڑھی اور دوسری میں آدھی والعادیات پڑھی اور تیسری میں آدھی القارعات پڑھی آیا وتر میں خرابی ہوئی یا نہیں۔

(جواب) ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ پوری پوری سورۃ ہر ایک رکعت میں پڑھنا افضل اور بہتر ہے لیکن نماز وتر کی اس صورت میں بھی ہو گئی۔(۲) فقط۔

وتر میں بھول سے دعا کے پہلے رکوع

(سوال ۱۶۴۶) نماز وتر میں رفع یدین اور دعائے قنوت بھول کر امام رکوع میں چلا گیا اور فوراً یاد آنے پر واپس کھڑا ہو کر رفع یدین اور دعائے قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے نماز سے فارغ ہوا۔ نماز ہوئی یا اعادہ کرے۔

مقتدی کا امام کو یاد دلانا کیسا ہے

(سوال ۱۶۴۷/۲) اگر امام کو مقتدی نے واپس آنے کو یاد دلایا اور امام نے واپس آکر رفع یدین کر کے اور دعائے قنوت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے ختم کیا تو مقتدی کی نماز میں کچھ فساد تو نہیں ہوا۔

ایک سجدہ کر کے دوسرا سجدہ جب امام بھول جائے

(سوال ۱۶۴۸/۳) امام نے ایک رکعت پڑھ کر ایک سجدہ کیا اور تشہد پڑھنے کو بیٹھ گیا دوسرے سجدہ کو کس طور سے مقتدی کو یاد دلانا چاہئے۔ اگر مقتدی اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہتا ہے تو امام کھڑا ہوتا ہے۔

(جواب) (۱) نماز صحیح ہوئی۔ فان عاد الیه وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوٰته الخ وسجد للسهو الخ۔(۳) در مختار۔

(۲) کچھ فساد نہیں ہوا۔(۴)

(۳) یاد دلانے سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ سبحان اللہ وغیرہ کہہ کر امام کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ کچھ کمی وبیشی نماز میں ہو گئی۔ اس پر وہ خود غور کر کے یاد کرے گا کہ کیا فعل رہا ہے نہ یہ کہ بعینہ وہ فعل بتلایا جاوے جو کہ فوت ہوا ہے۔ لہذا تنبیہ کے لئے سبحان اللہ کہہ دینا کافی ہے اگر اس کو یاد آ گیا فبہا ورنہ بعد نماز کے معلوم ہونے پر نماز کا اعادہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

---

(۱) وکفی مطلق نیة الصلاة وان لم یقل لله لنفل وسنة راتبة وتراویح الخ ولا بد من التعیین عندالنیة الخ لفرض الخ وواجب انه وتر (در مختار) اشار الی انه لا ینوی فیه انه واجب للاختلاف فیه زیلعی ای لایلزمه تعیین الوجوب ولیس المراد منعه من ان ینوی وجوبه لا نه ان کان حنفیا ینبغی ان ینویه لیطابق اعتقاده الخ (ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۸۹. ط.س. ج۱ ص۴۱۷) ظفیر. (۲) مع انهم صرّحوا بان الا فضل فی کل رکعة الفاتحة وسورة تامة (ردالمحتار فصل فی القراء ة ج ۱ ص ۵۰۵. ط.س. ج۱ ص۵۴۱) ظفیر. (۳) الدر المختار .باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۷. ط.س. ج۲ ص۹. ۱۲ (۴) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفاتح وآخذ بکل حال (الدر المختار. باب ما یفسد الصلوٰة الخ ج ۱ ص ۵۸۲)

دعائے قنوت کے یادرہتے ہوئے دوسری دعا پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱٦٤۹)اگر دعا قنوت یاد ہو تو دوسری دعا مثلاً ربنا آتنا الخ پڑھ سکتا ہے یا نہ۔

(جواب)دعائے قنوت یاد ہو تو ربنا آتنا وغیرہ نہیں پڑھ سکتا۔ دعا قنوت ہی پڑھنا چاہئے۔(۱)

حدیث سے دعاء قنوت ثابت ہے یا نہیں

(سوال ۱٦٥۰)ایک شخص کہتا ہے کہ دعائے قنوت حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے وتر میں دعا قنوت نہیں پڑھی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب)اس شخص کا قول غلط ہے۔ دعائے قنوت مروجہ حدیث سے ثابت ہے اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا احادیث میں وارد ہے۔(۲)

دعائے قنوت سے پہلے ہاتھ اٹھانے کی کیا وجہ ہے

(سوال ۱٦٥۱)وتر کی نماز میں جب قنوت پڑھتے ہیں تو ہاتھ اٹھاکر تکبیر کہنے کی کیا وجہ ہے۔

(جواب)وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھنے کی یہ وجہ ہے کہ مصنف ابی بکر بن شیبہ میں ایسا ہی وارد ہوا ہے۔ باب تکبیر القنوت ورفع الیدین حدثنا عبد السلام بن حرب عن لیث عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابیه ان عبدالرحمن بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه کان اذا فرغ من القراءۃ کبر ثم قنت فاذا فرغ من القنوت کبر ثم رکع ومثله عن البراء حدثنا عبدالرحمن بن محمد المحاربی عن لیث عن الاسود عن ابیه عبداللہ انه کان یرفع یدیه اذا قنت فی الوتر مصنف ابی بکر بن شیبه۔

بوقت ادائیگی وتر کو واجب کہنا کیسا ہے

(سوال ۱٦٥۲)وتر ادا کرتے وقت وتر کو واجب کہنا چاہئے یا نہیں بعض مولوی منع کرتے ہیں یعنی واجب نہ کہنا چاہئے۔

(جواب)وتر کو واجب کہنا چاہئے۔ وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے۔ لہٰذا ادائے وتر کے وقت واجب کا لفظ کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نہ کہا جاوے تب بھی واجب ہے وتر ادا ہو جائے گی۔(۳)

دعا قنوت میں ملحق بکسر حاء

(سوال ۱٦٥۳)لفظ ملحق جو دعا قنوت میں ہے بکسر حاء بہتر ہے یا بفتح حاء۔

---

(۱)ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الآیة(ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦۲٤ .ط.س. ج۲ ص۷) ظفیر.

(۲)وقنت فیه ویسن الدعاء المشهور ویصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم به یفتی (در مختار) ومنه ما اخرجه الا ربعة وحسنه الترمذی انه علیه الصلاة والسلام کان یقول فی اخر وتره اللهم انی اعوذ برضاك الخ (ردالمحتار. باب الوتر ج۱ ص .ط.س. ج۲ ص٦) ظفیر.

(۳)وکفی مطلق النیة لنفل وسنة راتبة وتراویح الخ ولا بد من التعیین عند النیه الخ لفرض الخ واجب انه وتر (در مختار) اشار الی انه لا ینوی فیه انه واجب للاختلاف فیه زیلعی ای لا یلزمه تعیین الواجب ولیس المراد منعه من ان ینوی وجوبه لا نه ان کان حنفیا ینبغی ان ینویه لیطابق اعتقاده وان کان غیره لا تضره تلك ذکره فی البحر فی باب الوتر (ردالمحتار. باب شروط الصلوٰة بحث النیة ج ۱ ص ۳۸۸ وج ۱ ص ۳۸۹ .ط.س. ج۱ ص٤۱۷) ظفیر.

(جواب) ملحق بکسر حاء بہتر ہے اور اکثر ہے اور بفتح حاء بھی درست ہے۔(۱) فقط۔

قبل قنوت رفع یدین کا ثبوت

(سوال ۱٦٥٤) رفع یدین قبل قنوت در رکعت ثالثۂ وتر از کجا آمد و سببش چیست۔

(جواب) از حدیث لا ترفعوا الا یدی الا فی سبع مواطن الخ ۔(۲) رفع یدین بوقت خواندن دعا قنوت ثابت است و تحقیق آں در کتب فقہ وحدیث مذکور است۔(۳) فقط۔

وتروں کے بعد سبحان الملک القدوس اور عید الضحیٰ میں جاتے ہوئے تکبیر بلند آواز سے نہ کہنے والے کا حکم

(سوال ۱٦٥٥) ایک شخص بعد وتروں کے بلند آواز سے سبحان الملك القدوس تین بار نہیں کہتا اور نہ عید الضحیٰ کی نماز کو جاتے ہوئے راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا ہے۔ یہ متبع سنت ہے یا نہیں۔

(جواب) وتر کے بعد بلند آواز سے سبحان الملك القدوس تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ اور بعض روایات میں تیسری مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا آیا ہے۔ پس اس سے تیسری مرتبہ سبحان الملك القدوس کو بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ بہر حال ایسا کرنا مستحب اور بہتر ہے اور تارک پر کچھ طعن وملامت نہ کرنی چاہئے کیونکہ مستحب فعل کو اگر کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ طعن نہیں ہے البتہ اتباع سنت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جیسا آنحضرت ﷺ نے کیا ہے ویسا کرے۔ یعنی خواہ تینوں مرتبہ یا ایک مرتبہ اخیر میں سبحان الملك القدوس کو وتر کے بعد بلند آواز سے کہہ لیا کرے۔(۴) اسی طرح عید الضحیٰ میں تکبیر بالجہر راستہ میں مشروع ومسنون ہے اس کا ترک کرنا بھی خلاف سنت ہے۔(۵) فقط۔

دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے

(سوال ۱٦٥٦) جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اس کو بجائے دعائے قنوت کے سورہ اخلاص پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے کہ جس کو دعائے قنوت نہ آتی ہو تو وہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الآیة پڑھے اور فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں اللهم اغفرلی تین بار پڑھے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ یارب تین بار کہے۔ کذا فی الذخیرۃ۔

---

(۱) وصح الملحق بالكسر بمعنى الحق ملحق بمعنى لا حق (در مختار) اى انه من الحق المزيد بمعنى لحق المجرد فى الشرنبلا لية ان المطرزى صح ان المراد ملحق الفساق بالكفاروالاول اولي الخ (ردالمحتار باب الوتر الخ ج ١ ص ٦٢٤. ط.س.ج٢ص٧) ظفير.

(٢،٣) ولا يسن مو كدا رفع يديه الا فى سبع مواطن كما وردبناء على ان الصفاوالمروة واحد نظر اللسعى ثلاثة فى الصلاة تكبيرة افتتاح وقنوت وعيد (د رمختار) والوارد هو قوله صلى الله عليه وسلم لا ترفع الا يدى الا فى سبع مواطن تكبيرة الافتتاح وتكبيرة القنوت الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج ١ ص ٤٧٣. ط.س.ج١ص٥٠٧) ظفير.

(٤) عن ابى بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم فى الوتر قال سبحان الملك القدوس رواه ابو داؤد والنسائى وفى رواية للنسائى عن عبدالرحمن بن ابزى عن ابيه قال كان يقول اذا سلم سبحان الملك القدوس ثلثا وير فع صوته بالثالثة (مشكوٰة باب الوتر ص ١١٢) ظفير.

(٥) وقالا الجهربه سنة كالا ضحى الخ ويكبر جهر ا اتفاقاً فى الطريق قيل وفي المصلى وعليه عمل الناس اليوم لافى البيت (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ١ ص ٧٧٨ و ج ١ ص ٩٧٨٤. ط.س.ج٢ص ١٧٠ ظفير.

شامی۔(۱)اور چونکہ یہ محل دعا کا ہے لہذا سورہ اخلاص اس کے قائم مقام نہ ہو گی مگر نماز ہو جاتی ہے۔

تہجد گذار فرض کے ساتھ وتر ادا کر سکتے ہیں یا نہیں

(سوال ۱۶۵۷)جو نمازی تہجد گذار ہیں وہ تہجد کے وقت وتر ادا کرتے ہیں۔ اگر وتر پہلے ہی نماز عشاء کے وقت پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں۔ اکثر آدمی کہتے ہیں کہ وتر کے بعد صبح تک کوئی نماز نہیں ہوتی۔

(جواب)اس میں کچھ حرج نہیں ہے، کہ جو لوگ تہجد گذار ہیں وہ بھی وتر کو بعد عشاء پڑھ لیویں۔ بلکہ یہ احوط ہے۔ پھر اگر اٹھیں تو تہجد پڑھ لیں۔ یہ بات غلط ہے کہ وتر کے بعد پھر نفلیں پڑھی جاویں۔(۲)

دعائے قنوت کے لئے تکبیر اور رفع یدین

(سوال ۱۶۵۸)رفع الیدین مع التکبیر عند القنوت سنت ہے یا نہیں۔

(جواب)شرح منیہ میں علامہ حلبی نے احادیث و آثار دربارہ تکبیر و رفع الیدین عند القنوت نقل کئے ہیں ان سے سنیت اس کی ثابت ہے من شاء التفصیل فلیرجع الیہ۔(۳)فقط۔

بغیر دعاء پڑھے رکوع میں چلا گیا یاد دلانے پر دعا پڑھی پھر دوبارہ رکوع کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۵۹)امام وتر کی تیسری رکعت میں دعا قنوت سہواً چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی کے اللہ اکبر کہنے پر امام کھڑا ہوا اور دعا قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کیا اور آخر نماز میں سجدہ سہو کیا تو وتر ہوئے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں سجدہ سہو سے نماز ہو گئی۔ در مختار میں ہے فان عادالیہ وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوٰتہ الخ وسجد السھو الخ۔(۴)فقط۔

وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے اور رمضان میں مع الجماعت کا جواز

(سوال ۱۶۶۰)زید کہتا ہے کہ بعد نماز عشاء تین رکعت نماز وتر ایک سلام سے کوئی چیز نہیں اور جماعت کے ساتھ شرع شریف میں ان کی کہیں اصل نہیں اور ان کے منکر اور تارک کو عند اللہ کچھ مواخذہ نہیں۔

(جواب)زید کا قول غلط ہے۔ وتر کی تین رکعت ایک سلام سے احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں اور جماعت وتر کی رمضان شریف میں مستحب ہے اور افضل ہے۔ شامی میں ہے رجح الکمال الجماعۃ بانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اوتوبھم ثم بین العذر فی تاخرہ مثل ما صنع فی التراویح فالو ترکا لتراویح فکما ان

---

(۱)ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ وقال ابو اللیث یقول اللھم اغفرلی یکررھا ثلثا وقیل یقول یا رب ثلاثا ذکرہ فی الذخیرۃ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۴.ط.س.ج۲ص۷)ظفیر.

(۲)وتا خیر الوتر الی اخر اللیل لواثق بالا نتباہ والا فقبل النوم فان افاق وصلی نوافل والحال انہ صلی الوتر اول اللیل فانہ الافضل (در مختار) ای اذا اوتر قبل النوم ثم استیقظ یصلی ما کتب لہ ولا کراھۃ فیہ بل ھو مندوب ولا یعید الوترالخ (ردالمحتار . کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۲.ط.س.ج۱ص۳۹۹) ظفیر غفرلہ .

(۳)ثم اذا ارادا القنوت کبرو رفع یدیہ عند نا الخ قال احمد اذا قنت قبل الرکوع کبر قال ابن قدامہ فی المغنی وقدروی ابن عمر انہ کان اذا فرغ من القراءۃ کبرو فی الذخیرۃ رفع یدیہ حذاء اذنیہ وھو مروی عن ابن مسعود و ابن عمر وابن عباس وابی عبیدۃ والحق وقد تقدم (غنیۃ المستملی ص ۳۹۷) واجبات صلوٰۃ میں مذکور ہے وقراءۃ قنوت الوترالخ وکذا تکبیر قنوتہ (درمختار) ای الوترالخ وجزم الزیلعی بوجوب السجود بترکہ وینبغی ترجیح عدم الوجوب لانہ الا صلی ولا دلیل علیہ (ردالمحتار. باب صفۃ الصوۃ واجبات الصلوٰۃ ج۱ ص ۴۳۷.ط.س.ج۱ص۴۷۱)ظفیر.

(۴)الد المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل جلد اول ص ۶۲۷. ۱۲ ظفیر.

الجماعة فیها سنة فکذا لك الو تر الخ(۱)۔ دیکھئے اس عبارت میں کس وضاحت سے سنیت جماعت وتر کی ثابت فرمائی۔ فویل للمنکر۔ فقط۔

جو شخص جماعت سے عشاء نہ پڑھے کیا وہ وتر کا امام بن سکتا ہے

(سوال ۱۶۴۱)جس شخص نے فرض عشاء جماعت سے نہیں پڑھی وہ وتروں میں امام کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے یا نہیں۔ روایات فقہیہ اس مسئلہ میں متعارض ہیں۔ بعض میں تو عدم جواز مصرح ہے۔ وان وجدهم فی الوتر وهو لم یصل العشاء فصلے الوتر معهم لا یجوز وتره فی قولهم . قاضی خان ص ۱۱۳ لکنه اذا لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر کما فی المنیه جامع الرموز ص ۹۷ لکن فی التتارخانیة من التتمةانه سئل علی بن احمد عمن صلی الفرض والتراویح وحده او التراویح فقط هل یصلی الوترمع الا مام فقال لا ثم رایت القهستانی ذکر تصحیح ما ذکره المصنف ره ثم قال لکنه اذا لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر. ردالمحتار. اور بعض روایات میں جواز محرر ہے. واذا لم یصل الفرض مع الا مام قیل لا یتبعه فی التراویح ولا فی الوتر وکذا اذا لم یصل معه التراویح لا یتبعه فی الوتروالصحیح انه یجوز ان یتبعه فی ذلك کله. صغیری شرح منیة المصلی ص ۲۱۰۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ عندالاحناف مرجح کون سی روایت ہے اور علت ترجیح کیا ہے۔ اور اگر ان روایات میں تطبیق ہو سکتی ہے تو کس طور پر اور برائے تحصیل ثواب جماعت تو روایت جواز کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جماعت وتر تابع جماعت تراویح ہے یا تابع جماعت عشاء۔ بنابر شق اول ترک جماعت عشاء سے وتروں کا امام کے ساتھ ادا نہ کرنا ظاہراً کوئی وجہ وجیہ نہیں رکھتا اور بنابر شق ثانی خصوصیت رمضان لغو۔ غیر رمضان میں بھی وتر جماعت سے ادا کرنے چاہئیں۔

(جواب) صحیح وراجح روایت صغیری معلوم ہوتی ہے۔ طحطاوی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ قوله لبقی الخ قضیة التعلیل فی المسئلة السابقة بقولهم لا نها تبع ان یصلی الوتر بجماعة فی هذه الصورة لانه لیس بتبع للتراویح ولا للعشاء عند الا مام رحمه الله . طحطاوی۔ اور شاید کہ روایت عدم جواز مبنی صاحبین رحمہما اللہ کی مذہب پر ہو کہ وہ وتر کو عشاء کے تابع فرماتے ہیں، بخلاف قول امام اعظم کے کہ ان کے نزدیک وتر تابع عشاء کے نہیں ہیں۔ پس امام صاحب کے قول پر جواز ظاہر ہے۔ فقط۔

وتر میں مسبوق کا امام کے ساتھ دعا پڑھ لینا کافی ہے

(سوال ۱۶۶۲)رمضان شریف میں جب وتر با جماعت پڑھے جاتے ہیں اگر کوئی شخص وتروں کی دوسری رکعت میں شامل ہوا تو یہ شخص دعائے قنوت امام کے ساتھ پڑھے یا جو رکعت اس کی جماعت سے رہی ہوئی ہے اس میں دعائے قنوت پڑھے، جس وقت امام دعائے قنوت کے واسطے ہاتھ اٹھادے یہ اس وقت دعائے قنوت ہی پڑھے یا اور کچھ پڑھے۔

(۱)ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل باب ادراك الفریضة جلد اوّل ص ۱۲.٦٦٤ ظفیر.
(۲)طحطاوی علی الدر المختار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۱۲.۲۹۷ ظفیر.

(جواب) مسبوق صرف امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے پھر قضا رکعت اخیر کے وقت نہ پڑھے۔ واما لمسبوق فیقنت مع امامہ. د رمختار. (۱) فقط.

وتر واجب ہے، مخالف و موافق دلائل

(سوال ۱۶۶۳) وتر واجب ہیں یا سنت۔

(جواب) (از جائے دیگر) وتر واجب نہیں بلکہ سنت ہیں۔ چنانچہ ترمذی اور نسائی شریف میں ہے عن علی بن ابی طالب قال لیس الو تر بحتم کھیئۃ المکتوبۃ ولکن سنۃ سنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی والنسائی وحسنہ الحاکم. اور سبل السلام شرح بلوغ المرام میں ہے ذھب الجمھور الی انہ لیس بواجب اور ابن ماجہ میں ہے ان الوتر لیس بحتم ولا کصلوٰتکم المکتوبۃ اور تفسیر خازن میں ہے عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاث ھن علی فریضۃ وھن سنۃ لکم الوتر والسواک وقیام اللیل۔ غرض یہ ہے کہ ان احادیث صحیح سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب نہیں چنانچہ یہی مذہب ہے امام ابو یوسفؒ و محمدؒ کا جو امام ابو حنیفہؒ کے بڑے شاگرد ہیں۔ اور اکثر سلف کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان سب کے بر خلاف امام ابو حنیفہ کا مذہب قوی نہیں ہو سکتا کیونکہ جہاں صحیح حدیث ہو اس کے بر خلاف کسی مذہب پر چلنا سراسر غلطی اور محض تعصب ہے مجیب صاحب نے جو عقبہ ابن عامر کی حدیث سے وجوب کا استدلال کیا بالکل غلط ہے کیونکہ اس حدیث میں وجوب کا کہیں ذکر نہیں صرف حدیث مذکور سے فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نہ وجوب، اگر فضیلت کی حدیث سے وجوب ثابت کرنا ہو تو صبح کی سنتوں کے بارہ میں حضرت ﷺ نے فرمایا، رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیھا رواہ مسلم۔ ان کو بھی واجب کہنا چاہئے۔ حالانکہ کسی نے ان کو وجوب کا حکم نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ ایسی حدیثیں صرف فضائل کے واسطے ہیں نہ وجوب کے واسطے ایسی حدیثوں سے وجوب ثابت کرنا کم فہمی پر دال ہے اور ابو داؤد میں ہے ان رجلاً من بنی کنانۃ سمع رجلاً بالشام یدعی ابا محمد یقول ان الوتر واجب قال المخدمی خرجت الی عبادۃ بن الصامت فاخبر تہ فقال عبادۃ کذب ابو محمد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خمس صلوٰت کتبھن اللہ علی العباد مختصراً۔ مجیب صاحب کی دوسری حدیث الوتر واجب علی کل مسلم کے یہ معنی ہیں کہ وتر واجب ہیں، کیونکہ واجب بمعنی ثابت ہے۔ دوسری حدیث اس کی تائید کی باب الغسل المسنون میں موجود ہے۔ غسل یوم الجمعۃ واجب علی کل محتلم۔ اگر ہر جگہ واجب کے معنی واجب کے ہوں تو غسل کی حدیث میں بھی واجب ہی کے معنی کرنے چاہئیں حالانکہ اس حدیث کے وجوب کے معنی کسی شارح نے نہیں کئے بلکہ ہر ایک نے اس حدیث کے معنی ثابت کے کئے ہیں کیونکہ غسل جمعہ کسی کے نزدیک واجب نہیں سب کے نزدیک سنت ہے حتیٰ کہ عند الاحناف بھی مسنون ہے۔ اسی طرح حدیث الوتر واجب کے معنی ثابت کے ٹھہرے نہ کہ واجب کے۔ جب واجب کے معنی نہ ہوئے اس سے استدلال کرنا غلط ٹھیرا اور وتر کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔ چنانچہ سبل السلام میں ہے والا یجاب قد یطلق علی المسنون تاکیداً کما ذکر فی حدیث غسل الجمعۃ۔ طالب حق

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی القنوت للنازلہ جلد اول ص ۶۲۸. ۱۲ ظفیر.

کو اتنا کافی ہے ورنہ دلائل بہت ہیں اگر لکھے جاویں تو مستقل کتاب بن جاتی ہے۔ مفتی صاحب نے نمبر ۳ کی حدیث جو ایک وتر کی ممانعت میں پیش کی ہے وہ بالکل ضعیف ہے اور نہ صحاح ستہ میں موجود ہے۔ صحاح ستہ کی حدیث جو صحیح اور سب کے نزدیک مسلم ہیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ جب صحیح حدیث موجود ہو تو اس سے استدلال کیا جاوے گا چنانچہ نسائی شریف میں ہے عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوتر رکعة من اخر اللیل اور ابو داؤد میں ہے عن ابن ایوب الا نصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یو تر فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل۔ اس حدیث سے ان لوگوں کے مذہب کی تردید نکلی جو لوگ جزماً تین رکعت وتر کا حکم دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہر طرح اجازت فرمائی تو تحدید کہاں سے نکالتے ہو خوامخواہ شریعت مطہرہ عام کو محدود کرنا کیسی نادانی ہے جب رسول مقبول ﷺ جن کے ہم تابعدار ہیں انہوں نے ایک وتر اور تین وتر اور پانچ وتر پڑھنے کی اجازت ورخصت مرحمت فرمائی ہے تو بھلا دوسروں کی بات کس طرح تسلیم کی جائے گی بلکہ اس رخصت کو محدود کرنا تعصب و مذہبی پابندی ہے۔ جس طرح رسول مقبول ﷺ نے رخصت فرمائی اس طرح کیوں نہ فتوے دیا جاوے، چاہے کوئی ایک پڑھے چاہے تین چاہے پانچ اور ابن ماجہ میں ہے سال ابن عمر رجلاً کیف اوتر قال اوتربواحدة قال انی اخشی ان یقول الناس البتیراء فقال سنة اللہ ورسولہ یرید ھذہ سنة اللہ ورسولہ۔ دیکھو اس حدیث میں صاف بیان ہے کہ اس شخص نے حضرت ابن عمر کو ایک وتر پڑھنے کا اعتراض کیا مگر حضرت ابن عمر نے اس شخص کی ایک نہ مانی بلکہ یہی کہا کہ نہیں ایک پڑھنا حضرت کی سنت ہے تو بھلا ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ تین سے کم یا زیادہ جائز نہیں۔ اور فتح البخاری شرح صحیح بخاری میں ہے وصحہ عن جماعة من الصحابة انھم او تر بواحدة من غیر تقدم نفل قبلھا وفی کتاب محمد بن نصیر وغیرہ باسناد صحیح عن السائب بن یزید ان عثمان قرأ القران لیلة فی رکعة لم یصل غیرھا وفی المغازی ان سعداً او تر بر کعة وفی المناقب عن معاویة انہ اوتربر کعة وان ابن عباس استصوبہ۔ ان سب اقوال واحادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر طرح رخصت ہے اور بہت دلائل ہیں مگر بسبب عدم گنجائش کے سما نہیں سکتے اتنے کو ہی کافی سمجھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمانبردار ہو جاویں کیونکہ آپ کی فرمانبرداری نجات ہے۔

مفتی صاحب نے التحیات درمیانی کی ثبوت کے واسطے جو حدیث پیش کی ہے اس سے التحیات کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں صرف یہی ہے کہ مثل نماز مغرب کے ہے اس میں التحیات کا کوئی ذکر نہیں مماثلت کے احتمال سے التحیات کا ثبوت نکالنے میں یہاں مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں جیسے کوئی شخص کہے زید مثل شیر کے ہے اب اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زید شیر ہی ہو بلکہ صرف یہ مراد ہے کہ زید کی بہادری مثل شیر کے ہے چنانچہ اس حدیث میں بھی یہی ذکر ہے کہ مثل نماز مغرب کے ہے یعنی عدد میں نماز مغرب کی مثل ہے۔ اگر مماثلت تامہ سمجھتے ہو تو پھر وتروں کو بھی مغرب کی نماز کے مثل فرض عین سمجھنا چاہئے حالانکہ ان کو فرض عین کوئی نہیں قرار دیتا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہاں مماثلت تامہ مراد نہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ اس میں ذکر ہے کہ

نماز مغرب دن کی وتر ہیں اور یہ رات کی وتر ہیں اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مماثلت صرف وتر ہونے میں ہے نہ مماثلت کل۔ ہم خدا کے فضل سے صحاح ستہ وغیرہ میں سے صحیح حدیثیں پیش کرتے ہیں جن میں صریح لفظ ہیں کہ درمیان میں التحیات نہ پڑھنا چاہئے عن ابی هريرة مرفوعاً وموقوفاً لا توتروا بثلاث تشبهوا بصلوٰة المغرب وقد صححه الحاكم ۔اور دوسری حدیث عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها انه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يقعد الا فى اخر هن وروى النسائى من حديث ابى بن كعب نحوه و لفظه يو تر بسبح اسم ربك الا علىٰ وقل يايها الكفرون وقل هو الله احد و لا يسلم الا فى اخر هن۔ان حدیثوں کے صریح لفظ ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ درمیان میں التحیات کو نہیں بیٹھتے تھے۔احتمال والی حدیث بھلا کس طرح مقابلہ کر سکتی ہے۔ اصل وتر پڑھنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو وہ جو مذکور ہوئی ہے بغیر التحیات کے اخیر میں سلام پھیرنا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور ایک رکعت علیٰحدہ پڑھے، یہ صورت بہت بہتر ہے اور اسی کو اکثر لوگوں نے پسند کیا ہے۔ مفتی صاحب نے جو قنوت کے بابت تحریر فرمایا ہے کہ قنوت بعد رکوع مکروہ ہے۔اور پندرہ دن آنحضرت ﷺ نے ایک قوم پر لعنت کی اس میں قبل اور بعد کا ذکر نہیں۔ خبر نہیں مولوی صاحب نے فتویٰ دینے کے وقت صم بکم ہو کر فتویٰ لکھا ہے کیونکہ صریح حدیث میں لفظ بعد مذکور ہے اور مفتی صاحب نے قبل اور بعد دونوں کی نفی تحریر کر دی۔ حدیث متفق علیہ تحریر ہے عن أبى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا ارادان يد عو على احد او يدعو لاحد قنت بعد الركوع الحديث . در ابن ماجہ . عن محمد قال سالت انس بن مالك عن القنوت فقال قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الركوع .عون المعبود وقدروى محمد بن نصر عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقنت بعد الركعة وابوبكر وعمر حتى كان عثمان قنت قبل الركعة قال المنذرى .وفى رواية قال هذا يقول فى وتر القنوت.ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قنوت بعد رکوع پڑھنا چاہئے مکروہ لکھنا بالکل بلا دلیل اور ضد ہے۔اگر کوئی قبل رکوع قنوت پڑھے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جائز نہیں۔ کیونکہ طرفین کی حدیثیں موجود ہیں۔ ہر دو جانب کی حدیثوں پر عمل کرنے کے واسطے کبھی قبل رکوع پڑھے اور کبھی بعد رکوع کیونکہ ایک حدیث پر عمل کرنا اور دوسری پر نہ کرنا امر ناگوار ہے۔ مناسب یہی ہے کہ ہر دو پر عمل کریں تاکہ دونوں میں تعارض نہ رہے۔

(الجواب)(از مولوی مشیت اللہ صاحب دیوبندی)

سب سے پہلے عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب میں غور و تنقیح کے بعد تین جزو نکلتے ہیں۔

(۱) وتر سنت ہیں۔ان کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور جس نے عقبہ بن عامر کی حدیث سے استدلال کیا ہے بالکل غلط ہے کیونکہ اس میں وجوب کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ نیز الوتر واجب على كل مسلم سے بھی وجوب پر استدلال کرنا باطل ہے کیونکہ یہاں واجب بمعنی ثابت ہے وجوب اصطلاحی نہیں اور واجب اس معنی میں

کثرت سے آتا ہے۔ کما فی باب الغسل المسنون . غسل یوم الجمعة واجب ۔ یہاں سب کے نزدیک واجب بمعنی ثابت ہے کیونکہ غسل یوم جمعہ کو کوئی واجب نہیں کہتا۔

(۲) تین رکعت کی تحدید وتر میں کرنا باطل ہے۔ وتر کا ایک رکعت ہونا بھی نبی کریم علیہ التحیة والتسلیم سے ثابت ہے۔ چنانچہ نسائی میں ہے عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوتر رکعة من اخر اللیل. اور ابو داؤد میں ہے عن ابی ایوب الا نصاریٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یو تر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل ان دونوں روایتوں سے ان لوگوں کے مذہب کی تردید نکلی جو جزماً وتر تین رکعت بتلاتے ہیں اس پر دلیل لانی چاہئے کہ تین رکعت کی تحدید کہاں سے کرتے ہو۔ نیز حضرت عائشہؓ کی روایت انه کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی اخر ھن سے وتر کو تین رکعت مان کر قعدہ اولیٰ کی نفی ہوتی ہے پھر التحیات درمیانی کا ثبوت کس طرح ہو سکتا ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ سے قنوت بعد الرکوع پڑھنا بھی ثابت ہے۔ بعد الرکوع اور قبل الرکوع دونوں طرح قنوت پڑھنا بلا کراہت جائز ہونا چاہئے۔ پھر بعد الرکوع قنوت پڑھنا مکروہ کس طرح ہوا۔ یہ تین امور ہیں جن کا مجیب صاحب نے التزام کیا ہے اور اپنی کم فہمی کی داد خود دیتے ہوئے لکھا ہے کہ سب روایتوں کے بر خلاف امام ابو حنیفہؒ کا مذہب قوی نہیں ہو سکتا، کیونکہ جہاں صحیح حدیث ہو اس کے بر خلاف کسی مذہب پر چلنا سراسر غلطی اور محض تعصب ہے۔

آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا کہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب روایات صحیحہ سے کتنا قریب تر ہے۔ ابو حنیفہؒ ہی کا کمال فراست اور تفقہ فی الدین ہے جس نے صحیح روایات تو کجا ضعیف روایت کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ امام صاحب موصوف روایات سے تعامل اور قرائن دیکھ بھال لینے کے بعد ایسا پاکیزہ اور عمدہ محمل نکالتے ہیں جس کے باعث تمام روایات پر اگرچہ متعارض ہی کیوں نہ ہوں عمل کرنا سہل ہو جاتا ہے۔ غیر متعصب اس کا اندازہ کر سکتا ہے، متعصب معاند کے کبھی یہ بات خیال میں نہیں آسکتی مگر۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ہمیں اس سے مقصود کسی پر طعن و تشنیع نہیں نہ ہمارا یہ شیوہ ہے۔ نہ ہم ایسے بیباک ہیں کہ تعصب کے پردہ میں نمودار ہو کر جس امام کی چاہیں توہین کر ڈالیں، البتہ ہم سے اس جواب فتویٰ کا جواب مانگا گیا ہے اس لئے جو کچھ ہمارے نزدیک حق ہے اس کو نمبر دار تین جزوں پر تقسیم کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں۔ واللہ الموفق للصواب۔

(۱) دربارہ وتر اگرچہ امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ وتر سنت ہیں لیکن صاحب نہایہ جیسے محققین مذہب نے اصح اور راجح روایت وجوب کو قرار دیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ صرف امام موصوف نے وتر کو واجب قرار دیا یا اور حضرات بھی وجوب کے قائل ہیں۔ جناب مجیب صاحب کی خوش فہمی ہے کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ امام ابو حنیفہؒ

اس میں منفرد ہیں۔ کاش کہ شیخ بدر الدین عینی کی اس عبارت سے واقف ہوتے وحكي ابن حزم ان مالكاً قال من تركه ادب وكانت جرحة في الشهادة الخ وفي المصنف عن مجاهد بسند صحيح هو واجب لم يكتب الخ وحكي ابن بطال وجوبه عن اهل القران عن ابن مسعود وحذيفة وابراهيم النخعي وعن يوسف بن خالد السمتي شيخ الشافعي وجوبه وحكاه ابن ابي شيبة ايضاً عن سعيد بن المسيب وابي عبيدة بن عبدالله ابن مسعود والضحاك . انتهى(۱) پس معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ ہی وجوب وتر کے قائل نہیں ہوئے بلکہ سلف میں سے ایک جماعت ابو حنیفہؒ کی طرح واجب کہتی ہے حتی کہ امام مالک کا بھی رجحان خاطر یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس قسم کے زور دار الفاظ ترک واجب ہی کی نسبت کہے جاسکتے ہیں اور حافظ علیم الدین السخاوی تو معلوم ہوتا ہے کہ فرضیت وتر کے قائل ہوگئے ہیں۔ كما في حاشية بحر الرائق واختار الشيخ عليم الدين السخاوي انه فرض وعمل فيه جزءً وساق الا حاديث الدالة على فرضية ثم قال فلا يرتاب ذو فهم بعد هذا انها الحقت بالصلوٰت الخمس في المحافظة . انتهى(۲) اور عجب نہیں امام بخاری رحمۃ اللہ کا رجحان بھی وجوب کی طرف ہو كما اشار اليه الحافظ في فتح الباري افراده بالترجمة عن ابواب التهجد والتطوع يقتضي انه غير ملحق بها ثم قال الحافظ ولو لا انه اورد الحديث الذي فيه ايقاعه على الدابة الا المكتوبة لكان اشارةً الى انه يقول بوجوبه. انتهى(۳)

حافظ کہنے کو تو کہہ گئے کہ بخاری کا صلوٰۃ وتر اور صلوٰۃ لیل کے لئے علیحدہ علیحدہ تراجم رکھنا اس کو مقتضی ہے کہ بخاری وتر کو صلوٰۃ لیل کے ساتھ لاحق نہیں کرتے لیکن یہ دیکھ کر بخاری ابواب وتر میں وہ حدیث بھی لائے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے وتر دابہ پر سوار ہونے کی حالت میں پڑھے ہیں۔ فرمانے لگے بے شک وشبہ یہ کہہ دیا جاتا کہ بخاری وجوب وتر کے قائل ہوگئے ہیں اگر بخاری اس قسم کی حدیث نہ لاتے جس میں رسول اللہ ﷺ کا دلبہ پر وتر پڑھنا ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں بخاری یقیناً وجوب وتر کے قائل ہوگئے ہیں۔ اتنی بات تو حافظ بھی مانتے ہیں کہ بخاری کا صلوٰۃ لیل اور وتر کے لئے علیحدہ علیحدہ ترجمہ لانا اس کو مقتضی ہے کہ بخاری دونوں کو ایک مرتبہ میں رکھنا نہیں چاہتے لیکن یہ صلوٰۃ وتر کے وجوب کے قائل ہوگئے ہیں، بخاری کی اس روایت لانے سے جس میں رسول اللہ ﷺ کا دلبہ پر وتر پڑھنا ثابت ہے۔ اب یہ نسبت ان کی طرف نہیں کی جاسکتی۔ میں کہتا ہوں باوجود اسکے کہ بخاری اس قسم کی حدیث بھی لائے ہیں کہ جس سے نبی کریم ﷺ کا دلبہ پر وتر پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ تاہم یہ بخاری کے اس مقصد کے منافی نہیں جس کو ترجموں کے علیحدہ علیحدہ لانے میں اشارۃً ذکر کرچکے ہیں کیونکہ تم زیادہ سے زیادہ یہی کہو گے کہ جب بخاری وجوب وتر کے قائل ہوگئے تو ان کو وہ حدیث نہ نکالنی چاہئے تھی جس میں یہ ہے کہ سوار ہونے کی حالت میں دلبہ پر وتر پڑھے گئے ہیں کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وتر واجب ہوں اور دلبہ پر سواری کی حالت میں ادا کئے گئے ہوں۔ اس کے بعد میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس کی دلیل لائیے کہ بخاری کا بھی یہی

---

(۱) عمدة القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۱۲. ۱۲.
(۲) حاشیه بحر الرائق ج ۲ ص ۴۰. ۱۲ ظفیر.
(۳) فتح الباری ابواب الوتر ج ۲ ص ۳۹۷. ۱۲ ظفیر.

مسلک ہے کہ واجب خواہ حالت سفر ہی میں کیوں نہ ہوں دلبہ پر پڑھنا جائز نہیں۔ بخاری شان اجتہاد رکھتے ہیں۔ عجب نہیں کہ وجوب وتر کے قائل ہو کر دلبہ پر ادا کرنے کو جائز رکھتے ہوں اور بہتر بات یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ بخاری اس حدیث کو لا کر جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دلبہ پر سوار ہو کر وتر پڑھے ہیں اشارہ کر رہے ہیں کہ دلبہ پر وتر کا پڑھے جانا وجوب کے منافی نہیں کیونکہ یہ واقعہ حال لا عموم لہا کے طور پر ہے اور جب معتبر روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریف تھی کہ وتر دلبہ سے اتر کر زمین پر پڑھا کرتے تھے۔ کما فی الطحاوی کی لا محالہ یہ وتر دلبہ کے اوپر کسی عذر شدید کی حالت میں پڑھے گئے ہوں گے اور عذر کی حالت میں واجب تو کیا فرض کا ادا کرنا بھی دلبہ پر متفق علیہ ہے۔ لہذا اس روایت میں وتر کا دلبہ پر پڑھا جانا وجوب وتر کے منافی نہیں واللہ اعلم۔ قائلین بسنیۃ الوتر میں سے ایک جماعت وتر کو بحق نبی کریم ﷺ بطور خصوصیت واجب کہتے ہیں اور پھر آپ کا دلبہ پر ادا کرنا انہوں نے مضر نہیں سمجھا۔ الغرض بخاری کی شان اور ان کی عادت پر نظر کرتے ہوئے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری بھی امام ابو حنیفہ کی طرح وجوب وتر کے قائل ہو گئے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کی نسبت تو بعض معاندین اور متعصبین یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ان کو صحیح روایات کا ذخیرہ نہیں پہنچا۔ امام بخاری کی نسبت کیا کہو گے جو امیر المومنین فی الحدیث ہیں کہ وہ بھی وجوب کے قائل ہو گئے ہیں۔ اب اس قدر فہرست شمار کرنے کے بعد ہمارے مجیب مجتہد کو یہ حق نہیں رہا کہ وہ سبل السلام کی عبارت ذھب الجمھور الی انہ لیس بواجب ہمارے سامنے پیش کر کے یہ دعویٰ کریں کہ ابو حنیفہؒ اس مسئلہ میں منفرد ہیں۔ صاحب سبل السلام اگر واقعی ہمارے مجیب صاحب کے ہم خیال ہیں تو ان کی یہ عبارت بلا شبہ مقام تحقیق میں نظر انداز کرنے کے قابل ہو گی۔ اور اگر ایسا نہیں بلکہ صاحب سبل السلام کی نفی واجب سے نفی فرضیت مراد ہے اور ہمارے مجیب صاحب کو ظاہری الفاظ سے دھوکہ لگا ہے۔ تب حنفیہ کے مقابلہ میں یہ عبارت ہرگز پیش کئے جانے کے قابل نہیں۔ حنفیہ کب فرضیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وجوب وتر کے دلائل متعدد ہیں۔ عمدۃ القاری میں شیخ بدر الدین عینی نے سب کو بالاستیعاب بیان کیا ہے۔ آپ کے اطمینان خاطر کے لئے مختصر طور پر زیادہ نہیں دو چار یہاں بھی ذکر کئے دیتا ہوں۔ عن عبداللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اجعلوا آخر صلوٰتکم باللیل وتراً۔ رواہ مسلم۔(۱) وعنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بادروا الصبح بالوتر۔ رواہ مسلم۔(۲) وعن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اوتروا قبل ان تصبحوا۔ رواہ ابی عنہ الا البخاری۔(۳) یہ تین روایتیں ہیں جن میں وتر کی تعلیم بصیغہ امر مذکور ہے۔ اور اگرچہ بنا بر مذہب اہل تحقیق امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا لیکن یہاں امر بالضرور وجوب کے لئے ماننا پڑے گا۔ اس پر منجملہ قرائن متعددہ کے سب سے بڑا اور بہتر قرینہ یہ ہے کہ وتر دراصل وہ نماز ہے جو سورہ مزمل کے نازل ہونے کے وقت فرض کی گئی تھی اور طبقات ابن سعد کی روایت ان اللہ اید کم اللیلۃ صلوٰۃ۔ الحدیث سے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز

---

(۱) مشکوٰۃ باب الوتر ص ۱۱۱۔
(۲) ایضاً۔
(۳) ایضاً ۱۲۔

پہلے سے شفعاً شفعاً فرض تھی ایتار بعد کو فرض کیا گیا۔ **ذکرہ الخطابی فی معالمہ**۔ غرض کہ اس میں شک نہیں کہ یہ نماز ایک وقت میں یقیناً فرض تھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بعد کو اس نماز کا وجوب ولزوم منسوخ ہوا ہے یا تطویل قرأۃ سوفاقرء واما تیسر من القران سے تطویل قراءۃ منسوخ ہو گئی ہے اس کا وجوب ولزوم منسوخ نہیں ہوا بدستور باقی ہے۔ چنانچہ وجوب اور لزوم کے نسخ پر کوئی دلیل صریح موجود نہیں ہے ہاں نسخ فرضیت محتمل ہے لہذا ان تمام وجوہ کی رعایت کرتے ہوئے حنفیہ فرضیت کا دعویٰ نہیں کرتے وجوب اور لزوم کے مدعی ہیں۔ حتی کہ ہماری اس تقریر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وتر کا وجوب سورہ مزمل کے وقت نزول سے اب تک چلا آرہا ہے منسوخ نہیں ہوا، اور کیونکر کوئی نسخ کا دعویٰ کر سکتا ہے جب کہ نسخ وجوب پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ آپ کے پاس اگر کوئی دلیل ہو تو **بسم اللہ**، ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے، پیش کیجئے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ انصاف ملحوظ رہے۔ اور اگر ان تمام روایات کے پیش کرنے سے آپ کی تسکین نہ ہو سکی اور یہ معنوی نظر کہ امر وجوب کے لئے ہے ہمارے مجیب مجتہد کے سمجھ میں نہ آئے تو اور سنئے۔ ابوداؤد میں ہے **عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الوتر حق فمن لم یو تر فلیس منا. الوترحق فمن لم یوتر فلیس منا . الوترحق فمن لم یوترفلیس منا**۔(۱)**قال العینی وھذا حدیث صحیح وفیہ ابو المنیب وثقہ ابن معین وقال ابن ابی حاتم ھوصالح الحدیث وقال یحول**۔(۲) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر کو سنتوں کی طرح نہیں رکھا بلکہ تارک کے حق میں وعید شدید فرما کر مادون الفرائض اور مافوق السنن اس کے لئے رتبہ مقرر فرمایا۔ **ولیس ھذا الا لوجوب** امام ابو حنیفہ اسی کو واجب کہتے ہیں۔ فرض اور واجب میں امام صاحب کے یہاں بین فرق ہے **کما فی البحر . وذکر حکایۃ فی البدایع ھی ان یوسف بن خالد السمتی کان من اعیان فقھاء البصرۃ . فسأل ابا حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ .عنہ فقال انہ واجب فقال لہ کفرت یا ابا حنیفۃ ظناً منہ انہ یقول انہ فریضۃ فقال ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ ایھولنی اکفارك ایا ی وانا اعرف الفرق بین الفرض والواجب کفرق ما بین السماء والارض ثم بین لہ الفرق بینھما فاعتذر الیہ وجلس عندہ للتعلم ۱ ھ** ۔(۳) باقی عمرو بن سعد اور عقبہ بن عامر کی روایت **ان اللہ زاد کم صلوٰۃ وھی خیرلکم من حمر النعم الحدیث** سے بھی وجوب پر استدلال کیا گیا ہے اور طریق استدلال یہ ہے کہ ان روایتوں میں مشروعیت وتر کی نسبت خدا تعالیٰ کی جانب کی گئی ہے۔ نیز چونکہ مزید علیہ کی جنس سے زیادتی ہونی چاہئے اور ظاہر ہے کہ فرائض کی جنس سے واجب ہے اس لئے ان روایتوں سے وجوب کی طرف اشارہ سمجھا گیا ہے چنانچہ تعیین اور تحدید اوقات بھی اس روایت میں اس پر دلالت کرتی ہے کہ وتر واجب ہیں یہاں پر پہنچ کر شاید کسی کو بار بار یہ خیال ستائے کہ ان روایات سے وجوب ثابت ہوتا ہے تو چاہئے کہ سنت فجر کو بھی واجب. کہہ دیا جائے کیونکہ سنت فجر کے متعلق بھی انہیں الفاظ کے ساتھ اس قسم کے روایت مروی ہے حالانکہ اس کے وجوب کا کوئی

---

(۱) مشکوۃ باب الوتر فصل ثانی ص ۱۱۳.
(۲) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج۳ص ۴۱۲. ۱۲. ظفیر
(۳) البحر الرائق باب الوتر والنوافل ج ۲ ص ۳۸ . ۱۲ ظفیر

قائل نہیں۔ بے شک شبہ کے درجہ میں اگر کوئی بات جاندار ہے تو یہ ہے لیکن بایں ہمہ ابو حنیفہؒ کی وسعت نظر دیکھئے کہ امام موصوف نے جب یہ دیکھا کہ سنت فجر اور وتر میں بالنسبۃ سائر سنن اور نوافل کے اگرچہ الفاظ زور دار استعمال کئے گئے ہیں مگر باوجود اس کے تعامل میں وتر کا سنت فجر سے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے صحابہ میں سے کسی سے سفر و حضر میں احیاناً بھی ترک وتر ثابت نہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ سے باوجود مواظبۃ کے ترک وتر ثابت ہونا مشکل ہے اور جس درجہ آپ نے تارک وتر کے بارہ میں وعید شدید فرمائی ہے۔ تارک سنت فجر کے بارہ میں نہیں فرمائی اس بنا پر امام الائمہ نے دونوں میں یہ فرق کیا کہ وتر کو واجب اور سنت فجر کو سنت مؤکدہ قرار دیا۔ وجوب وتر کے دلائل اور بھی بہت ہیں مگر اس وقت اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہوئے مجیب صاحب کی خدمت میں باادب عرض کرتا ہوں کہ حضرت بلاشبہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ الوتر واجب علی کل مسلم سے وجوب پر استدلال نہیں ہوسکتا کیونکہ بقول آپ کے یہاں واجب بمعنی ثابت ہے وجوب اصطلاحی مراد نہیں۔ یہ اصطلاح امر مستحدث ہے۔ حدیث میں کاہے کو ہونے لگی۔ یہ سب کچھ سہی مگر حضرت یہ تو فرمائیے کہ لیس الوتر بحتم کھئیة المکتوبته ولکن سنة سنهارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی۔(۱) سے وجوب کی نفی اور سنیت وتر پر کیسے استدلال قائم ہوسکتا ہے۔ یہاں آپ نے کس طرح سے پہچانا کہ سنت سے خاص سنت اصطلاحی مراد ہے جو واجب سے مغایر اور اس سے نیچے کا مرتبہ ہے یہاں یہ کیوں نہیں کہتے کہ سنت سے طریقہ مرضیہ مراد ہے جو واجب اور سنت سب کو شامل ہے چنانچہ سیاق اور سباق روایت بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے اس میں اس وجوب کی نفی ہے جو فرض کی طرح ہو مطلق وجوب کی نفی نہیں۔ ہمیں دکھلایا جائے کہ اس کے کون سے لفظ سے وجوب کی نفی ہوتی ہے۔ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ حدیث میں فرضیت وتر کی نفی کی گئی ہے لیکن یہ کہ سنت سے خاص سنت اصطلاحی مراد ہے جو کہ واجب کو شامل نہیں اور حدیث سے وجوب کی نفی ہوتی ہے یہ کیونکر اور کس قاعدہ سے آپ نے سمجھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مجیب مجتہد کو اپنی قرارداد قاعدہ (حدیث میں الفاظ اصطلاحی مراد لینا باطل ہے اصطلاحی امر مستحدث ہے) سے یہاں پہنچ کر ضرور غفلت ہوئی اس لئے مصداق ہوئے ~ حفظت شیئاً و غابت عنك اشیاء۔ اور اگر ہمارے مجیب صاحب یہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں الفاظ اصطلاحی ہونا ضروری تو نہیں مگر یہاں سیاق و سباق روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنیت سے سنیت اصطلاحی مراد ہے۔ عام نہیں جو واجب کو بھی شامل ہے۔ جناب والا اولاً تو یہ سیاق و سباق سے نکلتا نہیں بلکہ برعکس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وجوب اصطلاحی کی نفی مقصود نہیں ہے اور اگر ایسا ہی ہے جیسا آپ فرماتے ہیں تو میں بھی کہتا ہوں کہ الوتر واجب میں وجوب اصطلاحی مراد ہے۔ یہاں واجب سے مسنون مراد نہیں ہیں مانتا ہوں کہ الا یجاب قد یطلق علی المسنون تاکیداً مگر یہ کیا ضروری ہے کہ یہاں بھی واجب سے مسنون مراد ہو۔ اس کی آپ دلیل پیش کیجئے۔ ورنہ میں کہتا ہوں اگر آپ کا ویسا ہی سیاق و سباق ہے تو یہاں پر بھی سمجھئے کہ حدیث من لم یوتر فلیس

---

(۱) ترمذی شریف باب ماجاء ان الوتر لیس بحتم ج ۱ ص ۶۰ لیس الوتر بحتم نہیں ہے بلکہ الوتر لیس بحتم ہے۔ ۱۲ ظفیر۔

منا. رواه احمد۔(۱) اس کو مقتضی ہے کہ الوتر واجب میں واجب سے مسنون مراد نہیں ہے بلکہ وہی مراد ہے جس کے ابو حنیفہؒ قائل ہوئے ہیں کیونکہ عرفاً وجوب بمعنی لزوم مستعمل ہوتا ہے۔ نیز یہ وعید شدید جو امام محمد کی روایت میں ہے ترک واجب ہی پر ہو سکتی ہے۔ غرض یہ کہ حدیث لیس الوتر بحتم کهئية المكتوبة الحدیث سنیۃ وتر کے استدلال میں کسی طرح پیش کئے جانے کے لائق نہیں رہی ابن ماجہ اور خازن کی روایت سو ہمیں سخت تعجب ہے کہ آپ نے اپنے استدلال میں ایسی ضعیف روایتوں کو کیوں پیش کیا جس میں سے خازن کی روایت تو ساقط الاسناد ہے اور ابن ماجہ کی روایت صحیح طور پر یوں ہے ان الوتر ليس بحتم كصلوتكم المكتوبة۔ (۲) اور یہ حنفیہ کی کسی طرح معارض نہیں ہو سکتی کیونکہ حنفیہ ایسے وجوب کا انکار کرتے ہیں جو فرضیت کی طرح کا ہو۔ اور ابو داؤد کی وہ روایت جس میں یہ ہے ان رجلاً من بنی کنانة سمع رجلاً بالشام يدعى ابا محمد المخدجي يقول ان الوتر واجب قال المخدجي فرحت الى عبادة بن الصامت فاخبر ته فقال عبادة كذب ابو محمد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خمس صلوٰة كتبهن الله على العباد. انتهىٰ مختصراً (۳) اس میں عبادہ نے فرضیت کی نفی کی ہے۔ واجب اصطلاحی کی نہیں کی۔ صحابہؓ کے عہد میں واجب کا اطلاق فرض پر کیا جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ یوسف بن خالد سمتی نے محض واجب کہنے پر ابو حنیفہؒ کو کافر کہہ دیا جب ابو حنیفہ نے واجب کی حقیقت ان کے سامنے منکشف فرمائی واجب اور فرض میں فرق دکھلایا تب انہوں نے معذرت کی اور تعلیم کی غرض سے بیٹھ گئے۔ ٹھیک اسی طرح سے عبادہ بھی ابو محمد کے واجب کہنے سے یہ سمجھے کہ ابو محمد فرضیت وتر کا قائل ہو گیا ہے۔ چنانچہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ ابو محمد نے جھوٹ بولا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ کل پانچ نمازیں فرض ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے (چھٹی کوئی نماز فرض نہیں) یہ تھی اصل حقیقت ہمارے مجیب صاحب اپنی خوش فہمی سے یہ سمجھ بیٹھے کہ عبادہ وجوب اصطلاحی کی نفی فرما رہے ہیں۔ جزو ثانی کو نہیں دیکھا کہ اس سے واجب بمعنی فرض کی نفی مقصود ہے مطلقاً واجب کی نفی مقصود نہیں۔ اس روایت اور مؤطا مالکؒ کی اس روایت سے جس میں یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ کیا وتر واجب ہیں تو انہوں نے فرمایا، اوتر النبی والمسلمون۔(۴) صاف یہ نہ فرمایا کہ واجب ہیں یا واجب نہیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ کے قلوب میں یہ بات راسخ تھی کہ وتر اگرچہ فرض نہیں ہیں سنت بھی نہیں ہیں کیونکہ سنت سے اس مین زیادہ تاکید آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن عمر نے اوتر النبی والمسلمون جواب میں فرمایا یہ نہ فرمایا کہ مسنون ہیں۔ مسنون کہنے سے رک گئے ابو حنیفہؒ اس منشاء کو خوب سمجھے وجوب کے قائل ہو گئے۔ نہ وتر کو سنت قرار دیا نہ فرض۔ وذلك فضل الله يو تيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم.

(۲) اس جزو میں حنفیہ کے دو مسئلہ ہیں۔ (۱) وتر تین رکعت ہیں ایک رکعت ہر گز ہر گز وتر نہیں ہو سکتی (۲) اور یہ

---

(۱) مشکوٰۃ عن ابی دائود. باب الوتر ص ۱۱۳. ۱۲ ظفیر. (۲) یہ حدیث ترمذی میں انہیں الفاظ کے ساتھ حضرت علیؓ سے مروی ہے دیکھئے ترمذی باب ماجاء ان الوتر ليس بحتم ج ۱ ص ۶۰ لیکن ابن ماجہ میں ان الفاظ کے ساتھ ہے جو مجیب اول نے نقل کیا ہے۔ دیکھئے ابن ماجه باب ماجاء فی الوتر ص ۸۳ ۱۲ ظفیر. (۳) ابو دائود باب من لم یوتر ج ۱ ص ۲۰۱.
(۴، ۵) مشکوٰۃ باب الوتر ص ۱۱۳ الفاظ یہ ہیں۔ اوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم واوتر المسلمون ۱۲.

تین رکعت وتر دو قعدوں اور ایک سلام سے ہیں، دو سلام یا ایک قعدہ سے نہیں ہیں۔ یہ دو مسئلہ ہیں جن کا مجیب مجتہد حنفیہ پر الزام رکھتے ہوئے انکار کرتے ہیں حالانکہ اقرب الی الروایات بلاشبہ حنفیہ کا مذہب ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض روایات ایسی بھی ہیں جن سے بادی النظر میں وتر کا ایک رکعت ہونا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ ابن عمرؓ کی ایک روایت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوتر رکعة من اخر اللیل رواہ النسائی۔ (۱) اور ابو ایوب انصاری کی روایت الوترحق علی کل مسلم فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل۔ (۲) اور ابن ماجہ کی روایت سئل ابن عمر رجل فقال کیف اوتر بواحدة قال انی اخشیٰ ان یقول الناس البتیراء فقال سنة اللہ ورسولہ یرید ھذہ سنة اللہ ورسولہ۔ (۳) یہ تین روایتیں ہیں جن کو مجیب صاحب نے وتر کی کم از کم ایک رکعت ہونے کے استدلال میں پیش کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ وتر کی ایک رکعت بھی ہو سکتے ہیں حالانکہ ان میں سے ابو ایوب انصاری کی روایت تو موقوف ہے کما صرح بہ الحافظ فی التخلیص وصحح ابو حاتم والزیلعی والدار قطنی فی العلل والبیھقی وغیر واحد . وھو الصواب۔ غرض کہ اس حدیث کا رفع معلول ہے موقوف ہونا صواب ہے۔ رہی ابن ماجہ اور نسائی کی روایت ان کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ ایک رکعت بالا تقدیم شفعہ کے وتر ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صلوٰۃ لیل اور تہجد پڑھتا ہو اس کے حق میں وتر اخیر کی رکعت ہے کیونکہ اس ایک رکعت کے ملانے سے اس کا آخری شفعہ وتر بن گیا یہ نہیں ہوا کہ صرف ایک رکعت وتر بن گئی چنانچہ اس مقصد کی تائید ابن عمرؓ کی دوسری روایت سے جو بخاری میں ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اخشی احدکم الصبح صلی رکعة واحدة تو ترلہ ما قد صلی . انتھیٰ مختصراً (۴) ہوتی ہے اور خود حضرت ابن عمرؓ کا بھی یہ مذہب نہ تھا کہ صرف ایک رکعت وتر ہے بلکہ ان کے نزدیک تین رکعت وتر کو مفصولا بدو قعدہ وبدو سلام پڑھنا جائز تھا۔ چنانچہ طحاوی نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے ان روایتوں کا تو یہ حال تھا، باقی بکثرت روایات صحیحہ ایسی ہیں جن سے وتر کا تین ہی رکعت ہونا ثابت ہے۔ وفی الطحاوی۔ روایات کثیرة تدل عن ان اجماع المسلمین علی ان الوتر ثلث۔ اور تراویح عہد عمر سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ آپ کے اطمینان کے لئے ایسی روایتیں ذکر کرتا ہوں جن سے بالتصریح وتر کا تین رکعت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے عن ابی سلمة عن عبدالرحمن انہ سئل عائشة کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان وغیرہ علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنھن وطو لھن ثم یصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثاً قالت عائشة یا رسول اللہ اتنام قبل ان تو تر فقال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی .(۵) اور صحیح مسلم میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

---

(۱) مشکوٰۃ عن مسلم باب الوتر ص ۱۱۱. ۱۲. (۲) مشکوٰۃ باب الوتر فصل ثانی ص ۱۱۲. ۱۲ ظفیر.
(۳) ابن ماجہ باب ماجاء فی الوتر برکعة ص ۸۳. ۱۲ ظفیر. (۴) مشکوٰۃ باب الوتر فصل اول ص ۱۱۱. ۱۲.
(۵) بخاری باب قیام النبی صلعم باللیل ج ۱ ص ۱۵۴. ۱۲ ظفیر.

انہ رقد عندرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستیقظ وتسوك وتوضا وھو یقول ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیات لا ولی الالباب فقرأ ھؤلاء الایا ت حتی ختم السورۃ ثم قام فصلیٰ رکعتین فاطال فیھما القیام والرکوع والسجود ثم انصرف فنام حتی نفخ ثم فعل ذلك ثلث مرات ست رکعات کل ذلك یستاك ویتوضأ ویقرء ھؤلآء الا یات ثم او تر بثلاث۔(۱) اور ابوداؤد کے سوا سنن کی تمام کتابوں میں ہے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بسبح اسم ربك الا علیٰ وقل یا یھا الکافرون وقل ھو اللہ احد .ا سنادہ حسن۔(۲) اور ترمذی کی سوا سنن کے تمام کتابوں میں ہے۔ وعن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یو تر بسبح اسم ربك الا علیٰ . وقل یا یھا الکفرون وقل ھو اللہ احد .اسنادہ صحیح ۔(۳) وعن عبدالرحمن بن ابزری انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الو تر فقرأ فی الا ولیٰ بسبح ربك الا علی وفی الثانیۃ قل یایھا لکفرون وفی الثالثۃ قل ھو اللہ احد فلما فرغ قال سبحان الملك القدوس ثلثاً یمد صوتہ بالثالثۃ رواہ الطحاوی واحمد والنسائی واسنادہ . (۴) حسن کما صرح بہ الحافظ فی التلخیص.

ان روایات کے علاوہ اور بھی کثرت سے روایتیں ہیں جن کو بخوف تطویل ترک کرتا ہوں اگر ضرورت سمجھی گئی تو آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کروں گا۔ اس کے بعد میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ان روایات صحیحہ کے بر خلاف ابن ماجہ اور ابوایوب انصاری کی روایت کو جو دراصل ان کا فتوی معلوم ہوتا ہے مرفوع روایت نہیں۔ معمول بہا بنانا اور جزماً یہ کہنا کہ ایک رکعت بھی وتر ہے کیا یہ تعجب نہیں ہے۔ روایات صحیح کو چھوڑ کر ایک موقوف روایت کے باعث جو درحقیقت ابوایوب انصاری کا فتویٰ ہے کوئی جری ناعاقبت اندیش ہی ایسا کہہ سکتا ہے کہ ایک رکعت بھی وتر ہے۔ مجتہد کوئی کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔

الحاصل وتر کے ایک رکعت نہ ہونے اور تین رکعت ہونے میں تو کچھ شبہ ہی نہیں اگر گنجائش ہے تو اس میں ہے کہ یہ تین رکعت وتر دو قعدوں اور دو سلام سے ہیں یا صرف ایک قعدہ اور ایک سلام سے۔ حنفیہ ان دونوں صورتوں کے سوا ایک تیسری صورت اختیار کرتے ہیں۔ دو قعدوں اور ایک سلام سے وتر پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور یہ نہیں کہ محض تعصب سے ایسا کیا جارہا ہے بلکہ ہمارے پاس اس پر دلائل موجود ہیں۔ صحیح مسلم ص ۲۵۶ میں ہے ولفظہ مختصراً۔ ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیھا الا فی الثانیۃ فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم ینھض ولا یسلم ثم یقول التاسعۃ ثم یقعد فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم یسلم تسلیماً یسمعنا. الحدیث شیخ بدرالدین عینی فرماتے ہیں اگرچہ اس روایت سے یہ ایہام ہوتا ہے کہ نو رکعت دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھی گئی۔ شروع کی سات رکعت میں آپ نے کہیں قعدہ نہیں کیا مگر درحقیقت یہ بات نہیں۔ حضرت عائشہ

---

(۱) مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰۶ . ۱۲ .
(۲) عمدۃ القاری . ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۵ . ۱۲ ظفیر.
(۳) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۵ . ۱۲.
(۴) نسائی شریف باب کیف الوتر بثلث ج ۱ ص ۲۴۸ و نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۱۹ . ۱۲ ظفیر.

نے لیل کے قعدوں کا ذکر نہیں فرمایابلکہ وتر کے پہلے قعدہ کا ذکر فرماتے ہوئے تین رکعت وتر کا بدو قعدہ اور ایک سلام ثبوت دیتی ہیں۔ اتنا فرما کر شیخ بدر الدین عینی ساکت ہو گئے اس کا ثبوت نہیں دیا کہ فی الواقع حضرت عائشہؓ کا یہی مطلب ہے کہ نبی علیہ السلام نے وتر کی دوسری رکعت میں جو مجموعہ رکعاتؔ کے اعتبار سے آٹھویں ہوتی ہے قعدہ کیا اور سلام نہ دینے پائے تھے کہ کھڑے ہو کر تیسری رکعت ملا کر قعدہ اخیرہ کے بعد سلام دیا اس کی دلیل نسائی میں ہے۔ یہی روایت متناً وسنداً لائے ہیں حدثنا سعید عن قتادہ عن زرارۃ بن او فی عن سعد بن هشام ان عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها حدثته ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان لا یسلم فی رکعتی الوتر۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ کا مطمح نظر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے وقت دو رکعت پر قعدہ فرماتے تھے اور سلام تیسری رکعت پوری کرنے کے بعد دیتے تھے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حنفیہ کی حجت ہے لیکن حافظ محمد الدین ابو البرکات ابن تیمیہ نے منتقی میں اسی روایت کے نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ امام احمد نے اس کی تضعیف کی ہے۔ حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ روایت دو سندوں سے مروی ہے۔ امام موصوف جس سند کے ساتھ مسند احمد میں لائے ہیں بلا شبہ وہ سند ضعیف ہے امام احمد نے حدیث کی تضعیف نہیں کی سند کی کی ہے کیونکہ تخریج زیلعی میں جہر بالتسمیہ کے موقع میں خود امام احمدؒ سے رکعات وتر میں جواز وصل مروی ہے پس لا محالہ امام احمد نے مسئلہ احمد کے طریق کی تضعیف کی ہے کیونکہ اس میں یزید بن یعفر ہے۔ وهو ضعیف۔ غرض کہ نسائی کی روایت میں کوئی کلام نہیں۔ وہ صحیح الاسناد ہے۔ مستدرک حاکم میں ایک روایتؔ ہے جس کے لفظ یہ ہیں عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم یو تر بثلاث لا یقعدالا فی اخر هن۔(۱) حافظ نے اور تقلیداً ہمارے مجیب صاحب نے اس روایت سے قعدہ اولیٰ کی نفی کی ہے حالانکہ حافظ جمال الدین زیلعی نے تخریج میں تصریح کی ہے کہ مستدرک حاکم میں یہ روایت بایں الفاظ وارد ہے یو تر بثلث لا یسلم الا فی اخر هن۔(۲) زیلعی اپنی نقل میں ثقہ ہیں۔ مستدرک کے نسخہ میں یہ لفظ ضرور ہوں گے اور مسند احمد کی روایتؔ ضعیف ہی سہی مگر اس کے لفظ یہ نہیں یو تر بثلث لا یفصل بینهن۔ اور نسائی میں ہے عن ابی بن کعب نحوہ ولفظه یو تر بسبح اسم ربك الا علیٰ. وقل یا یها الکفرون وقل هو اللہ احد ولا یسلم الا فی اخرهن۔(۳) یہ روایتیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کی روایت ان النبی صلی اللہ علیه وسلم یو تر بثلث لا یقعد الا فی اخر هن(۴) کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وتر تین رکعت پڑھتے تھے اور ایسا قعدہ جس میں سلام دیا جاوے اخیر میں کرتے تھے۔ اب تمہیں انصاف سے کہو کہ اس سے قعدہ اولیٰ کی نفی کس طرح نکلی۔ اس روایت کے سوا ایک اور روایت ہے کما فی الطحاویٰ ص ۱۷۲ وعن ابی هریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا توتروابثلث واوتروابخمس او بسبع او بتسع ولا تشبهوا بصلوٰۃ المغرب۔ حافظ اس روایت سے قعدہ اولیٰ

....

(۱) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۴. ۱۲ ظفیر.
(۲) ایضاً بحث. نسائی باب کیف الوتر بثلث ج ۱ ص ۲۴۸.
(۳) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۵. ۱۲ ظفیر.
(۴) عمدۃ القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۴. ۱۲ ظفیر.

کی نفی پر استدلال کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ تین رکعت وتر ایسی طرح پڑھنے سے جس میں صلوٰۃ مغرب سے مشابہت ہو جائے۔ مثلاً دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے ایک قعدہ اور ایک سلام سے یہ مشابہت نہیں رہتی، اس لئے حدیث سے قعدہ اولیٰ کی نفی اور قعدہ ثانیہ کا ثبوت ہوتا ہے ہمیں سخت تعجب ہے کہ قعدہ اولیٰ کی نفی پر ایسا ضعیف استدلال کیوں کیا گیا ہے۔ حدیث کے جملہ ثانیہ کو کیوں نہیں دیکھا جس سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجرد تین رکعت مت پڑھو جس سے صلوٰۃ مغرب سے مشابہت ہو جائے بلکہ پانچ یا سات یا نو رکعت پڑھا کرو اور وتر کے ساتھ شفع اس سے پہلے ملا لیا کرو تا کہ صلوٰۃ مغرب سے مشابہت نہ رہے ترمذی میں ہے عن ثابت البنانی قال قال انس یا ابا محمد خذعنی فانی اخذت هذا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم واخذ رسول الله صلعم عن ابیه ومن یاخذ عن احداوثق نبی قال ثم صلی بی العشاء ثم صلی ست رکعات یسلم بین الرکعتین ثم او تربثلاث یسلم فی اخر هن .رواه الترمذی سنداًوترك متنه وهذا لمتن بعینه بهذ اللفظ . فی کنز العمال ص ۱۹۶ جلد رابع فی الافعال لا فی الا موال واحال علی الرومانی وابن عسا کر وقال رجاله ثقات۔ یہ روایت بھی حنفیہ کی حجت ہے اس سے صراحةً معلوم ہوتا ہے کہ وتر تین رکعت ہیں اور یہ تین رکعت دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھی جاتی تھی۔ روایت مرجوعہ اور بھی بہت ہیں جن سے تین رکعت ہونا وتر کا بدو قاعدہ اور ایک سلام معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت اتنے ہی حصہ پر اکتفا کرتا ہوں اور آثار میں بکثرت ایسے ہیں جن سے وتر کا تین رکعت بدو سلام ثابت ہوتا ہے اور ایسے بھی جن سے وتر کا تین رکعت ہونا بدو قعدہ ایک سلام معلوم ہوتا ہے۔ حنفیہ کے یہاں روایات مذکورہ بالا کی بنا پر ثانی راجح ہے۔ اور ایک رکعت وتر ہونا سوائے سعد بن ابی وقاص و معاویہ بن سفیان اور ذی النورین کے اور کسی صحابی سے ثابت نہیں ہے۔ اگر حافظ اس کو جماعت قرار دیتے ہیں تو حافظ کا فرمانا وصح عن جماعة من الصحابة انهم او تروا بواحدة من غیر تقدم نفل قبلها درست ہے تین پر جماعت کا اطلاق کیا جاسکتا ہے لیکن یہ حنفیہ کو مضر نہیں کیونکہ حنفیہ جس امر کے قائل ہیں اس کی تائید میں جم غفیر صحابہ سے آثار مروی ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے حدثنا حفص بن عمرو عن الحسن انہ قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلثة لا یسلم الا فی اخر هن۔(۱) وفیه عمرو بن عبید وهو معتزله۔ عینی میں ہے ولمن قال یو تر بثلث لا یفصل بینهن عمرو علی وابن مسعود وحذیفة وابی بن کعب وابن عباس وانس وابوامامة وعمر بن عبدالعزیز والفقهاء السبعة واهل الکوفة وقال الترمذی ذهب جماعة من الصحابة وغیر هم الیه . آہ۔ جب ترمذی کی تصریح سے صحابہؓ کا ایک[ع] عدد حنفیہ کے موافق معلوم ہوتا ہے تو اب حافظ کی تصریح سے ہمارے مجیب صاحب کو خوش نہ ہونا چاہئے حافظ جس کو جماعت کہہ رہے اس سے دس گنا حنفیہ کی طرف صحابہؓ کا عدد موافق ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اجلہ صحابہ حنفیہ کے موافق ہیں۔ قیل للحسن ان ابن عمر کان یسلم فی

---

(۱) عمدة القاری ابواب الوتر ج ۳ ص ۴۰۴. ۱۲ ظفیر.

ع مراد ایک بڑی جماعت ہے ۱۲ ظفیر۔

الرکعتین من الوتر فقال کان عمر افقه منه و کان ینهض فی الثانیة بالتکبیر.(۱)ان اشیاء کی نگہداشت کے بعد کوئی متعصب معاندہی کہہ سکتا ہے کہ ابو حنیفہ کا مذہب روایات کے خلاف ہے۔ غیر متعصب فہیم کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا بلکہ جتنی تحقیق و تفتیش کی جائے ابو حنیفہؒ کا مذہب اقرب الی الروایات معلوم ہوتا ہے۔

(۴) یہ جزو مجمل رکھا گیا ہے۔ تشریح طلب ہے۔ معلوم نہیں قنوت سے کیا مراد لیا ہے اگر قنوت نازلہ ہے تو حنفیہ بھی کہتے ہیں کہ بعد الرکوع پڑھنا چاہئے اور اگر قنوت وتر مراد ہے تب یہ کہنا صحیح نہیں کہ بعد الرکوع نبی کریم ﷺ سے وتر میں قنوت پڑھنا ثابت ہے کیونکہ جن روایتوں میں قنوت بعد الرکوع پڑھنا ثابت ہوتا ہے ان کا صحیح محمل یہ ہے کہ وہ قنوت نازلہ کا حکم ہے۔ بحر الرائق ج ا ص ۴۰ میں ہے وقنت فی ثالثة قبل الرکوع ابداً لما اخرجه النسائی عن ابی بن کعب انه علیه السلام کان یقنت قبل الرکوع وما فی حدیث انس انه علیه السلام قنت بعد الرکوع فالمراد منه ان ذلك کان منه شهراً فقط بدلیل ما فی الصحیح عن عاصم الا حول سالت انساً عن القنوت فی الصلوٰة قال نعم قلت اکان قبل الرکوع او بعده قال قبله قلت فان فلاناً اخبر نی عنك انك قلت بعده قلا کذب انما قنت رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد الرکوع شهراً۔

پس معلوم ہوا کہ وتر میں قنوت قبل الرکوع پڑھنا چاہئے باقی قنوت نازلہ اس میں قبل الرکوع اور بعد الرکوع دونوں طرح کے اقوال ہیں۔ ردالمحتار میں ہے وهو صرح فی ان القنوت النازلةعند نامختص بصلوٰة الفجر دون غیرها من الصلوٰة الجهریة والسریة وهل القنوت هنا قبل الرکوع او بعد ہ لم اره والذی یظهرلی انه یقنت بعد الرکوع لاقبل بد لیل ان ما استدل به الشافعی علی قنوت الفجر فیه التصریح بالقنوت بعد الرکوع حمله علمائنا علی قنوت النازلة ثم رأیت شرنبلا لی فی مراقی الفلاح صرح بانه بعد ہ واستظهر حموی انه قبله والا ظهر ما قلناہ۔(۲)واللہ اعلم۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے باوجود اس کے کہ قنوت نازلہ میں دو قول ہیں قبل الرکوع اور بعد الرکوع دونوں طرح پڑھنے کا مشائخ حنفیہ حکم لگاتے ہیں مگر راجح یہ ہے کہ قنوت نازلہ بعد الرکوع پڑھی جائے۔ فقط...... محمد مشیت اللہ الدیوبندی۔

---

(۱)نصب الرایه باب صلوٰة الوتر ج ۲ ص ۱۱۸.
(۲)ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س. ج۲ ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.

فصل ثانی

مسائل قنوت نازلہ

کیا قنوت نازلہ نماز فجر میں درست ہے

(سوال ۱۶۶۴) عندالاحناف نماز فجر میں کس وقت میں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت یا اللّٰہم انصر من نصر دین محمد ﷺ یا اور کوئی دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کوئی حنفی جس کو فقہ کا علم نہ ہو یا ہو وہ امام شافعی یا امام احمد یا امام مالک رحمہم اللہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے وہ حنفی پختہ ہو سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) حنفیوں کے نزدیک بوقت نزول حادثہ کے صرف صبح کی نماز میں بعد رکوع کے دوسری رکعت میں بلا ہاتھ اٹھائے دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے اور باقی نمازوں میں جائز نہیں اور بلا نزول حادثہ کے کسی نماز میں کسی وقت جائز نہیں۔ شامی میں ہے قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰۃ الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة اوبلیة فلا باس به فعله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ۔(۱) اور اس کے بعد شامی میں ہے۔ ان قنوت النازلة عند نا مختص بصلوٰۃ الفجر دون غیر ھا من الصلوٰت الجهریة والسریة ۔(۲) اور پھر اسی میں ہے وانه یقنت بعد الرکوع لا قبله (۳) ائمہ اربعہ اپنے اپنے مذہب میں سب حق پر ہیں اور ان کا اختلاف از قبیلہ اختلاف امتی رحمۃ ہے اس واسطے کسی مقلد کو جائز نہیں کہ کسی امام کو بنظر حقارت دیکھے بلکہ مقلد کو چاہئے کہ وہ اپنے امام کے مذہب کو صواب محتمل خطاء سمجھے اور دوسرے امام کے مذہب کو غلط محتمل صواب سمجھے۔ درمختار میں ہے فیها لوسئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفنا قلنا وجوباً مذهبنا صواب یحتمل الخطاء ومذهب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب۔(۴) فقط۔

قنوت نازلہ

(سوال ۱/ ۱۶۶۵) قنوت در نماز فجر در موقعہ نوازل خواندہ میشود حوالہ مطلوب است۔

قنوت نازلہ میں ہاتھ باندھے یا نہیں

(سوال ۲/۱۶۶۶) در قنوت مذکورہ امام و مقتدی دست ارسال بکنند یا بند ند چنانچہ در وتری بندند و آمین بجہر گویند یا خفیہ۔

(الجواب) قنوت در نوازل در صلوٰۃ فجر نزد حنفیہ ثابت و معمول بہ است قال فی الشامی وهو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰۃ الفجر الخ۔(۵)

(۲) امام و جماعت بظاہر درین موقعہ ارسال کنند چراکہ این قنوت بعد الرکوع است کما صرح به فی الشامی

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ ط.س. ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ ط.س. ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الوتر والنوافل. ط.س. ج۲ص. ۱۱ ۱۲ ظفیر.
(٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مقدمه ج ۱ ص ٤٥ ط.س. ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۵) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت والنازلة ص ۶۲۸. ط.س. ج۲ص ۱۲.۱۱ ظفیر.

والذی یظهرلی ان المقتدی یتابع امامه الا اذا جهر فیؤمن وانه یقنت بعد الرکوع لا قبله الخ۔(۱)۔ وظاہر است کہ قومہ محل ارسال است نہ محل قبض یدین وقیاس بروتر نخواہد شد کہ دران قنوت قبل الرکوع است کہ آں محل قراءۃ و محل قبض یدین است و آمین خواہ بجہر بگویند یا باخفاء والثانی اولیٰ لا نه دعاء والا خفاء بالدعاء اولیٰ۔ فقط۔

عند الاحناف قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے اور صرف نماز فجر میں

(سوال ۱۶۶۷) قنوت نازلہ قبل رکوع پڑھنی چاہئے یا بعد رکوع اور کن کن نمازوں میں اور ہاتھ باندھ کر یا کھول کر یا اٹھا کر اور احناف کے یہاں قنوت وتر قبل رکوع پڑھی جاتی ہے کیا قنوت نازلہ کا حکم اس سے علیحٰدہ ہے کس دلیل سے۔ اور احناف کے یہاں جو یہ قاعدہ ہے کہ ہر ذکر طویل مسنونہ اس میں ہاتھ باندھنا اس کا کیا ماخذ ہے۔ جو ہاتھ باندھنا تکبیر تحریمہ کے بعد ثابت ہے وہ رکوع سے جاتے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اب بعد رکوع کھڑا ہونا جدید ہے اس میں ارسال اور اعتماد آنحضرت ﷺ یا آثار صحابہ سے ثابت ہے یا نہیں ۔ اور امام ابو یوسفؒ کا یہ فعل کہ وہ قنوت ہاتھ اٹھا کر پڑھتے تھے اور صاحب فتح القدیر نے جو ایک روایت بسند ابی ہریرہؓ بیان کی ہے كان النبی صلی الله علیه وسلم اذا رفع راسه من الرکوع من صلوٰة الصبح فی الرکعة الثانیة یرفع یدیه فیدعو بهذا لدعاء اللهم اهدنی فیمن هدیت الخ کیا اس حدیث کی وجہ سے ابو یوسف رحمۃ اللہ کے فعل کو قوت ہے یا نہیں۔ اور احناف کا مفتی بہ قول کیا ہے۔

(جواب) قنوت نازلہ بعد الرکوع ہے اور حنفیہ نے صرف نماز صبح میں اس کو اختیار کیا ہے اگرچہ بعض فقہاء نے جملہ صلوٰۃ جہریہ میں بھی جائز رکھا ہے۔(۲) اور کتب فقہ وحدیث سے واضح ہے قنوت صبح جس کو حنفیہ نے نوازل میں غیر منسوخ مانا ہے وہ بعد الرکوع تھا اور اس وقت ارسال اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔(۳) کیونکہ رفع کا جواب صاحب فتح القدیر نے یہ دیا ہے امام ابو یوسفؒ کے استدلال کا کہ ہر دعا میں رفع ہونا یہ کلی نہیں ہے بلکہ مخصوص ہے اس دعا کے ساتھ جو خارج عن الصلوٰۃ ہو۔ ولكل وجهة هو مولیها۔ پس زیادہ بحث کی اس میں ضرورت نہیں ہے ہر ایک قول کی کچھ وجہ نکل سکتی ہے اور نقل روایات کی فرصت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

....

(۱) ایضاً ۔ط.س.ج۲ص ۱۱ . ۱۲ ظفیر.

(۲) قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰة الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلا باس به فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم واما القنوت فی الصلوٰت کلهاللنوازل فلم یقل به الا الشافعی الخ وهو صریح ان القنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غیرها من الصلوٰة الجهریة والسریة وفی شرح النقایة معزیا الی الغایة وان نزل بالمسلمین نازلة قنت الا مام فی صلاة الجهر (ردالمحتار باب الوتر والنوافل فی مطلب فی قنوت النازلة ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) وهو قول الثوری واحمد وقال جمهور اهل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوٰة کلها ا ه (البحر الرائق باب الوتر والنوافل ج ۲ ص ٤٤) ظفیر.

(۳) وهل القنوت هنا قبل الرکوع ام بعده لم اره والذی یظهرلی ان المقتدی یتابع امامه الا اذا جهر فیؤمن وانه یقنت بعد الرکوع لا قبله بدلیل ان ما استدل به الشافعی علی قنوت الفجر وفیه التصریح بالقنوت بعد الرکوع حمله علمائنا علی القنوت للنازلة ثم رائت الشرنبلا لی فی مراقی الفلاح صرح بانه بعده ه واستظهر الحموی انه قبله والا ظهر ما قلناه والله اعلم (ردالمحتار باب الور والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱)ظفیر.

(٤)

قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھے اور مقتدی آہستہ آمین کہیں

(سوال ۱۶۶۸)دارالعلوم دیوبند سے جو دعائے قنوت مطبوعہ اس زمانہ میں پڑھنے کے واسطے شائع ہوئی ہے اس کی ترکیب میں دو امر قابل دریافت ہیں۔ اول یہ کہ دعا پڑھنے کے وقت ہاتھ لٹکائے رکھیں یا اٹھاویں جیسا کہ دعا کے واسطے اٹھائے جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مقتدی آمین بالجہر کہیں یا بہ اخفاء۔

(جواب) صبح کی نماز میں بعد رکوع کے جو کہ اس زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے اس میں ہم لوگوں کا معمول یہ ہے کہ ہاتھ لٹکائے رہتے ہیں کیونکہ اس موقعہ پر ہاتھ کا باندھنا نہیں آیا ہے اور اٹھانا بھی حنفیہ کے قواعد سے چسپاں نہیں ہے اس لئے یہی احوط اور بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ چھوڑے رکھیں اور مقتدی آمین بہ اخفاء کہیں۔ (۱) فقط۔

قنوت نازلہ مغرب و عشاء میں درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۶۹) سنا ہے کہ دیوبند میں کوئی فتویٰ چھپا ہے جس میں عشاء کی اخیر رکعت میں دعاء پڑھنا لکھا ہے۔

(جواب) یہاں جو قنوت چھپا ہے اس میں صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کو لکھا ہے اور بعض نے عشاء اور مغرب میں بھی جائز لکھا ہے۔ (۲) فقط۔

فرض نماز میں دفع وبا کے لئے دعا

(سوال ۱۶۷۰) مرض وبا کے دنوں میں فرائض کی جماعت یا خاص مغرب اور فجر کی جماعت میں اخیر رکعت میں رکوع کے بعد امام چند دعائیں رفع وبا کے لئے پڑھتا ہے اور جملہ مقتدی با آواز بلند آمین کہتے ہیں۔ ایسا عمل کرنا فرض جماعت میں شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) شامی میں ہے کہ کسی حادثہ کے وقت صبح کی نماز میں رکوع سے اٹھ کر امام کو دعا قنوت پڑھنا درست ہے سوائے صبح کے اور نمازوں میں حنفیہ کا مذہب نہیں ہے۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا مذہب ہے اور یہ بھی شامی میں ہے **ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل** ۔ (۳) اس لئے طاعون کے وقت بھی دعا قنوت صبح کی نماز میں رکوع کی بعد پڑھنا درست ہے۔ (۴)

قنوت نازلہ برائے جنگ طرابلس

(سوال ۱۶۷۱) کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس مسئلہ میں کہ موجودہ جنگ طرابلس کے متعلق جو مسلمان اور نصاریٰ میں قائم ہے اگر مسلمانوں کی نصرت اور نصاریٰ کی ہزیمت کے لئے ہندوستان یا برہما میں دعائے قنوت

---

(۱) ان المقتدی یتابع امامه الا اذاجهر فیئومن (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ . ط.س. ج۲ ص ۱۱) ظفیر.

(۲) ولا یقنت لغیره الا لنازلة فیقنت الا مام فی الجهریة وقیل فی الکل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۲۸ . ط.س. ج۲ ص ۱۱) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الوتر مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸ . ط.س. ج۲ ص ۱۱ . ۱۲ ظفیر.

(٤) ولا یقنت لغیره الا لنازلة فیقنت الا مام فی الجهریة وقیل فی الکل (در مختار) قال فی الصحاح النازلة الشدیدة من شدائد الدهر ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل الخ وهو صریح فی ان قنوت النازلة عندنامختص بصلاة الفجر دون غیرها من الصلوات الجهریة اوالسریة (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸ . ط.س. ج۲ ص ۱۱) محمد ظفیر الدین غفرله.

پڑھی جاوے تو حنفی مذہب میں مکروہ ہے یا نہیں ؟اگر مقتدیوں کی ناواقفیت کی وجہ سے امام قنوت کو کسی قدر جہر سے ہاتھ اٹھا کر پڑھے اور حنفی مقتدی خفیہ آمین کہیں تو یہ حنفی مذہب میں مکروہ ہے یا نہیں ؟ کیا نازلہ جنگ وغیرہ میں جو دعا قنوت پڑھی جاتی اس کے لئے شرط ہے کہ خاص خلیفہ یا سلطان پڑھے یا جہاں جنگ قائم ہو وہیں پڑھی جاوے اور دور دور مقامات میں دیگر ائمہ نہ پڑھیں حاشیہ شامی بحر الرائق، کبیری و فتح القدیر ملاحظہ فرما کے اس کا جواب تحریر فرمایا جائے۔ فقط۔

(جواب) قنوت نازلہ عند الحنفیہ جائز ہے مکروہ نہیں ہے۔ اور شامی میں ہے کہ امام اگر جہراً قنوت پڑھے تو مقتدی آمین کہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی امام کا اتباع کرے باقی امام اگر حنفی ہے تو اپنے قاعدہ کے موافق مخفی پڑھے لیکن اگر امام نے بسبب مقتدیوں کی ناواقفیت کے جہر کیا اور مقتدیوں نے آمین کہی تو کراہت نہیں ہے۔ خلیفہ یا سلطان کا قنوت پڑھنا نازلہ کے وقت شرط نہیں ہے۔ **هذا كله فى الدر المختار والشامى**۔(۱) دستخط معہ مہر۔

جنگ اٹلی کے موقع سے قنوت نازلہ

(سوال ۱۶۷۲) فی الحال نصاریٰ واٹلی اور مسلمانوں میں جو جنگ ہو رہی ہے اس موقعہ پر قنوت نازلہ کا پانچوں نمازوں میں بعد رکوع رکعت اخیرہ عند الاحناف پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟

(جواب) کلام فقہائے عظام رحمہم اللہ اس بارہ میں مختلف ہے **ولا يقنت لغيره الا لنازلة فيقنت الامام فى الجهرية وقيل فى الكل**۔ شامی میں ہے **واما القنوت فى الصلوٰة كلها للنوازل فلم يقل به الا الشافعى وفيه تحت قوله فى الكل الخ قد علمت ان هذا لم يقل به الا الشافعى رحمة الله وعزافى البحرالى جمهور اهل الحديث فكان ينبغى عزوه اليهم لئلا يوهم انه قول فى المذهب وفيه ايضا اذا وقعت نازلة قنت الا مام فى الصلوٰة الجهرية لكن فى الاشباه عن الغاية قنت فى صلوٰة الفجر ويؤيده مافى شرح المنية الخ شامى ج ۱ ص ۶۲۸**۔

پس معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ صرف صلوٰۃ فجر میں نازلہ کے وقت قنوت پڑھے۔ لا غیر فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ عزیز الرحمٰن۔

کس امام کے یہاں قنوت نازلہ فجر میں ہے

(سوال ۱۶۷۳) آج کل فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنا کس امام کا مذہب ہے۔

(جواب) ایسے حوادث کے وقت دعائے قنوت صبح کی نماز میں حنفیہ نے بھی جائز لکھی ہے۔(۳) فقط۔ (لماروا ه

....

(۱) دیکھئے ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸.ط.س.ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفير.
(۲) وقدصرح به الشامي حيث قال وهو صريح في ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية والسرية الخ قنوت نازلہ بعد رکوع پڑھے قبل رکوع نہ پڑھے. قال فى الشامي وانه يقنت بعد الركوع لا قبل بدليل ان ما استدل به الشافعي على قنوت الفجر وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع حمله علماء نا على القنوت للنازلة الخ (شامى باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸.ط.س. ج۲ص ۱۱ . (۳) ولايقنت لغيره الا لنازلة فيقنت الا مام في الجهرية وقيل فى الكل (در مختار) وهو صريح عند نا ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوٰة الجهرية والسرية (ردالمحتارباب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸.ط.س.ج۲ص ۱۱) ظفير.

الامام ابو حنيفه عن ابن مسعود رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يقنت فی الفجر قط الا شهر اواحد الم يرقبل ذالك ولا بعده وانما قنت شهرا يد عو على قوم من العرب ثم تركه (البحر الرائق . باب الوتر ج ۲ ص ٤٤ . ظفير)

قنوت نازلہ جمعہ میں درست ہے یا نہیں

(سوال ١٦٧٤) قنوت نازلہ کا جمعہ میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) بعض روایات کے موافق جن میں تمام جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے کو جائز لکھا ہے جمعہ کی نماز میں بھی درست ہے۔(۱)

قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں اور جائز ہے تو کیوں

(سوال ١٦٧٥) اس زمانہ میں جو دعا نازلہ پڑھی جاتی ہے یہ دعا نماز فجر میں احناف کے نزدیک جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو ليس لك من الا مر شئی کا کیا جواب ہے۔ اور اس دعا نازلہ میں اور قنوت میں جو کہ نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ جب کسی قبیلہ یا قوم کو بد دعا کرنا چاہتے تھے فرق ہے یا نہیں۔

(جواب) بوقت نازلہ دعا قنوت وغیرہ نماز فجر میں باتفاق حنفیہ جائز ہے۔ در مختار میں ہے۔ ولا يقنت لغيره الا لنازلة الخ(۲) وفی الشامی وهو صريح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰة الفجر الخ(۳) وفيه عن شرح المنية فتكون شرعيته ای شرعية القنوت فی النوازل مستمرة وهو محمل من قنت من الصحابة بعد وفاته عليه الصلوٰة والسلام وهو مذهبنا وعليه الجمهور۔(۴) پس جب کہ معلوم ہوا کہ مذہب جمہور ائمہ یہی ہے اور صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھا ہے تو اب کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اس کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ اور آیۃً ليس لك من الا مر شئی کے شان نزول میں اختلاف کثیر ہے۔ قنوت نازلہ میں نزول اس کا متعین نہیں ہے۔ کما صرح به فی المعالم۔ تا کہ جواب کی ضرورت ہو اور امام طحاویؒ کا قول خود شامی میں یہ منقول ہے قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا يقنت عند نا فی صلوٰة الفجر من غير بلية فان وقعت فتنة اوبلية فلا باس به فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم. الخ(۵) فقط۔

قنوت نازلہ تمام جہری نمازوں میں ہے یا صرف فجر میں

(سوال ١٦٧٦) حنفیہ کے صحیح مذہب اور ارجح اقوال کے اعتبار سے قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہئے یا تمام جہری نمازوں میں پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھے اور دوسری جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو اس سے جبراً باقی نمازوں میں پڑھوایا جاوے گا یا نہ۔ قنوت نازلہ علاوہ فجر کے دیگر نمازوں میں

---

(۱) فيقنت الامام فی الجهرية (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٢٨. ط.س. ج۲ ص ۱۱) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج۱ ص ٦٢٨. ط.س. ج۲ ص ۱۱ ظفير. (۳) ردالمحتار باب ايضاً . ط.س. ج۲ ص ۱۱. ۱۲ ظفير. (٤) ايضاً . ط.س. ج۲ ص ۱۱. ۱۲ ظفير. (۵) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ٦٢٨. ط.س. ج۲ ص ۱۱. ۱۲ ظفير.

منسوخ ہے یا نہیں اور آنحضرت ﷺ نے قنوت نازلہ کس وقت تک پڑھا ہے جب تک وہ کام پورا ہوا یا پہلے ہی ترک کر دیا۔

(جواب) راجح عند الحنفیہ یہ ہے کہ قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں ہے تمام جہری نمازوں میں اگرچہ بعض کتب سے اس کی بھی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ بہر حال اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں دعا قنوت نازلہ پڑھے اور دیگر جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو اس پر جبر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تمام جہری نمازوں میں پڑھے کیونکہ یہ عند الحنفیہ مختلف فیہ ہے۔ پس احوط اور معمول اکابرؒ کا صرف نماز فجر ہے۔ **کما فی الشامی بعد نقل کلام الا مام الطحاویؒ. وهو صريح في ان قنوت النازلة عند نا مختصة بصلوٰة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهريه او السرية الخ۔**(۱) اور اس کی کچھ تحدید منقول نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یا آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے جو قنوت بوقت نوازل پڑھا وہ کس وقت تک پڑھا۔ ظاہر یہ ہے کہ رفع نازلہ تک پڑھا ہو گا جو کہ وجہ اس کی مشروعیت کی ہے۔ چنانچہ فقہاء نے بھی اس کی کچھ تحدید نہ کی اور یہ فرمایا **ولا يقنت لغيره الا لنازلة الخ**(۲) در مختار ظاہر الفظ الا لنازلۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت تک وہ نازلہ موجود ہو دعا مذکور مشروع ہے اور حدیث انسؓ میں ہے **ان النبي صلى الله عليه وسلم قنت شهراً ثم تركه رواه ابو داؤد والنسائی۔**(۳) ایک ماہ کے بعد ترک فرمانا یہ آپ کا یا اس وجہ سے ہو کہ مقصد پورا ہو گیا اور دعا مقبول ہو گئی اور آثار بد دعا ظاہر ہونے لگے یا آپ کو حکم ہو گیا کہ اب ترک کر دیجئے اب ضرورت نہیں رہی۔ بہر حال اب مشروعیت اس کی تا بقاء نازلہ عند الفقہاء مسلم ہے۔ فقط۔

قنوت نازلہ کا جواز اور اس کا ثبوت

(سوال ۱۶۷۷) قنوت نازلہ جو تقریباً سال بھر سے پڑھی جارہی ہے اس پر بعض مسلمان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا پڑھنا جائز نہیں ہے اور حدیث انسؓ سے اس کا پڑھنا موقوف ہو چکا ہے **وعن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قنت شهراً ثم تركه رواه ابو داؤد۔** ثم ترک سے اس کا چھوڑنا فرض کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں کسی پر لعنت ملامت کرنا یا بد دعا کرنا بھی جائز نہیں ہے، حدیث اور قول امام اعظمؒ سے اس کا ثبوت مانگتے ہیں کہ ثم ترکہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا ہو۔

(جواب) در مختار میں ہے **ولا يقنت لغيره الا لنازلة فيقنت امام في الجهرية وقيل في الكل الخ** اور رد المحتار معروف بہ شامی میں ہے **(قوله في الجهرية) يوافقه ما في البحر والشرنبلالية عن شرح النقايه عن الغاية وان نزل بالمسلمين نازلة قنت الا مام في صلوٰة الجهرية وهو قول الثوری واحمد اه وكذا مافی شرح الشيخ اسمعيل عن البنايه اذا وقعت نازلة قنت الا مام في صلوٰة الجهرية لكن في الا شباه عن الغاية قنت في صلوٰة الفجر ويويده ما في شرح المنيه حيث قال بعد كلام فتكون شرعية اى شرعية**

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلۃ ج ۱ ص ۶۲۸. ط.س. ج۲ ص ۱۱: ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۶۲۸. ط.س. ج۲ ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) مشکوٰۃ باب القنوت فصل ثانی ص ۱۱۴. ط.س. ج۲ ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.

القنوت فی النوازل مستمرة وهو محل قونت من قنت من الصحابة رضی الله عنهم بعد وفاته علیه الصلوٰة والسلام وهو مذهبنا وعلیه الجمهور قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی انما لا یقنت عند نا فی صلوٰة الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة او بلیة فلا باس به فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم الخ الی ان قال وهو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰة الفجر دون غیرها من الصلوات الجهریة والسریة الخ ۔(۱) ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ عند الحنفیہ بلکہ عند الجمہور قنوت نازلہ بعد وفات آنحضرت ﷺ بھی مشروع ہے پس جو شخص اس کا انکار کرے وہ جملہ ائمہ اہل حق کا مخالف ہے اور کتب دینیہ سے ناواقف ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر قنوت نازلہ منسوخ ہو جاتا تو آپ کی وفات کے بعد صحابہؓ اس کو معمول بہ کیوں بناتے و کفی بهم قدوة اور حدیث انسؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم قنت شهراً ثم ترکه سے منسوب سمجھنا قنوت نازلہ کا صحیح نہیں ہے کیونکہ ثم ترکہ کے یہ معنی ہیں کہ مہینہ بھر کے بعد آپ نے اس کو چھوڑ دیا کیونکہ مثلاً ضرورت باقی نہ رہی اور جو غرض تھی وہ حاصل ہو گئی وغیرہ۔ اور لعنت کفار پر آیات واحادیث سے برابر ثابت ہے۔قال الله تعالیٰ لعنة الله علی الکافرین۔(۲) ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدیٰ من بعد ما بیّنه للناس فی الکتاب اولئك یلعنهم الله ویلعنهم اللّعنون۔(۳) اسی طرح بکثرت آیات واحادیث سے لعنت بر کفار ثابت ہے انکار اس کا سوائے جاہل معاند کے اور کون کر سکتا ہے۔ الغرض حنفیہ کو اپنے ائمہ کے اقوال اور کتب فقہ کی تفصیل و تشریح کو دیکھ کر اس پر عمل کرنا چاہئے۔ منکرین ائمہ یعنی فرقہ غیر مقلدین کی بات سننا نہ چاہئے۔

قنوت نازلہ تمام نمازوں میں اور دعا ہاتھ اٹھا کر

(سوال ۱۶۷۸) ایک مولوی صاحب اہل حدیث نماز پنجگانہ فرائض کی رکعت اخیرہ میں بعد رکوع ہاتھ اٹھا کر امام دعا پڑھتا ہے اور مقتدی بھی ہاتھ اٹھا کر بطریق دعا آمین کہتے ہیں کیا یہ دعا اس طریق سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں

(جواب) ایسا بھی ثابت ہے لہذا اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور حنفیہ نے بھی اس کی اجازت دی ہے۔(۴) اگرچہ زیادہ تر روایات صبح کی نماز میں ہیں۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنازلة ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) سورة البقر رکوع ۱۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) سورة البقر .رکوع ۱۹. ۱۲ ظفیر.
(٤) ولا یقنت لغیره الا لنازلة فیقنت الا مام فی الجهریة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) ظفیر.
(۵) وهو صریح فی ان القنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غیرها من الصلوات الجهریة او السریة . (ردالمحتار باب الوتر ج ۱ ص ۶۲۸ .ط.س.ج۲ص ۱۱) ظفیر.

فصل ثالث سنن مؤکدہ وغیر مؤکدہ

مسائل سنن مؤکدہ

فجر کی جماعت کے وقت سنت کہاں پڑھی جائے

(سوال ۱۶۷۹) صبح کی سنتوں کو امام کی قراءۃ سے اس قدر دور پڑھنا چاہیئے کہ امام کی آواز نہ آئے حالانکہ مساجد بکثرت چھوٹی ہیں سنت پڑھنے والا کہاں تک نہ سننے کی احتیاط کرے، اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) آواز آنے نہ آنے کی قید نہیں ہے صرف مکان علیٰحدہ ہونا چاہیئے۔(۱) فقط۔

نماز فجر کی صفوں میں سنت کی اجازت نہیں

(سوال ۱۶۸۰) فجر کی نماز قائم ہونے کے بعد سنت فجر صف اول یا ثانی میں پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ اگر جائز نہ ہو تو علت عدم جواز تحریر فرمایئے۔

(جواب) علت عدم جواز صورۃً مخالفت جماعت اور حدیث اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ ہے۔ (۲) اور در مختار میں ہے۔ بل یصلیها عندباب المسجد وان وجد مکاناً والا ترکها لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة الخ۔(۳) اور شامی میں ہے فان کان عند باب المسجد مکان صلاها فیه والا صلاها فی الشتوی اولصیفی ان کان للمسجد موضعان۔(۴) فقط۔

سنت و فرض کے درمیان دنیاوی باتیں اور اس کا حکم

(سوال ۱۶۸۱) زید سنت فجر اور سنت ظہر اور فرضوں کے درمیان کلام دنیاوی کرتا ہے تو سنتوں کا اعادہ ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اس میں ثواب کم ہو جاتا ہے۔ سنتوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں وفیه اختلاف ۔(۵)

مسجد کے اندرونی حصہ میں جماعت کی حالت میں باہر سنت کی گنجائش کی دلیل

(سوال ۱۶۸۲) مسجد کے اندر کے درجہ میں جماعت فجر کی ہوتی ہو تو سنتیں باہر کے درجہ میں کس دلیل سے درست ہوں گی جب کہ قراءۃ کی آواز سنائی دیتی ہو تو فاستمعوا پر کس طرح عمل ہوگا۔

(جواب) آثار صحابہؓ سے ایسا ثابت ہے کہ فرض صبح کی قراءۃ کی آواز آتی تھی اور وہ ایک طرف ہو کر صبح کی سنتیں پڑھتے تھے اس لئے امام صاحب نے ایسا حکم دیا کہ علیٰحدہ ہو کر صبح کی سنتیں پڑھ لے پھر شریک جماعت

---

(۱) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والاابان رجا ادراک رکعة الخ لایترکها بل یصلیها عند باب المسجدان وجد مکانا والا ترکها، لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة (در مختار) عند باب المسجد ای خارج المسجد کما صرح القهستانی وقال فی العنا یة لا نه لو صلا ها فی المسجد کان متنفلا فیه عند اشتغال الامام بالفریضة وهو مکروه فان لم یکن علی باب المسجد موضع للصلاة یصلیها فی المسجد خلف ساریة من سواری المسجد، واشد ها کراهة ان یصلیها مخا لطا للصف مخالفا للجماعة والذی یلی ذالک خلف الصف من غیر حائل ا ه (ردالمحتار باب ادراک الفریضة ج ۱ ص ۶۷۰ و ج۱ ص ۶۷۱ ط.س.ج۲ص۵۷) ظفیر. (۲) مشکوٰۃ المصا بیح، باب الجماعة وفضلها فصل اول ص ۶۶ عن ابی هریرة ۱۲ ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب ادراک الفریضة ج ۱ ص ۶۷۱ ط.س.ج۲ص۵۷ ۱۲ ظفیر. (٤) ردالمحتار باب ادراک الفریضة ج ۱ ص ۶۷۱ ط.س.ج۲ص۵۷ ۱۲ ظفیر.
(۵) ولو تکلم بین السنة والفرض لا یسقطها ولکن ینقص ثوابها وقیل یسقط (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۶ ط.س.ج۲ص۱۹.

ہو جاوے تاکہ دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں۔(۱)

اگر کسی نے چار رکعت کی نیت توڑ دی تو پھر اس پر کے رکعت واجب ہوں گی

(سوال ۱۶۸۳) سنت مؤکدہ مثل ظہر چار رکعت کی نیت توڑ دی تو اس کو دو رکعت واجب ہیں یا چار۔

(جواب) چار۔(۲) فقط۔

ظہر کی سنت جو فرض کی وجہ سے دو رکعت پر ختم کر دی گئیں بعد فرض چار پڑھی جائیں گی

(سوال ۱۶۸۴) زید ظہر کی سنت پڑھ رہا تھا ابھی ایک رکعت پڑھی تھی کہ جماعت کھڑی ہو گئی اس نے دو رکعت پوری پڑھ کر سلام پھیر دیا تو اس کو فرضوں کے بعد دو رکعت پڑھنی چاہیے یا چار۔

(جواب) اس کو بعد فرض کے چار رکعت سنت ظہر پڑھنی چاہیے(۳)۔ فقط۔

ظہر کی جماعت کے وقت آنے والا پہلی سنت کب پڑھے گا۔

(سوال ۱۶۸۵) اگر کوئی شخص ظہر کی نماز کو ایسے وقت آیا کہ جماعت ہو رہی تھی، بغیر سنت پڑھے ہوئے جماعت میں شریک ہوا تو چار سنت کس وقت پڑھے اور کیا نیت کرے قضاء یا ادا؟

(جواب) بعد فرض کے چار سنت پڑھے دو سنت سے پہلے یا پیچھے اور نیت سنت ظہر کی کرے۔(۳) فقط۔

فجر کی سنت رہ جائے تو کہاں پڑھی جائے

(سوال ۱۶۸۶) فجر کی نماز کی سنت فرضوں میں شامل ہونے کی وجہ سے فوت ہو جاویں تو ان کو کس وقت ادا کریں؟

(جواب) در مختار میں ہے **ولا یقضیھا الا بطریق التبعیۃ الخ** (۴) یعنی فجر کی سنتوں کی قضا نہیں ہے مگر جب کہ فرض کے ساتھ ہو اس صورت میں زوال سے پہلے پہلے قضا کرے اور اگر تنہا سنت فوت ہوں تو اس کی قضا نہیں، امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ تو کسی وقت بھی قضا کے قائل نہیں۔ نہ قبل طلوع شمس نہ بعد طلوع شمس۔ اور امام محمدؒ

....

(۱) وانما خالفناہ فی سنة الفجر لشدة تاکد ھا علی ما مر علی انھا لا تقضی والحدیث المذکور قداوقفه ابن عینیه وحما دبن زید وحماد بن سلمه عن ابی ھریرة ولماروی الطحاوی وغیرہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه انه دخل المسجد وقد اقیمت الصلوٰة فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانته وذالك بمحضر حذیفة وابی موسیٰ وقد مرتما مه فی اوقاة المکرھة فکانت سنة الفجر مستثناة بادلة اخری عارضت حدیث ابی ھریرة ورجحت علیه (غنیة المستمیٰ ص ۳۷۹ و ص ۳۸۰ . ظفیر.

(۲) وسن مؤکدا اربع قبل الظھر واربع قبل الجمعة واربع بعدھا بتسلیمة فلو بتسلیمتین لم تنب عن السنة ولذا لونذرھا لا یخرج عنه بتسلیمتین (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتروالنوافل ص ۶۳۰.ط.س.ج۲ص۱۳) ولا یصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم فی القعدة الاولیٰ فی الا ربع قبل الظھر والجمعة الخ (درمختار) اقول قال فی البحر فی باب صفة الصلاة ان ما ذکر مسلم فیما قبل الظھر لما صرحوابه من انه لا تبطل شفعة الشفیع بالانتقال الی الشفع الثانی منھا ولو افسدھا قضی اربعا (ردالمحتار . باب ایضاً ج ۱ ص ۶۳۳.ط.س:ج۲ص۱۶) ظفیر.

(۳) بخلاف سنة الظھر وکذا الجمعة فانه ان خاف فوت رکعة یترکھا ویقتدی ثم یا تی بھا علی انھا سنة فی وقته ای الظھر قبل شفعة عند محمد وبه یفتی (درمختار) اقول وعلیه المتون لکن رجح فی الفتح تقدیم الرکعتین قال فی الا مداد وفی فتاوی العتابی انه المختار وفی مبسوط شیخ الا سلام انه الا صح لحدیث عائشة انه علیه الصلوٰة والسلام کان اذا فاتته الا ربع قبل الظھر یصلیھن بعد الرکعتین وھو قول ابی حنیفة وکذا فی جامع قاضی خان ا ہ والحدیث قال الترمذی حسن غریب فتح (ردالمحتار باب ادرك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۳.ط.س.ج۲ص۵۸) ظفیر غفرله .

(۴) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب السن والنوافل ج ۱ ص ۶۷۲.ط.س.ج۲ص۵۶. ۱۲ ظفیر.

فرماتے ہیں کہ بعد طلوع شمس زوال سے پہلے پہلے پڑھنا بہتر ہے۔(۱) فقط۔

جمعہ کے پہلے کی سنت بعد جمعہ

(سوال ۱۶۸۷) جو سنتیں جمعہ کے اول پڑھی جاتی ہیں وہ رہ جائیں تو قضا کرے یا نہیں؟

(جواب) جو سنتیں جمعہ کے اول پڑھی جاتی ہیں اگر ان کو نہ پڑھ سکا تو بعد جمعہ کے پڑھے۔ کما قال فی الدر المختار. بخلاف سنة الظهر و كذا الجمعة الخ ثم ياتى بها على انه سنة فى وقته الخ۔(۲) واللہ اعلم۔

فجر کی سنت کب تک پڑھ سکتے ہیں

(سوال ۱۶۸۸) سنت فجر کس وقت تک پڑھنا چاہئے ان کی قضا کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر صبح کی جماعت ہو رہی ہے تو اگر ایک رکعت کے ملنے کی امید ہے تو سنتیں صبح کی علیحدہ ہو کر پڑھ لے پھر جماعت میں شریک ہو جاوے۔(۳) اور اگر پہلے نہ پڑھے تو پھر بعد فرضوں کے قبل طلوع آفتاب نہ پڑھے۔ اگر پڑھے تو بعد آفتاب نکلنے کے پڑھے۔(۴) فقط۔

ظہر، مغرب اور عشاء کے بعد نوافل

(سوال ۱۶۸۹) نفل پڑھنا بعد ظہر و مغرب و عشاء سنت سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) سنت سے ثابت ہے۔(۵) فقط۔

فجر کی سنت بعد فرض قبل طلوع آفتاب پڑھنا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۹۰) صبح کی سنت قبل طلوع آفتاب بعد جماعت کے پڑھنا کیسا ہے۔ اگر ناجائز ہے تو ظہر کی سنت قبلیہ بھی نہ پڑھنی چاہئے۔

(جواب) بعد فرض صبح کے قبل طلوع آفتاب سنتیں پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی ممانعت حدیث شریف میں آگئی ہے۔ بخاری و مسلم میں بروایت حضرت ابو سعید خدریؓ مروی ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صلوٰة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس ولا صلوٰة بعد العصر حتى تغيب الشمس(۶) اس

---

(۱) واذا فاتته ركعتا الفجر لا يقضيها قبل طلوع الشمس لانه يبقى نفلا مطلقا وهو مكروه بعد الصبح ولو بعد ارتفاعها عن ابى حنيفة وابى يوسف وقال محمد احب الى ان يقضيها الى وقت الزوال (هدايه باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۱۳۶) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۲. ط.س. ج۲ص۵۸. ۱۲ ظفير.

(۳) واذا خاف فوت ركعتى الفجر لا شتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة اكمل والا بان رجا ادراك ركعة لا يدركها، بل يصليها عند باب المسجد ان وجد مكانا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۱. ط.س. ج۲ص۵۶.

(۴) ولا يقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده فى الا صح (در مختار) واما اذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالاجماع لكراهة النفل بعد الصبح واما طلوع الشمس فكذا لك عندهما وقال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال (ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۲. ط.س. ج۲ص۵۷) ظفير.

(۵) عن ام حبيبة قالت قال رسول الله صلى الله عليه من صلى فى يوم وليلة ثنتى عشرة ركعة بنى له بيتا فى الجنة اربعا قبل الظهر وركعتين بعد المغرب وركعتين بعد العشاء وركعتين قبل صلوٰة الفجر رواه الترمذى (مشكوٰة باب السنن وفضائلها ج ۱ ص ۱۰۳ ويستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسليمة وان شاء ركعتين وكذا بعد الظهر لحديث الترمذى من حافظ اربع ركعات قبل الظهر واربع بعدها حرمه الله على النار وست بعد المغرب ليكتب من الا وابين بتسليمة او ثنتين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فى السنن ج ۱ ص ۶۳۰. ط.س. ج۲ص۱۳) ظفير.

(۶) مشكوٰة المصابيح. باب اوقات النهى ص ۹۴. ۱۲ ظفير.

حدیث سے بعد الصبح اور بعد عصر نوافل وسنن کی ممانعت معلوم ہوئی اور ظہر کے بعد ممانعت نہیں آئی لہٰذا ظہر کی سنتیں پہلے اگر رہ جائیں تو بعد فرضوں کے ان کو پڑھ لیوے اور فقہاء حنفیہ لکھتے ہیں **ولا يقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده بخلاف سنة الظهر**۔ درمختار اور شامی میں ہے **واما اذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالاجماع لكراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما وقال محمدؒ احب الى ان يقضيها الى الزوال الخ**۔(۱) فقط۔

ایک رکعت ملنے کی امید پر جماعت فجر کے وقت سنت فجر درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۶۹۱) شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ اگر فجر کے فرض کی ایک رکعت امام کے ساتھ مل جانے کی امید ہو تو سنتیں ترک نہ کرے یہ صحیح ہے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جب امام قرات شروع کر دیتا ہے تو سنت فجر کا پڑھنا حرام ہے۔ جہاں تک امام کی آواز جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) یہ صحیح ہے کہ اگر فرض باجماعت فجر کی ایک رکعت بلکہ عند المحققین تشہد بھی مل سکے تو علیحدہ ہو کر سنتیں ادا کر کے پھر شامل جماعت ہو جاوے وکذا فی الدر المختار والشامی(۲) اور جو لوگ ایسا کہتے ہیں کہ فجر کے فرضوں کی جماعت شروع ہونے کے بعد مطلقاً سنتیں صبح کی پڑھنی حرام ہیں وہ حنفی نہیں ہیں اور ان کو مذہب حنفی کی خبر نہیں ہے۔ حنفیہ کا یہی مذہب ہے کہ سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو مگر حتی الوسع جماعت سے علیحدہ ہو کر پڑھے والتفصیل فی کتب الفقہ۔

سنتوں کی نیت میں سنت رسول اللہ کہنا کیسا ہے

(سوال ۱۶۹۲) سنن میں سنت رسول اللہ کہنا کیسا ہے۔

(جواب) **وكفى مطلق نية الصلاة وان لم يقل لله لنفل وسنة راتبة الخ** در مختار(۳)۔ یعنی سنت ونفل میں مطلق نیت نماز کی بھی کافی ہے اور یقین کرنا کہ سنت فجر ہے یا ظہر احوط ہے۔ اگر سنت رسول اللہ کہے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنت مؤکدہ کا ترک درست نہیں

(سوال ۱۶۹۳) سنت مؤکدہ کو بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر فرصت ہے تو پڑھ لی جاویں اگر فرصت نہ ہو تو نہ پڑھے کچھ حرج نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) سنن مؤکدہ کو ترک نہ کرنا چاہئے۔ حتی الوسع پڑھنا چاہئے۔(۴) البتہ اگر وقت تنگ ہو گیا ہو کہ صرف

---

(۱) ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۲. ط.س. ج۲ ص ۵۷ ظفير.
(۲) واذا خاف فوت ركعتي الفجر لا شتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة اكمل والا بان رجا ادراك ركعة في ظاهر الرواية وقيل التشهد واعتمده المصنف والشر نبلا لي تبعاللبحر لكن ضعفه في النهر لا يتركها بل يصليها عندباب المسجدان وجد مكانا والا تركها (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۲. ط.س. ج۲ ص ۵۶) صرف کی توقع پر رکعت نہ چھوڑے۔ ظفر۔ (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج ۱ ص ۳۸۸. ط.س. ج۲ ص ۵۱۷. ۱۲ ظفير. (۴) ولهذا كانت السنة المؤكدة قريبة من الواجب في لحوق الاثم كما في البحر ويستوجب تاركها التضليل واللوم كما في التحرير اى على سبيل الا صرار بلا عذر (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب في السنن والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰. ط.س. ج۲ ص ۱۲) ظفير.

فرض پڑھنے کی مقدار وقت باقی ہو تو اس وقت سنتوں کو چھوڑ دے۔ فقط۔

سنتیں مکان پر پڑھنا

(سوال ۱۶۹۴) سنتیں مکان پر پڑھنے کی فضیلت ہے۔ یہ سنت قبلیہ اور بعد یہ دونوں کے لئے ہے یا کیا۔

بعد مغرب سنتیں

(سوال ۱۶۹۵/۲) بعد مغرب جو چھ رکعت کی ترغیب دی ہے اس کی دو رکعت ادا کرے تو ہو سکتی ہے یا نہ۔

فرائض کے بعد کی سنتیں فوراً پڑھنا چاہئے یا دیر بھی کر سکتا ہے

(سوال ۱۶۹۶/۳) فرضوں کے بعد جو نفل ہیں فرضوں کے بعد فوراً پڑھے یا جب تک وقت باقی ہے پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) (۱) یہ حکم ہر دو سنن کے لئے ہے۔ لیکن اگر بعد فرض کے مکان پر جانے میں راستہ میں یا مکان میں جا کر کچھ حرج واقع ہونے کا احتمال ہے اور امور دنیاوی میں مشغول ہو جانے کا اندیشہ ہے تو پھر مسجد ہی میں سنتیں پڑھ لیوے کیونکہ ایسا بھی ثابت ہے۔(۱)

(۲) یہ چھ رکعت جن کی فضیلت بعد مغرب کے آئی ہے علاوہ مغرب کی دو سنت مؤکدہ کے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ دو سنت مؤکدہ بھی اس میں داخل ہیں اور اگر مغرب کی دو سنت کے بعد صرف دو رکعت نفل پڑھ لیوے تو اس میں بھی ثواب ہے۔(۲)

(۳) جب تک وقت اس نماز کا ہے ان نوافل کا وقت ہے۔(۳) فقط (مگر متصلاً پڑھنا اولیٰ ہے ظفیر)

ظہر کی چار سنتوں کی حیثیت بعد ادائیگی فرض

(سوال ۱۶۹۷) ظہر کے فرض پہلے پڑھ لئے تو اب چار سنت قبلیہ نفل ہو گئی یا سنت مؤکدہ ہی رہی۔

(جواب) جب تک وقت باقی ہے ادا کرنا چار رکعات قبل ظہر کا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر قبل از فرض ظہر چار رکعت سنت قبل ظہر والی ادا نہ کی تو بعد فرض کے ادا کرنی چاہئے۔(۴) فقط۔

اگر بھول سے سنت کی نیت میں فرض کا نام لے لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۶۹۸) اگر کوئی شخص بوقت ظہر یا فجر بھول کر بجائے سنت مؤکدہ کی نیت کے فرضوں کی نیت باندھ

---

(۱) الا فضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل منها والا صح افضلية ماكان اخشع واخلص (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل). ط.س. ج۲ص ۲۲ ظفير. (۲) ويستحب الخ وست بعد المغرب ليكتب من الا وابين بتسليمة او ثنتين او ثلاث والا ول ادوم واشق وهل تحسب المؤكدة من المستحب ويودی الكل بستليمة واحدة اختار الكمال نعم (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٣١. ط.س. ج۲ص۱۳) ظفير. (۳) مگر اچھا یہ ہے کہ متصلاً پڑھ لے۔ کیونکہ فقہاء لکھتے ہیں ويكره تاخير السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختاره الكمال. قال الحلبی ان اريد بالكراهة التنزيهية ارتفع الخلاف وفی حفظی حمله علی القليلة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ٤٩٤. ط.س. ج۲ص ٥٣٠) ظفير. (٤) بخلاف سنة الظهر وكذا لجمعة ان خاف فوت ركعة يتركها ويقتدی ثم يأتی بها علی انها سنة فی وقته ای الظهر (در مختار) علی انها سنة ای اتفاقا وما فی الخانية وغيرها من انها نفل عنده سنة عندهما فهو من تصرف المصنفين لان المذكور فی المسئلة الاختلاف فی تقديمها او تاخرها والا تفاق علی قضائها وهو اتفاق علی وقوعها سنة كما حققه فی الفتح وتبعه فی البحر والنهر وشرح المنية (ردالمحتار. باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ٦٧٢ و ج ۱ ص ٦٧٣. ط.س. ج۲ص٥٨) ظفير.

لے تو سنتیں کیونکر ادا کرے۔ نیت توڑ کر پھر سنتوں کی نیت باندھے یا دل ہی دل میں نیت کرے اور فرض بعد کو پڑھے یا کیا کرے۔

(جواب) نیت توڑ کر پھر سے نیت سنتوں کی باندھے اور دوبارہ تکبیر بہ نیت سنت کہے۔(۱)

سنت گھر پر پڑھنا ہی افضل ہے

(سوال ۱۶۹۹) میں سنت فجر گھر پر پڑھ لیتا ہوں اور مطابق روایت در مختار وغیرہما اسی کو افضل سمجھتا ہوں۔ مولوی اشرف علی کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع سنن مؤکدہ کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے تاکہ ایہام یا تشبہ اہل بدعت سے نہ ہو چونکہ اس دیار میں تارکین سنت نہیں ہیں تو کیا یہاں بھی تشبہ اہل بدعت سے ہو گا یا نہ۔

(جواب) احادیث میں سنن و نوافل کے مکان میں ادا کرنے کی جو کچھ فضیلت وارد ہوئی ہے وہ مشہور و معروف ہے اور فقہاء نے بھی سوائے تراویح کے دیگر سنن و نوافل کے مکان میں پڑھنے کو افضل فرمایا ہے۔(۲) اور حضرات اکابر حنفیہؒ مثل حضرت محدث فقیہ گنگوہیؒ کا عمل اسی پر دیکھا گیا اور آپ کے اطراف میں جب کہ کوئی فرقہ اہل بدعت کا ایسا بھی نہیں ہے جو تارک سنن ہو تو پھر اس فضیلت میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ فقط۔

فرض کے بعد اور سنت مؤکدہ سے پہلے تسبیح

(سوال ۱۷۰۰) ایک شخص بعد نماز فرائض قبل سنت تسبیح و آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اور سنت مؤکدہ اس کے بعد ادا کرتا ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ ان نماز فرائض کے بعد دعا سلام پڑھتے تھے اور سنت مؤکدہ بہت جلد ادا کرتے تھے کیونکہ فرشتہ فرض اور سنت دونوں کو بدرگاہ الٰہی لے جا کر پیش کرتے ہیں۔

(جواب) آیۃ الکرسی و تسبیحات کا پڑھنا قبل سنن بھی جائز ہے اور معمول بہ اکابر کا ہے۔ اور احادیث سے دونوں امر ثابت ہیں۔(۳) فقط۔

ظہر کے بعد چار رکعت کا معمول کیسا ہے

(سوال ۱۷۰۱) ایک شخص فرض ظہر سے پہلے چار رکعت سنت ظہر پڑھتا ہے اس کے بعد فرض ظہر ادا کرتا ہے۔ جماعت سے فرض ظہر ادا کرنے کے بعد دو رکعت سنت نہیں پڑھتا بلکہ بجائے دو کے چار رکعت سنت اکٹھی پڑھتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے۔ اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں۔

(جواب) قال ابن الهمام وصرح جماعة من المشائخ انه يستحب اربع بعد الظهر لحديث رووه وهو

---

(۱) رجل افتتح المكتوبة فظن انها تطوع فصلى على نية التطوع حتى فرغ فالصلوٰة هى المكتوبة ولو كان الا مر بالعكس فالجواب بالعكس الخ والنية بدون التكبير ليس بمخرج (عالمگیری کشوری الفصل الرابع فی النية ج ۱ ص ٦٤ و ج ۱ ص ٦٥ . ط.س. ج۲ ص٦٦) ظفير. (۲) والا فضل فى النفل غير التراويح المنزل الا لخوف شغل منها والا صح افضلية ما كان اخشع واخلص (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٣٨ . ط.س. ج۲ ص۲۲) ظفير.
(۳) وعن المغيرة بن شعبة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقول فى دبر كل صلوٰة مكتوبة لا اله الا الله وحده لا شريك له الخ متفق عليه (مشكوٰة باب الذكر بعد الصلوٰة ص ۸۸) وعن على قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على اعواد هذا المنبر يقول من قرأ اية الكرسى فى دبر كل صلوٰة لم يمنعه من دخول الجنة الا الموت الخ قال اسناده ضعيف (ايضاً ص ۸۹) قال الحلوانى لا باس بالفصل بالا وراد واختاره المكال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ٤٩٤ . ط.س. ج۲ ص ٥٣٠) ظفير.

انه صلی الله علیه وسلم قال من صلّی اربعاً قبل الظهر واربعاً بعدها حرمه الله علی النار .رواه ابو داؤد والترمذی والنسائی ثم اختلف اهل هذا العصر فی انها تغیر غیر رکعتی الراتبة او بهما وعلی التقدیر الثانی قیل تودی بهما بتسلیمة واحدة اولا فقال جماعة لا لانه ان نوی عند التحریمة السنة لم یصدق فی الشفع الثانی اوالمستحب لم یصدق فی السنة ووقع عندی انه اذا صلی اربعاً بعد الظهر بتسلیمة اوثنتین وقع عن السنة و المندوب سواء احسبه الراتبة اولا .فتح القدیر ص ۳۸۶ مصری

پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص استحباب پر عمل کرے فرض ظہر کے بعد صرف چار رکعت پڑھ لیا کرے دو رکعت سنت علیحٰدہ نہ پڑھے۔ بنابر تحقیق شیخ ابن ہمام کوئی حرج نہیں۔

ان چار رکعت میں دو رکعت سنت ہی محسوب ہو جائیں گی خواہ ان کی نیت کرے یا نہ کرے البتہ مختار یہ ہے کہ چار رکعت کو بعد فرض ظہر دو سلام سے پڑھ لیا کرے تاکہ کسی کا خلاف ہی نہ رہے اور اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے جس میں یہ ہے عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی قبل الظهر اربعاً و بعدها رکعتین۔(۱) الحدیث۔ رواہ مسلم و ابوداؤد۔ اس روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی عادت مستمرہ یہ تھی کہ دو رکعت سنت بعد فرض ظہر کے پڑھا کرتے تھے اس لئے کمال اتباع سرور کائنات ﷺ، اس میں ہے کہ دو رکعت سنت فرض ظہر کے بعد علیحٰدہ پڑھنے کا اہتمام کرے چار رکعت پر دوام کرنا دو رکعت سنت علیحٰدہ نہ پڑھنا حضرت عائشہؓ کی حدیث پر عمل کرنے سے مانع ہے۔ آئندہ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ فقط۔

بعد فرض سنت میں تاخیر کس حد تک درست ہے

(سوال ۱۷۰۲) بعد فرضوں کے سنتوں کی تاخیر کس مقدار تک مستحب ہے اور کس مقدار سے زاید مکروہ ہے۔ حنفیہ کا مفتی بہ قول مع دلائل بیان فرمائیے۔

(جواب) در مختار میں ہے ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ ۔(۲) لیکن مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ تقریبی امر ہے اگر کچھ اس سے زیادہ بھی دعا وغیرہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ فصل بالاوارد میں کچھ مضائقہ نہیں ۔ کما هو معمول مشائخنا قال الحلوانی لاباس بالفصل بالا ورادواختاره الکمال۔(۳) فقط۔

بعد فرض سنت گھر میں پڑھے یا مسجد میں

(سوال ۱۷۰۳) فرضوں کے سنتیں اپنے اپنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہئے یا مسجد میں۔

(جواب) فی الشامی . لا تفاق کلمة المشایخ علی ان الا فضل فی السنن حق سنة المغرب المنزل ای فلا یکره الفصل بمسافة الطریق۔(۴) شامی اور دوسرے موقعہ میں مذکور ہے والا فضل فی النفل غیر

(۱) دیکھئے مشکوٰۃ باب السنن ص ۱۰۴ . ۱۲ ظفیر .(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۴ .ط.س.ج۲ ص ۳۰ ۱۲.۵ ظفیر .(۳) ایضاً .ط.س.ج۲ ص ۳۰ ۱۲.۵ ظفیر .(۴) ردالمحتار باب صفة الصلاة تحت قول ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ ج۱ ص ۴۹۵ .ط.س.ج۲ ص ۱۲.۵۳۰ ظفیر.

التراویح ا لمنزل الا لخوف شغل عنها والا صح افضلیة ماکان اخشع واخلص۔(۱) اس اخیر عبارت سے واضح ہوا کہ جو اخشع واخلص ہو وہی افضل ہے۔ اگر مسجد میں پڑھنے میں خشوع زیادہ ہے اور اخلاص زیادہ ہے اور گھر جا کر پڑھنے میں خوف تاخیر وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں پڑھنا ہی افضل ہے۔ فقط۔

بعد سنن ونوافل دعا انفراداً ہے اجتماعاً ثابت نہیں

(سوال ۱۷۰۴) بعد سنن ونوافل کے بھی دعا کرنا چاہیئے یا نہیں یا سلام پھیرتے ہی اٹھ کر چلا جانا چاہیئے۔ اگر کوئی عالم شخص بعد سنن ونوافل کے دعا نہ کرے اور یوں ہی چلا جایا کرے تو قابل ملامت ہے یا نہیں۔ جو خود بھی دعا نہ کرے اور دوسرے دعا کرنے والوں کو بھی برا بھلا کہے اور دعا سے منع کرے تو وہ قابل ملامت ہے یا نہ۔

(جواب) فرائض کے بعد دعا کر کے متفرق ہو جانا چاہیئے۔ سنن ونوافل کے بعد اجتماعاً دعا کا پابند مقتدیوں کو نہ کرنا چاہیئے۔ فرائض کے بعد کوئی شخص مثلاً گھر جا کر سنتیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو کیوں پابند کیا جاوے۔ الغرض جو ایسا کرے وہ لائق ملامت کے نہیں ہے اور یہ رسم کہ بعد سنن ونوافل کے بطور خود ہر ایک شخص جس وقت فارغ ہو دعا کر کے چلا جاوے یا فرائض کے بعد گھر جا کر سنتیں پڑھے اس میں کوئی تنگی نہ ہونی چاہیئے فقط۔

دو شفعہ والی سنتوں میں قرات

(سوال ۱۷۰۵) سنن مؤکدہ ذی شفعین کے ہر شفعہ میں قرأۃ واجب ہے یا ہر شفعہ اولیٰ میں۔

(جواب) چاروں رکعت میں قرأۃ واجب ہے۔(۲) فقط۔

امام کے محراب سے ہٹ کر سنت پڑھنے کی وجہ کیا ہے

(سوال ۱۷۰۶) امام کا مصلی جماعت سے علیحدہ ہو کر سنت ونوافل ادا کرنے کی اصل علت کیا ہے۔ اگر اس مصلی پر سنت ونوافل ادا کرے تو کیسا ہے۔

(جواب) اب اصل علت ارتفاع اشتباہ ہے اور یہ بہتر ہے کہ بصورت اشتباہ علیحدہ ہو کر سنن ونوافل پڑھے۔(۳) لیکن اگر اس مصلی پر پڑھے تو یہ بھی درست ہے لان بالسلام یحصل الفصل اور جو اصلی علت احادیث میں مذکور ہے کہ خلط فرائض بالنوافل و احتمال گمان زیادۃ فریضۃ۔ وہ اب باقی نہیں ہے۔

سنت قبل الجمعہ نہ پڑھ سکے تو کیا کرے

(سوال ۱۷۰۷) چار رکعت سنت قبل جمعہ اگر رہ جائیں تو بعد جمعہ ان کو پڑھے یا نہیں۔

....

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج۱ ص ۶۳۸. ط.س. ج۲ ص۲۲. ۱۲ ظفیر.

(۲) وتفرض القراء ة عملا فی رکعتی الفرض الخ وکل النفل للمنفرد ولا ن کل شفع صلاة الخ وکل الوتر احتیاطا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۴۴. ط.س. ج۲ ص۲۸) ظفیر.

(۳) ویکره للامام التنفل فی مکانه لا للموتم وقیل یستحب کسر الصفوف وفی الخانیة یستحب للامام التحول لیمین القبلة یعنی یسارا لمصلی لتنفل اوورد وخیره فی المنیّة بین تحویله یمینا وشمالا واماما وخلفا وذهابه لبیته الخ (در مختار) قوله ویکره الخ بل یتحول الخ وکذا یکره مکثه قاعدا فی مکانه مستقبل القبلة فی صلاة لا تطوع بعدها والکراهة تنزیهیة کمادلت علیه عبارة الخانیة وقال لان المقصود من الا نحراف وهوزوال الا شتباه ای اشتباه انه فی الصلوٰة (ردالمحتار قبیل فصل فی القراءة ج ۱ ص ۴۹۵ وج ۱ ص ۴۹۶. ط.س. ج۲ ص۵۳۱) ظفیر.

(جواب) بعد ادائے جمعہ سنت قبل جمعہ کو ادا کرنا چاہئے۔(۱)

سنت وفرض کے درمیان دنیاوی باتیں موجب نقص ثواب ہے

(سوال ۱۷۰۸)هل الكلام الدنيوى بين السنة التى قبل الظهر والتى قبل الفجر وبين فرضيهما مفسد للسنة ام موجب لا نحطاط ثواب السنة ؟ وايضا الا كل والشرب ؟

(جواب)موجب لنقص الثواب لا مفسدلها. قال فى الدر المختار ولو تكلم بين السنة والفرض لا يقسطها ولكن ينقص ثوابها۔(۲)فقط۔

فجر کی سنت جو رہ گئی بعد فرض کب پڑھے

(سوال ۱۷۰۹)جس نے صبح کی سنت نہیں پڑھی اور فرضوں میں شریک ہو گیا اب وہ سنت کس وقت پڑھے ؟

(جواب)اب وہ سنتیں بعد نماز فرض کے قضانہ کی جاویں گی اگر پڑھے تو بعد آفتاب نکلنے کے۔ یہ نفل ہو جاویں گی۔(۳)فقط۔

فجر ومغرب کی سنتوں میں سورہ کافرون اور اخلاص پر مداومت اور اس کا حکم

(سوال ۱۷۱۰)کیا جناب رسول مقبول ﷺ ہمیشہ نماز فجر ومغرب میں یعنی سنتوں میں رکعت اولیٰ میں قل یٰایُّها الکفرون اور رکعت ثانیہ میں قل هوالله پڑھا کرتے تھے اگر کوئی اس پر مداومت کرے تو نماز مکروہ ہو گی یا نہیں۔

(جواب)ہمیشہ ایسا نہیں ہوا کیونکہ حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ سنتوں میں کبھی آپ نے سورہ کافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھی ہے اور کبھی قولوا امنا بالله الآیۃ اور قل یا هل الکتاب تعالوا الآیۃ پڑھی ہے۔ کما ورد فی الحصن الحصین اور اگر کوئی شخص یہی دونوں سورتیں صبح کی سنتوں میں مستحب سمجھ کر پڑھے تو کراہت نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ کبھی اور کوئی سورۃ یا قولوا امنا الآیۃ وغیرہ پڑھ لیا کرے۔(۴)فقط۔

اگر سنت فجر بعد فرض پڑھ لے تو کیا حرج ہے

(سوال ۱۷۱۱)سنت فجر اگر جماعت ترک ہونے کی وجہ سے نہ پڑھ سکا تو قبل طلوع آفتاب بعد جماعت کے

---

(۱)ولا يقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فانه ان خاف فوت ركعة يتركها ويقتدى ثم ياتي بها على انها سنته في وقته قبل شفعه عند محمد وبه يفتى (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ص ۶۷۲ باب ادراك الفريضة .ط.س.ج۲ص۵۷) ظفير.

(۲)الدر المختار باب الوتر والنوافل ج ۱ص ۹۵ .ط.س.ج۲ص۱۹. ۱۲ظفير.

(۳)واذا خاف فوت ركعتي الفجر لا شتغاله بسنتها تركها والا، لا ولا يقضيها الا بطريق التبعية بقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده (درمختار) اما اذافاتت احدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالا جماع لكراهة النفل بعد الصبح اما بعد طلوع الشمس فكذالك عندهما وقال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال الخ وقالا لا يقضى وان قضا فلا باس الخ وقال الخلاف فى انه لو قضى كان نقلا مبتدأ او سنة كذافى العنايه يعنى مثلا عندهما سنة عنده كما ذكره فى الكافى اسمعيل (ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س.ج۲ص۵۶)

(۴)وكره عند نا وعندمالك تعيين سورة اى غير الفاتحة لصلاة من الصلوات الخ وقيد الطحاوى والا سيجا بى الكراهة فيما اعتقدان الصلوٰة لا تجوز بغير ها واما اذ لم يعتقد ذالك ولازمها بسهو لتها عليه او تبر كا بقراء ة النبى صلى الله عليه وسلم اياها كقراء ة سبح اسم وقل يايها الكفرون والا خلاص فى الوترو قرأة الكافرون والا خلاص فى سنة الفجر والمغرب الخ فلا يكره بل يكون حسنا فتركه مطلقا غير مستحسن الخ (شرح نقايه فصل فى القراء ج ۱ ص ۸۳) ظفير.

پڑھنا کیسا ہے بعض لوگ بعد طلوع پڑھنے کو بہتر بتلاتے ہیں۔

(جواب) فرض پڑھنے کے بعد سنن فجر کا طلوع شمس سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے اگر قضاء ہی کرنی ہے تو طلوع شمس کے بعد کرنی چاہئے ورنہ ضرورت تو اس کی بھی نہیں ہے کیونکہ مستقلاً سنتوں کی قضا نہیں ہے البتہ اگر فرض بھی قضا ہو گئے ہیں تو پھر ان کے ساتھ زوال سے پہلے پہلے سنتوں کی بھی قضا کرے۔ شامی قول در مختار۔ **ولا یقضیھا الا بطریق التبعیة** کے تحت میں لکھا ہے **ای لا یقضی سنة الفجر الا اذا فاتت مع الفجر فیقضیھا تبعاً لقضائه لو قبل الزوال واما اذا فاتت احد ھما فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع الکراھة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذالك عندھما وقال محمدؒ احب الی ان یقضیھا الی الزوال کما فی الدر المختار الخ** ۔(۱) فقط۔

نفل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر

(سوال ۱۷۱۲) جن نماز پنجگانہ کے بعد جو نفلیں پڑھی جاتی ہیں آیا ان کو بالالتزام بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔

کیا مسجد پہنچ کر پہلے بیٹھے پھر سنت پڑھے

(سوال ۱۷۱۳/۲) یہاں علی العموم لوگوں کا اعتقاد ہے کہ جب نماز کے لئے مسجد میں جائے تو وضو کر کے پہلے قدرے بیٹھ جائے پھر اٹھ کر نیت نماز کی کرے اور اس کو مثل فرض واجب کے سمجھتے ہیں۔ یہ احادیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) نوافل کو بیٹھ کر پڑھنا اگر کسی عذر کی وجہ سے پایا جاوے تو جائز ہے اور متنفل قائم کے ساتھ فضیلت میں بھی برابر ہوگا۔ **کما فی جامع الرموز نقلاً عن النھایة ان اجر صلوٰۃ القاعد بعذر یساوی صلوٰۃ القائم بالا جماع الخ** ۔(۲) اگرچہ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ صورت مذکورہ میں صرف ازالہ ماثم میں صاحب عذر اور سالم برابر ہیں لیکن اول اشہر ہے اور اگر بلا عذر نوافل کو (باستثناء شفعہ بعد الوتر کے) قاعداً پڑھنا ہے تو اس صورت میں مع الجواز ثواب میں ضرور تنصیف ہوگی۔ **قال فی الھدایه ویصلی النا فلة قاعداً مع القدرة علی القیام لقوله صلی الله علیه وسلم صلوٰۃ القاعد علی النصف من صلوٰۃ القائم** (۳) یہ جواز اس صورت میں ہوگا بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی ایسا التزام نہ ہو جس سے دیکھنے والوں کو بیٹھ کر پڑھنے کی سنیت یا وجوب کا گمان ہو جاوے جیسا کہ بعض مقامات میں ظہر اور مغرب کے بعد لوگوں میں دو رکعتوں کا بیٹھ کر پڑھنا رائج ہو گیا ہے اور وہاں کے عوام اس قعود کو شرعاً لازم سمجھتے ہیں ایسے مقامات میں یہ قعود بے شک مکروہ ہے **کما فی الخیریة ج ۱ ص ۳۲۳ کل مباح یودی الی زعم الجھال سنیة امر او وجوبه فھو مکروہ ۵۱، نقلاً عن القنیة**۔ پس زید کا اصرار اس قاعدہ میں داخل ہوگا اور اس عادت کے مٹانے کی کوشش ضروری ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س.ج۲ص ۵۷ .۱۲ ظفیر.
(۲) جامع الرموز .(۳) ھدایه باب النوافل ج ۱ ص ۱۳۳ .۱۲ ظفیر.

نفل بعد الوتر اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس لئے کہ وہ بحدیث قاعداً ثابت ہے۔ فقط۔

(۲) سنت یہی ہے کہ مسجد میں جاتے ہی بدون بیٹھ جانے کے تحیہ مسجد کی دو رکعتیں ادا کرے اور اگر پہلے بیٹھ گیا تو یہ ترک اولیٰ ہوگا۔ حدیث صحیحین کو فقہاء نے ترک اولیٰ ہی پر حمل کیا ہے لیکن بیٹھ کر ادا کرنے کو ضروری سمجھنا دو طرح خلاف مشروع ہے۔ ایک یہ کہ حدیث صحیحین کے خلاف ہے اذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتیٰ یصلی رکعتین۔ دوم قاعدہ مذکور کی رو سے بھی یہ طرز اور یہ طریقہ مکروہ ہوگا۔ کما فی الخیریہ ج ۲ ص ۳۳۳ کل مباح یودی الی زعم الجهال سنیة امر او وجوبه فهو مکروه ا ھ نقلاً عن القنیة.

نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۱۳) نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا نہ؟ بعد وتر کے نفل کا کیا حکم ہے۔

(جواب) نوافل اگر بیٹھ کر پڑھے گا بروئے احادیث نصف ثواب ہو جاوے گا۔(۱)

صلوٰۃ الاوابین

(سوال ۱۷۱۴) صلوٰۃ اوابین بیس رکعت پڑھنی چاہئے یا چھ رکعت؟ صحیح کیا بات ہے۔

(جواب) صلوٰۃ اوابین میں دونوں امر صحیح ہیں چھ رکعت بھی آئی ہیں اور بیس بھی۔ جو کچھ کرے بہتر ہے مگر اکثر علماء کا مذہب چھ رکعت پر ہے۔(۲) فقط۔

نفل بعد الوتر بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر

(سوال ۱۷۱۵) وتر کے بعد بیٹھ کر نوافل پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟ اور ان نوافل کو بیٹھ کر پڑھنے میں ثواب اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کھڑے ہو کر پڑھنے میں ہوتا ہے؟

(جواب) بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا ثواب آدھا ہوتا ہے۔ یہ عموماً اور مطلقاً ہے اور آنحضرت ﷺ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ آپ کو پورا ہی ثواب ملتا تھا۔ پس وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنے میں موافق قاعدہ مذکورہ کے آدھا ثواب ہوگا۔ البتہ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ وتر کے بعد بیٹھ کر دو نوافل پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے[ع] کیونکہ آنحضرت ﷺ سے ایسا ہی ثابت ہے حضرت مولانا گنگوہیؒ نوافل بعد الوتر

....

(۱) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعدا ابتداء وبناء (الی قوله) وفیه اجر غیر النبی صلی الله علیه وسلم علی النصف الا بعذر (در مختار) ففی صحیح مسلم عن عبدالله بن عمر و قلت حدثت رسول الله انك قلت صلاة الرجل قاعدا علی نصف الصلوٰة وانت تصلی قاعدا قال اجل ولکنی لست کاحد منکم (الی قوله) حدیث البخاری من صلی قائما فهو افضل ومن صلی قاعدا فله نصف اجر القائم الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۷۶۵۲)

(۲) وان تطوع بعد المغرب بست رکعات کتب من الا وابین الخ غنیة المستلی ص ۳۶۹ وبعد مغرب دو رکعت سنت وبعد از اں شش رکعت دیگر مستحب است آں را صلوٰۃ الاوابین گویند و بروایتی بعد مغرب بست رکعت آمده (مالا بد منه ص ۶۷) عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی بعد المغرب عشرین رکعة بنی الله له بیتا فی الجنة رواه الترمذی (مشکوٰة باب السنن ص ۱۰۴) ظفیر.

[ع] وبعد وتر دو رکعت نشستہ خواندن مستحب است۔ در رکعت اولیٰ اذا زلزلت الارض زلزالها و در رکعت ثانیہ قل یایها الکفرون خواند (مالا بدمنه ص ۶۷) محمد ظفیر الدین غفرله.

میں بھی اگر بیٹھ کر پڑھے نصف ثواب فرماتے ہیں اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔(۱)

وتر کے پہلے اور بعد نوافل

(سوال ۱۷۱۶) نماز عشاء میں جو چار نفل قبل وبعد وتر ہیں ان میں ترجیح کس کو ہے۔

(جواب) نماز عشاء میں بعد فرض عشاء کے دو سنت مؤکدہ ہیں اس کے بعد چار رکعت یا دو رکعت نفل و مستحب ہیں۔ اس کے بعد وتر پڑھے پھر وتر کے بعد نفل نہیں۔ یعنی جیسا کہ رواج ہے کہ بعد وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے ہیں اس کا حکم نہیں ہے۔ فقط۔

اقامت کے بعد فجر کی سنت کب تک پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۷۱۷) امامت کے بعد سنتیں فجر کی کب تک پڑھ سکتا ہے؟ اگر سنت نہ پڑھی اور شریک جماعت ہو گیا تو پھر کس وقت سنت پڑھنا چاہئے اور بعد اقامت کے کس جگہ سنت پڑھے؟

(جواب) صبح کے فرضوں کی تکبیر ہونے کے بعد بھی سنتیں صبح کی پڑھنی چاہئیں لیکن اس جگہ نہ پڑھے جس جگہ فرض ہو رہے ہیں بلکہ اگر جماعت اندر مسجد کے ہے تو باہر فرش پر بلکہ علیٰحدہ فرش سے اگر کوئی جگہ ہو تو وہاں سنتیں پڑھ کر شامل جماعت فرض میں ہو جاوے۔ اگر ایک رکعت فرض کے ملنے کی بھی امید ہے تب بھی سنتیں پڑھ لے۔ اور بعض نے فرمایا ہے کہ التحیات مل جاوے تب بھی پڑھے۔(۲) بہر حال چونکہ تاکید صبح کی سنتوں کی زیادہ ہے اس لئے ان کو نہ چھوڑے لیکن اسی جگہ نہ پڑھے جس جگہ جماعت فرض کی ہو رہی ہے۔(۳) اور اس بارہ میں آثار صحابہؓ موجود ہیں اور تحقیق اس کی شرح منیہ میں ہے اور اگر سنتیں نہ پڑھی اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو بعد فرض کے قبل طلوع شمس سنتیں نہ پڑھے بعد آفتاب نکلنے اور بلند ہونے کے اگر پڑھے اختیار ہے۔ کیونکہ اب وہ نفل ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے۔(۴) فقط۔

....

(۱) یتنفل مع قدرته على القيام قاعد الا مضطجعا الا بعذر ابتداء وكذا بناءً ا بعد الشروع بلا كراهة فى الا صح كعكسه بحرو فيه اجر غير النبى صلى الله عليه وسلم على النصف الا بعذر (درمختار) اما النبى صلى الله عليه وسلم فمن خصائصه ان نا فلته قاعد امع القدرة على القيام كنا فلته قائما نتنى صحيح مسلم عن عبدالله بن عمر وقلت حدثت يارسول الله انك قلت صلوٰة الرجل قاعد اعلى نصف الصلاة وانت تصلى قاعدا/قال اجل ولكنى لست كا حد منكم بحر ملخصا (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۵۲. ط.س. ج۲ ص۳۶).

(۲) واذاخاف فوت ركعتى الفجر لا شتغاله بسنتها تركها (الى قوله) والا بان رجاادراك ركعة فى ظاهر المذهب وقيل التشهدواعتمده المصنف والشر نبلا لى تبعا للبحر (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ص ۶۷۰. ط.س. ج۲ ص۵۶) ظفير.

(۳) لا يتركها بل يصليها عند باب المسجد ان وجد مكانا والا تركها لان ترك المكروه مقدم على فعل السنة (درمختار) قوله باب المسجد اى خارج المسجد (الى قوله) فاذا لم يكن على باب المسجد موضع للصلاة يصليها فى المسجد خلف سارية من سوارى المسجد واشدها كر اهة ان يصليها مخالطا للصف مخالفا للجما عة (ردالمحتار ج۱ ص ۶۷۱. ط.س. ج۲ ص۵۶).

(۴) واما لو فاتت وحد ها فلا تقضى قبل طلوع الشمس (الى قوله) قوله احب الى دليل على انه لو لم يفعل لا لوم عليه الخ وقال الخلاف فى انه لو قضى كان نفلا مبتداء او سنة (ايضا ج ۱ ص ۶۷۲. ط.س. ج۲ ص۵۶) ظفير.

مسائل سنن غیر مؤکدہ

وتر کے بعد نوافل درست ہیں

(سوال ۱۷۱۸) بعض لوگ کہتے ہیں کہ وتر کے بعد کوئی سجدہ نہیں اور نفل جو وتر کے بعد پڑھی جاتی ہے پڑھنا جائز نہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے۔

(جواب) وتر کے بعد نوافل کا پڑھنا جائز ہے۔ چنانچہ بعض صحابہؓ جو عشاء کے بعد وتر پڑھ لیتے تھے وہ آخر رات میں تہجد پڑھتے تھے تو معلوم ہوا کہ وتر کے بعد نوافل ممنوع نہیں ہیں۔ نیز آنحضرت ﷺ نے بعد وتر کے دو رکعت نفل پڑھی ہیں۔ البتہ وتر کے بعد یا کسی نماز کے بعد بلا وجہ تنہا سجدہ کرنا ممنوع ہے۔ جیسا کہ در مختار میں ہے لکنھا تکرہ بعد الصلوٰۃ الخ(۱) فقط۔

رمضان میں تہجد کی جماعت

(سوال ۱۷۱۹) نماز تہجد باجماعت رمضان شریف میں پڑھنا اور اس میں قرآن شریف سننا چاہئے یا نہیں۔

دوسرے نوافل کی جماعت

(سوال ۲/۱۷۲۰) علاوہ تراویح و تہجد کے نوافل باجماعت پڑھنا اور اس میں قرآن مجید کا پڑھنا اور سننا جائز ہے یا نہیں۔

رمضان کے بعد تہجد و نوافل کی جماعت

(سوال ۳/ ۱۷۲۱) علاوہ رمضان شریف کے نوافل و تہجد باجماعت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) اقول وباللہ التوفیق۔ نماز تہجد جماعت کے ساتھ پڑھنا بتداعی مکروہ ہے اور آنحضرت ﷺ نے جو رمضان کی تین راتوں میں بجماعت نماز پڑھی ہے وہ تراویح کی نماز تھی۔ علامہ شامی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور حضرت مولانا حجۃ الواصلین قدوۃ العارفین عمدۃ الفقہاء والمحدثین مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ، گنگوہیؒ نے اپنے رسالہ تراویح میں بھی تحقیق فرمایا ہے چنانچہ بعد نقل حدیث مذکور فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو صلوٰۃ جداگانہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ تہجد کو ہمیشہ منفرداً پڑھتے تھے کبھی بتداعی جماعت نہیں فرمائی الخ۔

اور رسالہ مذکورہ میں دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کے فعل سے صراحۃً ثابت نہیں ہوا کہ جب آپ نے تین روز تراویح پڑھی تو اخیر وقت میں تہجد پڑھایا نہیں۔ واللہ اعلم۔ مگر فعل بعض صحابہؓ سے اس کا نشان ملتا ہے الخ اور پھر تحریر فرماتے ہیں۔ لہٰذا اگر رسول اللہ ﷺ نے تمام رات تراویح پڑھی تو تہجد کا بھی اس میں تداخل ہو گیا الخ الغرض حضرت مولانا قدس سرہ نے یہی تحقیق فرمایا ہے کہ جو نماز باجماعت آنحضرت ﷺ نے رمضان شریف میں تین دن ادا فرمائی۔ وہ تراویح کی نماز تھی اور تہجد کی نماز علیحدہ پڑھی یا

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب سجود التلاوۃ مطلب فی سجدۃ الشکر ج ۱ ص ۷۳۱ .ط.س.ج۲ص ۱۲۰

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح ج۱ ص ۶۶۳ .ط.س.ج۲ص۴۸.۱۲

تداخل ہوگیااور یہ کہ تہجد کی نماز میں جماعت نہیں ہےاور یہی اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور علماء و فقہاء حنفیہ نے یہی تحقیق فرمایا ہے۔اور در مختار میں ہے ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکرہ ذلك لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحدٍ الخ۔ در مختار اور اس روایت سے جو رمضان شریف میں تطوع بجماعت پڑھنا مفہوم ہوا، مراد اس سے تراویح کی نماز ہے۔چنانچہ علامہ شامی نے اس موقعہ پر تحریر فرمایا ہے ویؤیدہ ایضاً ما فی البدایع من قوله ان الجماعة فی التطوع لیست بسنة الا فی قیام رمضان . (۱)ہ شامی۔اور نیز فرمایا والنفل بالجماعة غیر مستحب لانه لم تفعله الصحابة فی غیر رمضان الخ شامی۔(۲)اور ظاہر ہے کہ صحابہؓ نے جو جماعت رمضان شریف کی کی ہے وہ تراویح کی جماعت تھی جیسا کہ فعل حضرت عمرؓ و دیگر صحابہؓ سے ظاہر ہے اور قیام رمضان کا اطلاق بھی اس پر کیا گیا ہے۔ فقط۔

رمضان میں بتداعی جماعت نوافل کا حکم

(سوال ۱۷۲۲)ماہ رمضان میں بجماعت تداعی کے ساتھ کون تطوع بلا کراہت جائز ہے۔

تداعی اور کراہت کی تفصیل

(سوال ۱۷۲۳/۲)کتب فقہ کی عبارات میں تداعی سے کیا مراد ہے اور مکروہ سے کیا مراد ہے تحریمی یا تنزیہی۔

رمضان کے علاوہ مہینوں میں کیا وتر کی جماعت درست ہے

(سوال ۱۷۲۴/۳)فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ ہدایہ کی اس قول ولا یصلی الوتر بجماعة فی غیر شهر رمضان علیه اجماع المسلمین کے تحت میں ہے لا نه نفل من وجه والجماعة فی النفل فی غیر رمضان مکروهة۔پس رمضان کے سوا وتر اگر بجماعت پڑھے جائیں تو کراہت تحریمی ہوگی یا تنزیہی اس میں تداعی اور غیر تداعی میں فرق ہوگا یا نہ۔

رمضان میں تہجد جماعت سے

(سوال ۱۷۲۵/۴)علیٰ ہذا۔ رمضان میں تہجد بجماعت پڑھنے کا کیا حکم ہے

رمضان میں تہجد میں اگر دو چار آدمی مل جائیں

(سوال ۱۷۲۶/۵)اگر کوئی شخص رمضان میں تہجد شروع کرے اور اس کے ساتھ صرف دو یا چار مسلمان آکر اقتداء کریں تو کیا حکم ہے۔

(جواب)(۱،۲)قال فی الدر المختار ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکرہ ذلك لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحدٍ الخ (۳)ماہ رمضان المبارک میں تداعی کے ساتھ جماعت وتر اور تراویح جائز اور مشروع و مسنون ہے۔اور باقی نوافل سوائے تراویح کے رمضان شریف میں بھی تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور معنی تداعی کے صاحب در مختار نے بیان فرمائے ہیں بان یقتدی اربعة بواحد ہے۔

---

(۱)ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ۶۶۴ .ط.س. ج۲ص۴۸. ۱۲ ظفیر.
(۲)ایضاً .ط.س. ج۲ص۴۹. ۱۲ ظفیر .(۳)ایضاً ص ۶۶۳ .ط.س. ج۲ص۴۸. ۱۲ ظفیر.

(۳) اتفاقاً کبھی ہو تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر مواظبت اس پر کی جاوے تو کراہت تحریمی ہے۔ تداعی کے ساتھ ہو یا بلا تداعی ثم ان كان ذلك احياناً كما فعل عمر رضي الله تعالىٰ عنه كان مباحاً غير مكروه . اى تحريمي. وان كان على سبيل المواظبة كان بدعة مكروهة لا نه خلاف المتوارث شامي۔(۱) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تداعی اور غیر تداعی برابر ہے۔ لفظ بدعۃ کراہت تحریمہ پر دال ہے كما لا يخفى۔

(۴) بغیر تداعی کے جائز ہے اور تداعی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے۔(۲)

(۵) ایک یا دو کی اقتداء بلا کراہت جائز ہے اور تین میں خلاف ہے اور اس سے زائد مکروہ ہے (قوله اربعة بواحد اما اقتداء واحد بواحد اواثنين بواحد فلا يكره وثلاثة بواحد فيه خلاف بحر عن الكا فى وهل يحصل بهذ الا قتداء فضيلة الجماعة ظاهر ما قد مناه من ان الجماعة فى التطوع ليست بسنة يفيد عدمه تامل بقى لو اقتدى به واحد اواثنان ثم جاء ت جماعة اقتدوا به قال الرضى ينبغى ان تكون الكراهة على المتا خرين شامي. (۳) اس سے معلوم ہوا کہ اگر شہرت ہو جانے پر جماعت زیادہ ہونے لگے تو تداعی ثابت ہو گئی اور لازم آگئی امام کو چاہیئے کہ منع کر دے۔ فقط۔

شب قدر اور شب برات و معراج میں نوافل

(سوال ۱۷۲۸) شب قدر۔ شب معراج، شب برات وغیرہ جیسی راتوں میں مسجدوں میں جمع ہو کر نوافل اور وظائف پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) احیاء ان لیالی کا مستحب ہے۔ یہ راتیں عند اللہ بہت متبرک ہیں، ان میں جتنی عبادت کی جائے بہت زیادہ باعث اجر ہے لیکن نوافل باجماعت نہ پڑھنی چاہئیں کیونکہ یہ بدعت و مکروہ ہے۔(۴) بلکہ اپنے اپنے طور سے تلاوت قرآن مجید و نوافل وغیرہ پڑھنی چاہئیں۔ کسی خاص اجتماع کی ضرورت نہیں۔ فقط۔

رات کو آٹھ رکعت نفل ایک سلام سے اور اس کا طریقہ

(سوال ۱۷۲۹) میں نے ایک کتاب رکن دین میں دیکھا ہے کہ شب کو آٹھ رکعت نفل ایک سلام سے پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن قعدہ کی نسبت کچھ نہیں لکھا آیا دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا اور اس میں درود دعا پڑھنا چاہیئے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س. ج۲ ص۴۸ . ۱۲ .

(۲) دلیل وہی ہے جو پہلے مسئلہ کی نقل کی گئی لیکن شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ رمضان میں تہجد بجماعت پڑھا کرتے تھے اور دلیل میں فتح الباری وغیرہ کی عبارت جہاں نقل فرماتے تھے وہاں شامی کی یہ عبارت بھی نقل کرتے تھے۔ والنفل بالجماعة غير مستحب لا نه لم تفعله فى غير رمضان (ايضاً) اور فرمایا کرتے تھے تہجد بھی نوافل رمضان ہی میں داخل ہے مفتی علام نے بدعت کے لفظ کی وجہ سے مکروہ تحریمی لکھ دیا جیسا کہ پہلے مسئلہ میں انہوں نے بحث کی ہے لیکن علامہ شامی نے بدائع وغیرہ کی جو عبارت نقل کی ہے اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ طریقہ سنت و استحباب کے خلاف ہے چنانچہ اخیر میں وہ خود لکھتے ہیں وهو كا لصريح فى انها كرا هة تنزيهه لیکن اگر تہجد کو نوافل رمضان میں شمار کیا جائے اور یقیناً وہ نوافل ہی ہیں اور رمضان جماعت کر لی تو کراہت بھی نہیں واللہ اعلم۔ ظفیر۔

(۳) ردالمحتار. باب ايضاً ج ۱ ص ۶۶۴ .ط.س. ج۲ ص۴۹ . ۱۲ ظفیر

(۴) واعلم ان النفل بالجماعة على سبيل التداعى مكروه على ما تقدم الخ فعلم ان كلا من صلاة الرغائب ليلة اول جمعة من رجب وصلوٰة البراء ة ليلة النصف من شعبان وصلوٰة القدر ليلة السابع والعشرين من رمضان بالجماعة بدعة مكروهةالخ (غنية المستملى النوافل ج ۱ ص ۴۱۱) ظفير.

(جواب) قعدہ ہر دو رکعت کے بعد کرنا چاہئے اور درود شریف اور دعا قعدہ اخیرہ میں پڑھنی چاہئے۔(۱) فقط۔

نفل لازم کرنے سے لازم نہیں ہوتا

(سوال ۱۷۲۹) کوئی شخص گناہ کرے اور پھر اپنے ذمہ یہ واجب کر لے کہ نماز کے بعد جو نوافل پڑھی جاتی ہیں میں ان کو ضرور پڑھا کروں گا تاکہ نفس گناہ کا ارادہ نہ کرے تو نفل کا پڑھنا اس کے ذمہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) واجب نہیں، واجب یہ ہے کہ توبہ و استغفار کرے۔ فقط۔

نوافل بہ نیت جبر نقصان فرائض

(سوال ۱۷۳۰) ایک شخص نوافل اس نیت سے پڑھتا ہے کہ اس سے فرائض کا جبر نقصان ہو جائے۔ لہذا یہ نیت اس کی صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ مضمون حدیث شریف میں ہے کہ نوافل سے فرائض کا جبر نقصان ہوتا ہے لہذا یہ نیت اس کی صحیح ہے۔(۲) فقط۔

سکینہ کی مراد

(سوال ۱۷۳۱) حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص تہجد کی نماز میں سورہ کہف پڑھ رہا تھا اس کا گھوڑا متصل بندھا ہوا تھا کہ آسمان سے روشنی نیچے کو اترنے لگی الحدیث۔ حضور سے جب ذکر کیا تو فرمایا کہ وہ سکینہ تھی۔ سکینہ کی شرح عند المحققین کیا ہے اور کثرت نوافل سے نزول اس کا ہونا فی زمانہ ممکن ہے یا نہیں۔

(جواب) قال فی اللمعات فی شرح الحدیث المذکور قولہ السکینۃ هی الطما نینة وهی تجئی بمعنی الرحمة وبمعنی التانی والوقار وقیل هی ما یحصل به السکون وصفاء القلب وذهاب الظلمة النفسانیة ونزول الرحمانیة والحضور والذوق۔(۳) فقط (پس سکینہ کی مراد طمانیت، رحمت اور وہ چیز ہے جس سے سکون و صفائی قلب حاصل ہو اور ظلمت نفسانیہ دور ہو اور جو باعث نزول رحمت ہو حضور قلب سے نمازیں ادا کی جائیں تو اس زمانہ میں بھی یہ چیز حاصل ہو سکتی ہے جسے سکینت کہتے ہیں۔ ظفیر)

آٹھ سے زیادہ نفل کی نیت مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی عیدگاہ میں نفل نماز کا حکم اور مسجد کا اندر و باہر

(سوال ۱۷۳۲) آٹھ رکعت نفل کی نیت باندھنا یا اس سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی۔ عیدگاہ کے فرش پر کیوں اور نماز مکروہ ہے۔ مسجد کی فضیلت اندر باہر کی ایک ہے یا کم و زیادہ۔

(جواب) کتب فقہ میں نوافل کے بارے میں یہ ہے کہ دن کی نفلوں میں چار سے زیادہ اور رات کی نفلوں میں

....

(۱) وتکرہ الزیادة علی اربع فی نفل النهار وعلی ثمان لیلا بتسلیمة لا نه لم یرد والا فضل فیهما الرباع بتسلیمة وقالا فی اللیل المثنی افضل قیل وبه یفتی الخ لان کل شفع صلاة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۲. ط.س. ج ۲ ص ۱۵) ظفیر.

(۲) ویاتی بالسنة مطلقا الخ لکونها مکملات واما فی حقه علیه الصلاة والسلام فلزیادة الدر جات (باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ط.س. ج ۲ ص ۶۰) ظفیر. (۳) دیکھئے حاشیہ مشکوٰۃ باب فضائل القرآن ص ۱۸۴. ۱۲ ظفیر.

آٹھ سے زیادہ ایک نیت سے مکروہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رات کو آٹھ رکعت ایک نیت سے پڑھنا بلا کراہت درست ہے البتہ اس سے زیادہ مکروہ ہے اور اس مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ شامی میں کہا کہ بعض مشائخ اس کو مکروہ نہیں کہتے پس معلوم ہوا کہ مختلف فیہ ہے اور یہ علامت کراہت تنزیہی کی ہے۔(۱) اور عید گاہ کے فرش پر سب نمازیں بلا کراہت جائز ہیں۔ اور مسجد کی فضیلت اندر باہر سے برابر ہے۔(۲) فقط۔

سنن ونوافل گھر میں افضل ہیں اور عذر کی وجہ سے مسجد میں بھی

(سوال ۱۷۳۳) بعد فرض کے سنن اپنے اپنے گھروں میں جاکر پڑھنی چاہیئے یا مسجد ہی میں کیونکہ مسجد سے کسی مصلی کا مکان پچاس گز۔ کسی کا سو گز اور کسی کا نصف فرلانگ اور ایک فرلانگ دور ہے اور ظاہر ہے کہ برماو گجرات وغیرہ میں ہر قوم کی عورتیں بے پردہ پھرا کرتی ہیں (سوائے مسلمان عورتوں کے) مسجد سے فرض پڑھ کر گھر کو جاتے ہوئے کسی دوست مسلمان یا مشرک سے ملیں گے۔ کچھ نہ کچھ دنیا کی باتیں کریں گے۔ غرض کہ مسجد سے گھر تک پہنچتے پہنچتے کئی ایک فساد ہیں کیا اس صورت میں سنن کا گھروں میں جاکر پڑھنا افضل ہے یا مسجد ہی ہیں۔

(جواب) قال فی الدر المختار والا فضل فی النفل غیر التراویح المنزل الا لخوف شغل عنها الخ اور شامی میں ہے۔ وحیث کان هذا افضل یراعی مالم یلزم منه خوف شغل عنها لوذهب لبیته او کان فی بیته ما یشغل باله ویقلل خشوعه فیصلیها حینئذٍ فی المسجد لان اعتبار الخشوع ارجح الخ۔(۳) ان عبارات سے معلوم ہوا کہ سنن ونوافل کے لئے گھر افضل ہے لیکن اگر راستہ میں یا گھر میں یہ خوف ہو کہ دل پریشان ہو جاوے گا اور خشوع حاصل نہ ہوگا یا تکلم بکلام غیر ضروری کی وجہ سے نقصان ثواب میں ہوگا تو ایسی صورت میں مسجد میں پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ زیادہ تر لحاظ خشوع وخضوع کا ہے جس جگہ یہ حاصل ہو وہ افضل ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ الاوابین اور تہجد کی رکعتیں اور تراویح کی نماز

(سوال ۱۷۳۴) صلوٰۃ الاوابین کی کم از کم کے رکعت ہیں اور تہجد کی کے۔ اور تراویح کی جماعت مسجد میں افضل ہے یا مکان پر اور کسی مسجد میں تراویح کی دوسری جماعت افضل ہے یا مکان پر۔

(جواب) صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعت ہیں علاوہ دو سنت مؤکدہ مغرب کے(۴) اور تہجد کی نماز آٹھ رکعت ہیں زیادہ

---

(۱) وتکره الزیادة علی اربع فی نفل النهارو علی ثمان لیلا بتسلیمة لانه لم یر دوالا فضل فیهما الرباع بتسلیمة (درمختار) نعم وقع الا ختلاف بین المشائخ المتاخرین فی الزیادة علی الثمانیة لیلا فقال بعضهم لا یکره والیه ذهب شمس الا ئمة السرخسی الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی لفظة ثمان ج۱ ص ۶۳۲ و ج ۱ ص ۶۳۳.ط.س.ج۲ص۱۵) ظفیر . (۲) اما المتخذة لصلاة جنازة او عید فهو مسجد فی حق جواز الا قتداء وان انفصل الصفوف رفقا للناس (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلاة الخ مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵.ط.س.ج۲ص۶۵۷) اس سے معلوم ہو کہ یوں نماز پڑھنے کی بدرجہ اولیٰ اجازت ہے ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۸.ط.س.ج۲ص۲۲.۱۲ ظفیر.

(۴) وست بعد المغرب لیکتب من الا وابین بتسلیمة اوثنتین اوثلاث والاول ادوم واشق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر و النوافل مطلب فی السنن والنوافل ج ۱ ص ۶۳۱.ط.س.ج۲ص۱۳) ظفیر.

بارہ تک ہیں اور کم دو رکعت تک۔(۱) نماز تراویح کی جماعت مسجد میں افضل ہے۔(۲) دوسری جماعت تراویح کی مسجد میں نہ ہونی چاہئے۔

نفل باجماعت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۳۵) نفل باجماعت جائز ہے یا نہیں۔ میں نے ایک کتاب میں یہ عبارت پڑھی ہے۔ از مخدوم جہانیان در جامع العلوم است کہ ایشاں بعد از چہار رکعت نماز باامامت نمودند سلطان فیروز شاہ وعلماء دراں بودند۔ علمایان گفتند نماز نفل باجماعت نزد امام ابو حنیفہؒ مکروہ است۔ می آورد کہ ایشاں روی مبارک بر بادشاہ آوردند وفرمودند کہ در کتاب کافی است یجوز للمومنین ان یعمل فی العبادات علی مذھب غیرہ وفی المعاملات لا یجوز والتطوع بالجماعۃ یجوز عند الشافعی علمایان بقول ایشان اعتراف نمودند۔ بینوا توجروا۔

(جواب) نفل باجماعت نہ پڑھنی چاہئے کہ صحیح یہی ہے کہ جماعت نفل بتداعی مکروہ ہے اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی جماعت میں ہوں یہ باتفاق مکروہ ہے اور تین مقتدی ہوں تو اس میں خلاف ہے اور ایک یا دو مقتدی ہوں تو کراہت نہیں۔ کذافی الشامی۔(۳) الحاصل چھوڑنا اس جماعت نفل کا جو بعد عید ہوتی تھی ضروری ہے اور اب جب کہ چھوٹ گئی ہے ہر گز پھر جاری کرنی نہ چاہئے ورنہ بدعت کے جاری کرنے کا گناہ ہوگا۔ کما جاء فی الحدیث۔ اور جو عبارت جامع العلوم کی مخدوم جہانیاں کے حوالہ سے نقل کی ہے وہ حجت نہیں ہے اس سے استدلال کرنا نہ چاہئے۔ فقط۔

نفل کی جماعت بعد تراویح

(سوال ۱۷۳۶) آیا تین آدمی نفل بعد تراویح جماعت سے ادا کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں یا نماز نفل بعد تراویح باجماعت مطلقاً درست نہیں خواہ تعداد میں ادا کرنے والے تین ہوں یا زائد۔

(جواب) نفل کی جماعت سوائے تراویح کے سنت اور مستحب نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں مکروہ اور بعض میں مباح ہے اس لئے فضیلت جماعت کی اور ثواب جماعت کا اس میں حاصل نہیں ہے۔ دو تین مقتدی ہوں تو جماعت کی اجازت ہے مگر جماعت نہ کرنا ہی اولیٰ ہے لہذا مطلقاً نفل کی جماعت نہ کرنی چاہئے۔ درمختار میں ہے ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک لوعلی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدرر . ویؤیدہ ایضاً ما فی البدایع من قولہ ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ الافی

....

(۱) وصلاۃ اللیل واقلھا علی مافی الجوھرہ ثمان (در مختار) قید بقولہ علی ما فی الجوھرہ لانہ فی الحاوی القدسی قال یصلی ما سھل علیہ ولو رکعتین والسنۃ فیھا ثمان رکعات باربع تسلیمات (ردالمحتار مطلب فی صلاۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰ و ج ۱ ص ۶۴۱ ط.س.ج۲ص۲۴) ظفیر.

(۲) والجماعۃ فیھا سنۃ علی الکفایۃ الخ فالمسجد فیھا افضل قالہ الحلبی (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار مبحث فی التراویح ج ۱ص ۶۶۱ ط.س.ج۲ص۴۵) وظاھر کلامھم ھنا ان المسنون کفایۃ اقامتھا بالجماعۃ فی المسجد حتی لواقاموھا جماعۃ فی بیوتھم ولم تقم فی المسجد اثم الکل (ردالمحتار ایضاً) ط.س.ج۲ص۴۵ ظفیر.

(۳) ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک لوعلی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد (درمختار) قولہ اربعۃ بواحد اما اقتداء واحد بواحد اواثنین بواحد فلا یکرہ وثلاثۃ بواحد فیہ خلاف الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۶۳ و ج ۱ ص ۶۶۴ ط.س.ج۲ص۴۸) ظفیر.

قیام رمضان الخ۔(۱)اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے تراویح کے اور کوئی نفل جماعت سے نہ پڑھی جاوے۔

(سوال ۱۷۳۷)نماز نفل میں انگلیوں پر شمار کرنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب)اگر ایسے شمار یاد نہ رہے تو انگلیوں پر اشارہ سے شمار کرنا درست ہے(۲)

فرض جہاں پڑھے وہاں سے الگ ہو کر نفل پڑھنا چاہئے

(سوال ۱۷۳۸)احادیث سے فرضوں کے بعد جگہ بدل کر سنت نفل پڑھنا مسجد میں ثابت ہوتا ہے یا نہ بعد فرضوں کے جگہ بدل کر سنت نفل پڑھنا جو مسنون ہے۔ یہ صرف مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی مسنون ہے۔

(جواب)قال فی الدر المختار وفی الجوهره. ویکره للامام التنفل فی مكانه لا الموتم وقیل یستحب كسر الصفوف وفی الخانیة یستحب للامام التحول لیمین القبلة یعنی یسار المصلی الخ وفی ردالمحتار قوله لا للموتم ومثله المنفرد لما فی المنیة وشرحها اما المقتدی والمنفرد فانهما ان لبثا اوقام الیٰ التطوع فی مكانهما الذی صلیا فیه المكتوبة جاز والا حسن ان یتطوعا فی مكان اخر الخ قوله وقیل یستحب كسر الصفوف) لیزول الا شتباه عن الداخل المعاین للكل فی الصلوٰة البعید عن الامام وذكره فی البدایع والذخیرة عن محمد ونص فی المحیط علی انه السنة كما فی الحلیة الخ شامی۔(۳)ان عبارات سے واضح ہے کہ عند الحنفیہ بھی کسر صفوف اور آگے پیچھے ہٹ کر سنت و نفل پڑھنا مستحب ہے اور شامی کی عبارت سے جو منفرد کے بارہ میں ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکان میں نماز پڑھنے والے کے لئے بھی تطوع فی مکان آخر بہتر ہے۔ فقط۔

عشاء کی بعد والی سنت کے بعد نفل

(سوال ۱۷۳۹)بعد نماز عشاء یعنی بعد فرض دوسنت کے جو دو نفل پڑھتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں یا نہیں۔

(جواب)دوسنت مؤکدہ عشاء کے بعد دو یا چار نفل پڑھنا قبل الوتر مستحب ہیں جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے قالت ماصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم العشاء قط فد خل علی الا صلی اربع ركعات اوست ركعات رواه ابو داؤد۔(۴)

عصر و عشاء کے فرض سے پہلے والی سنتوں کے قعدہ اولیٰ میں درود و دعا پڑھے یا صرف التحیات

(سوال ۱۷۴۰)عصر و عشاء کے قبل کی چار سنتوں میں بیچ کے قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہونا چاہئے

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۶۳.ط.س.ج۲ص۴۸. ۱۲ ظفیر.

(۲)وكره تنزیها عدالای والسور فی الیدفی الصلوٰةمطلقا ولو نفلا (درمختار) قوله ولو نفلا بیان الا طلاق وهذا باتفاق اصحابنا فی ظاهر الروایة وعن الصاحبین فی غیر ظاهر الروایة عنهما انه لاباس به وقیل الخلاف فی الفرائض والاكراهة فی النوافل اتفاقاوقیل فی النوافل ولاخلاف فی الكراهة فی الفرائض نهر (ردالمحتار باب ما یكره فی الصلاة ج ۱ ص ۶۰۸.ط.س.ج۲ص۶۵۰) ظفیر.(۳)ردالمحتار. باب صفة الصلاة قبیل فصل القراء ة ج ۱ ص ۴۹۵. ط.س.ج۲ص۵۳۰ (۴)مشكوٰة باب السنن ص ۱۰۴ فصل ثانی ۱۲ ظفیر.

یادرود شریف بھی پڑھے۔

(۲) اگر چار رکعت نفل کی نیت کی جاوے تو ایسی حالت میں اس کے بیچ کے قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر باقی رکعات پوری کرے یادرود دعا بھی پڑھے۔

(جواب)(۱، ۲) درمختار میں ہے کہ سوائے سنت ظہر وجمعہ کے باقی سنن ونوافل ذات اربع رکعات میں قعدہ اولیٰ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں ثناء و تعوذ پڑھے وفی البواقی من ذوات الا ربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ .الخ (۱)

وتر کے بعد نفل کس طرح پڑھے

(سوال ۱۷۴۱) وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر اور آپ ﷺ سے کس طرح ثابت ہیں۔

(جواب) دونوں طرح درست ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دو چند ثواب ہے بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے کے اور آنحضرت ﷺ نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے لیکن آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا اور دوسروں کو نصف ثواب ملتا ہے احادیث سے یہ ثابت ہے۔(۲)

جمعہ کے دن دوپہر میں پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۷۴۲) نماز نفل ٹھیک دوپہر میں خصوصاً جمعہ کے دن پڑھنا امام ابو یوسف کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ درمختار میں لکھا ہے کرہ تحریما الخ استواء الا نفل یوم الجمعة علی قول الثانی المصحح المعتمد کذا فی الا شباہ ونقل الحاوی عن الحلبی ان علیہ الفتویٰ۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے وعن ابی یوسف قال یجوز التطوع عند انتصاف یوم الجمعة چونکہ علامہ شامی نے ردالمحتار میں بہت کچھ اختلاف کیا ہے اس وجہ سے بعض منع فرماتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) منع کرنا ہی احوط ہے جیسا کہ شامی میں مذکور ہے۔(۳)

نماز عشق

(سوال ۱۷۴۳) کوئی دو رکعت نماز عشق اس طرح پڑھے کہ قیام میں بیس دفعہ اللہ کا ذکر قلب پر جیسا کہ خارج میں کرتے ہیں کرلے اس کے بعد رکوع میں دس دفعہ اور قومہ میں دس دفعہ اور سجدہ میں دس دفعہ پھر جلسہ میں دس دفعہ نماز کے بعد درود اللھم صلِّ وسلم وبارك علی من اسمه سیدنا محمد عد د ما فی علم اللہ صلوٰۃً دائمةً بدوام ملك اللہ کثرت سے پڑھے اس کے بعد دعا مانگے اللھم اجعلنی محبوس محبتك ومسبحون عشقك ومفتون شوقك ومجنون لقائك واعطنی داء محبتك یا اھل المشتاقین وارز قنی

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳. ط.س. ج۲ص۱۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعدا لا مضطجعا الا بعذر ابتداء وکذا بناء بعد الشروع بلا کراھة فی الا صح کعکسه وفیه اجر غیر النبی صلی اللہ علیه وسلم علی النصف الا بعذر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۵۳. ط.س. ج۲ص۳۶) ظفیر. (۳) لکن شراح الھدایة انتصرو القول الا مام واجابو اعن الحدیث المذکوربا حادیث النھی عن الصلوٰۃ وقت الا ستواء فانھا محرمة (ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۳۴۵. ط.س. ج۲ص۳۷۳) ظفیر.

داء محبتك یا ارحم الراحمین قلب پر ذکر جیسا کہ بیرون نماز کیا جاتا ہے نماز میں جائز ہے یا نہیں ؟اس طرح کی نماز پڑھنا طریقت اور شریعت میں جائز ہے یا کوئی اور حکم ہے ذرا تحقیق ہو جاوے تو بہت عمدہ ہے۔ نیز نماز میں تصور شیخ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟اس جگہ بعض علماء ایسے تصور کرنے والوں کو کافر کہنے لگے ہیں جو کوئی ایسا کرتا ہے کافر ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز عشق جو آپ نے لکھی ہے بقاعدہ شریعت اس کی کچھ اصل نہیں معلوم ہوتی اور طریقت میں بھی وہی عبادت معتبر ہے جو شریعت میں ثابت ہو اور شرعاً جائز ہو شرعاً بطریق مذکور شریعت میں ایسی نماز نہیں ہے لیکن اس میں کوئی امر کفر و معصیت کا بھی نہیں ہے البتہ خلاف طریق سنت ہے اور چونکہ سوائے ذکر قلبی کے اور کوئی امر زائد اس میں اوراد صلوٰۃ سے نہیں ہے اس لئے کفر کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ البتہ تصور شیخ نماز میں اس طرح عمداً کرے کہ شیخ کی صورت بالقصد پیش نظر کرے تو یہ ناجائز ہے اگر چہ کفر نہیں مگر ایسا کرنا نہیں چاہئے۔ کیونکہ مشائخ رحمہم اللہ جو تصور شیخ کی اجازت دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے شیخ سے ایسی محبت ہو جائے کہ بلا ارادہ شیخ کا خیال دل میں رہے اور تعلق قلبی حاصل ہو جائے۔ نہ یہ کہ بالقصد صورت شیخ کو پیش نظر کرے بلکہ مثال تصور شیخ کی جو جائز ہے ایسی ہونی چاہئے۔ جیسے محبّ عاشق کو اپنے محبوب کا تصور بلا ارادہ رہتا ہے اس میں کوئی اختیار نہیں ہوتا اور یہی ہے وہ ایک خاص (مرتبہ) یعنی فنافی الشیخ۔

پس ضروری ہے کہ نماز میں تصور مذکور سے پرہیز کرے۔ باقی بے اختیار حالت پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا وہ مجبور و معذور ہے۔ نماز عشق میں جو آپ نے لکھی ہے اگر تصور شیخ (بلا اختیار) اور غیر اللہ کی طرف اس میں توجہ نہ ہو تو صرف ذکر قلبی بطریق مذکور علاوہ قراءۃ و تسبیح وغیرہ ضروریات فرائض وسنن وآداب نماز کے ہوں تو اس میں صرف اتنا ہی تامل ہے قیام میں فاتحہ وسورۃ پڑھنے کے بعد ذکر قلبی کے لئے مزید کھڑا رہنا ہے، رکوع کی طرف جانے میں تاخیر کرنا قواعد شرعیہ کے خلاف ہے حکم یہ ہے کہ قراءۃ فاتحہ وسورۃ کے بعد فوراً رکوع کرے اور (اسی طرح) رکوع میں تسبیح سے فارغ ہو کر فوراً قومہ کرے۔ اسی طرح تمام نماز میں حکم ہے پس یہ تاخیر جو ہر جگہ ذکر قلبی کے واسطے ہوگی نماز شرع کے خلاف ہے۔ لہذا بندہ کے خیال میں احوط یہ ہے کہ ایسا نہ کرے اور قواعد شرعیہ کے موافق نماز پڑھے۔ نماز سے خارج بہت وقت ایسا ہے کہ اس میں حسب دل خواہ جس قدر چاہے ذکر کرے اور کسی بزرگ نے کسی مرید سے علاجاً یہ فعل کرایا ہے تو ضروری نہیں کہ اس کو ہمیشہ کیا کرے۔ فقط والسلام مع الاکرام ،واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

نفل پڑھنے والا کسی دوسرے کے قرآن با آواز بلند پڑھنے کی وجہ سے نماز ترک نہ کرے گا

(سوال ۱۷۴۴) ایک شخص مسجد میں نفل پڑھ رہا ہے۔ دوسرا شخص بلند آواز سے دعا مانگنے لگا اور آیات قرآن شریف پڑھنے لگا تو نفل پڑھنے والا نماز توڑ کر آیتیں سنیں یا نفل پڑھتا رہے اور جس نے نفل کی پرواہ نہ کی اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) نفل نماز پڑھنے والا نماز نہ توڑے اور جس نے بلند آواز سے دعا مانگنی شروع کی اس نے بیجا کیا اسی کو آہستہ

مانگنی چاہئے اور قرآن شریف آہستہ پڑھنا چاہئے نفل نماز پڑھنے والے کو قرآن شریف سننے کی وجہ سے نماز توڑنا نہ چاہئے اور اس میں وہ گنہگار نہ ہوگا۔ گنہگار وہ ہوگا جو ایسے موقعہ پر بلند آواز سے پڑھتا ہے۔(۱) فقط

نوافل میں لمبی قرأۃ

(سوال ۱۷۴۵) نوافل بقراۃ طویل پڑھنا بہتر ہے یا تلاوت قرآن مجید بہتر ہے۔

(جواب) نوافل بقراءۃ طویلہ افضل ہیں۔(۲) فقط۔

نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اگر شروع صحیح ہو

(سوال ۱۷۴۶) اگر کسی نے نفل نماز شروع کی جب ایک رکعت پڑھ لی تو معلوم ہوا کہ کپڑا ناپاک ہے۔ نماز شروع کرنے کے بعد توڑ دی۔ کیا اس نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ پس جب کہ کسی نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑ دی تو اس پر اعادہ اس نماز کا واجب ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔ لیکن در مختار میں ہے کہ اگر شروع ہی صحیح نہ ہو تو اعادہ واجب نہیں ہوتا۔ عبارتہ۔ ولزم نفل شرع فیه الخ شروعاً صحیحاً الخ(۳) چونکہ اس صورت میں شروع ہی صحیح نہیں ہوا اس لئے کہ مصلی کے کپڑے اول ہی سے ناپاک تھے۔ لہذا اعادہ اس نماز کا واجب ہوگا۔ فقط۔

عشاء کے پہلے چار سنتیں

(سوال ۱۷۴۷) عشاء سے پہلے چار سنتیں پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) عشاء سے پہلے چار سنت پڑھنا مستحب اور افضل ہے۔ سنت مؤکدہ نہیں ہے۔(۴) کیونکہ سنن مؤکدہ دن رات میں بارہ ہیں چار رکعت قبل ظہر اور دو رکعت بعد ظہر اور دو رکعت بعد مغرب اور دو رکعت بعد عشاء اور دو رکعت قبل فرض صبح۔ یہ کل بارہ ۱۲ رکعت سنت مؤکدہ (۵) ہیں۔ اور قبل عصر چار رکعت یا دو رکعت اور قبل عشاء چار رکعت یا دو رکعت یہ مستحب ہیں۔ لقوله علیه الصلوٰة والسلام . بین کل اذا نین صلوٰة (۶) الحدیث۔ فقط۔

---

(۱) الا انه یجب علی القاری احترامه بان لا یقرأ فی الا سواق ومواضع الا شتغال فاذا قرأ فیها کان هو المضیع لحرمة فیکون الا ثم علیه دون اهل الا شتغال دفعا للحرج فی الزامهم ترك اسبابهم المحتاج الیها وکذا لو قراء عند من یشتغل بالتدریس او بتکرار الفقه لا نه اذا ابیح ترك الا ستماع الضرورة المعاش الدنیوی فلان یباح لضرورة الا مرا لدینی اولی فیکون الا ثم علی القاری هذا اذا سبق الدرس علی القراء ة (غنیة المستملی فصل فی احکام زلة القاری فوائد ص ٤٦٥) ظفیر.

(۲) وکثرة الرکوع والسجود احب من طول القیام کما فی المجتبی ورجحه فی البحر لکن نظر فیه فی النهر من ثلاثة اوجه ونقل عن المعراج ان هذا قول محمد وان مذهب الا مام افضلیة القیام وصححه فی البدایع قلت وهکذارأیته بنسختی المجتبی معزیا لمحمد فقط فتنبه (در مختار) واقوی دلیلا ایضا علی افضلیة قول القیام انه صلی الله علی وسلم کان یقوم الیل الا قلیلا وکان لا یزید علی احد عشرقرکعة الخ (ردالمحتار باب الوتر و النوافل ج ۱ ص ٦٣٤) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٤٥ ۱۲ ظفیر.

(٤) ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسلیمة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٣٠ ط.س.ج۲ص۱۳) ظفیر.

(٥) وسن مؤکدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعد ها بتسلیمة الخ ورکعتان قبل الصبح وبعد الظهر والمغرب والعشاء (ایضاً). ط.س.ج۲ص۱۲ ظفیر.

(٦) مشکوٰة المصابیح باب فضل الا ذان فصل اول ص ٦٥. ۱۲ ظفیر

تحیۃ المسجد داخل ہوتے وقت پڑھے یا بیٹھنے کے بعد

(سوال ۱۷۴۸) زید جس وقت مسجد میں آتا ہے۔ تو جلسہ کر کے کھڑا ہو کر تحیۃ الوضوو نوافل وغیرہ پڑھتا ہے۔ خالد کہتا ہے کہ اکثر رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لایا کرتے تھے اور اکثر صحابہ جس وقت مسجد میں داخل ہوتے تھے تو دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھ کر جلسہ کرتے تھے۔ اس صورت میں کس کے قول کو ترجیح ہے۔

(جواب) اولیٰ و مستحب یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے وقت اگر وضو ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے پھر بیٹھے۔ (۱) اور یہ جو مروج ہو گیا ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر پہلے بیٹھ کر پھر تحیۃ المسجد وغیرہ پڑھتے ہیں اس کی کچھ اصل نہیں ہے فقط۔

صلوٰۃ الاوابین اور اس کی تحقیق

(سوال ۱۷۴۹) مشارق الانوار میں صلوٰۃ اوابین کی نسبت لکھا ہے کہ اواب لغت میں اس وقت کو کہتے ہیں کہ جس وقت اونٹ کے بچے کے پیر گرمی سے جلنے لگیں اور وہ وقت گیارہ ساڑھے گیارہ بجے کا ہوتا ہے۔ تو در حقیقت صلوٰۃ اوابین کا وقت بعد مغرب ہے یا یہ وقت ہے۔ یا دونوں وقت ہیں۔ بر تقدیر ثانی اولویت کس کو ہے۔

(جواب) اوابین کی معنی رجوع الی اللہ کرنے والوں کے ہیں۔ پس اس اعتبار سے جملہ نمازوں کو اوابین کہہ سکتے ہیں۔ لیکن احادیث سے دو وقت کی نوافل پر اطلاق صلوٰۃ اوابین کا آیا ہے ایک صلوٰۃ ضحیٰ پر جیسا کہ سوال میں درج ہے اور دوسرے نوافل بعد المغرب پر جیسا کہ کبیری شرح منیہ میں منقول ہے **وان تطوع بعد المغرب بست رکعات فهو افضل لحديث ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنه انه عليه السلام قال من صلى بعد المغرب ست ركعات كتب من الا وابين وتلا انه كان للاوابين غفوراً۔** (۲) الآیۃ۔ پس اس حدیث ثانی کی وجہ سے صلوٰۃ اوابین کا اطلاق اکثر نوافل بعد المغرب پر کیا جاتا ہے **قال فى الدر المختار . وست بعد المغرب ليكتب من الاوابين الخ۔** (۳) اور اس کا انکار نہیں ہے کہ صلوٰۃ ضحیٰ بھی صلوٰۃ اوابین ہے بلکہ اس کو بھی صلوٰۃ اوابین کہہ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عشاء سے پہلے چار سنتیں اور اس کا ثبوت

(سوال ۱۷۵۰) زید کا دعویٰ ہے کہ نماز عشاء سے پہلے چار رکعت سنت کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ملتا آیا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے **ويستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسليمة وان شاء ركعتين**

....

(۱) ويسن تحية رب المسجد وهى ركعتان واداء الفرض وغيره وكذا دخوله بنية فرض او اقتداء يتوب عنها بلا نية وتكفيه لكل يوم مرة ولا تسقط بالجلوس عند نا (در مختار) والحاصل ان المطلوب من داخل المسجد ان يصلى فيه ليكون ذالك تحية لربه الخ والا لزم فعلها بعد الجلوس وهو خلاف الا ولى الخ اما حديث الصحيحين اذا دخل احد كم المسجد فلا يجلس حتى يصلى ركعتين فهو بيان للاولى (رد المحتا ر باب الوتر والنوافل مطلب فى تحية المسجد ج ۱ ص ۶۳۵ و ج ۱ ص ۶۳۶ .ط.س. ج۲ ص ۱۸) ظفير.

(۲) غنية المستملى شرح منية المصلى فصل فى النوافل ص ۳۶۹. ۱۲ ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۱ .ط.س. ج۲ ص ۱۲. ۱۲ ظفير.

الخ ۔(۱) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قبل العصر و قبل العشاء دو یا چار رکعت پڑھنے میں اختیار ہے اور یہ سنن مؤکدہ نہیں ہیں مستحب ہیں چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے مگر پڑھنے میں ثواب ہے اور حدیث بین کل اذانین صلوٰۃ الحدیث (۲) سے استحباب نوافل قبل العشاء بھی ثابت ہیں۔ (البتہ مغرب کے پہلے کوئی نفل عند الاحناف نہیں ہے اور اس کی تائید بریدۃ الاسلمی کی حدیث سے ہوتی ہے۔ ظفیر)

بعد نماز دعائے مروجہ میں شرکت خلاف سنت ہے

(سوال ۱۷۵۱) ادھر یہ قاعدہ ہے کہ امام فرض مغرب پڑھ کر اور سنت یا مزید دو رکعت اور نفل پڑھ کر تین بار دعا کرتا ہے اب زید کو نفل اوابین پڑھنی ہیں کیا وہ سنت کے متصل نفل پڑھنے میں مشغول ہو یا امام کے ساتھ دعا کرے۔ اگر نفل پڑھنی بہتر ہیں تو کس جگہ پڑھے جب کہ امام دعا کر رہا ہے۔

(جواب) وہ شخص جو نوافل اوابین پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ وہ انتظار دعا مرسوم امام کا نہ کرے کیونکہ یہ طریقہ دعا کا خود خلاف سنت ہے اور نوافل جہاں موقعہ دیکھے پڑھ لے۔ فقط۔

سنت مؤکدہ اور فرض کے درمیان نوافل

(سوال ۱۷۵۲) سنت مؤکدہ اور فرض کے درمیان نوافل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ جماعت میں دیر ہو تو نوافل میں مشغول ہونا کیسا ہے۔

(جواب) سنن مؤکدہ پڑھنے کے بعد اگر جماعت میں دیر ہو تو نوافل پڑھنے میں کچھ حرج نہیں۔ سوائے سنت فجر کے اس کے بعد نوافل تا طلوع وارتفاع آفتاب درست نہیں ہیں۔ درمختار میں ہے وکذا الحکم من کراھۃ نفل الخ بعد طلوع فجر سوی سنتہ۔(۳) پس دیگر اوقات میں مثلاً ظہر کی نماز میں سنن مؤکدہ پڑھنے کے بعد اگر بوجہ تاخیر جماعت کوئی شخص نوافل مین مشغول ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ وہ وقت نوافل کی کراہت کا نہیں ہے۔

عصر کے پہلے چار مستحب

(سوال ۱۷۵۳) عصر کے چار مستحب ہمیشہ چار رکعت سنت مؤکدہ کی طرح پڑھا کرتے تھے۔ ایک صاحب بزرگ فرماتے ہیں کہ خاص کر عصر کے چار مستحب اور نفلوں میں بیچ کے تشہد کے بعد درود شریف اور دعا ضرور پڑھ کر اٹھ کر دو رکعت باقی پڑھے۔

(جواب) درمختار میں ہے کہ سوائے چار سنت قبل ظہر و قبل جمعہ باقی سنن ونوافل درمیان کے تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور شفعہ ثانیہ میں ثناء اور اعوذ بھی پڑھے اس کو شامی نے راجح واقوی کہا ہے۔ اور دوسرا قول درمختار میں یہ لکھا ہے کہ درمیان کے قعدہ میں درود شریف وغیرہ نہ پڑھے۔ مگر اس کو شامی نے ضعیف کہا ہے مگر صاحب تنبیہ نے اس کی تصحیح فرمائی ہے۔ پس اس بنا پر بے شک عصر کے قبل چار سنتوں میں درمیان کے تشہد کے

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰ ط.س. ج۲ص ۱۳ . ۱۲ ظفیر.
(۲) دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح عن البخاری و مسلم باب فضل الاذان ص ۶۵ . ۱۲ ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج ۳۴۹ . ط.س. ج۲ص ۳۷۵ . ۱۲ ظفیر.

بعد درود شریف اور شفعہ ثانیہ میں ثناء وغیرہ پڑھنا چاہئے۔ باقی اگر کوئی نہ پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے کہ یہ بھی ایک قول ہے وقیل لایاتی فی الکل وصححه فی القنیة. درمختار ۔(۱) فقط۔

قضاشدہ فرائض اگر ذمہ ہوں تو کیا سنت ونوافل اس کے لئے درست ہیں

(سوال ۱۷۵۴) جس کے ذمہ دو تین سال کی فرض نمازیں قضا ہوں اس کے لئے سنن ونوافل جائز ہے یا نہیں۔ اگر سنن ونوافل پڑھے تو ثواب ملے گا یا نہیں۔

(جواب) سنن ونوافل پڑھنا اس کو درست ہے اور ثواب ملے گا کیونکہ کوئی عمل صالح کسی عمل کرنے والے کا ضائع نہیں ہوتا۔(۲) فقط۔

سنتوں میں قرات جہری بہتر ہے یا سری

(سوال ۱۷۵۵) نوافل وسنن خاموشی سے پڑھنا بہتر ہے یا گنگنا کر، تاکہ خیالات سے نجات ملے۔

(جواب) دن کی نفلوں اور سنتوں میں آہستہ پڑھنا چاہئے جہر نہ کرے اور نہ گنگناوے۔ البتہ رات کی نفلوں میں اختیار ہے کہ خواہ جہر کرے یا آہستہ پڑھے درمختار میں ہے کمتنفل بالنهار فانه یسر ویخیر المنفرد فی الجهران ادی. کمتنفل باللیل منفرداً. الخ درمختار۔(۳) فقط۔

ظہر ومغرب اور عشاء کے بعد کے نوافل پابندی سے پڑھنا ضروری ہے یا کبھی کبھی ترک بھی کرے

(سوال ۱۷۵۶) ظہر، مغرب اور عشاء میں دو رکعت سنت کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہیں۔ یہ نوافل ہمیشہ پڑھنا اور کبھی نہ ترک کرنا اچھا ہے یا کبھی کبھی ترک کرنا مناسب ہے۔

(جواب) نوافل میں اختیار ہے خواہ کبھی ترک کردے یا ہمیشہ نفل سمجھ کر پڑھتا رہے کہ اس میں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ ان کو کوئی فرض سمجھ لے گا۔ اور پھر بھی بہتر ہے کہ گاہ گاہ ترک کردے۔(۴)

---

(۱) ولا یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی القعدة الا ولیٰ فی الا ربع قبل الظهر والجمعة وبعدها ولو صلی نا سیا فعلیه السهووقیل لا، ولا یستفتح اذا قام الی الثالثة منها لا نها لتا کدها اشبهت الفریضة وفی البواقی من ذوات الا ربع یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویستفتح ویتعوذ ولو نذر الا ن کل شفع صلاة وقیل لا یاتی فی الکل وصححه القنیة (درمختار) قوله لان کل شفع صلاة قدمنا بیان ذالك فی اول بحث الواجبات والمراد من بعض الا وجه قوله قیل لا الخ قال فی البحر ولا یخفی ما فیه والظاهر الا ول زاد فی المنح ومن ثم اولنا علیه وحکینا ما فی القنیة بقیل (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳. ط.س. ج۲ ص۱۶) ظفیر.

(۲) وسن موکدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعد ها بتسلیمة الخ شرعت البعدیة لجبر النقصان والقبلیة لقطع طمع الشیطان ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء الخ (در مختار) قوله سن مؤکدا ای استنا نا مؤکده الخ ولهذا کانت السنة المئوکدة قریبةمن الواجب فی لحوق الا ثم کما فی البحر ویستو جب تارکها التضلیل واللوم کما فی التحریر (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰. ط.س. ج۲ ص۱۲) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل فی القراءة ج ۱ ص ۴۹۸. ط.س. ج۲ ص۴۵۳. ۱۲

(۴) ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدها بتسلیمة وان شاء رکعتین وکذا بعد الظهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰. ط.س. ج۲ ص۱۳) وبه یظهر ان کون ترك المستحب راجعا الی خلاف الاولی ولا یلزم عنه ان یکون مکروها (ردالمحتار. باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۶۱۱. ط.س. ج۲ ص۶۵۵) ظفیر.

فصل رابع
مسائل تراویح

رکعات تراویح

(سوال ۱۷۵۷) حوالہ اخبار البرید مؤرخہ ۲۵ جون ۱۸ء مطابق ۱۵ رمضان المبارک از کانپور (تراویح کا بیان) بعد نماز عشاء یعنی فرض و سنت کے بعد بیس رکعتیں تراویح پڑھنا مسنون ہے۔ جو لوگ آٹھ یا گیارہ مع وتر بتاتے ہیں غلط ہے۔ اگر آٹھ رکعت تراویح غلط ہے تو اس کے کیا معنی ہیں جو شیخ ابن الہمام حنفی فتح القدیر میں لکھتے ہیں **فحصل من هذا كله ان قيام رمضان سنة احدى عشر ركعة بالوتر في جماعة فعله عليه السلام ثم تركه لعذر وكونها عشرين سنة الخلفاء الراشدين** افسوس کہ اگر آپ جواز کا فتویٰ نہ دیتے تو غلط بھی نہ کہتے۔ کیونکہ کسی بات کو بغیر تحقیق غلط کہہ دینا انسانیت سے بعید ہے۔ اب فدوی آں جناب سے ملتمس ہے کہ اگر واقعی آٹھ رکعت ثابت نہ ہوں تو مع دلیل تحریر فرمادیں اور ماسوا اس کے بیس رکعت کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے ہم کو بتائیں تاکہ اس کے ثواب سے ہم بھی محروم نہ رہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح حضرت عمرؓ سے ثابت ہے تو اس کا ثبوت صحیح روایت سے پیش کریں۔

(جواب) جمہور حنفیہ تمام بیس رکعات تراویح کو سنت مؤکدہ فرماتے ہیں اور یہی محقق و راجح ہے لہذا اس بارہ میں علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ کا قول بمقابلہ جمہور حنفیہ کے قابل تسلیم نہیں ہے۔(۱) اور البرید کے حوالہ سے جو آپ نے یہ نقل کیا ہے کہ جو لوگ آٹھ یا گیارہ مع وتر الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ محض آٹھ رکعت تراویح پڑھتے ہیں اور لوگوں کو اسی کا حکم کرتے ہیں اور اس سے زیادہ کو بدعت جانتے ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں یہ غلط ہے تو اس میں امام ابن ہمام رحمۃ اللہ کی تغلیط نہیں ہے بلکہ غیر مقلدوں کی تغلیط مقصود ہے جو بیس رکعت کی بدعت عمری بتلاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔ **قال عليه الصلوٰة والسلام ابتعوا سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهدين فكيف تكون سنة الخلفاء بدعة**۔ فقط۔

(۱) وهي عشرون ركعة الخ بعشر تسليمات (در مختار) وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقا وغربا وعن مالك ست وثلاثون وذكر في الفتح ان مقتضى الدليل كون المسنون منها ثمانية والباقي مستحبا وتمامه في البحر وذكرت جوابه فيما علقته عليه (ردالمحتار مبحث التراويح ص ٦٦٠ .ط.س. ج٢ ص ٤٥) وذكر في الاختيار ان ابا يوسف سأل ابا حنيفة عنها وما فعله عمر فقال التراويح سنة مؤكدة ولم يتخرجه عمر من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعا ولم يا مربه الا عن اصل لديه وعهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم (البحر الرائق باب الوتر والنوافل ج ١ ص ٦٦) ماحصل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے بیس رکعت صحابہ کے اجماع سے تراویح رائج کیں۔ سوچنا یہ ہے کہ بغیر کسی اصل کے ایسا حکم آپ کیسے کر سکتے تھے۔ پھر مصنف ابن شیبہ طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس ہیں "رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في رمضان عشرين ركعة سوى الوتر" ایک راوی کی وجہ سے جو یقیناً عہد صحابہؓ کے بعد کے ہیں اسے ضعیف قرار دے کر بیس رکعت کا انکار کسی طرح درست نہیں۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث جو رمضان و غیر رمضان دونوں سے متعلق ہے اس سے استدلال کسی طرح درست نہیں اس لئے کہ تراویح صرف دو تین رات پڑھی گئی پھر اس بیس رکعت والی حدیث کے ساتھ اجماع صحابہ ہے اور یہ مسلم ہے کہ آٹھ رکعت تراویح کی بدعت صرف سو سال سے غیر مقلدوں نے جاری کی ہے اس سے پہلے تراویح آٹھ رکعت کہیں جماعت کے ساتھ پڑھنا ثابت نہیں۔ پھر حدیث عائشہ میں چار چار رکعت ایک سلام سے مذکور ہے اور غیر مقلدین دو دو رکعت ایک سلام سے پڑھتے ہیں اس کے لئے آپ حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہ کا رسالہ "رکعات تراویح" مذیل پڑھیں جو مدرسہ مفتاح العلوم مئو ضلع اعظم گڈھ سے شائع ہوا ہے رکعات تراویح پر اس سے بہتر کتاب اب تک دیکھنے میں نہیں آئی ۱۲ ظفیر۔

جامع مسجد میں تراویح کے باوجود بغل والی مسجد میں بھی تراویح درست ہے

(سوال ۱۷۵۸) جب کہ جامع مسجد شہر میں ہمیشہ سے جماعت تراویح ہوتی چلی آئی ہو تو ایک دوسری مسجد میں جو جامع مسجد کے قریب ہے، جماعت تراویح قائم کرنا کیسا ہے کیا اس دوسری مسجد کو ضرار کا حکم ہو گا یا نہیں۔

(جواب) اس دوسری مسجد میں جو کہ جامع مسجد سے قریب ہے جماعت تراویح قائم کرنا طریق سنت کے موافق ہے۔ جماعت تراویح ہر ایک مسجد میں ہونا عمدہ ہے۔ موجب ثواب ہے۔ پس مسجد ضرار کا حکم دینا اس دوسری مسجد کو فتویٰ دینے والے کی جہالت اور عدم واقفیت ہے حکم شریعت سے۔(۱) فقط۔

محلّہ کے لوگوں سے کہنا کہ اپنی مسجد میں تراویح پڑھا کرو کیسا ہے

(سوال ۱۷۵۹) جواب استفتاء پہنچا اس میں بڑی طوالت ہو گئی ہے اور مقدمہ عدالت میں دائر ہے اور لوگوں نے دوسری طرف سے ایک شہادت اس قسم کی دی ہے کہ میں نے اس سے کہا ہے کہ وہ جامع مسجد کی جماعت میں تراویح کے لئے شریک نہ ہو بلکہ یہ محلّہ کی مسجد ہے اس میں جماعت تراویح ہوتی ہی نہیں، قرآن پاک سنے۔ اگرچہ میں نے یہ الفاظ نہیں کہے لیکن جب کہ حلفی شہادت ہو گئی ہے تو اس کو تسلیم کرتے ہوئے بھی مجھے ایک سوال کرنے کی ضرورت ہے کہ کسی شخص سے باستحقاق اہل محلّہ ایسا کہنے سے مسجد کے لئے ضرار کا حکم ہونا چاہئے۔

(جواب) درمختار میں ہے ومسجد حیة افضل من الجامع الخ۔(۲) اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ مسجد محلّہ اہل محلّہ کے حق میں جامع مسجد سے افضل ہے اور شامی نے لکھا ہے لان له حقاً علیه فیؤدیه(۳) یعنی محلّہ والے پر مسجد محلّہ کا حق ہے اور اس کو ادا کرنا چاہئے پس اگر ایک محلّہ والے نے دوسری محلے والے کو ایسا بھی کہا ہو کہ جامع مسجد کی جماعت تراویح میں شریک نہ ہو محلّہ کی مسجد میں جماعت تراویح ہوتی ہے اس میں شریک ہو اور قرآن شریف کو سنو تو یہ بات بے موقع نہیں ہے بلکہ ایسا کہنا اچھا ہے اور ایسا ہی کہنے کا اور کرنے کا شریعت میں حکم ہے کہ محلّہ کی مسجد کو آباد کرنا چاہئے اور جماعت پنجگانہ اور جماعت تراویح وہاں قائم کرنا چاہئے اور دوسرے اہل محلّہ کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہئے۔ پس مسجد ضرار کا حکم دینا مسجد مذکور کو بوجہ مذکور بالکل غلط ہے اور ایسا فتویٰ دینے والے کی جہالت اور عدم علم پر دال ہے ایسا کلمہ مسجد کی نسبت کوئی جاہل بھی نہیں کہہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمادے اور مسلمانوں کو توفیق خیر واتفاق واصلاح فرماوے۔ آمین ان ارید الا الا صلاح وما توفیقی الا باللہ۔ فقط۔

رکعات تراویح اور ابن ہمام

(سوال ۱۷۶۰) حضرت آپ نے اس فتویٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ علامہ ابن ہمامؒ کا یہ قول بمقابلہ جمہور حنفیہ کے قابل تسلیم نہیں (بہت خوب) ہم پوچھتے ہیں کہ علامہ ابن ہمامؒ کے اس قول کی تردید جمہور حنفیہ کس دلیل سے کرتے ہیں اتبعو اسنتی وسنة الخلفاء الراشدین والی حدیث پر ہمارا بھی صاد ہے مگر سوال یہ ہے کہ کسی صحیح

....

(۱) وهل المراد انها سنة كفاية لا هل كل مسجد من البلدة او مسجد واحد منها او من المحله ظاهر كلام الشارح الاول واستظهرط الثانی ويظهرلی الثالث الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث صلوٰة التراويح ج ۱ ص ۶۶۰. ط.س. ج۲ص۴۵) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب فی احكام المسجد جلد اول ص ۶۱۷. ط.س. ج۲ص۴۵۹. ۱۲ ظفير.

(۳) ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة الخ مطلب فی احكام المسجد جلد اول ص ۶۱۷. ط.س. ج۲ص۶۵۹. ۱۲ ظفير.

حدیث یا روایت سے ثابت بھی ہے یا یوں ہی زبانی خرچ ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ہم آٹھ رکعت کا ثبوت ایسا دیں گے کہ آپ کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی بشرطیکہ بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ لیجئے سر دست ایک حدیث عاجز نقل کرتا ہے۔ پہلی حدیث صحیح بخاری میں ہے قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ عن ابی سلمة بن عبدالرحمن انه سال عائشة کیف کانت صلوٰة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی رمضان فقالت ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعةً یصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی اربعاً فلاتسئل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلثاً قالت عائشة فقلت یا رسول اللہ اتنام قبل ان تو تر فقال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی (بخاری . کتاب التهجد پارہ پانچ) ہاں یہ تو فرمائیں کہ غیر مقلدوں کی تغلیط کیونکر ہوئی۔ ابھی آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ بمقابلہ جمہور حنفیہ کے علاوہ ابن ہمام کا قول قابل تسلیم نہیں۔ اور پھر لکھتے ہیں کہ اس سے تغلیط غیر مقلدین کی ہوئی نہ کہ ابن ہمام کی۔ مولانا ارشاد خداوندی پر بھی تو عمل کیا کریں۔ جب بولا کرو انصاف سے۔

(جواب) قال فی شرح المنیة تنبیه علم من هذه المسئلة ان التراویح عندنا عشرون رکعة بعشر تسلیمات وهو مذهب الجمهور وعند مالك ست وثلثون رکعة احتجاجاً بعمل اهل المدینة وللجمهور مارواہ البیهقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر بعشرین رکعة وعلی عهد عثمان وعلی مثله الخ۔(۱) اس سے خلفائے راشدین کا طریقہ معلوم ہو گیا اور جمہور حنفیہ کا مذہب بھی معلوم ہو گیا۔ اور حدیث بخاری کا جواب یہ ہے کہ وہ تہجد کی نماز کا بیان ہے تراویح کا نہیں ہے جیسا کہ لفظ ولا فی غیرہ اس پر دال ہے۔ کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں لہٰذا اس سے ایسی نماز مراد لے جاوے گی جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں ہو سو وہ نماز تہجد ہے۔ وفی الدر المختار التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین الخ وهی عشرون رکعةً قال فی ردالمحتار قوله وهی عشرون رکعة هو قول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقًا وغرباً (۲) الخ وقبیله وکیف لا وقد ثبت عنه صلی اللہ علیه وسلم علیکم بسنتی و سنة الخفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ کمارواہ ابوداؤد۔ (۳) فقط۔

تراویح کے بعد بآواز بلند درود و سلام کا ثبوت نہیں

(سوال ۱۷۶۱) بعد ادائے چار رکعت نماز تراویح کے جلسہ کر کے اٹھتے وقت بعض دیار میں تسبیح آہستہ پڑھ کر درود بر خواجہ عالم کے بعد بآواز بلند صلوٰۃ بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ بلند کرتے ہیں اس کی اصل کسی کتاب میں شرعاً پائی جاتی ہے۔ یا نہیں۔

(جواب) اس کی اصل بہ ہیئت کذائیہ شریعت میں کچھ نہیں ہے۔ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ہر ترویحہ تراویح میں یعنی

---

(۱) غنیة المستملی ص ۳۸۸ .ط.س.ج۲ص ۱۲.۴۵ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح جلد اول ص ۶۶۰ ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج اص ۶۵۹ .ط.س.ج ۲ ص ۴۲ .۱۲ ظفیر۔

چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا قرآن شریف پڑھے یا رکعات نفل پڑھے یا کچھ نہ کرے اور شامی میں ہے کہ قہستانی میں ہے کہ بعد ہر ترویحہ کے سبحان ذی الملك والملكوت الخ۔(۱) تین بار پڑھے۔ احقر کہتا ہے کہ کلمہ سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر کی بہت فضیلت احادیث صحیحہ میں وارد ہے اس لئے تکرار اس کا افضل ہے اور یہی معمول ومختار تھا حضرت محدث وفقیہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ فقط۔

تراویح کی بیس رکعتیں

(سوال ۱۷۶۲) رمضان میں تراویح کے رکعت پڑھنی چاہئے۔

(جواب) بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہئے۔(۲) فقط۔

معاوضہ کی نیت ہو اور زبان سے نہ کہے تو کیا اس صورت میں بھی لین دین ناجائز ہے

(سوال ۱۷۶۳) قیام رمضان میں ختم قرآن شریف کے غرض سے حافظ قاری کو لینے دینے کی نیت سے قرآن شریف سننا سنانا اور بعد میں لینا دینا کیسا ہے۔ نیت دونوں کی لینے دینے کی ہوتی ہے بغیر اس کے کوئی سنتا سناتا نہیں۔ اگر کسی مسجد میں قرآن شریف نہ سنا جاوے اور محض تراویح پڑھنے پر اکتفاء کیا جاوے تو وہ لوگ فضیلت قیام رمضان سے محروم ہوں گے یا نہیں۔

(جواب) اجرت پر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں ہے اور اس میں ثواب نہیں ہے اور بحکم المعروف کالمشروط جن کی نیت لینے دینے کی ہے وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے۔(۳) اس حالت میں صرف تراویح پڑھنا اور اجرت کا قرآن شریف نہ سننا بہتر ہے اور صرف تراویح ادا کر لینے سے قیام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جاوے گی۔

کس عمر کا لڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے

(سوال ۱۷۶۴) کتنی عمر کا لڑکا قرآن شریف تراویح میں سنا سکتا ہے۔ ایک لڑکے کی عمر تقریباً سولہ سال ختم ہونے آئی وہ کلام اللہ تراویح میں سنا سکتا ہے یا نہیں۔ اس لڑکے کے مونچھ داڑھی وغیرہ کچھ نہیں اور ایسا لڑکا جو پندرہ سولہ برس کا ہو وہ اگلی صف میں بڑے آدمیوں کے ساتھ کھڑا ہو کر دوسرے کا سن سکتا ہے یا نہ۔ اور اگر تیرہ چودہ سال کا ہو وہ بھی اگلی صف میں کھڑا ہو کر سن سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر دوسری علامت بلوغ کی مثل احتلام وغیرہ کے لڑکے میں موجود نہ ہو تو شرعاً پندرہ برس کی عمر پوری نہونے پر بلوغ کا حکم دیا جاتا ہے۔(۴) پس جس لڑکے کو سولہواں سال شروع ہو گیا ہے اس کے پیچھے تراویح اور فرض نماز سب درست ہے۔ اگرچہ بے ریش ہو اور ایسی عمر کا لڑکا اگلی صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور تیرہ یا چودہ

---

(۱) ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۱. ط.س.ج ۲ ص ۴۶. ۱۲ ظفير.

(۲) وهي عشرون ركعة (الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۶۰. ط.س.ج ۲ ص ۴۵) ظفير.

(۳) وان القراءة بشئي من الدنيا لا تجوز والا خذو المعطى اثمان لان ذالك يشبه الا ستيجار على القراءة ونفس الا ستيجار عليها لا يجوز (الدر المختار باب قضاء الفوائت مطلب في بطلان الوصية ج ۱ ص ۶۸۷. ط.س.ج ۲ ص ۷۳) ظفير.

(۴) بلوغ الغلام بالا حتلام والا حبال والا نزال الخ فان لم يو جدفيها شئي فحتي يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدر المختار كتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲. ط.س.ج ۲ ص ۱۵۳) ظفير.

برس کا امام نہیں ہو سکتا۔(۱) لیکن تراویح میں بتلانے کی وجہ سے اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں۔

تراویح میں ختم قرآن سنت ہے

(سوال ۱۷۶۵) حافظ کو تراویح میں قرآن سنانا واجب ہے یا مستحب۔ در صورت وجوب اگر کوئی شخص پڑھتے وقت ریاء و نمود سے بچنے کی اپنے میں قوت نہ رکھتا ہو تو اس کو سنانا جائز ہے یا نہ۔ در صورت غیر جواز نہ سنانے سے قرآن شریف کا کوئی حق یا مواخذہ اس کے ذمہ باقی رہے گا یا نہیں۔ اگر رہے گا تو چھٹکارہ کی کیا صورت ہے۔

(جواب) تراویح میں قرآن شریف سننا اور سنانا سنت اور مستحب ہے اور خوف ریاء عجب کی وجہ سے چھوڑا نہ جاوے اور حتی الوسع کوشش حصول اخلاص کی کی جاوے اور لوجہ اللہ بلا معاوضہ سنایا جاوے۔ یہ بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور اس میں فضیلت ہے۔(۲) باقی اگر کسی عذر سے تراویح میں کسی حافظ نے قران شریف نہ پڑھا اور ویسے تلاوت کرتا رہتا تو مواخذہ سے بری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ فقط۔

ترویحہ میں مناجات درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۶۶) مولانا کرامت علی جونپوری نے صلوٰۃ تراویح میں بعد ہر ترویحہ کے ایک مناجات لکھی ہے وہ معتبر دلیل سے ثابت ہے یا نہیں۔ اس کو چھوڑ کر دوسری مناجات بھی پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

(جواب) ہر ترویحہ میں تسبیح و تہلیل اور درود شریف و استغفار وغیرہ درست ہے، کوئی خاص مناجات ضروری نہیں ہے۔ سبحان ذی الملک والملکوت الخ کو شامی وغیرہ میں نقل کیا ہے اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ الخ کا تکرار کرنا زیادہ اچھا ہے۔(۳) فقط۔

تراویح میں قرآن سننے سے قرآن کا ثوب ملتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۶۷) زید کہتا ہے کہ تراویح کے اندر دو چیزیں ہیں۔ اور قراۃ جو فرض ہے دو سنت مؤکدہ۔ جب تراویح کے اندر قرآن شریف پڑھا گیا تو دونوں چیزوں میں سے صرف ایک چیز کا ثواب حاصل ہوا یعنی اگر سنت مؤکدہ کا ثواب حاصل کیا تو قراءۃ کے ثواب سے محروم رہا۔ بعد نماز تراویح اسی وقت کسی سے قرآن پڑھوا کر سن لیا جائے تاکہ دونوں کا ثواب حاصل ہو جاوے۔ زید اسی قسم کے مسائل پر عمل کرنے کی تاکید کرتا ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ قول اس کا غلط ہے۔ تراویح میں قرآن شریف پڑھنے سے قرآن شریف کا بھی ثواب تالی و سامعین کو ہوتا ہے۔ اور جو شخص ایسے مسائل بیان کرتا ہے اور ان پر مصر ہے وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ فقط۔

---

(۱) لا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونفل علی الا صح (در مختار) قال فی الھدایۃ وفی التراویح والسنن المطلقۃ الخ والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلھا (ردالمحتارباب الا مامۃج ۱ ص ۵۳۹. ط.س. ج۲ ص۵۷۶) ظفیر. (۲) والختم مرۃ سنۃ ومرتین فضیلۃ وثلاثا افضل ولا یترك الختم لکسل القوم (درمختار ای قرأۃ الختم فی صلاۃ التراویح سنۃ (ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۲. ط.س. ج۲ ص۴۶) ظفیر.

(۳) ویجلس ندبا بین فی اربعۃ بقدر ھا وکذا بین الخامسۃ والوترو یخیرون بین تسبیح وقراء ۃ. وسکوت، وصلاۃ فرادی (درمختار) قال القھستانی فیقال ثلاث مراۃ سبحان ذی الملك و الملکوت، سبحان ذی العزت والعظمۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت سبحان الملك الحی الذی لا یموت سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح لا الہ الا اللہ نستغفر اللہ نسألك الجنۃ ونعوذ بك من النار (ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۱. ط.س. ج۲ ص۴۶) ظفیر.

کیا شیعہ حافظ جماعت میں مل کر لقمہ دے سکتا ہے

(سوال ۱۷۶۸) اگر تراویح میں امام غلطیاں کرتا ہے اور سامع بھی چوک جاتا ہے اور شیعہ حافظ موجود ہے اگر وہ نیت کر کے اقتداء میں آکر بتائے تو عند الحنفیہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر شیعہ ایسا ہے کہ نہ تبرا گو ہے اور نہ منکر صحبت حضرت صدیقؓ ہے اور نہ قائل قذف حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا ہے تو اس صورت میں لقمہ دینا جائز ہے اس کے بتلانے سے لقمہ لینے والے کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔(۱) اور اگر وہ شیعہ غالی ہے جس میں امور مذکورہ موجود ہوں یعنی تبرائی ہو اور منکر صحبت حضرت خلیفہ اول ہو اور حضرت صدیقہ کے افک کا قائل ہو تو چونکہ ایسا رافضی مرتد و کافر ہے اس لئے اس کے بتلانے سے اور امام کے لقمہ لینے سے نماز امام کی اور اس کے مقتدیوں کی باطل ہو جاوے گی۔(۲) فقط۔

کیا تراویح میں سورہ والضحیٰ کے بعد ہر سورہ کے ختم پر اللہ اکبر کہنا سنت ہے

(سوال ۱۷۶۹) چوں ختم کلام اللہ شریف در تراویح کردہ شود بعض حفاظ بعد سورۃ الضحیٰ تا آخر قرآن بر اختتام ہر سورہ اللہ اکبر می خوانند کہ علاوہ از تکبیر رکوع می باشد و گمان می کنند کہ سنت است۔

(جواب) فقہاء رحمہم اللہ ایں قسم اذکار و ادعیہ را بر خارج از صلوٰۃ یا بر صلوٰۃ نافلہ کہ منفرداً ادا کردہ شود محمول فرمودہ اند فرائض و ہمچنیں در نوافل و سنن کہ باجماعت ادا کردہ شد مکروہ فرمودہ اند، پس قول مانعین دریں بارہ صواب است و قول مجوزین خطا۔ قال فی الدر المختار بل یستمع وینصت الخ وان قرأ الا مام اية ترغيب و ترهيب و كذا الا مام لا يشتغل بغير القران وما ورد حمل على النفل منفرداً الخ (در مختار) قوله حمل على النفل منفرداً افاد ان كلا من الا مام والمقتدى فى الفرض والنفل سواء اما الا مام فى الفرائض فلما ذكرنا من انه صلى الله عليه وسلم لم يفعله فيها وكذا الا ئمة من بعده الى يومنا هذا فكان من المحدثات ولا نه تثقيل على القوم فيكره وما فى التطوع فان كان فى التراويح فكذلك الخ شامی(۳) ج ۱ ص ۳۶۶۔ فقط۔

گھر کے اندر تراویح میں محرم وغیر محرم عورتوں کی اقتداء درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۷۰) شخصے فرض نماز عشاء بجماعت در مسجد در ماہ رمضان ادا نمودہ تراویح و وتر در خانہ خود می خواند و در تراویح ختم قرآن میخواند بعض زنان محرمات وے و بعض زنان غیر محرمات در آں خانہ آمدہ زیر اقتدائے آں حافظ تراویح و وتر ادا می نمایند ایں اقتداء جائز است یا نہ۔

---

(۱) وفتحه على غير امامه الخ بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفا تح واخذ بكل حال الا اذا سمعه الموتم من غير مصلى ففتح به تفسد صلاة الكل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج ۱ ص ۵۸۱. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ظفير.

(۲) کیونکہ ایسا شیعہ کافر ہے لہذا اس کا لقمہ خارج کا لقمہ ہوا جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ویفسد ها الخ فتحه على غير امامه (ایضاً. ط.س. ج ۱ ص ۶۲۲) ایسے شیعوں کے کافر ہونے کی صراحت ہے وبهذا ظهر ان الرافضى ان كان ممن يعتقد الا الوهية فى على اوان جبرئيل غلط فى الوحى او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيدة الصديقة فهو كافر الخ (ردالمحتار فصل فى المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸. ط.س. ج ۳ ص ۴۶) ظفير.

(۳) ردالمحتار فصل فى القراءة ص ۵۰۸ و ص ۵۰۹. ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶. ۱۲ ظفير.

(جواب) بوجود زنان محرم کراہت مرتفع می شود۔ کما یظہر من عبارۃ الدر المختار۔(۱) وفی رد المحتار۔ وافادان المراد بالمحرم ما کان من الرحم الخ۔(۲) فقط۔

کیا تراویح اس طرح پڑھی جائے کہ پہلی رکعت میں کوئی سورہ ہو اور دوسری میں صرف سورۂ اخلاص

(سوال ۱۷۷۱) تراویح کی نماز اس طرح پڑھنا جائز ہے کہ نہیں۔ مثلاً اول رکعت میں سوہ تکاثر دوسری میں سورہ اخلاص یا پہلی میں سورۃ العصر دوسری میں سورہ اخلاص۔

(جواب) تراویح کی نماز اس طرح بھی ہو جاتی ہے مگر اس کو لازم نہ سمجھا جاوے اور پابندی اس کی نہ کی جاوے۔ بالترتیب اگر ہر ایک رکعت میں سورۃ پڑھ دی جاوے تو یہ اچھا ہے۔(۳)

گھر میں تراویح باجماعت ادا کرے اور مسجد نہ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۷۷۲) تراویح کی نماز گھر میں باجماعت ادا کرنا اور مسجد میں نہ جانا کیسا ہے۔

(جواب) اس صورت میں یہ حکم ہے کہ مسجد میں ادا کریں۔ وظاهر كلامهم هنا ان المسنون كفاية اقامتها بالجماعة فى المسجد حتى لو اقاموها جماعة فى بيوتهم ولم تقم فى المسجد اثم الكل كذافى الشامى(۴) ص ۵۲۱ (لیکن اگر کوئی جماعت سے اس طرح پڑھے کہ مسجد کی جماعت بند نہ ہو تو یہ درست ہے مگر یہ لوگ مسجد کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔ رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۰ میں ہے وان صلى احد فى البيت بالجماعة لم ينالو افضل جماعة المسجد. ظفیر)

چھٹی ہوئی تراویح کی رکعتیں کب پڑھے

(سوال ۱۷۷۳) ایک آدمی مسجد میں اس وقت داخل ہوا کہ نماز عشاء کے فرض ہو چکے تھے اور تراویح میں سے دو چار رکعت ہونے کے بعد شامل ہوا تو اب بقیہ تراویح کس طرح پوری کرے آیا جب امام ہر چہار رکعت پر بیٹھے اس وقت موقع پا کر یا جب امام بیسوں رکعت پوری کر چکے۔ دریں حالت وتر باجماعت پڑھے یا بقیہ تراویح پوری کرنے کے بعد۔

(جواب) اگر درمیان میں موقع ملے امام کے ترویحہ میں بیٹھنے کے وقت اس وقت پڑھ لے ورنہ امام کے ساتھ وتر باجماعت پڑھ کر پیچھے پوری کر لے۔(۵) فقط۔

نابالغ کے پیچھے تراویح درست نہیں

(سوال ۱۷۷۴) تراویح میں اگر نابالغ امام ہو تو بالغین و نابالغین کو اس کی اقتداء جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) كما تكره امامة رجل لهن فى بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كاخته او زوجته اوامته، امااذا كان معهن واحد ممن ذكر او امهن فى المسجد لا يكره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامت ج ۱ ص ۵۲۹ .ط.س. ج۱ ص ۵۶٦) ظفير. (۲) ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۹ .ط.س. ج۱ ص ۵٦٦. ۱۲ ظفير.

(۳) ثم بعضهم اختار واقل هوالله احد فى كل ركعة وبعضهم اختار واقراء ة سورة الفيل الى اخر القران وهذا احسن القولين لا نه لا يشتبه عليه عدد كركعات ولا يشتغل قلبه بحفظها كذا فى التجنيس (عالمگيرى كشوى فصل فى التراويح ج ۱ ص ۱۱۷ ط. ماجديه ج۱ ص ۱۱۸) ظفير. (٤) ردالمحتار مبحث فى التراويح ج ۱ ص ٦٦٠ .ط.س. ج۲ ص ٤٥. ۱۲ ظفير.

(۵) واذا فاتته ترويحة او ترويحتان فلو اشتغل بها يفوته الوتر بالجماعة يشتغل بالوترثم يصلى ما فاته من التراويح وبه كان يفتى الشيخ الامام الا ستاذ ظهير الدين كذا فى الخلاصه (عالمگيرى كشورى باب التراويح ج۱ ص ۱۱۹ .ط. ماجديه ص ۱۲۰) ظفير.

(جواب) نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے میں اختلاف ہے مگر اصح یہ ہے کہ جائز نہیں۔(۱) فی المنیة وذكر فی بعض الفتاویٰ انه لا يجوز (ان يئوم البالغين في التراويح)(۲) فقط۔

نابالغ کی امامت تراویح میں درست نہیں

(سوال ۱۷۷۵) عمر نے بعمر سیزدہ سالہ قرآن حفظ کر کے بہ صحت الفاظی مسجد میں بجماعت مقتدیان تراویح پڑھائی اور فرض ووتر اس کے استاد نے پڑھائے۔ زید کہتا ہے کہ بسبب نابالغی عمر تراویح مقتدیان ناقص ہیں آیا اس صورت میں تراویح صحیح ہوئی یا بقول زید ناقص رہی۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ نابالغ سیزدہ سالہ لڑکے کے پیچھے نہ فرائض وواجب صحیح ہیں اور نہ نوافل و تراویح۔ پس قول زید صحیح ہے کہ مقتدیوں کی تراویح نہیں ہوئی۔(۳) فقط

نماز تراویح اور وتر کے بعد دعا ثابت ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۷۶) بعد نماز تراویح دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ اور رمضان شریف میں وتر پڑھ کر دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب) بعد ختم تراویح دعا مانگنا درست ہے اور مستحب ہے اور معمول سلف و خلف ہے۔ پھر وتر کے بعد دعا ضروری نہیں ہے ایک بار کافی ہے۔ یعنی ختم تراویح کے بعد کافی ہے۔ فقط۔

تہجد و تراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے

(سوال ۱۷۷۷) تہجد اور تراویح کا پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت ہے تو کے رکعت۔

(جواب) تہجد کی نسبت آیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ رمضان شریف اور غیر رمضان شریف میں گیارہ رکعت تہجد مع الوتر سے زیادہ نہ پڑھتے تھے یعنی اکثر یہ عادت مبارکہ تھی۔(۴) اور تراویح آپ نے تین رات پڑھی ہیں پھر صحابہؓ نے آپ کے بعد اس پر مواظبت فرمائی لہذا تراویح باجماعت سنت ہو گئی۔(۵) والتفصيل في المطولات فقط۔

---

(۱) ولا يصح اقتداء رجل بامرأة وخنثى وصبي مطلقا ولو في جنازة ونفل على الاصح .در مختار) قوله ونفل على الا صح قال في الهداية في التراويح الله ان المطاقه جوزه مشائخ بلخ ولم يجوزه مشائخنا ومنهم من حقق الخلاف في النفل المطلق بين ابي يوسف ومحمد والمختار انه لا يجوز في الصلوات كلها ا ه (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۹ و ج ۱ ص ۵٤۰ .ط.س. ج۱ ص۵۷٦) ظفير.

(۲) غنية المستملي بحث تراويح ص ۳۹۰. ۱۲ ظفير.

(۳) والمختار انه لا يجوز في الصلوات كلها ا ه (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵٤۱ .ط.س. ج۱ ص۵۸۸) ظفير.

(٤) عن ابي سلمة بن عبد الرحمن انه اخبره انه سال عائشه ام المومنين كيف كانت صلوٰة رسول الله عليه وسلم في رمضان قالت ماكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد في رمضان ولا غيره على احدى عشرة ركعة يصلي اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطو لهن ثم يصلي اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطو لهن ثم يصلي ثلثا الخ (نسائي شريف باب كيف الوتر بثلث ج ۱ ص ۱۹۱) ظفير.

(۵) عن ابي ذر قال صمنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلو يقم بنا شيئا من الشهر حتىٰ بقي سبع فقام بنا حتى ذهب ثلث الليل فلما كانت السادسة لم يقم بنا فلما كانت الخمسة قام بنا حتى ذهب شطر الليل الخ رواه ابو داؤد وغيره (مشكوٰة باب قيام الليل) التراويح سنة مؤكده لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء اجماعا (الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج ۱ ص ٦۵۹ .ط.س. ج۲ ص٤۳) ظفير.

ترویحہ تراویح میں وعظ کا رواج درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۷۸) عام طور پر مساجد میں نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تسبیح پڑھی جاتی ہے مگر ایک مسجد میں اس کے برخلاف اس قلیل عرصہ میں وعظ کہا جاتا ہے۔ آیا دونوں امر جائز ہیں۔

(جواب) ہر چار رکعت تراویح کے بعد مشروع و مستحب یہ ہے کہ تسبیح و تہلیل درود شریف وغیرہ پڑھیں اگر ضروری وعظ بھی کبھی ہو جاوے جس کی ضرورت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر التزام اس کا ہر ترویحہ میں وعظ ضرور کہا جاوے اچھا نہیں ہے کما قال فی الدر المختار، ویخیرون بین تسبیح وقراء ت وسکوت وصلوٰۃ فرادی(۱) الخ در مختار۔ فقط۔

تراویح کے متعلق چند سوالات

(سوال ۱۷۷۹) رمضان شریف میں کلام مجید بلا سامع کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ پانی پت ضلع کرنال میں رواج ہے کہ دو حافظ کلام مجید پڑھتے ہیں دس رکعت میں ایک حافظ اور دس رکعت میں ایک حافظ اس طرح جائز ہے یا نہیں اگر تراویح میں حافظ غلطی سے تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا اور تیسری رکعت میں یاد آنے کے بعد چوتھی رکعت بھی ادا کی تو یہ چار رکعتیں مانی جاویں گی یا دو۔ اگر دو مانی جاویں گی جیسا کہ اشتہار میں ہے تو آخری دو رکعت میں جو کلام مجید پڑھا ہے اس کو لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں اگر حافظ نے کلام مجید شروع کیا اور کسی وجہ سے درمیان میں ایک دو روز نہ پڑھا۔ مثلاً دس پارے تک پڑھا بعد اس کے دوسرے حافظ نے پندرہ پارہ تک پڑھا تو اب حافظ سابق جو شروع کرے تو گیارہویں پارہ سے یا سولہویں پارہ سے شروع کرے۔

(جواب) اگر قرآن شریف خوب یاد ہو بلا سامع کے بھی پڑھنا درست ہے۔ اگر کہیں بھولا یا شبہ ہوا تو بعد سلام کے دیکھ لیوے اور اگر غلطی ہو تو لوٹا لیوے مگر بہتر یہ ہے کہ سامع ہو تا کہ اطمینان رہے۔ اور پانی پت میں جیسا رواج ہے یہاں بھی بعض مساجد میں ایسا ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے۔(۲) اور بصورت چار رکعت پڑھنے کے جو قرآن شریف آخر کی دو رکعت میں ہوا اس کو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) اور جب پہلے حافظ نے دس پارے پڑھے پھر دوسرے نے پندرہ تک پڑھے تو پہلا حافظ جب آوے تو اختیار ہے خواہ سولہویں سے پڑھے یا گیارہویں سے لیکن اپنا قرآن پورا کرنے کے لئے بہتر ہے کہ گیارہویں سے شروع کرے۔ فقط۔

تراویح کے تارک کا حکم

(سوال ۱۷۸۰) جو لوگ تراویح نہیں پڑھتے ان کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) تراویح عند الحنفیہ سنت مؤکدہ ہیں اور جماعت بھی تراویح میں سنت ہے، تارک اس کے مسئی اور آثم

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مبحث صلاۃ التراویح ج۱ ص ۶۶۱. ط.س. ج۲ ص۴۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) والا فضل ان یصلی التراویح بامام واحد فان صلوھا با ما مین فالمستحب ان یکون انصراف کلو احد علی کمال الترویحۃ فان انصرف علی تسلیمۃ لا یستحب ذالك فی الصحیح (عالمگیری کشوری فصل فی التراویح ج ۱ ص ۱۱۵. ط. ماجدیہ ج۱ ص۱۱۶) ظفیر. (۳) وعن ابی بکر الاسکاف انہ سئل عن الر جل قام الی الثالثۃ فی التراویح ولم یعقد فی الثانیۃ فان تذکر فی القیام ینبغی ان یعود ویقعدو یسلم وان تذکر بعد ما سجد للثالثۃ فان اضاف الیھا رکعۃ اخری کانت ھذہ الا ربعۃ عن تسلیمۃ واحدۃ (ایضاً ص۱۱۷)) واذا فسد الشفع وقد قراء فیہ لا یعتد بما قرأ فیہ ویعید القراء ۃ لیحصل لہ الختم فی الصلوٰۃ الجائزۃ (ایضاً ج۱ ص ۱۱۶) ظفیر.

ہیں۔(۱) فقط۔

شبینہ جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۸۱) ایک شب میں چند حفاظ کا قرآن شریف شبینہ ختم کرنا درست ہے یا نہ۔

(جواب) قرآن شریف کو ایسی جلدی پڑھنا کہ حروف سمجھ میں نہ آویں اور مخارج سے ادا نہ ہوں ناجائز ہے۔ پس اگر شبینہ میں ایسی جلدی ہوگی تو وہ بھی ناجائز ہے۔ کما فی الدر المختار ویجتنب المنکرات ھذر مۃ القراءۃ الخ ۔(۲) فقط۔

سورۃ اخلاص تراویح کی ہر رکعت میں پڑھنا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۷۸۲) بعض لوگ تراویح میں یہ مقرر کر لیتے ہیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ مع سورہ اخلاص پڑھتے ہیں یہ کراہت سے خالی ہے یا نہ۔

(جواب) شامی نے لکھا ہے کہ واختار بعضھم سورۃ الاخلاص فی کل رکعۃ الخ۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

حافظ کو تنگ کرنے کے لئے تراویح کے وقت شور وغل جائز نہیں

(سوال ۱۷۸۳) بعض حافظوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو لڑکا نیا محراب سنانے والا ہوتا ہے اس کے سنانے کے وقت جا کر اس کو گھبرانے اور بھلانے کے لئے زور سے پاؤں پیٹتے اور کھنکارتے اور کھانستے ہیں ایسے حافظوں کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اغلوطات سے منع فرمایا ہے یعنی جو امور کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے احتراز لازم ہے۔(۴) فقط۔

قرآن اس قدر تیز پڑھنا مناسب نہیں کہ سمجھ میں نہ آوے

(سوال ۱۷۸۴) بعض حافظ تراویح میں ایسا جلدی قرآن شریف پڑھتے ہیں کہ سوائے یعلمون اور تعلمون کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور بعض مقتدی بھی ایسا پڑھنے کو بوجہ جلدی ختم ہو جانے تراویح کے پسند کرتے ہیں۔ ان دونوں کا کیا حکم ہے۔

(جواب) درمختار میں ہے ویجتنب المنکرات ھذلفۃ القراءۃ وترک تعوذ وتسمیۃ وطمانیۃ الخ۔(۵) یعنی ختم قرآن میں منکرات سے احتراز کرے یعنی جلدی پڑھنے سے اور اعوذ و بسم اللہ اور اطمینان کے چھوڑنے سے اس سے معلوم ہوا کہ ایسا پڑھنا امر منکر ہے۔ جو بجائے ثواب کے سبب معصیت ہو جاتا ہے۔ فقط۔

---

(۱) ونفس التراویح سنۃ علی الاعیان عندنا الخ والجماعۃ فیھا سنۃ علی الکفایۃ الخ وان تخلف واحد من الناس وصلھا فی بیتہ فقد ترک الفضیلۃ (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۱۵) قولہ والجماعۃ فیھا سنۃ علی الکفایۃ الخ افادان اصل التراویح سُنۃ عین فلو ترکھا واحد کرہ (ردالمحتار مبحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۶۰ .ط.س.ج۲ص۴۵) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مبحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س.ج۲ص۴۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار مبحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۶۲ .ط.س.ج۲ص۴۷. ۱۲ ظفیر.

(۴) عن معاویۃ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الاغلوطات رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۹۳۵ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳.ط.س.ج۲ص۴۷. ۱۲ ظفیر.

بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر سوچنا کیسا ہے

(سوال ۱۷۸۵) بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول جاتے ہیں تو کبھی حالت قیام میں چپ کھڑے ہو کر سوچنے لگتے ہیں اور کبھی قعدہ میں قبل تشہد یا بعد تشہد سوچنے لگتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

بھولتے وقت اُدھر اُدھر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۲/ ۱۷۸۶) بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول کر خاموش تو نہیں ہوتے مگر کبھی اس سورۃ میں اور کبھی اس سورۃ میں ادھر ادھر پڑھتے رہتے ہیں اگر یاد آگیا تو پھر سیدھے پڑھنے لگتے ہیں اور نہ یاد آیا تو کچھ دیر تک پریشان رہ کر رکوع کر کے نماز ختم کر دیتے ہیں۔ مگر یاد آنے اور نہ آنے دونوں صورت میں وہ سجدہ سہو کرتے ہیں آیا سجدہ سہو کرنا چاہیئے یا نہیں۔

(جواب)(۱، ۲) ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کر لینا چاہیئے۔ والحاصل انه اختلف فی التفکر الموجب السهو فقیل ما لزم منه تاخیر الواجب او الرکن عن محله بان قطع الا شتغال بالرکن او الواجب قدر اداء رکن وهو الا صح وقیل مجرد التفکر الشاغل للقلب وان لم یقطع الموالات الخ(۱) فقط۔

تراویح میں غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا

(سوال ۱۷۸۷) بعض پرانے حافظ نئے حافظ کو تراویح میں لقمہ غلط دے کر پریشان کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) یہ بھی انہی اغلوطات میں سے ہے جن کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے۔(۲) فقط

نیت باندھ کر لقمہ دے پھر نیت توڑے یہ کیسا ہے

(سوال ۱۷۸۸) بعض حافظ دوسرے حافظ کا پڑھنا نماز سے خارج بیٹھے سنا کرتے ہیں جب وہ بھول جاتا ہے تو یہ جلدی سے صف میں یا قریب صف کے نیت باندھ کر اس کو بتا دیتے ہیں اور پھر فوراً نیت توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ بعض ناخداترس اسی صورت میں کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ بغیر وضو کے یا پانی پر قدرت ہوتے ہوئے تیمّم کر کے نیت باندھ کر بتا دیتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں لقمہ دینے والے اور لقمہ لینے والے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر نیت باندھ کر بتلادیں گے تو قاری کی نماز میں کچھ خلل نہ آوے گا مگر اس کو نیت توڑنے کا گناہ ہوگا اور قضا لازم ہوگی اور جو بے وضو بتلایا، یا باوجود پانی کے تیمّم کر کے بتلایا اور قاری نے لے لیا تو اس کی نماز فاسد ہوئی اور مقتدیوں کی بھی نماز فاسد ہوئی۔(۳) فقط

لیٹے لیٹے تراویح کے وقت گفتگو کرنا

(سوال ۱۷۸۹) بعض مقتدی ایسا کرتے ہیں کہ جب حافظ تراویح میں دو تین یا اور زیادہ پارے پڑھتا ہے تو یہ صف سے دور نماز سے باہر خاموش بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں یا چپکے چپکے گپ شپ کیا کرتے ہیں مگر خاموشی کی حالت

---

(۱) رد المحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۶ تحت قوله واعلم انه اذا شغله الخ ۱۲ ظفیر۔
(۲) عن معاویة قال ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن الا غلوطات رواه ابو دائود (مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۵) ظفیر۔
(۳) وان فتح علی اما مه لم تفسد (عالگمیری کشوری باب سابع ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۹۰) ظفیر۔

میں بھی قرآن شریف سننا ان کا مقصود ہرگز نہیں ہوتا پس ان کو سننے کا ثواب ملے گا یا کیا اور اس فعل کا شریعت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) ظاہر ہے کہ بات چیت کرنا ایسے وقت گناہ ہے اور مبطل ثواب ہے اور چپ لیٹے لیٹے رہنا اگرچہ بہ نیت سننے کے نہ ہو مگر کان میں آواز آتی ہے تو سننے کا ثواب مل جاوے گا۔(۱) فقط۔

ایک حافظ کا دو مسجدوں میں تراویح پڑھانا

(سوال ۱۷۹۰) بعض حافظ ایسا کرتے ہیں کہ مسجد میں تراویح پڑھا کر آتے ہیں پھر اسی وقت دوسری مسجد میں بھی پڑھا دیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) اس کو مکروہ لکھا ہے اگرچہ تراویح ہو جاتی ہیں۔(۲) (عالمگیری میں ناجائز لکھا ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ ظفیر)

ختم قرآن پر الم مفلحون تک پڑھنا مستحب ہے

(سوال ۱۷۹۱) مولانا عبدالحی نے تراویح میں ہم المفلحون تک ختم کرنے کو جائز لکھا ہے یعنی جب قرآن شریف ختم کرے تو اخیر رکعت میں الف لام میم سے مفلحون تک پڑھے اور فتاوی عالمگیری میں بھی ترتیب ختم کی ہم المفلحون تک لکھی ہے صحیح اس بارہ میں کیا ہے اور ایک آیۃ سے دوسری آیت کی طرف منتقل ہونے کیا حکم ہے۔ بعض لوگوں نے مفلحون تک پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔

(جواب) جو کچھ مولانا عبدالحی صاحبؒ نے اس بارہ میں لکھا ہے وہی صحیح ہے فقہاء حنفیہ نے بھی ختم قرآن میں صرف اسی کو مستحب لکھا ہے کہ سورۃ بقرہ کی شروع کی آیات پر ختم کرے کہ یہ حدیث سے ثابت ہے اس کے سوائے متفرق جگہ آیتوں کو پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے **کما سیجئی عن شرح المنیة لان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال خیر الناس المال المرتحل ای الخاتم المفتتح انتهی** (۳) شرح منیہ کبیری فقط۔

چھٹی ہوئی تراویح وتر بعد پڑھ سکتا ہے

(سوال ۱۷۹۲) زید کہتا ہے کہ جس شخص کی بعض تراویح باقی ہوں وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے بعد وتر پڑھنے کے پھر تراویح باقی ماندہ کو پورا کرے۔ عمر کہتا ہے کہ پہلے تراویح باقی ماندہ کو پورا کرے پھر وتر پڑھے جب تک تراویح پوری نہ ہوں وتروں میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو۔ درمختار وغیرہ میں وقت تراویح بعد العشاء بیان کیا ہے۔ خواہ قبل وتر ہو خواہ بعد وتر۔ شارح ہدایہ نے اسی قول کی تصدیق کی ہے شامی میں بھی اسی قول کی تصدیق ہے۔ تحقیق مسئلہ کیا ہے۔

---

(۱) یجب الا ستماع للقراء ۃ مطلقا (درمختار) ای فی الصلاۃ وخارجها (ردالمحتار فصل فی القراء ۃ ج ۱ ص ۵۰۹ ط.س. ج۱ ص ۵۴٦) ظفیر.

(۲) عالمگیری میں سوال مذکور کا جواب عدم جواز لکھا ہے۔ الفاظ یہ ہیں امام یصلی التراویح فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لایجوز کذا فی محیط السرخسی، الفتوی علی ذالك کذا فی المضمرات (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۰۹ باب التراویح ط.س. ج۱ ص ۱۱٦) ظفیر. (۳) دیکھئے ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ فصل فی القرائۃ تحت قوله وان یقراء منکو سا الا اذا ختم الخ (ج ۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج۱ ص ۵۴۷) ظفیر.

(جواب) در مختار میں فلو فاته بعضها وقام الا مام الی الو تر اوتر معه ثم صلی ما فاته۔(۱) یعنی اگر بعض تراویح اس کی رہ گئی اور امام وتر کے لئے کھڑا ہو تو وتر امام کے ساتھ پڑھ لیوے بعد وتر کے باقی تراویح پوری کر لے اور نیز در مختار میں ہے ووقتها بعد صلوٰة العشاء الی الفجر قبل الوتر و بعده فی الا صح۔(۲) اس کا حاصل یہ ہے کہ وقت تراویح کا نماز عشاء کے بعد ہے فجر تک وتر سے پہلے اور پیچھے اصح مذہب میں پس جب کہ اصح ہونا اس کا معلوم ہوا تو اب جائے تردد کچھ نہیں۔ فقط۔

تراویح میں مقدار قراءت مسنونہ

(سوال ۱۷۹۳) یکم رمضان کو حافظ محراب سنانے کے لئے تیار ہوا۔ ایک مقتدی نے انکار کیا کہ ہم قرآن شریف نہیں سنتے امام و دیگر مقتدیان نے اسے جواب دیا کہ تم نہیں سنتے ہم سنیں گے۔ اس پر شخص اول نے کہا کہ چھوٹی سورتوں سے پڑھاؤ۔ شخص معترض توانا و تندرست ہے۔ اس صورت میں شرعاً کیا ارشاد ہے۔

(جواب) فقہاء نے ایسا لکھا ہے افضل اس زمانہ میں اس قدر پڑھنا ہے تراویح میں کہ مقتدیوں پر بھاری نہ ہو۔ پس شخص مذکور کے قول کو بھی اسی پر حمل کیا جاوے گا کہ مناسب مقتدیوں کے حال کے سورتوں سے تراویح کا پڑھنا ہے نہ یہ کہ قرآن شریف کے سننے سے انکار ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تراویح میں پورا قرآن ختم نہ کراؤ بلکہ سورتوں سے تراویح پڑھو تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ در مختار میں وفی فضائل رمضان للزاهدی افتی ابو افضل الکرمانی والوبری انه اذا قرأ فی التراویح الفاتحة وایة او ایتین لا یکره ومن لم یکن عالماً باهل زمانه فهو جاهل الخ۔(۳)

دس دس رکعت دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے

(سوال ۱۸۹٤) ایک مسجد میں خطیب امام مقرر ہے۔ تراویح اس قاعدہ سے پڑھاتے ہیں کہ عشاء کے فرض دوسرا شخص پڑھاتا ہے اور تراویح کی دس رکعت میں سوا پارہ حافظ صاحب پڑھتے ہیں باقی تراویح کو سورۃ سورۃ تراویح کی جماعت والوں میں سے ایک شخص پڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ حافظ صاحب دوسری مسجد میں جا کر وہی سوا پارہ دس رکعت تراویح میں پڑھاتے ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہ۔

(جواب) قال فی العالمگیریه امام یصلی التراویح فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لا یجوز کذا فی محیط السرخسی۔(۴) اس روایت سے معلوم ہوا کہ دس دس تراویح دو مسجدوں میں پڑھانا درست ہے مگر کچھ لینا بمعاوضہ قرآن شریف ختم کرنے کے درست نہیں ہے۔ کما ورد اقرؤوا والقران ولا تاکلوا به۔ فقط۔

مرد کی اقتداء عورتیں پردہ کے پیچھے کر سکتی ہیں

(سوال ۱۷۹۵) اگر کوئی امام نماز فرض یا تراویح پڑھاتا ہو اور مستورات کسی پردہ یا دیوار کے پیچھے فاصلہ سے

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح باب الوتر و النوافل جلد اول ص ۶۵۹ ط.س. ج۲ص ٤٤. ۱۲ ظفیر. (۲) ایضاً ج۱ ص ۶۵۹ .ط.س. ج۲ ص ٤٤. ۱۲.
(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر و النوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۲. ط.س. ج۲ص ٤۷. ۱۲ ظفیر. (٤) عالمگیری کشوری فصل فی التراویح جلد اول ص ۱۱۵ . ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۱۶. ۱۲ ظفیر.

مقتدی بن کر نماز پڑھیں تو عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور امام کی نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا۔

(جواب) ان مستورات کی نماز درست ہے۔(۱)

چار رکعت تراویح جس میں قعدہ اولیٰ نہیں کیا

(سوال ۱۷۹۶) اگر امام صلوٰۃ تراویح میں تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا اور چاروں رکعت پوری کرلی لیکن دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا۔ ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنے سے دو رکعت ہوں گی یا چار۔

(جواب) در مختار و شامی بیان تراویح میں اس کی تصریح ہے کہ ایسی صورت میں دو رکعت تراویح ہوتی ہیں فلو فعلها بتسليمة فان قعده لكل شفعة صحت بكراهة والا نابت عن شفع واحد به يفتى . قوله به يفتى . لم ارمن صرح بهذا للفظ هنا وانما صرح به في النهرعن الزاهدى فيما لو صلى اربعاً بتسليمة وقعدة واحدة الخ شامی ص ٤٧٤۔(۲) فقط

بسم اللہ کا تراویح میں جہراً پڑھنا کیسا ہے

(سوال /۱۷۹۷) اضلاع پشاور وغیرہ میں بوقت ختم تراویح کسی سورۃ کے اول میں بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جہراً نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے جہر ثابت نہیں اور جزو قرآن ہونا جہر کو مستلزم نہیں۔ حالانکہ علمائے ہندوستان ایک دفعہ جہر کرتے ہیں۔ اور فتاویٰ مولانا عبدالحی صاحب میں ایک بار جہراً پڑھنا مسنون لکھا ہے۔ اس کے جہر کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) جہر بسم الله الرحمن الرحيم ایک جگہ اس لئے ہے کہ وہ تمام قرآن کا جزء ہے۔ اور ایک بھی جہر نہ ہونے میں سامعین کا قرآن سننا پورا نہ ہوگا پس یہ بناء جہر کی معلوم ہوتی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ جزو قرآن شریف ہونا جہر کو مستلزم نہیں مگر چونکہ تمام قرآن شریف کا ختم تراویح میں مسنون ہے اس لئے جہر بالتسمیہ کو بھی سنت کہا گیا ہے۔(۳) فقط۔

ترویحہ میں تسبیحات سراً مناسب ہے

(سوال ۱۷۹۸) تراویح کی ہر چار رکعت میں جو تسبیح پڑھی جاتی ہے سبحان ذی الملك والملكوت الخ امام اور مقتدی جہراً پڑھیں یا سراً یا امام و مقتدیوں کے حکم میں کچھ فرق ہے۔

(جواب) تسبیح مذکور باخفاء پڑھنا بہتر ہے جہر کرنا خصوصاً جہر مفرط کرنا نہ چاہئے امام بھی باخفاء پڑھے اور مقتدی بھی باخفاء پڑھیں۔ کما فی الحدیث۔ یا ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم ولا غائباً الحديث (۴)

---

(۱) كما تكره امامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره لا محرم منه الخ اما اذا كان معهن واحد ممن ذكر او امهن في المسجد لا يكره (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ١ ص ٥٢٩ .ط.س.ج١ص٥٦٦) ظفير.

(۲) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ج ١ ص ٦٠٠ و ج ١ ص ٦٦١ ١٢ ظفير. (ص ٥٢٠ .ط.س.ج٢ص٤٦). (۳) وهي (اى البسملة) اية واحدة من القران كله (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ١ ص ٤٥٨ .ط.س.ج٢ص٤٩٠) ظفير. (٤) مشكوٰة المصابيح باب ثواب التسبيح الخ فصل اول ص ١٢.٢٠١ ظفير.

تراویح پر بخوشی حافظ کو نذرانہ دینا کیسا ہے

(سوال ۱۷۹۹) ایک مولوی صاحب بہت دیندار پرہیز گار حافظ قرآن ہیں وہ ہر سال رمضان میں ایک قصبہ کی مسجد میں جاکر نماز تراویح میں قرآن شریف سنایا کرتے ہیں پس بعد ختم کے مقتدی وغیرہ حسب مقدار بلا جبر وکراہ وبلا گفتگو حسبۃً للہ حافظ صاحب کو کچھ دیتے ہیں یعنی نقد روپیہ اور حافظ صاحب بھی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا مقصود اس مال اور کسب دینا نہیں ہے میرا مقصود تو ثواب اور ادائے سنت مؤکدہ ہے اور یاد داشت قرآن مجید ہے۔ روپیہ پیسہ ہونا نہ ہونا میرے نزدیک مساوی ہے۔ اور تفسیر عزیزی کی عبارت مندرجہ سوال سے جواز اجرت علی العبادت معلوم ہوتا ہے اس صورت میں شرعاً کیا ہے۔

(جواب) فقہاء نے یہ قاعدہ لکھ دیا ہے کہ **المعروف کالمشروط کذافی الشامی وغیرہ**۔ پس اگر ان حافظ صاحب کو معلوم ہے کہ ان کو قرآن شریف سنانے پر کچھ روپیہ ملے گا اور لینا دینا معروف ہے تو ان حافظ صاحب کو کچھ لینا قرآن شریف ختم کر کے درست نہیں ہے اور اس میں تالی وسامع دونوں ثواب سے محروم ہیں۔(۱) اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر اس حالت پر محمول ہے کہ اس عبادت پر کچھ لینا دینا معروف نہ ہوتا کہ کلام فقہاء اور ارشاد شاہ صاحب میں تعارض نہ ہو۔ فقط۔

کیا تراویح میں ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ جہراً پڑھنا چاہئے

(سوال ۱۸۰۰) ایک مولوی حافظ قرآن بھی ہیں اور قاری بھی ہیں وہ نماز تراویح میں ہر سورۃ پر بعد از فاتحہ بسم اللہ جہر سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں نہ کوئی قباحت ہے نہ کراہت۔ بالجہر پڑھنے کے ثبوت میں یوں فرماتے ہیں کہ تراویح میں جیسا کہ تکمیل قرآن قراءۃً مقصود اور سنت مؤکدہ ہے ویسا ہی تکمیل قرآن سماعۃً بھی مقتدیوں کے حق میں مقصود ہے لہٰذا تراویح میں جب تک بسم اللہ جہر سے ہر سورۃ نہ پڑھی جاوے گی اختلاف مقتدیوں کے حق میں رفع نہ ہوگا۔ اور اختلاف بھی مجتہدین ہی کا نہیں بلکہ ائمہ قراءۃ کا بھی ہے۔ آیا ہر سورۃ پر بعد از فاتحہ تراویح میں بسم اللہ جہر سے پڑھنا کیسا ہے۔ اور تسمیہ میں قاری حنفی کو اپنے ائمہ مجتہدین کا اتباع کر کے بالسر پڑھنا چاہئے یا ائمہ قراءۃ کے اتباع سے بالجہر پڑھنا چاہئے۔

(جواب) در مختار میں ہے **کما تعوذ سمی الخ سراً الخ قوله سراً الخ قال فی الکفایة عن المجتبی والثالث انه لا یجهر بها فی الصلوٰة عندنا خلافاً للشافعی وفی خارج الصلوٰة اختلاف الروایات والمشایخ فی التعوذ والتسمیة قیل یخفی التعوذدون التسمیة والصحیح انه لیتخیر فیهما ولکن یتبع امامه من القراء وهم یجهرون بهما الا حمزة فانه یخفیهما ا ه شامی ج ۱ ص ۳۲۹**۔(۲) جلد اول۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے اندر حنفیہ کے نزدیک باتفاق بسم اللہ کو سراً پڑھنا چاہئے اس میں حنفیہ میں سے کسی کا خلاف نہیں ہے اور اطلاق صلاۃ شامل ہے نماز فرض اور نفل وتراویح وغیرہ کو اور یہ بھی اس عبارت سے واضح ہوا کہ

---

(۱) وان القراءۃ لشئی من الدنیا لا تجوزوان الاخذ والمعطی اثمان لان ذالك یشبه الا ستیجار علی القراءۃ ونفس الاستیجار علیها لا یجوز فكذا ما اشبه الخ ولا ضرور فی جواز الا ستیجار علیٰ التلاوۃ (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب بطلان الوصه الخ ج ۱ ص ٦٨٧ ط.س. ج۲ ص۷۳) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة فصل ج ۱ ص ٤٥٧ ط.س. ج ۱ ص ۹۰-۱۲.۷ ظفیر.

اتباع امام من القراء خارج صلوٰۃ میں ہے نہ صلاۃ میں اور اس پر ہم نے اپنے اساتذہ علماء احناف کو پایا ہے فقط۔

ختم قرآن پر دوسری آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۰۱) رمضان شریف میں ختم قرآن میں حافظ صاحب انیس رکعتوں میں قران پاک ختم کرتے ہیں اور بیسویں رکعت میں الم سے مفلحون تک پڑھ کر اسی رکعت میں یہ آیات پڑھتے ہیں ان رحمة الله قريب من المحسنين. دعوٰهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها سلام الخ عما يصفون۔ تک پڑھ کر رکوع کرتے ہیں یہ جائز ہے یا بدعت۔

(جواب) یہ تو بعض روایات میں آیا ہے کہ ختم قرآن کے بعد الم سے شروع کر کے چند آیات مثل مفلحون تک پڑھ دیا جاوے اور فقہاء نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور یہ مستحب ہے۔(۱) اس کے سواء دیگر آیات کا اس وقت پڑھنا منقول نہیں ہے لہٰذا ترک کر دینا مناسب ہے۔ فقط۔

عورتوں کی جماعت تراویح

(سوال ۱۸۰۲) چند عورت حافظ قرآن مجید یہ چاہتی ہیں کہ تراویح میں قرآن مجید اپنی جماعت سے ختم کریں ان کا یہ فعل کیسا ہے۔

(سوال ۱۸۰۳/۲) عیدین کی نماز بھی چند عورتیں جماعت سے پڑھ سکتی ہیں یا نہیں۔ کیا عورت عورتوں کی امام بن سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) عورتوں کی جماعت اس طرح کہ عورت ہی امام ہو مکروہ ہے، خواہ تراویح کی جماعت ہو یا غیر تراویح کی سب میں عورت کا امام ہونا عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔(۲)

ایک ماہ کم پندرہ سال لڑکے کی امامت تراویح میں درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۰۴) جس لڑکے کی عمر یکم رمضان ۳۸ھ کو ۱۴ سال گیارہ ماہ کی ہوگی اس کو امامت تراویح جائز ہے یا نہیں۔ نیز وتر میں امامت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر لڑکے میں اور کوئی علامت بلوغ کی مثل احتلام وانزال کے نہ پائی جاوے تو پورے پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً وہ بالغ سمجھا جاتا ہے، پس جس لڑکے کی عمر یکم رمضان شریف کو ۱۴ سال ۱۱ ماہ کی ہو اس کی امامت تراویح اور وتر میں درست نہیں ہے کیونکہ صحیح مذہب حنفیہ کا یہی ہے کہ نابالغ کی امامت فرائض و نوافل اور واجب میں درست نہیں ہے۔(۳) کذا فی الدر المختار والشامی (البتہ اگر کوئی علامت بلوغ کی پائی جاتی ہو تو

---

(۱) ويكره الفصل بسورة قصيرة وان يقرأ منكوساً الا اذا ختم فيقرأ من البقرة (درمختار) قال في شرح المنية وفي الولوالجية من يختم القران في الصلاة اذا فرغ من المعوّذ تين في الركعة الا ولى يركع ثم يقراء في الثانية بالفاتحة وشئي من سورة البقرة لان النبي صلى الله عليه وسلم قال خير الناس الحال المرتحل اى الخاتم المفتتح اه (ردالمحتار فصل في القراءة ج ۱ ص ۵۱۰. ط.س. ج۱ ص۵۴۶) ظفير.

(۲) ويكره تحريما جماعة النساء ولو في التراويح (درمختار) افادان الكراهة في كل ما تشرع فيه جماعة الرجال فرضا او نفلا (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۸. ط.س. ج۱ ص۵۶۵) ظفير.

(۳) ولا يصح اقتداء رجل بامراء ة وخنثى وصبى مطلقا ولو في جنازة ونفل على الاصح (درمختار) والمختار انه لا يجوز في الصلوات كلها (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۹. ط.س. ج۱ ص۵۷۶) ظفير.

درست ہوگی۔(۱) (ظفیر)

ترویحہ میں صلوٰۃ بآواز بلند پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۰۵) نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر چند منٹ صلوات پکارا جاتا ہے۔ عند الحنفیہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھنا اور تسبیح و تہلیل اور درود شریف وغیرہ پڑھنا مستحب ہے۔ ہر ایک تسبیح و تہلیل وغیرہ پڑھتا رہے، مل کر اور آواز ملا کر پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ یہ اچھا نہیں ہے۔ فقط۔

تراویح میں دو ۲ دو ۲ کی نیت کرنی چاہئے

(سوال ۱۸۰۶) تراویح میں دو دو کی نیت کرے یا چار چار کی۔

(جواب) تراویح میں دو دو رکعت پر سلام پھیرنا بہتر ہے۔ کما فی الدر المختار۔(۲) فقط۔

تراویح میں سجدہ تلاوت رکوع سے ادا ہو جائے گا یا نہیں

(سوال ۱۸۰۷) اگر تراویح میں ختم رکوع پر سجدہ تلاوت آوے تو رکوع میں سجدہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔ اور جو شخص خارج نماز سجدہ تلاوت کرے تو سجدہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔

(جواب) رکوع میں اگر نیت سجدہ کی کرلے تو سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے(۳) اور سجدہ میں بلا نیت کے بھی ادا ہو جاتا ہے۔(۴) فقط۔ (تراویح میں سجدہ تلاوت رکوع میں نہیں کرنا چاہئے ظفیر۔)

بسم اللہ کا جہر سے پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۰۸) کیا کوئی روایت ابن مسعودؓ سے ہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کے ساتھ نازل ہوئی ہے احتیاطاً تراویح میں جہر کے ساتھ ہر سورۃ پڑھی جاوے علاوہ بسم اللہ کے۔ اگر جہر سے پڑھا تو گنہگار ہوگا۔

(جواب) اکثر روایات میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قراءۃ الحمد سے شروع فرماتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کا جہر نہ فرماتے تھے۔ یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا۔ پس ہر ایک سورۃ کے ساتھ جہر نہ کرنا چاہئے۔ صرف تمام قرآن شریف میں ایک دفعہ کسی سورۃ میں جہر سے پڑھ دیوے۔(۵) والتفصیل فی کتب الفقہ۔ فقط۔

نماز تراویح چار رکعت کے نیت سے پڑھی جائے تو قعدہ اولیٰ و درود وغیرہ کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۰۹) تراویح میں اگر چار رکعت کی نیت کی جائے تو قعدہ اولیٰ میں بعد تشہد کے درود شریف اور رکعت

---

(۱) ويجلس ندبا بين كل اربعة بقدرها وكذا بين الخا مسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراء ة وسكوت وصلاة فرادى (الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح ج۱ ص ٦٦١ .ط.س. ج۲ص٧٦) ظفير.

(۲) وهي عشرون ركعة بعشر تسليمات فلو فعلها بتسليمة فان قعد بكل شفع صحب بكراهة والا نابت عن شفع واحدبه يفتى (الدرالمختار على هامش ردالمحتار مبحث التراويح ج ۱ ص ٦٦٠ .ط.س. ج۲ص٤٥) ظفير.

(۳) وتو دى بركوع صلاة اذا كان الركوع على الفور من قراء ة اية اواٰيتين وكذا لثلاث على الظاهر كما في البحر ان نواه اى كون الركوع لسجود التلاوة على الراجح تودى بسجود كذالك اى على الفور وان لم ينوالخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۷۳۳ .ط.س. ج۲ص۱۱۱) ظفير

(٤) ولو تلاها فى الصلاة سجدها فيها لا خارجها كما مر (ايضاً ج ۱ ص ۷۲۲ .ط.س. ج۲ص۱۱۰) ظفير.

(٥) وكما تعوذ سمى الخ سرا (در مختار) قال فى الكفاية عن المجتبى والثالث انه لا يجهر بها فى الصلاة عندنا الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة فصل ج ۱ ص ٤٥٧ .ط.س. ج۱ص٤٩٠) ظفير.

ثالث میں قبل فاتحہ ثناء پڑھنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) چاہئے کما فی الدر المختار. وفی البواقی من ذوات الا ربع یصلی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذالخ۔(۱) تراویح اگر چہ سنت مؤکدہ ہے لیکن چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ بخلاف ظہر کی چار رکعت سنت کے کہ ان کا ایک سلام سے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور تراویح میں افضل دو دو رکعت پر سلام پھیرنا ہے۔ درمختار میں ہے التراویح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين الخ وهی عشرون ركعة بعشر تسليمات الخ۔(۲) فقط۔

تیس سال کی عمر والے کے پیچھے تراویح بلا کراہت درست ہے

(سوال ۱۸۱۰) ایک حافظ کے ڈاڑھی مونچھ نہیں ہے اور ان کی عمر ۳۰ سال کی ہے۔ ان کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ نماز بلا کراہت ان کے پیچھے صحیح ہے۔(۳) فقط۔

تراویح میں آٹھ رکعت والی حدیث راجح ہے یا بیس والی

(سوال ۱۸۱۱) رکعات تراویح میں ہر دو احادیث کا مقابلۃً کیا حال ہے۔ آٹھ رکعت والی حدیث جو کتاب قیام اللیل امام محمد بن نصر مروزی میں ہے اور بیس رکعات مصنف ابن ابی شیبہ عام مشہور ہے۔

(جواب) بیس رکعت تراویح والی حدیث امت مرحومہ نے معمول بہ ٹھہرائی ہے۔ لہذا وہی اولیٰ بالعمل ہے اور سنت بیس تراویح ہیں۔(۴) فقط۔

(ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بیس رکعات سے کم تراویح نہیں ہے بیس یا اس سے زیادہ رکعتیں ہیں، آٹھ رکعتوں پر عمل صرف ہندوستان کے غیر مقلدوں کا ہے اور وہ بھی صرف سو سال سے ورنہ ساری امت میں بیس یا زیادہ رکعتوں پر عمل جاری رہا اور اب بھی ہے۔ ظفیر۔)

دوکانوں میں تراویح پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۱۲) کسی بازار کے مصلی محض کاروبار کے نقصان کا اندیشہ خیال کر کے الگ الگ جماعت تراویح کریں یہ فعل ان کا کیسا ہے۔

(جواب) نماز تراویح مسجد میں پڑھنا اور ختم تراویح مسجدوں میں سننا سنت ہے بلا عذر مسجد میں نہ جانا اور دوکانوں پر

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳. ط.س. ج۲ص۱۶. ۱۲ ظفیر.

(۲) ایضاً مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۰. ط.س. ج۲ص۴۳. ۱۲ ظفیر.

(۳) سئل العلامة الخ عن شيخ بلغ من السن عشرين سنة وتجاوز حد الا نبات ولم ينبت عذاره فهل يخرج بذالك من حدالامردية الخ فاجاب بالجواز من غير كراهة وناهيك به قدوة (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ۵۲۵. ط.س. ج۱ص۵۶۲) ظفیر.

(۴) التراويح سنة مئوكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين الخ هی عشرون ركعة بعشر تسليمات الخ (در مختار) وهی عشرون ركعة هو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقاوغربا (ردالمحتار مبحث التراويح ج۱ص ۶۶۰. ط.س. ج۲ص۴۳) اس مسئلہ کے لئے دیکھا جاوے رسالہ رکعات تراویح۔ مصنفہ شیخ الحدیث حضرت الاستاذ مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی۔ شائع کردہ مفتاح العلوم مئوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ ۱۲ ظفیر۔

تراویح پڑھنا ترک سنت ہے۔(۱) فقط۔

جس کی تراویح رہ گئی ہو وہ پہلے وتر جماعت سے پڑھ لے پھر تراویح پڑھے

(سوال ۱۸۱۳) شخصے کہ از بعض تراویح فوت شدہ بود و در بعض آں اقتداء بامام کرد چوں امام برائے خواندن وتر برخاست شخص مذکور را بناء بر مذہب حنفی چہ حکم است آیا اولاً وتر بدیں امام بر خواند وبعد ازاں تراویح فائتہ را۔ یا نخستین تراویح متروکہ بخواند وبعد ازاں وتر را تنہا ادا نماید ازیں دو صورت اولیٰ وافضل کدام است۔

(جواب) جواب اصل سوال این است کہ بصورت مذکورہ شخص مذکور اولاً وتر بجماعت گزارد وبعد ازاں تراویح باقیماندہ اداء نماید لکی تحصل له فضيلة جماعة الوتر فی رمضان كما رجحه الكمال وعليه عملنا وعمل مشائخنا وقال فی ردالمحتار فی شرح قول الدر المختار وهل الا فضل فی الوتر الجماعة ام المنزل تصحيحان) رجحه الكمال الجماعة بانه صلى الله عليه وسلم كان اوتر بهم ثم بين العذر فی تاخره مثل ما صنع فی التراويح فالو تر كالتراويح فلما ان الجماعة فيها سنة فكذالك الوتر .بحروفی شرح المنية والصحيح ان الجماعة فيها افضل الخ۔(۲) فقط

کیا بعد تراویح اور بعد ختم قرآن دعا مکروہ ہے

(سوال ۱۸۱٤) فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ تراویح میں اور ختم قرآن کے وقت دعا مکروہ ہے۔

جماعت سے ختم قرآن پر دعا

(سوال ۱۸۱۵/۲) جماعت کے ساتھ قرآن ختم ہونے کے وقت دعا مکروہ ہے اس واسطے کہ اس طرح دعا کرنا رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں۔ یہ دونوں مسائل صحیح ہیں یا نہیں۔

(جواب) صحیح یہ ہے کہ ختم قرآن کے بعد اور ہمیشہ نماز تراویح کے بعد دعا مسنون و مستحب ہے اور حدیث میں ہے کہ یہ وقت اجابت دعا کا ہے اس لئے معمول ہمارے اکابر کا اور مشائخ کا دعا بعد التراویح وبعد الختم ہے۔(۳) فقط

(۱) والجماعة فيها سنة على الكفاية فی الا صح فلو تركها اهل مسجد اثموا، لا لو ترك بعضهم وكل ما شرع بجماعة فالمسجد فيه افضل (الدر المختار وان صلى احد فی البيت با لجماعة لم ينالوا فضل جماعة المسجد ردالمحتار مبحث التراويح ج۱ ص ٦٦٠.ط.س.ج۲ص٤٥) ظفير.

(۲) ردالمحتار مبحث التراويح قبيل باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ٦٦٤ وج۱ ص ٦٦٥).ط.س.ج۲ص٤٨.١٢ ظفير.

(۳) عن معاذ بن جبل قال اخذ بيدى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انی لا حبك فقلت انا احبك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تدع ان تقول في دبر كل صلوٰة رب اعنی على ذكرك الخ (مشكوٰة ص۸۸) عن ابى امامة قال قيل يا رسول الله ای الدعاء اسمع قال جوف الليل الا خر و دبر الصلوٰة المكتوبات رواه الترمذی (ايضاً ص ۸۹) ظفير.

ہر ترویحہ میں دعا مسنون ہے یا مستحب

(سوال ۱۸۱۶) ہر چوتھی تراویح کے بعد دعا مانگنی جائز ہے کہ مسنون۔

(جواب) تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد دعا مانگنا تسبیح و تہلیل و درود شریف پڑھنا جائز اور مستحب ہے جو کچھ کرے بہتر ہے کسی خاص امر کی ضرورت اور تخصیص نہیں ہے(۱) لیکن تسبیح جیسے سبحان ذی الملک والملکوت الخ یا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ پڑھتے رہنا زیادہ اچھا ہے اور معمول اکابر ہے۔(۲) فقط۔

یہ کہنا غلط ہے کہ جو عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ تراویح بھی نہ پڑھے

(سوال ۱۸۱۷) زید کہتا ہے کہ جو لوگ بوجہ عذر شرعی کے روزہ نہیں رکھتے وہ نماز تراویح ضرور پڑھیں ان کو ثواب ضرور ہوگا۔ بکر کہتا ہے کہ شخص معذور یا غیر معذور جو روزہ نہ رکھے وہ تراویح بھی نہ پڑھے بلکہ جو روزہ نہ رکھے ایسے شخص کا تراویح پڑھنا الٹا عذاب ہے۔ ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے۔

(جواب) زید کا قول صحیح ہے بکر غلط کہتا ہے۔(۳) فقط۔

آنحضرت صلعم نے تراویح کے رکعت پڑھیں

(سوال ۱۸۱۸) آنحضرت ﷺ نے اخیر میں تراویح کے رکعت پڑھی ہیں۔

(جواب) بیس تراویح پر اجماع ہے اور احادیث سے ثابت ہے پس بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہئے۔(۴) فقط (آنحضرت ﷺ نے بھی بیس رکعت تراویح پڑھی۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ یصلی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر راوی عبداللہ بن عباس ہیں۔ ظفیر)

کیا ترویحہ میں نصیحتوں کا پڑھ کر سنانا درست ہے

(سوال ۱۸۱۹) کیا تراویح کے ترویحہ میں بجائے تسبیح کے لقمان کی نصیحتیں۔ تذکرہ دربیان ادب استاد و ذکر دوزخ و بہشت وغیرہ وغیرہ کا بیان درست ہے۔

(جواب) یہ بھی درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ وقت تسبیح وغیرہ میں گذارے۔(۵) فقط

ختم تراویح کے دن الم مفلحون کے بعد بعض دوسری آیتوں کا پڑھنا ثابت نہیں ہے

(سوال ۱۸۲۰) اکثر حافظ بروز ختم قرآن شریف در صلوٰۃ تراویح بعد ھم المفلحون کے مختلف آیات مثل انا للہ وانا الیہ راجعون ○ وان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین وغیرہ پڑھتے ہیں اس کا شرعاً ثبوت

---

(۱) ویستحب الجلوس بین الترویحتین قدر ترویحۃ الخ ثم ھم مخیرون فی حالۃ الجلوس انشاء واسبحوا ان شاؤا قعدوا ساکتین. (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۱۴ .ط. ماجدیہ ج۱ ص ۱۱۶) ظفیر.

(۲) یجلس ندبابین کل اربعۃ بقدر ھا وکذا بین الخامسۃ والو ترویخیرون بین تسبیح وقرأوسکوت وصلاۃ فراوی (درمختار) قولہ بین تسبیح قال القھستانی فیقال ثلاث مراقسبحان ذی الملک والملکوت الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۱ .ط.س.ج. ۲ ص ۴۶) ظفیر. (۳) تراویح کے لئے روزہ شرط نہیں ہے۔ التراویح سنت مؤکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین للرجال والنساء اجماعا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث فی التراویح ج ۱ ص ۶۵۹ .ط.س.ج. ۲ ص ۴۳) ظفیر. (۴) وھی عشرون رکعۃ حکمتہ مساواۃ المکمل بعشر تسلیمات ھو قول الجمھور وعلیہ عمل الناس شرقاو غربا (ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۰ .ط.س.ج. ۲ ص ۴۵ ظفیر. (۵) ویجلس ندبا بین کل اربعۃ بقدر ھا وکذا بین الخامسۃ والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراء ت وسکوت وصلاۃ فرادی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار مبحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۶۱ .ط.س.ج. ۲ ص ۴۶) ظفیر.

ہے یا نہیں۔

(جواب) فقہاء نے صرف اس قدر لکھا ہے الا اذا ختم فیقرء من البقرة الخ (در مختار) وفی الشامی قال فی شرح المنیر و فی الو لو الجیه من یختم القران فی الصلوٰۃ اذا فرغ من المعوذ تین فی الرکعة الاولیٰ یرکع ثم یقرأ فی الثانیة بالفاتحة وشئی من سورة البقرة لان النبی صلی الله علیه وسلم قال خیر الناس الحال المرتحل ای الخاتم المفتتح الخ ۔(۱) پس ماسوا اس کے ثابت نہیں ہے لہذا اس پر اصرار کرنا بدعت ومکروہ ہے۔ فقط۔

کیا تراویح کے لئے امام مقرر کرنا درست نہیں ہے

(سوال ۱۸۲۱) جس طرح پنج وقتہ نمازوں کے لئے امام کو مقرر کیا جاتا ہے اسی طرح ماہ رمضان میں تراویح کے لئے امام مقرر کرنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ الا مور بمقاصد ھا اور یہ بھی ہے المعروف کا لمشروط۔ پس اگر کسی حافظ کو ختم قرآن شریف کے لئے تراویح کا امام بنایا جاوے تو ظاہر ہے کہ اس سے مقصود امامت نہیں ہے بلکہ قرآن شریف کا ختم ہے لہذا اس پر جو کچھ اجرت دی لی جاوے گی وہ ختم قرآن شریف کی وجہ سے ہے نہ بوجہ امامت محضہ کے۔ پس حسب قاعدہ لا یجوز اخذ الا جرۃ علی قراۃ القران تراویح میں ختم قرآن پر اجرت لینا دینا جائز نہ ہوگا۔ قال فی ردالمحتار. وقال العینی فی شرح الهدایه ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی اثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قرأة الا جزاء بالا جرۃ لا یجوز الخ.(۲) شامی ص ۳۵ جلد خامس۔ فقط۔

(بلا اجرت مقرر کرنا امام تراویح کا درست وافضل ہے۔ البتہ اجرت پر جائز نہیں۔ ظفیر)

غیر مقلد کے پیچھے حنفی اگر تراویح پڑھیں تو بقیہ رکعات کب پوری کریں وتر کے پہلے یا بعد

(سوال ۱۸۲۲) اگر امام غیر مقلد ہو اور تراویح بیس رکعت کی بجائے آٹھ رکعت پڑھائے تو حنفیہ کو کس طرح سے بقیہ تراویح پوری کرنی چاہئے آیا وتر امام کے ساتھ پڑھ کر تراویح بقیہ پوری کریں یا وتر چھوڑ کر تراویح پوری کرنے کے بعد۔

(جواب) بقیہ تراویح بعد وتر کے پڑھ سکتے ہیں اور ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ وتر امام کے ساتھ نہ پڑھیں بعد پورا کرنے تراویح کے پڑھیں۔(۳) فقط۔

ایک ختم سے زیادہ پڑھنا تراویح میں کیسا ہے

(سوال ۱۸۲۳) تراویح میں حافظ قرآن جو تین چار ختم پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے۔ سنت مؤکدہ صرف ایک ختم ہے باقی کا کیا حکم ہوگا۔ نیز اگر ایک حافظ چند مساجد میں ختم پڑھے تو کیا حکم ہوگا اور دوسری مسجد والوں کو ثواب ختم کا ہوگا یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار فصل فی القراۃ قبیل باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج.۱ص۵۴۷ .۱۲ ظفیر.(۲) ردالمحتار کتاب الا جارۃ مطلب الاجارۃ فی الطاعة ج ۵ ص ۴۷ .ط.س.ج.۲ص۵۶ .۱۲ ظفیر.(۳) والا صح ان وقتها بعد العشاء الی اخر اللیل قبل الوتر وبعده لا نها نوافل سنت بعد العشاء (هدایه باب النوافل فصل قیام رمضان ج ۱ ص ۱۳۴) ظفیر.

(جواب) در مختار میں ہے والختم مرۃً سنۃ ومرتین فضیلۃ ثلاثاً افضل الخ۔(۱) اور دوسری مسجد میں بھی دوسرا ختم درست ہے اور دوسری مسجد والوں کو سنت ختم کا ثواب حاصل ہوگا۔ فقط۔

دوسری رکعت میں بھول کر کھڑا ہو گیا۔ پھر یاد آیا تو کیا کرے

(سوال ۱۸۲۴) اگر تراویح کی رکعت ثانیہ میں بجائے بیٹھنے کے کھڑا ہو گیا بعد میں یاد آیا تو کیا کرے۔

(جواب) سجدہ سے پہلے پہلے اگر یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرے واما النفل فیعود مالم یقیدہ بالسجدۃ۔(۲) فقط۔

سجدہ تلاوۃ سجدہ نماز سے ادا ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۲۵) اگر امام نے تراویح میں سجدہ تلاوۃ سجدہ صلوٰۃ کے ساتھ ادا کیا یعنی تین سجدے کئے تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) نماز میں جس وقت آیۃ سجدہ کو تلاوۃ کرے اسی وقت سجدہ تلاوت کر لینا چاہئے اور اگر مؤخر کیا اور نماز کے سجدوں کے ساتھ کیا تو سجدہ سہو لازم ہے اور بعد سجدہ سہو کے نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ولذا کان المختار وجوب سجود السہو لو تذکرھا بعد محلھا الخ شامی باب سجود التلاوۃ الخ(۳) فقط۔

(قصداً سجدہ تلاوت کا مؤخر کرنا درست نہیں ہے۔ آیت سجدہ کے فوراً بعد یا زیادہ سے زیادہ تین آیت بعد سجدہ تلاوت کر لینا ضروری ہے ورنہ گناہگار ہوگا۔ فعلی الفور لصیرورتھا.

جزءاً منھا ویاثم بتاخیرھا (در مختار) فوجب ادائھا مضیقا کما فی البدائع ثم تفسیر الفور عدم طول المدۃ بین التلاوۃ والسجدۃ بقراءۃ اکثر من ایتین اوثلاث حلیہ (ردالمحتار . باب سجود التلاوۃ ج ۱ ص ۷۲۲ ظفیر)

کیا تراویح لمبی نہیں ہونی چاہئے

(سوال ۱۸۲۶) ایک شخص جماعت تراویح میں یہ اعتراض کرتا ہے کہ لوگ دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں اس لئے امام کو اتنی لمبی رکعتیں نہ کرنی چاہئے تو امام کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) امام کو قرأۃ ہلکی ہی کرنی چاہئے۔ البتہ ایک دفعہ ختم قرآن شریف تراویح میں ہو جانا سنت ہے۔ ایک ایک پارہ روز ہو جایا کرے اس سے کم نہ ہو۔(۴) فقط۔

تراویح کی چار رکعت کے بعد کیا کرے

(سوال ۱۸۲۷) تراویح میں بعد چار رکعت کے جو جلسہ کرتے ہیں اس جلسہ میں تسبیح پڑھنی چاہئے یا ساکت بیٹھا رہے اور ہر جلسہ میں بعد تسبیحات کے دعا مانگنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔ بعض جگہ اس کا رواج ہے کہ ہر جلسہ

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث فی التراویح ج ۱ ص ۶۶۲.ط.س.ج۲ص ۴۶.۱۲ ظفیر.(۲) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب سجود السہو ج۱ ص ۶۹۶.ط.س.ج۲ص ۸۳.۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب سجود التلاوۃ ج ۱ ص ۷۲۲.ط.س.ج۲ص ۱۱۰ ۱۲ ظفیر.(۴) والختم مرۃ سنۃ ومرتین فضیلۃ وثلاثا افضل ولا یترک الختم لکسل القوم لکن فی الاختیار الا فضل زماننا قدر ما لا ثقل علیھم واقراہ المصنف وغیرہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مبحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۶۲. ط.س. ج۲ص ۴۶.) ظفیر.

میں تسبیح کے بعد دعا ضرور مانگتے ہیں۔ اور تارک پر ملامت کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

(جواب) تسبیحات جو ماثور ہیں پڑھیں خاموش نہ رہیں اور ہر ترویحہ میں دعا مانگنا ضروری نہیں ہے۔ (۱) اور جب کہ اس کو ضروری سمجھا جاوے اور تارک پر ملامت ہو تو پھر ترک کرنا لازم ہے۔ کما صرح به الفقهاء ۔ (۲) فقط۔

تراویح کی پہلی رکعت میں بیٹھنے لگا، مگر اشارہ پاکر کھڑا ہو گیا، کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۲۸) امام تراویح کی پہلی رکعت میں کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھنے کا قصد کرتا تھا کہ پیچھے سے اشارہ کیا گیا اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا، دو رکعت پوری ہونے کے بعد سلام پھیرا سجدہ سہو نہیں کیا نماز ہوئی یا نہ اگر نہیں ہوئی تو علم ہونے پر بجماعت ادا کرے یا تنہا۔

کیا سجدہ سہو ہوگا

(سوال ۱۸۲۹/۲) کیا ایسی صورت میں سجدہ سہو لازم ہے

ذرا سا بیٹھا پھر کھڑا ہو گیا تو کیا سجدہ واجب ہے

(سوال ۱۸۳۰/۳) امام بیٹھنے کے ارادہ سے اللہ اکبر کہتا ہے۔ مقتدی نے بصورت نشست دیکھتے ہوئے باآواز بلند اللہ اکبر کہا امام فوراً دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اس وقفہ میں کوئی کلمہ التحیات کا بھی زبان سے نہیں نکالا، اس وقفہ سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔

پہلی اور تیسری رکعت میں کتنی دیر بیٹھنے سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے

(سوال ۱۸۳۱/۴) اگر پہلی اور تیسری رکعت میں سہواً کھڑا ہو جاوے تو کتنے وقفہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا

جلسہ استراحت سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا

(سوال ۱۸۳۲/۵) جلسہ استراحت کرنے سے سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی اور اعادہ کی ضرورت نہ تھی اور سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہوا کیونکہ ایک رکعت کے بعد اگر کسی قدر بیٹھ کر کھڑا ہو جاوے تو اس کو بھی فقہاء نے جائز لکھا ہے چہ جائے کہ محض ارادہ بیٹھنے کا کیا ہو اور پورے طور پر بیٹھا بھی نہ ہو کہ کھڑا ہو گیا تو اس صورت میں نہ سجدہ سہو لازم ہے نہ اعادہ نماز کی ضرورت ہے۔ شامی میں ہے۔ هذا اذا كانت القعدة طويلة اما الجلسة الخفيفة التى استحبها الشافعى فتركها غير واجب عند نابل هو الا فضل الخ۔ (۳)

(۱) نماز ہو گئی۔ (۲) نہیں آتا۔ (۴) (۳) اس قدر وقفہ سے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ (۵)

---

(۱) يجلس ندبا بين كل اربعة وكذا بين الخامسة والوتر ويخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلاة فرادى (درمختار) قوله بين تسبيح قال القهستانى فيقال ثلاث مرات سبحان ذى الملك والملكوت سبحان ذى العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملك الحى الذى لا يموت سبوح قدوس رب الملائكة والروح لا اله الا الله نستغفر الله نسالك الجنة ونعوذ بك من النار كما فى منهج العباد ا ه (ردالمحتار مبحث صلوٰة التراويح ج ۱ ص ٦٦١ . ط.س. ج۲ص ٤٦) ظفير.

(۲) قال الطيبى من اصر على امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال (مرقاة المفاتيح ج ۲ ص ۱٤) ظفير. (۳) ردالمحتار باب صفة الصلاة قبيل مطلب مهم فى تحقيق متابعة الامام ج ۱ ص ٤٣٨ . ط.س. ج۱ ص ٤٦٩ ۱۲ ظفير.

(٤) ايضاً. ط.س. ج۲ ص ٤٦٩

(٥) ايضاً. ط.س. ج۲ ص ٤٦٩

(۴) طویل قعدہ سے سجدہ سہو لازم آتا ہے جیسے بقدر التحیات پڑھنے کے مثلاً یا اس کے قریب ہو باقی جلسہ خفیفہ سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔(۱)

(۵) اس سے سجدہ سہو لازم نہ آوے گا۔(۲) فقط۔

بعض آیتوں کے بعد تراویح میں بعض کلمات

(سوال ۱۸۳۳) نماز تراویح میں حافظ صاحب بعض سورتوں کے اختتام پر نماز ہی میں بعض الفاظ غیر قرآنیہ عربی میں پڑھتے تھے مثلاً سورہ مرسلات کی آخری آیت فبای حدیث بعدہ یؤمنون کے بعد امنا باللہ کہتے تھے اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ اس قسم کی دعاؤں کی نماز میں پڑھنے کو منع فرماتے ہیں۔ لیکن اگر نوافل میں ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور تراویح بھی فاسد نہ ہوگی۔(۳) فقط۔

ایک شخص تراویح میں ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ جہر سے پڑھتا ہے کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۳۴) زید صلوٰۃ تراویح میں ہر سورۃ کے شروع میں بسم اللہ جہر سے پڑھتا ہے۔ شرعی حکم کیا ہے۔

(جواب) حنفیہ کے نزدیک نماز میں بسم اللہ کا جہر نہیں ہے اخفاء سنت ہے تراویح ہو یا غیر تراویح البتہ خارج عن الصلوٰۃ جہر واخفاء میں اتباع اپنے امام کا قراء میں سے کرے۔ شامی میں ہے والثالث انہ لا یجھر بھا فی الصلوٰۃ عند نا خلافاً للشافعی وفی خارج الصلوٰۃ اختلاف الروایات والمشائخ فی التعوذو التسمیۃ قیل یخفی التعوذدون التسمیۃ والصحیح انہ یتخیر فیھما ولکن یتبع امامہ من القراء وھم یجھرون بھما الا حمزۃ فانہ یخفیھما الخ(۴) شامی باقی اگر کوئی شخص نوافل میں باتباع اپنے امام کے قراء میں سے جہر کرلے تو اس پر طعن نہ کرنا چاہئے۔ فقط۔

ہر ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۳۵) تراویح کے ہر ترویحہ میں بعد تسبیح وتہلیل کے امام اور مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا یا صرف مقتدی کا ہاتھ اٹھا کر ہر ترویحہ میں دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں۔ یا بعد ختم تراویح کے دعا مانگنا چاہئے۔

ترویحہ کے بعد دعا سے روکا جائے یا نہیں

(سوال ۱۸۳۶/۲) جو حافظ برابر عادۃً ہر ترویحہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہو اس کو ممانعت بالجہر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) وکذا القعدۃ فی اخر الرکعۃ الاولیٰ والثالثۃ فیجب ترکھا ویلزم من فعلھا ایضاً تاخیر القیام الی الثانیۃ او الرابعۃ عن محلۃ وھذا اذا کانت القعدۃ طویلۃ اما الجلسۃ الخفیفۃ التی استحبھا الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فترکھا غیر واجب عند نابل ھو الافضل کما سیاتی (ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ قبیل مطلب مھم فی تحقیق متابعۃ الامام ج ۱ ص ۴۳۸ .ط.س.ج۱ص۴۶۹) ظفیر. (۲) ایضاً ۱۲ ظفیر. (۳) والمؤتم لایقرأ مطلقا الخ بل یستمع اذا جھر وینصت اذا اسر الخ وان قرأ الامام ایۃ ترغیب و ترھیب وکذا الامام لا یشتغل بغیر قران وما ورد حمل علی النفل منفردا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراۃ ج۱ ص ۵۰۹ .ط.س.ج۱ص۵۴۴) ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ فصل ج ۱ ص ۴۵۷ .ط.س.ج۱ص۴۹۰. ۱۲ ظفیر.

کیا دعا مانگنا منع ہے

(سوال ۳/۱۸۳۷) اگر کوئی حافظ ترویحہ میں دعا بایں خیال مانگتا ہو کہ اس کا ثبوت نہیں ہے۔ اس سے مقتدیوں کا فرمائش کرنا دعا ضرور مانگیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حافظ کا خلاف امر متقدیان کرنا موجب عدم جماعت تراویح وباعث رنجش عوام ہے تو ایسی صورت میں حافظ موصوف کو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) تراویح کے ہر ایک ترویحہ میں تسبیح و تہلیل وغیرہ ادعیہ ماثورہ کا پڑھنا منقول ہے۔(۱) اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا صرف بعد ختم جملہ تراویح یعنی بست ۲۰ رکعت معمول ہے پس ایسا ہی کرنا چاہئے کما ورد ما راہ المومنون حسناً فھو عنداللہ حسن۔

(۲) ظاہر یہ ہے کہ اس کو تشدد سے منع نہ کیا جاوے۔

(۳) حافظ موصوف کو اس صورت میں مقتدیوں کا کہنا ماننا ضروری نہیں ہے اور نہ مقتدیوں کو اپنے امام کو ایسا حکم کرنا چاہیے کیونکہ امام متبوع ہوتا ہے نہ تابع۔ کما ورد فی الحدیث انما جعل الا مام لیوتم بہ۔(۲) الحدیث۔ فقط۔

تراویح سنت رسول ہے یا سنت خلفاء راشدین ہے

(سوال ۱۸۳۸) نماز تراویح سنت رسول اللہ ﷺ ہے یا حضرت عمرؓ کی ایجاد ہے۔

(جواب) نماز تراویح سنت ﷺ اور سنت خلفائے راشدین ہے۔(۳)

تراویح میں سجدہ سہو لازم آئے تو کر سکتا ہے

(سوال ۱۸۳۹) اگر تراویح میں ایسا سہو ہو جاوے جس سے سجدہ سہو واجب ہو تو سجدہ سہو کر سکتے ہیں یا نہیں۔

یہ کہنا غلط ہے کہ تراویح میں سجدہ سہو نہیں

(سوال ۲/۱۸۴۰) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تراویح میں سجدہ سہو ہے ہی نہیں۔ کیا یہ صحیح ہے۔

(جواب) (۱) ترک واجب سے جس طرح تمام نمازوں میں سجدہ سہو لازم ہے تراویح میں بھی لازم ہے۔(۴)

(۲) صحیح نہیں ہے۔ فقط۔

کیا نماز تراویح ایک سلام سے جائز ہوگی

(سوال ۱۸۴۱) رمضان میں تراویح کی نماز ایک سلام سے جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ویجلس بین کل اربعة وکذا بین الخامسة والوتر، ویخیرون بین تسبیح وقراة وسکوت وصلاة فرادی (درمختار) قوله بین تسبیح قال القهستانی فیقال ثلاث مرات سبحان ذی الملك والملکوت الخ (ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۱ ۔ط.س. ج۲ص۴۶) ظفیر.

(۲) مشکوٰة باب ما علی الماموم من المتابعة فصل اول ص ۱۰۱ ۱۲ ظفیر.

(۳) التراویح سنة مئوکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین (درمختار) ای اکثرهم لان المواظبة وقعت فی اثناء خلافة عمر رضی الله عنه ووافقه علی ذالك عامة الصحابة و من بعد هم الی یومنا هذا بلا نکیر وکیف لا وقد ثبت عنه صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضو ابا لنواجذ کما رواه ابو دائود بحر (ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۵۹ ۔ط.س. ج۲ص۴۳) ظفیر.

(۴) والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۵ ۔ط.س. ج۲ص۹۲) ظفیر.

(جواب) تراویح اگر ایک سلام سے اس طریقہ پر پڑھی جائیں کہ ہر شفعہ کے بعد قعود بھی نہیں کیا تو پھر یہ تمام رکعتیں ایک شفع کے قائم مقام ہوں گی۔ اور اگر ہر شفعہ پر قعود کیا ہے تو اگرچہ اس طرح تراویح ادا ہو جاتی ہیں لیکن یہ فعل کراہت سے خالی نہیں۔ سنت یہی ہے کہ بیس رکعات دس تسلیمات کے ساتھ ادا کی جائیں۔ در مختار میں ہے وهي عشرون ركعة بعشر تسليمات فلو فعلها بتسليمةٍ فان قعد لكل شفع صحت بكراهة والا نابت عن شفع به يفتي الخ۔(۱) در مختار مع الشامي جلد اول ص ٤٧٤ وفي البحر لا يخفى ما فيه لمخا لفة المتوارث مع تصريحهم بكراهة الزيادة على ثمان في مطلق التطوع ليلاً فلان يكره هنا اولىٰ الخ. بحر الرائق جلد اول ص ٧٢ فقط۔

تراویح بلا عذر شرعی ترک کرنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۴۲) تراویح کو بلا عذر قصداً ترک کرنا اور یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ نے خود ترک کی ہیں اس لئے ہم بھی ترک کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) تراویح سنت مؤکدہ ہیں بلا عذر ان کو ترک کرنے والا عاصی و گنہگار ہے۔ خلفائے راشدینؓ و جمیع صحابہؓ و سلف صالحین سے ان کی مواظبت ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تو خود فرمایا ہے کہ مجھے خیال ہے کہ کہیں فرض نہ ہو جائیں۔ یہی ایک چیز ہے کہ جس کی وجہ سے آپ نے مواظبت نہیں کی۔ حقیقت میں آپ کا مواظبت نہ فرمانا ہی خود ان کے اہتمام کی بین دلیل ہے۔ کسی شخص کا یہ عذر کرنا کہ نبی کریم ﷺ نے ترک کی ہیں، میں بھی ترک کرتا ہوں قطعاً نا قابل قبول اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔(۲) فقط۔

دو رکعت تراویح کی نیت کی مگر دوسری پر نہ بیٹھا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۴۳) ایک شخص نے دو رکعت تراویح کی نیت کی اور سہواً دوسری رکعت پر نہ بیٹھا بلکہ تیسری پر بیٹھا اور سجدہ سہو کیا تو ایک رکعت ضائع گئی یا تینوں۔

(جواب) اگر سجدہ سہو کر لیا تو دو رکعت تراویح ہو گئی اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو بوجہ نقصان کے واجب الاعادہ ہے۔(۳) فقط۔

کیا مستقل امام کو حق تراویح ہے یا دوسرے مقررہ حافظ کو

(سوال ۱۸۴۴) بکر ایک مسجد میں امام مقرر ہوا اور حافظ قرآن ہے اور زید بھی حافظ قرآن ہے۔ وہ زمانہ بعید سے اس مسجد میں تراویح پڑھاتا ہے۔ اب بکر کہتا ہے کہ میں اب امام مقرر ہوا ہوں تراویح پڑھانے کا حق مجھ کو ہی ہے اور وہ حافظ کہتا ہے کہ میرا قدیمی حق ہے۔ تو کس کو حق ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ج ۱ ص ٦٦٠. ١٢ ظفير.

(۲) التراويح سنة مئوكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء اجماعا (در مختار) ووافقه على ذالك عامة الصحابة ومن بعد هم الى يومنا هذا بلا نكير و كيف لا وقد ثبت عنه صلى الله عليه وسلم عليكم سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ كما رواه ابو دائود (ردالمحتار مبحث صلوٰة التراويح ج ۱ ص ٦٥٩) ظفير.

(۳) وذكر الامام الصفار في نسخته من الا صل انه ان لم يقعد حتى قام الى الثالثة على قياس قول محمد رحمة الله عليه يعود ويقعدو عندهما لا يعود ويلزمه سجود السهو كذا في الخلاصه (عالمگيري مصرى باب النوافل ج ۱ ص ١٠٦) ظفير.

(جواب)صورت مسئولہ میں جب کہ بکر امام مقرر ہو گیا ہے تو تراویح کی امامت کا حق بھی اسی کو حاصل ہے۔(۱)فقط۔

بعد نماز فرض آنے والے جماعت وتر میں شریک ہو سکتے ہیں

(سوال ۱۸۴۵)دوسہ مرد بعد ادائے نماز فرض کہ امام بجماعت تراویح مشغول است دران مسجد حاضر شدند آں اشخاص نماز فرض بجماعت ادانمایند یا علیٰحدہ علیٰحدہ خواندہ شامل جماعت شوند وباز ش نماز وتر را باجماعت خوانند یا تنہا۔

(جواب) تکرار جماعت در مسجد محلّہ مکروہ است پس آں کسان کہ بعد جماعت فرائض آمدند نماز فرض علیٰحدہ خواندہ(۲) شامل جماعت تراویح شوند ووتر بجماعت ادانمایند۔(۳) الغرض شریک شدن اوشاں را بجماعت وتر جائز است۔ کما صرح به فی الطحطاوی.(۴)فقط۔

پندرہ سال سے زیادہ عمر ہے مگر علامت بلوغ ظاہر نہیں توامامت کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۴۶)زید کی عمر قمری مہینوں کے اعتبار سے ۱۵ سال ۴ ماہ کی ہے اور کوئی علامت بلوغ کی بظاہر نہیں ہے تو زید کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ درست ہے یا نہ۔

(جواب)شریعت میں جب کہ کوئی علامت بلوغ کی ظاہر نہ ہو تو قمری حساب سے پورے پندرہ برس کی عمر ہونے پر حکم بالغ ہونے کا کر دیا جاتا ہے۔ در مختار۔(۵)ہذا زید کے پیچھے نماز فرائض ونماز تراویح پڑھنا درست ہے۔ فقط۔

تراویح وتر سے پہلے بہتر ہے اور بعد میں جائز ہے

(سوال ۱۸۴۷)تراویح وتر سے پہلے پڑھنی چاہئے یا بعد وتر کے ایک شخص پہلے وتر پڑھ کر پھر تراویح پڑھاتا ہے۔

(جواب)طریق مشروع دربارہ تراویح یہ ہے کہ عشاء کے بعد وتر سے پہلے تراویح پڑھ کر پھر وتر پڑھیں۔ لیکن اگر تراویح بعد وتر کے پڑھے تو یہ بھی صحیح ہے۔ در مختار میں ہے ووقتها بعد صلوٰة العشاء الى الفجر قبل الوتر و بعده فى الا صح الخ۔(۶)فقط۔

تراویح کی ۱۶ رکعت پڑھی اور بقیہ چار رکعت تہجد کے وقت تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۴۸)اگر حافظ نے تراویح میں ۱۶ رکعت پڑھا اور چار رکعت اس وقت نہ پڑھی کہ کوئی اور پڑھا دیتا ہو تو اگر حافظ چار رکعت تہجد میں جماعت سے پڑھا دے تو جائز ہے یا نہیں کہ خود تراویح کی نیت کرے اور بقیہ مقتدی

---

(۱)وعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولىٰ بالا مامة من غيره مطلقا (الدرا لمختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۲۲ .ط.س.ج۱ص۵۵۹) ظفير.(۲)وروى عن انس ان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كا نوا اذا فاتتهم الجماعة فى المسجد صلوا فى المسجد فرادى (ردالمحتار باب الا ذان مطلب فى كراهة تكرار الجماعة فى المسجد ج ۱ ص ۳۶۷ .ط.س.ج۱ص۳۹۶) ظفير.(۳)وكان رجل قد صلى الفرض وحده فله ان يصليها مع ذالك الا مام لان جماعتهم مشروعة فله الدخول فيها معهم (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س.ج۲ص۴۸) ظفير.(۴)قوله فلير اجع الخ قضية التعليل فى المسئلة السابقة بقولهم لا نها تبع ان يصلى الوتر بجماعة فى هذه الصورة لانه ليس نمابع للتراويح ولا العشاء عند الا مام رحمة الله تعالىٰ انتهىٰ حلبى (الطحطاوى على الدر المختار مبحث التراويح ج ۱ ص)ظفير.(۵)والسن الذى يحكم ببلوغ الغلام والجارية اذا انتهيا اليه خمس عشرة سنة عند ابى يوسف ومحمد رحمة الله عليه وهو رواية عن ابى حنيفة رحمة الله عليه وعليه الفتوىٰ(عالمگيرى مصرى كتاب الحجر باب الثانى فصل ثانى ج۵ ص۶۴)ظفر.(۶)الدر المختار على هامش ردالمحتار مبحث صلاة التراويح ج ۱ص ۶۵۹ .ط.س.ج۲ص۴۴ .۱۲ ظفير.

تہجد کی یا وہ بھی بقیہ چار رکعتیں تراویح کی نیت سے پڑھیں تو یہ فعل جائز ہے یا نہیں خصوصاً جب کہ تداعی کے ساتھ اجتماع کیا جاتا ہو۔

(جواب) تراویح اگر چار رکعت چھوڑ دی اور آخر شب میں اس کی جماعت کر لی تو درست ہے۔(۱) اور سوائے تراویح کے دیگر نوافل کی جماعت بتداعی یعنی تین چار آدمیوں سے زیادہ کی جماعت درست نہیں ہے مکروہ ہے۔ اسی طرح تہجد کی جماعت بھی مکروہ ہے۔(۲) فقط۔

شبینہ کا حکم

(سوال ۱۸۴۹) اگر شبینہ یعنی ختم قرآن مجید نفلوں میں جماعت کے ساتھ کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب) اگر شبینہ یعنی ختم قرآن جماعت نفل کے ساتھ ہے تو یہ مکروہ ہے یعنی ناجائز ہے کیونکہ نفل کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جو قریب حرام کے ہے۔ پس ناجائز کہنا اس کو صحیح ہو گیا اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی ہوں اور تین میں اختلاف ہے۔(۳) فقط۔

آنخضرت ﷺ نے رمضان میں جو نماز پڑھی وہ تراویح تھی

(سوال ۱۸۵۰) آنخضرت ﷺ نے رمضان المبارک کی تین شبوں میں جو گیارہ رکعتیں نماز نفل با جماعت کبریٰ پڑھی تھی یہ نماز تہجد تھی یا غیر تہجد۔ اگر غیر تہجد تھی تو نماز تہجد کو جس کی ادائیگی پر بوجہ امتثال حکم الٰہی و من اللیل فتهجد به نافلةً لك اور یا یها المزمل قم اللیل کے آپ کے مداومت حاصل تھی۔ بعد نماز مذکور کے آپ نے اس کو ادا فرمایا۔ یا نہیں مفصل و مدلل تحریر فرمائیے۔

(جواب) محققین نے فرمایا کہ وہ نماز تراویح تھی اور چونکہ نوافل میں تداخل ہو جاتا ہے اور ایک نماز دوسری کے قائم مقام ہو جاتی ہے اس لئے اگر کسی شب میں تمام رات تراویح پڑھے تو تہجد بھی اس میں ادا ہو جاتا ہے۔ کما فی السنن و تحیۃ المسجد والوضوء۔ اور تحقیق اس کی حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ، محدث و فقیہ گنگوہی نے رسالہ الرائے النجیح فی عدد التراویح میں مفصلاً فرمائی ہے اور تمام شبہات کا جواب مدلل اس میں لکھا ہے اس کو دیکھ لیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کوئی شبہ ازراہ انصاف باقی نہ رہے گا۔ ان کی تحقیق کا حاصل یہی ہے کہ تین دن جو جماعت کے ساتھ آپ ﷺ نے نوافل پڑھے وہ نماز تراویح تھی، نماز تہجد نہ تھی۔ اور جملہ شبہات واردہ کا اس میں جواب احادیث و آثار سے دیا ہے۔(۴)

وظیفہ کی وجہ سے جماعت تراویح کا ترک درست نہیں

(سوال ۱۸۵۱) ایک شخص عشاء کی سنت اور وتر کے درمیان ایک وظیفہ کا عادی ہے۔ رمضان میں چونکہ وتر

....

(۱) ووقتها (ای صلاة التراویح) بعد صلاة العشاء الی الفجر قبل الوتر وبعده فی الا صح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۵۹ ط.س. ج۲ ص ۴۴) ظفیر (۲) ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذالك لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد الخ (ایضاً باب الوتر والنوافل بعد مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳ ط.س. ج۲ ص ۴۸) ظفیر. (۳) ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذالك لو علی التداعی بان تقتدی اربعة بواحد (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۳ ط.س. ج۲ ص ۴۸) ظفیر.

(۴) نیز مسئلہ تراویح کے لئے پڑھے "رکعات تراویح" مذیل شائع کردہ مدرسہ مفتاح العلوم مئو ضلع اعظم گڈھ ۱۲ ظفیر۔

باجماعت ہوتے ہیں تو وظیفہ کب پڑھنا چاہئے اگر وظیفہ پڑھتا رہے بارہ تراویح فوت ہوتی ہیں اور آٹھ ملتی ہیں تو وہ آٹھ تراویح پڑھ کر وتر کی جماعت میں شریک ہو جاوے یا کیا۔ یا جماعت وتر کو چھوڑے یا وظیفہ کو رمضان شریف میں ترک کر دے۔

(جواب) وظیفہ کی وجہ سے جماعت تراویح اور جماعت وتر کو نہ چھوڑنا چاہئے اور تراویح بیس ۲۰ رکعت پڑھنی چاہئے۔(۱) وظیفہ اگر پڑھنا ہو تو بعد وتر کے یا اور کسی وقت پڑھ لے غرض یہ کہ اس وظیفہ کی وجہ سے کسی واجب اور سنت کو ترک نہ کرے بلکہ وظیفہ ہی کو ترک کر دے یا دوسرے وقت پڑھے۔

تراویح کی چار رکعت بعد درود

(سوال ۱۸۵۲) تراویح کی چار رکعت کے بعد جو لوگ درود بر خواجہ عالم کہتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) تراویح کی چار رکعت کے بعد لوگ کہتے ہیں "درود بر خواجہ عالم" اس طرح کہنے میں کچھ حرج بھی نہیں ہے مگر یہ درود شریف نہیں ہے اور درود شریف پڑھنے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس کی جگہ ﷺ کہہ دیا کریں یا اور کوئی درود شریف پڑھا کریں، یا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الا اللہ واللہ اکبر پڑھا کریں۔(۲) فقط۔

تراویح پڑھے اور دن میں روزہ نہ رکھ سکے

(سوال ۱۸۵۳) جس روز رات کو تراویح پڑھے اگر صبح کو روزہ نہ رکھے تو کیا حکم ہے

(جواب) اگر کوئی عذر ہے مثلاً مرض یا سفر ہے تو روزہ نہ رکھنا مباح و درست ہے کچھ گناہ نہیں اور بے عذر افطار کرنا رمضان کے روزہ کا گناہ کبیرہ ہے اس کا بدلہ تمام عمر کے روزوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ کما ورد فی الحدیث من افطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقض عنه صوم الدهر کله وان صامه رواه احمد والترمذی وغیرهما الخ۔(۳)

تراویح میں پورا قرآن پڑھنا افضل ہے

(سوال ۱۸۵۴) تراویح میں پورا قرآن پڑھنا افضل ہے یا سورہ فیل سے تراویح پڑھنا اولیٰ ہے؟

(جواب) در مختار میں ہے والختم مرة سنة الخ ولا یترك الختم لکسل القوم (الدر المختار)(۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ ختم قرآن تراویح میں ایک بار سنت ہے اور سستی قوم کی وجہ سے اس کو ترک نہ کریں۔ اسی پر عمل ہے اور یہی معمول بہ ہے۔ باقی تفصیل شروع میں ہے فقط۔

....

(۱) والجماعة فیها سنة علی الکفایة الخ وهی عشرون رکعة الخ بعشر تسلیمات (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۰ .ط.س. ج۲ص ۴۵) ظفیر.

(۲) یجلس ...... ندبابین کل اربعة بقدر ها وکذا بین الخامسة والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراة وسکوت وصلاة فرادی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۱ .ط.س. ج۲ص ۴۶) ظفیر.

(۳) مشکوٰة ص ۱۷۷ .۱۲ ظفیر.

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مبحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۲ .ط.س. ج۲ص ۴۶. ۱۲ ظفیر.

سجدہ تلاوت تراویح میں

(سوال ۱۸۵۵) تراویح میں اگر سجدہ رکوع کے ختم پر آوے یا سورۃ کے ختم پر آوے تو کس طرح ادا کرنا چاہیئے۔

(جواب) جس جگہ ختم پر آیت سجدے کی آوے اس کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ فوراً سجدہ تلاوت کر کے پھر اٹھ کر آگے سے چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ دوسری یہ کہ رکوع میں نیت سجدہ تلاوت کی کرے سجدہ ادا ہو جاتا ہے۔ مگر فوراً رکوع کرے۔(۱) فقط (دوسری صورت مناسب نہیں ہے، اس لئے کہ صرف امام کی نیت کافی نہیں ہے۔ مقتدی کا سجدہ تلاوت رہ جاوے گا اور بعد سلام ادا کرنا ہوگا۔ ولو نواها فی رکوعه ولم ینوها الموتم لم تجزه ویسجد اذا سلم الا مام ویعید القعدة (درمختار) فوراً سجدہ مستقل کرنا چاہیئے ختم سورہ پر سجدہ ہو، تو سجدہ تلاوت سے اٹھ کر دوسری سورت کی دو تین آیتیں پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ وان کانت السجدة اخر السورة یقرأ من سورة اخریٰ ثم یر کع (ردالمحتار) رکوع کے ختم پر سجدہ ہو تو سجدہ بعد دوسری رکوع کا کچھ حصہ پڑھ کر نماز کے لئے رکوع کرے واللہ اعلم۔ ظفیر)

صرف لقمہ دینے کے لئے تراویح میں شرکت

(سوال ۱۸۵۶) جو شخص نماز تراویح میں اس نیت سے شریک ہو کہ امام غلطی کر رہا ہے اس کو بتلا کر علیٰحدہ ہو جاؤں گا تو اس نیت سے وہ مقتدی ہو گیا یا نہیں ؟ اگر امام کو لقمہ دے کر علیٰحدہ ہو گیا تو امام کی نماز ہوئی یا نہیں ؟ اور شبینہ کا کیا حکم ہے ؟

(جواب) مقتدی ہو گیا اور نماز پوری کرنی اس کے ذمہ لازم ہو گئی۔ امام تو لقمہ لے لے گا، اسے کیا خبر کہ یہ بتلا کر علیٰحدہ ہو جاوے گا۔ نماز امام کی ہو گئی۔ اس نیت سے شریک ہونا برا ہے وہ نماز اس کے ذمہ پوری کرنی لازم ہے۔(۲) شبینہ اگر قرآن شریف کو صحیح اچھی طرح پڑھنے کے ساتھ ہو تو عمدہ ہے لیکن جیسا کہ اس زمانہ میں ہوتا ہے اکثر سبب معاصی کا ہوتا ہے ترک کرنا چاہیئے۔ فقط۔

دو جگہ ایک شخص تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۵۷) امام اگر دو جگہ تراویح پڑھا دے تو ہو جاتی ہے یا نہیں ؟ (۲) ۲۷ رمضان شریف کو قرآن شریف ختم کر کے غزل الوداع مسجد میں پڑھی جاتی ہے جائز ہے یا نہیں ؟

(جواب) دو جگہ تراویح ہو جاتی ہیں۔(۳) فقط۔ (اگر دونوں جگہ پوری پوری تراویح پڑھا دے تو مفتی بہ قول کے

---

(۱) ولو تلاها فی الصلاة سجدها فیها لا خارجها لما مر (درمختار) والا صل فی ادائها السجود وهو افضل ولو رکع لها علی النور جاز والا لا ۱۵ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۲۳ .ط.س. ج۲ ص ۱۱۰) پہلی صورت ہی پر عمل کرے تاکہ سنت طریقہ پر ادائیگی ہو یعنی دو مسنون جہری تکبیروں اور دو مستحب قیام کے درمیان سجدہ تلاوت ادا ہو سکے وهی سجدة بین تکبیر تین مسنونتین جهر او بین قیامین مستحبین (درمختار باب سجود التلاوة .ط.س. ج۲ ص ۱۰۶) ظفیر.

(۲) ومن شرع فی نافلة ثم افسدها قضا ها (الی قوله) ولنا ان المودی وقع قربة فیلزم الا تمام ضرورة صیانة عن البطلان (هدایه باب النوافل ج ۱ ص ۱۳۱) ظفیر.

(۳) ولوام فی التراویح مرتین فی مسجد واحد کره (الی قوله) وان صلی فی المسجد ین اختلف المشائخ فیه حکی عن ابی بکر الا سکاف انه لا یجوز یعنی لا یجوز تراویح اهل المسجد الثانی واختاره ابو اللیث وقال ابو نصر یجوز لا هل المسجدین جمیعا الخ (غنیة المستملی ص ۳۸۹ امام یصلی التراویح فی مسجدین علی الکمال لا یجوز کذا فی محیط السرخسی والفتویٰ علی ذالك کذا فی المضمرات (عالمگیری کشوری.ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۱۶.

مطابق دوسری مسجد والے کی تراویح درست نہ ہوگی۔ عالمگیری میں صراحت ہے حاشیہ پر حوالہ دیکھیں۔ ظفیر)
(۱) یہ درست نہیں فقط۔

تراویح آٹھ رکعت ہے یا بیس رکعت

(سوال ۱۸۵۸) تراویح کی آٹھ رکعت پڑھنی چاہئے یا بیس رکعت؟ مشرح و مدلل تحریر فرمائیے۔ اور فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر میں کیا حکم ہے، صاف تحریر فرماویں اور وتر کی تین رکعتیں کیا اس طرح ہیں کہ دو رکعت پر قعود اولیٰ ہے؟

(جواب) فتح القدیر میں ہے نعم یثبت العشرون من زمن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی المؤطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعة وروی البیہقی فی المعرفة عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعشرین رکعة والوتر قال النووی فی الخلاصة اسنادہ صحیح وفی المؤطا باحدی عشرة رکعة وجمع بینہما بانہ وقع اولاً ثم استقر الا مر علی العشرین فانہ متوارث فتحصل من ہذا کلہ ان قیام رمضان سنة احدی عشر رکعة بالوتر فی فعلہ علیہ الصلوٰة والسلام ترکہ لعذر الخ فیکون سنة وکونہا عشرین سنة الخلفاء الراشدین وقولہ علیہ الصلوٰة والسلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین ندب الی سنتہم (الی ان قال) فتکون العشرون مستحبا الخ۔(۲) اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ سنت خلفاء راشدین بیس رکعت تراویح ہے اور آنحضرت ﷺ نے سنت خلفاء راشدین کے اتباع کا حکم فرمایا ہے پس کہنا غیر مقلدین کا کہ بیس رکعت بدعت عمری ہے۔ جہالت ہے۔ حدیث۔ اور شامی میں ہے قولہ وہی عشرون رکعة ہو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا الغرض اس میں کچھ تامل نہیں ہے کہ کمامر عن فتح القدیر۔ پس حنفیہ کے لئے یہ دلیل کافی ہے۔ پس اگر بالفرض یہ بات ثابت ہو کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیس رکعت تراویح کا ہونا صحیح حدیث سے ثابت نہیں تو حضرت عمرؓ کے زمانہ سے تو بالاتفاق صحیح طریق سے ثابت ہے اور سنت خلفائے راشدین خود واجب الاتباع ہے۔ پھر بیس رکعت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

الرای النجیح والحق الصریح نیز ایضاح الادلة مولوی سید اصغر حسین صاحب سے بذریعہ ویلو طلب فرمالیں۔ پہلے دونوں رسالوں میں تراویح کی پوری تحقیق ہے اور حق الامر ظاہر فرمادیا ہے اور ایضاح الادلہ مصنفہ حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ میں مسائل اختلاف رفع الیدین و فاتحہ خلف الامام و آمین بالجہر وغیرہ خوب تشریح کے ساتھ مذکور ہیں۔ احادیث صحیحہ سے مسائل امام صاحب ثابت کئے ہیں۔ غیر مقلد ان کے جوابات سے عاجز ہیں۔ کتب مذکورہ ضرور منگا کر مطالعہ فرمائیں، بندہ کو فرصت اول ان دلائل کے نقل کرنے کی نہیں اور کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ بدون مطالعہ کتب مذکورہ غیر مقلدین کی دھوکہ دہی سے بیچارے مقلدین نجات نہ پاویں گے۔ تین

---

(۱) من احدث فی امرنا ہذا مالیس منہ فہو رد متفق علیہ (مشکوٰة ص ۲۷ ظفیر)
(۲) فتح القدیر بحث تراویح ج ۱ ص ۴۰۷ . ۱۲ ظفیر.

وتروں میں درمیان قعدہ کا ثبوت ایسا بدیہی ہے کہ اس کا انکار اہل حق اور اہل دین کا کام نہیں۔ یہ جرات غیر مقلدین کو ہی ہے۔ صلاۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خشی الصبح صلی واحدۃ فاوترل صلی حدیث صحیح ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ بعد دو رکعت کے تشہد ہے۔ فتح القدیر میں ہے واخرج الحاکم قیل للحسن ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یسلم فی الرکعتین من الوتر فقال عمر کان افقہ منہ نہض بینھن فی الثانیۃ اس میں دو رکعت کے بعد نہوض مصرح ہے اور نہوض بعد بیٹھنے کے ہوتا ہے۔ نیز فتح القدیر میں ہے قال الطحاوی حدثنا ابو بکر حدثنا ابوداؤد حدثنا ابو خالد قال سالت ابا العالیۃ عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الوتر مثل صلوٰۃ المغرب ھذا وتر اللیل وھذا وتر النہار۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وتر مثل صلاۃ مغرب ہیں۔ فقط۔

تراویح میں تین بار قل ہو اللہ پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۵۹) در تراویح سہ بار قل ہو اللہ خواندن جائز است یا مکروہ؟

بعد ترویحہ مناجات و نوافل جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲/۱۸۶۰) در تراویح بعد ترویحہ مناجات و نوافل جائز است یا نہ؟

(جواب) در ترویحہ سہ بار قل اللہ خواندن مکروہ نیست۔ (۲) البتہ لازم پنداشتن آں مکروہ خواہد شد۔ پس التزام آں نباشد۔ (۲) در تراویح بعد ہر ترویحہ دعا و مناجات وذکر و تسبیح و تحلیل و درود شریف و نوافل ہمہ جائز است۔ (۳) فقط۔

تراویح چھوڑ دینے کا گناہ

(سوال ۱۸۶۱) تراویح قضا کرنے سے گناہ ہو گا یا نہ؟

(جواب) ترک سنت کا گناہ اس کو ہو گا۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تراویح کی رکعتوں میں اختلاف کا فیصلہ

(سوال ۱۸۶۲) فریق اول کہتا ہے کہ نماز رسول اللہ ﷺ کی رمضان و غیر رمضان میں گیارہ رکعت تھی جیسا کہ حدیث حضرت عائشہ سے ثابت ہے۔ تراویح وغیرہ سب اس میں داخل ہے۔ فریق ثانی کہتا ہے کہ تراویح علیحدہ نماز ہے وتر و تہجد نہیں اس لئے بیس رکعت پڑھنا چاہئے۔ اس میں حق بات کیا ہے؟

(جواب) گیارہ رکعت جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں آئی ہے وہ تہجد اور وتر کی نماز ہے جیسا غیر رمضان کا

---

(۱) فتح القدیر بحث تراویح باب الوتر ج ۱ ص ۳۷۲ و ج ۱ ص ۳۷۳۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) ولا یکرہ تکرار السورۃ فی رکعۃ اور کعتین فی التطوع لان باب النفل واسع (الی قولہ) فدل علی جواز التکرار فی التطوع (غنیۃ المستملی ص ۳۴۳) وقراءۃ قل ہو اللہ احد ثلث مرات عند ختم القران لم یستحسنھا بعض المشائخ وقال الفقیہ ابو اللیث ھذا شئی استحسنہ اھل القران وائمۃ الا مصار فلا باس بہ الا ان یکون الختم فی المکتوبۃ فلا یزید علی مرۃ (غنیۃ المستملی ص ۴۶۴) ظفیر۔ (۳) ثم ھم مخیرون فی حالۃ الجلوس ان شاء واسبحوا وان شاء واقعدوا ساکتین الخ (عالمگیری کشوری ص ۱ ص ۱۱۴۔ ط۔ ماجدیہ ج ۱ ص ۱۱۵) ظفیر۔
(۴) وھی سنۃ للرجال والنساء جمیعا ونفس التراویح سنۃ علی الا عیان (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۱۴ ج ۱ ص ۱۱۶) ظفیر۔

لفظ اس کا قرینہ صاف موجود ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوتی۔ تراویح بیس رکعت ہیں اور اجماع صحابہ اس پر ہے۔ قال فی الدر المختار. قوله عشرون رکعة هو قول الجمهور وعمل الناس شرقا وغربا۔(۱) مؤطا امام مالکؒ میں یہ حدیث موجود ہے۔ حدثنا مالک عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه فی رمضان بثلث وعشرین رکعة .قوله بثلث وعشرین رکعة قال البیهقی والثلث هو الوتر ولا ینا فیه الروایة السابقة فانه وقع اولاً ثم استقرالا مر علی العشرین فروی البیهقی باسناد صحیح انهم یقومون فی عهد عمر بعشرین رکعة وفی عهد عثمان وعلی مثله۔ (۲) فقط۔

حدیث تراویح

(سوال ۱۸۶۳) حدیث ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جس کو اپنی صحیحین میں بروایت عبداللہ بن جابر قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی شهر رمضان ثمان رکعات واوتر الحدیث نقل کیا ہے اور اگر وہ غیر مقلدین اس کو اپنی حجت گردانتے ہیں تو اس حدیث کی اسناد پورے پور پر مع جرح وقدح تحریر فرماویں۔

(جواب) صحیح ابن خزیمہ وابن حبان یہاں موجود نہیں جن میں ان کی سند کو دیکھا جائے اس روایت کی توجیہ علمائے محققین نے ذکر کی ہے وہ نقل کئے دیتا ہوں۔ فتح القدیر میں ہے قد منا فی باب النوافل عن ابی سلمة ابن عبدالرحمن سالت عائشة رضی الله تعالیٰ عنه کیف کانت صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رمضان فقالت ماکان یزید فی رمضان ولافی غیره علی احدی عشرة رکعة الحدیث الی ان قال نعم ثبتت العشرون من زمن عمر رضی الله تعالیٰ عنه فی المؤطا عن یزید رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه بثلاث وعشرین رکعة وروی البیهقی فی المعرفة عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه بعشرین رکعة والو تر قال النووی(۳) فی الخلاصة اسناده صحیح الخ پس معلوم ہوا کہ بیس رکعت تراویح سنت خلفاء راشدین ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین لہذا ضروری ہے کہ سنت خلفاء راشدین کو معمول بہا کرنا چاہئے۔ فقط۔

اگر ایک حافظ ایک ہفتہ میں ایک مسجد میں قرآن تراویح میں ختم کرے دوسرے ہفتہ میں دوسری مسجد میں تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۸۶۴) بعض حافظ پانچ سات روز میں ایک مسجد میں قرآن شریف تراویح میں پورا ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم تراویح میں سناتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اور دوسری مسجد والوں کی تراویح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ حافظ لوگ اور بعض عالم اس کو جائز بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حافظ کو ایک ختم سنت ہے دوسرا ختم نفل

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل .ط.س. ج۲ ص ۴۵.
(۲) غنیة المستملی ص ۳۸۸. ۱۲ .(۳) فتح القدیر باب التراویح ص ۴۰۷. ۱۲ ظفیر.

ہے اور مقتدی کے واسطے ختم سنت ہے تو سنت والوں کی نماز نفل والے کے پیچھے کیسے ہوگی ؟ اس کی تحقیق فرمائیں۔

(جواب) ایک مسجد میں پانچ سات روز میں قرآن شریف ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم حافظوں کو کرنا درست ہے اور دوسری مسجد والوں کی تراویح صحیح ہیں کیونکہ تراویح کی نماز تمام رمضان شریف میں سنت مؤکدہ ہے پس دوسری مسجد میں جو حافظ نے تراویح پڑھائی وہ بھی سنت مؤکدہ ہوئی۔ اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت مؤکدہ ہوئی۔ لہذا دونوں کی نماز متحد ہوئی۔ علاوہ بریں نفل پڑھنے والے کے پیچھے سنت بھی ہو جاتی ہیں اور یہ شبہ کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت مؤکدہ ہے دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے ساقط ہے کیونکہ نماز امام کی سنت مؤکدہ ہے ختم کے سنت نہ ہونے سے وہ نماز سنت ہونے سے خارج نہیں ہوئی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن افضل اور بہتر اس زمانہ میں یہ ہے کہ امام حافظ ایک ختم سے زیادہ تراویح میں نہ پڑھے تاکہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو کما فی الدر المختار لکن الا ختیار الا فضل فی زماننا قدر مالا یثقل علیھم وفی الشامی ومنھم من استحب الختم فی لیلۃ السابع والعشرین رجاء ان ینا لو الیلۃ القدر الخ۔(۱) فقط۔

تراویح میں بعض آیتیں سہواً چھوٹ جائیں اور امام دوسرے تیسرے دن پڑھ دے تو جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۵) تراویح میں امام کا بعض آیۃ سہواً چھوڑ دینا اور دوسرے تیسرے دن ان آیات کو متفرق طور سے یکے بعد دیگرے پڑھ دینا جائز ہے یا نہیں ؟ اور پورے ختم کا ثواب بلا کراہت ہوگا یا مع الکراہت۔ ایک عالم کہتے ہیں کہ پڑھنے والے اور سننے والے کو اگرچہ ثواب ختم کامل جائے گا مگر گناہ بھی ہوگا کیونکہ سورہ مائدہ کی آیتیں سورہ توبہ کے ساتھ پڑھی گئیں، یہ کہنا ان کا صحیح ہے یا غلط ؟

نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے والا گناہگار ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۶/۲) نابالغ حافظ کے پیچھے تراویح ہو جاتی ہے یا نہ، اگر کوئی باصرار پڑھے تو اس کو کچھ گناہ ہوگا یا نہیں ؟

(جواب) پورے ختم کا ثواب ہو جاوے گا اور جب کہ فراموشی سے ایسا ہوا ہے تو اس میں کچھ گناہ اور کراہت نہیں ہے۔(۲)

(۲) صحیح مذہب کے موافق نابالغ کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ صحیح نہیں ہے۔ اور نماز نہیں ہوتی جو ایسا کرے گا اس کی نماز تراویح وغیرہ نہ ہوگی۔ ہکذا فی الدر المختار والشامی وغیرہما!(۳) فقط۔

....

(۱) ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۲ .ط.س. ج۲ص ۴۷ ۱۲ ظفیر.

(۲) واذا غلط فی القراۃ فی التراویح فترک سورۃ اوایۃ وقراما بعد ھا فالمستحب ان یقرا المتروکۃ ثم المقروۃ لیکون علی الترتیب کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۱۰ .ط.ماجدیہ ج۱ص۱۱۸) ظفیر.

(۳) ولا یصح اقتداء رجل بامراۃ وخنثی وصبی مطلقا لو فی جنازۃ ونفل علی الا صح (درمختار) قولہ ونفل علی الا صح قال فی الھدایہ وفی التراویح والسنن المطلقۃ جوزہ مشائخ ولم یجوزہ مشائخنا ومنھم من حقق الخلاف فی النفل المطلق بین ابی یوسف ومحمد والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلھا (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۴۱ .ط.ماجدیہ۱ص۵۷۶) ظفیر

حافظ کو آمدورفت کا کرایہ دینا اور کھانا کھلانا معاوضہ میں داخل ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۷) ایک حافظ کو شعبان کے آخر میں بلایا گیا اور سب لوگوں نے چندہ کر کے آمدورفت کا کرایہ واقعی دیا اور تمام مہینہ رمضان شریف ان کو عمدہ کھلایا پلایا تو یہ صورت قرآن شریف سننے کی بلا عوض محسوب ہوگی یا یہ صورت ناجائز ہے اور ان کو کچھ زائد اس کے عوض میں نہیں دیا جاتا اگر یہ صورت نہ کی جاوے تو وہ حافظ سناتے نہیں۔

(جواب) آمدورفت کا کرایہ دیکر حافظ کو باہر سے بلانا اور اس کا قرآن شریف بلا معاوضہ سننا جائز اور موجب ثواب ہے اور جب کہ وہ باہر سے آیا ہو اور بلایا ہو مہمان ہے تو اس کو عمدہ کھلانا جائز ہے اور ثواب ہے۔ فقط۔

چودہ برس کے لڑکے کے پیچھے تراویح درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۸) چودہ برس کے لڑکے کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے۔

(جواب) چودہ برس عمر کے لڑکے کے پیچھے فرائض اور تراویح کچھ درست نہیں ہے۔ صحیح یہی ہے کہ جب تک لڑکا پورے پندرہ برس کا نہ ہو جاوے اس کے پیچھے تراویح نہ پڑھیں ہدایہ (۱) وشامی وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے البتہ اگر چودہ برس کی عمر میں بلوغیت کے آثار پیدا ہو چکے ہوں اور وہ کہے کہ میں بالغ ہو چکا تو اس کے پیچھے درست ہوگی۔ ظفیر۔

تراویح میں امام وسامع کو برابر کھڑا کرنا کیسا ہے اور سامع کو اجرت دینا جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۶۹) تراویح میں اگر امام وسامع برابر میں کھڑے ہوں امام کو عذر سماعت ہو یا نہ ہو کیسا ہے اور سامع کو اجرت پر مقرر کرنا کیسا ہے۔

(جواب) اگر کچھ ضرورت ہو مثلاً یہ کہ امام کی سمجھ میں سامع کا بتلانا دور سے نہ آوے تو برابر کھڑا ہونا درست ہے اور بلا ضرورت اچھا نہیں ہے اور سامع کو اجرت پر مقرر کرنا بھی اچھا نہیں ہے بلکہ ناجائز ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے پر اجرت لینا حرام ہے۔

حدیث تراویح کے متعلق سوال

(سوال ۱۸۷۰) عن السائب بن یزید ان عمر بن الخطاب جمع الناس فی رمضان علی ابی بن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعة قال ابن عبدالبر ہو محمول علی ان الواحدة الوتر۔ یہ حدیث آپ ﷺ نے بحوالہ عینی جلد دوم صفحہ نمبر ۳۵۷ تحریر فرمائی ہے۔ مہربانی فرما کر یہ بھی تحریر فرمادیں کہ کون سی عینی میں ہے عینی شرح ہدایہ میں یا عینی شرح بخاری اور کس چھاپہ کی صفحہ نمبر ۳۵۷ پر ہے اور کس مسئلہ کے بیان میں ہے۔

(جواب) عن السائب بن زید ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن الخطاب جمع الناس فی رمضان علی ابی ابن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعة الخ قال ابن عبد البر ہو محمول علی ان الواحدة للوتر. عینی شرح ہدایہ جلد خامس کتاب صلوٰة التراویح ص ۱۹۱ مطبوعہ یوسفی میں یوں

---

(۱) ولا یجوز للرجال ان یقتد وابا مراۃ اوصبی الخ وفی التراویح والسنن المطلقه جوزہ مشائخ بلخ ولم یجوز مشائخنا الخ والمختار انه لا یجوز فی الصلوٰت کلها لان نفل الصبی دون نفل البالغ الخ (ہدایہ باب الامامة ج ۱ ص ۱۱۱) ظفیر۔

نقل فرماتے ہیں قال عبدالبر فی شرح المؤطا روی غیر مالك فی هذ الحدیث احدوعشرون وهو الصحیح (فقط محمد ابراہیم مدرس مدرسہ ہذا)

تراویح سنت ہے یا واجب یا نفل

(سوال ۱۸۷۱) صلوٰۃ تراویح سنت مؤکدہ ہے یا واجب یا نفل۔

(جواب) قال فی الدر المختار التراویح سنة مؤكدة المواظبة الخلفاء الراشدین الخ وفی الشامی وکیف لا وقد ثبت عنه صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ کما رواه ابو داؤد۔(۱) (پس معلوم ہوا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ ظفیر)

کوئی بیس ۲۰ رکعت تراویح تسلیم کرے اور پھر کبھی تیرہ ۱۳ یا اکتالیس ۴۱ پڑھ لے تو گنہگار ہوگا یا نہیں

(سوال ۱۸۷۲) اگر کوئی شخص بیس رکعات تراویح کے سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے کبھی گیارہ، تیرہ، اکتالیس رکعتیں پڑھ ڈالے تو کیا گنہگار ہوگا نیز کیا اعداد مذکورہ احادیث میں آئی ہے۔

(جواب) تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہیں اس کا خلاف کرنے والا حنفیہ کے نزدیک تارک سنت ہے۔(۲) (اور سنت کے خلاف کرنا برا ہے۔(۳) اور اعداد مذکورہ حدیث میں آئے ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک تمام احادیث پر پوری بصیرت کے ساتھ غور کرنے کے بعد یہی بیس ۲۰ راجح ہے اور حضرت عمرؓ کی تحریک سے اسی پر صحابہ کا اجماع ہوا۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

پوری تراویح ایک سلام سے

(سوال ۱۸۷۳) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جو مرقوم ذیل ہے۔ زید کہتا ہے کہ بیس تراویح ایک تکبیر اور تسلیم واحد سے جائز ہیں اور بکر کہتا ہے کہ خلاف سنت اور مکروہ ہے اور دلیلیں دونوں کے پاس موجود ہیں۔

(جواب) اقول وباللہ التوفیق۔ تراویح کے مسئلہ میں قول بکر کا حق ہے جیسا کہ درمختار میں ہے فعلها بتسلیمة فان قعد لکل شفع صحت بکراهة وفی الشامی ای صحت عن الکل وتکره ان تعمد وهذا هو الصحیح الخ شامی ج ۱ ص ۶۶۰۔

چھٹی ہوئی آیتوں کو تراویح میں کہاں دہرائے

(سوال ۱۸۷۴) ہمارے ملک میں حافظ عام طور سے جاہل ہیں وہ ایسا کرتے ہیں کہ تراویح میں قرآن شریف پڑھتے ہیں اور سہواً درمیان سے دو تین آیتیں چھوٹ گئیں یا ضمہ، فتحہ، کسرہ چھوٹ گیا تو دوسری رکعت یا دوگانہ

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مبحث صلاة التراویح ج ۱ ص ۶۵۹. ط.س. ج۲ص۴۳. ۱۲ ظفیر.

(۲) وهی عشرون رکعة بعشر تسلیمات (درمختار) وهو قول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقا وغربا (ردالمحتار. باب الوتر و النوافل مبحث صلاة التراویح ج ۱ ص ۶۶۰. ط.س. ج۲ص۴۵) ظفیر. (۳) ترك السنة لا یوجب فساد اولا سهوا بل اساء ة لو عامدا (درمختار) فتارکها یستوجب اساء ة ای التضلیل واللوم (ردالمحتار مطلب سنن الصلاة ج ۱ ص ۴۴۲. ط.س ج۲ ص ۴۷۴) مف. سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ زید بیس رکعات بیک سلام کو جائز بلا کراہت کہتا ہے لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ جائز مع الکراہت ہے۔ جمیل الرحمن۔

میں ان چھوٹی ہوئی آیتوں کو پھر پڑھتے ہیں لیکن جس دوگانہ میں یہ آیتیں چھوٹ گئی تھیں اس کا اعادہ نہیں کرتے دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیات کے چھوٹ جانے سے تغیر معنی کے سبب فساد نماز لازم آتا ہے تو اعادہ نماز کا لازم ہے یا نہیں ؟ یا تغیر معنی کی خبر نہ ہونے کی وجہ سے اعادہ لازم نہیں آتا؟

(جواب) اگر قرأۃ کی غلطی کسی ایسے دوگانہ میں موقع پر آئی ہو جو فساد صلوٰۃ کا موجب ہو تو اس دوگانہ کا اعادہ ضروری ہے اور اگر ایسی غلطی ہے جو مفسد صلوٰۃ نہ ہو تو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ نماز ہو جاتی ہے۔ پس درمیان میں آیات کے چھوٹنے یا ضمہ فتح کسرہ کی غلطی کرنے میں بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً چند آیات کے درمیان میں چھوٹ جانے سے تغیر معنی نہیں ہوا تو وہ دوگانہ صحیح ہو گیا۔ صرف ختم قرآن کے لئے دوسرے دوگانہ میں ان آیات کا اعادہ کرلیا جائے یہ کافی ہے۔ فقط (واذا غلط فی القرأة فی التراویح فترك سورةً واية ً وقراما بعد ھا فالمستحب له ان یقرأالمتروکة ثم المقرواة لیکون علی الترتیب کذا فی قاضی خاں واذا فسد الشفع وقد قرافیه لا یعتد بما قرا فیه ویعید القرأة لیحصل له الختم فی الصلوٰة الجائزة الخ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۰ مصری)

تراویح سنانے کی اجرت

(سوال ۱۸۷۵) مردمان زید را برائے خواندن قرآن مجید در نماز تراویح دعوت نمودند و بعد ختم کردن زید سامعین چندہ کردہ قدرے معین فیما بینہم از سکہ انگریزی باو دادند و نیز این دادن در عرف مروج است الا آنکہ ہنگام دادن گفتند کہ این قابل شما نیست و نیت طرفین للہ بود۔ آیا زید را این روپیہ گرفتن درست است یا نہ ؟ و سامعین را دادن روا باشد یا نہ ؟

شبینہ

(سوال ۲ / ۱۸۷۶) ختم قرآن نمودن شریعت بیک شب کہ در عرف بہ ختم شبینہ شہرت دارد چیست ؟

(جواب) اصل اینست کہ بر تلاوۃ قرآن شریف و ختم قرآن حمید اجرت و معاوضہ گرفتن حرام است و ثواب تالی و سامعین را باطل می کند کما فی الشامی کتا ب الا جارة قال تاج الشریعة فی شرح الهدایة ان القران بالاجرة لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری (الیٰ ان قال) والا خذ والمعطی اثمان الخ فاذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیة الصحیحة فاین یصل الثواب الی المستاجر الخ (۱) پس اگر در صورت مسئولہ حسب عرف و رواج کہ بمنزلہ شرط صریح است اگر زید قاری را خیال و ارادہ اخذ مال از سامعین بود و لدادہ سامعین ہم بدادن مقدارے از مال بود در یں صورت موافق تصریح فقہاء ثواب قاری و سامعین باطل شد و سنت قرآن شریف ادانہ شد۔ واگر در نیت قاری و سامعین گرفتن و دادن روپیہ نہ بود بعد از ختم محض لوجہ اللہ ولابتغاء مرضات اللہ روپیہ بقاری دادند و او قبول کرد جائز خواہد شد فالعبرة لنیة القاری والسامعین۔ قال علیه الصلوٰة والسلام انما الا عمال بالنیات ولکل مری مانویٰ الحدیث (رواہ البخاری وغیرہ)

(۱) ردالمحتار کتاب الا جارة ج ۵ ص ۴۷ ط.س ۱۲.۵۶۶ ظفیر.

(۲) در در مختار و در رد المحتار گفتہ ویجتنب المنکرات هذرمة القراة درمختار. قوله هذرمة بفتح الهاء وسكون الذال وفتح الراء سرعة الكلام والقرأة قاموس شامی ج ۱ ص ۶۳. ازیں عبارت معلوم شد کہ اگر در شبینہ سرعت قراۃ بحد ہذرمہ باشد مکروہ است کہ ہذرمہ قرأۃ از منکرات شمردہ اند۔ فقط۔

تنہا تراویح بآواز پڑھے یا آہستہ

(سوال ۱۸۷۷) مرد تراویح جماعت سے پڑھیں یا علیٰحدہ علیٰحدہ؟ اگر تنہا پڑھیں تو بلند آواز سے یا آہستہ آہستہ؟

عورتیں وتر کی جماعت کریں یا نہیں

(سوال ۱۸۷۸/۲) وتر کی جماعت عورتیں کریں یا نہیں؟

سنت بعد تراویح شروع کریں

(سوال ۳/ ۱۸۷۹) رمضان شریف میں اگر تراویح شروع ہو گئیں تو دو سنت جو بعد فرض کے ہیں یہ پڑھ کر تراویح میں شریک ہو یا بعد میں پڑھے۔

ایک مسجد میں تراویح کی دوسری جماعت

(سوال ۱۸۸۰/٤) تراویح و وتر کی جماعت ہو گئی تو دوسری جماعت کریں یا نہیں؟

(جواب) والجماعة فيها سنة على الكفاية (در مختار . باب التراويح) ويخير المنفرد فى الجهر ان ادى (الى قوله) كمتنفل بالليل منفرد ا ص ۵۵۶ (درمختار مخلصاً) فى فصل القراة۔ مرد جماعت سے پڑھیں اگر کوئی شخص جماعت سے جاوے اور تنہا پڑھے تو آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے دونوں درست ہے مگر آواز سے بہتر ہے۔

(۲) وتر کی جماعت عورتیں نہ کریں (ویکره تحريما جماعة النساء ولو فى التراويح الخ (درمختار على الشامی ج ۱ ص ۷۲۸) فقط۔

(۳) فرض اور سنت پڑھ کر تراویح میں شامل ہو۔ (وقتها بعد صلاة العشاء قال الشامی ج ۱ ص ۶۵۹)

(۴) دوبارہ اس مسجد میں نہ کریں[1] ۔ فقط (لوترك الجماعة فى الفرض لم يصلوا لتراويح جماعة (درمختار) جميل الرحمن)

کیا ایک سلام سے بیس رکعت تراویح درست ہے

(سوال ۱۸۸۱) بست رکعت تراویح بیک سلام گذاردن جائز است یا نہ؟

(جواب) بست رکعت تراویح بیک سلام مکروہ تحریمی است (فلو فعلها بتسليمة فان قعد لكل شفع صحت بكراهة والا نابت عن شفع واحد شامی ج ۱ ص ٦٦. جميل الرحمن)

---

[1] دلیل اس کی یہ ہے کہ ایک ہی مسجد میں تراویح کی متعدد جماعتوں کی وہی نوعیت لوٹ آتی ہے جس سے بچانے کے لئے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے متفرق طور پر پڑھنے والوں کو ایک امام کی اقتداء پر جمع فرمایا تھا، عن عبدالرحمن بن عبدالقادر قال خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة فى رمضان الى المسجد فاذا لناس اوزاع متفرقون يصلى الرجل لنفسه ويصلى الرجل بصلاته الرهط فقال عمرانی اری لو جمعت هئولاء على قارى واحد لكان امثل ثم عزم مجمعهم على ابى بن كعب رضى الله تعالىٰ عنه كبيرى للحلبى رحمة الله عليه ص ۳۸۳ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی مسجد میں متعدد جماعتوں کا سلسلہ حسب ارشاد فاروقی طریق امثل کے خلاف ہے وقال عليه الصلوٰة والسلام عليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوابها وعضوا عليها بالنواجذ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی) جمیل الرحمن۔

فصلِ خامس
مسائلِ تہجد

جس کی نمازیں قضا ہوں وہ قضا ادا کرے یا تہجد، کون بہتر ہے

(سوال ۱۸۸۲) جس شخص کی نمازیں زیادہ قضاء ہوئی ہوں اس کو تہجد کے وقت یا دیگر اوقات مناسبہ میں نماز تہجد یا نوافل پڑھنی بہتر ہے یا قضائے عمری۔

(جواب) در مختار میں ہے۔ وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض و واجب و سنة۔(۱) یعنی فرض کا قضا کرنا فرض اور واجب کا قضا کرنا واجب اور سنت کا سنت ہے حاصل یہ کہ قضا عمری واقعی کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی اور تاخیر اچھی نہیں ہے۔ جہاں تک ہو سکے اور جب وقت ملے فرائض اور وتر کی قضا نماز ادا کی جاوے تو بہتر ہے۔(۲) لیکن صلوٰۃ تہجد جس کی قرآن شریف اور احادیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے افضل الصلوٰۃ بعد الفریضة صلوٰۃ اللیل(۳) یعنی صلوٰۃ فرائض کے بعد نماز تہجد کی افضل ہے۔ پس اس فضیلت کا اقتضاء تو یہی ہے کہ اس کو ہرگز نہ چھوڑا جاوے۔ اور یہ فضیلت بغیر نوافل قضا نمازوں کے اس وقت پڑھنے سے حاصل نہیں۔ قال فی ردالمحتار. ان التهجد لا يحصل الا بالتطوع فلو نام بعد صلاة العشاء ثم قام فصلى فوائت لا يسمى تهجداً (۴) (ص ۵۰۵) یعنی تہجد نام ہے بعد صلاۃ عشاء آخر رات میں اٹھ کر نوافل پڑھنے کا پس اگر کوئی شخص اس وقت بجائے نفل اپنی دن کی نماز قضا کو پڑھے تو اس کا نام تہجد نہ ہوگا یعنی وہ ثواب جو نماز تہجد کا ہے وہ اس سے حاصل نہیں ہوتا پس ایسی صورت میں اگر زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم دو رکعت پڑھ لیا کریں اور یہ صلوٰۃ تہجد کا کمتر درجہ ہے۔ قال فی ردالمحتار واقل التهجد ركعتان واوسطه اربعة واكثره ثمان (۵) ص ۵۰۵ فقط۔

تہجد میں مختلف دعائیں کب پڑھی جائیں

(سوال ۱۸۸۳) احادیث میں ادعیہ مختلفہ تہجد میں وارد ہیں وہ بعد ثناء ہیں یا تکبیر تحریمہ سے پیشتر۔

(جواب) وہ ادعیہ تکبیر تحریمہ سے پیشتر پڑھنی چاہئے۔(۶) فقط

تہجد بعد عشاء قبل از وتر پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۸۸۴) جو شخص پچھلی رات میں تہجد پڑھنے پر قادر نہ ہو تو وہ بعد عشاء قبل از وتر نوافل پڑھ لے یا بعد از وتر پڑھے۔

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قصاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰. ط.س. ج۲ ص ۶۶. ۱۲ ظفير.

(۲) وجميع اوقات العمر وقت للقضاء الاالثلاثة المنهية (در مختار) وهى الطلوع والاستواء والغروب (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰. ط.س. ج۲ ص ۶۶) ظفير.

(۳) مشکوٰۃ میں مسند احمد سے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے افضل الصلوٰۃ بعد المفروضة صلوٰۃ فی جوف اللیل رواه احمد (مشکوٰۃ باب التحريض فی قيام الليل ص ۱۱۰) اور ان مذکورہ الفاظ کے ساتھ کے لئے دیکھئے ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۶۰. ۱۲ ظفير. (۴) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلاة الليل ج ۱ ص ۶۴۱. ط.س. ج۲ ص ۲۴. ۱۲ ظفير. (۵) ايضاً. ط.س. ج۲ ص ۲۴. ۱۲ ظفير.

(۶) عن ابن عباس قال كان النبی صلی الله عليه وسلم اذا قام من الليل بتهجد قال اللهم لك الحمد انت قيم السموات الخ متفق عليه وعن عائشة قالت كان النبی صلی الله عليه وسلم اذا قام من الليل افتتح صلاته فقال اللهم رب جبريل الخ (مشکوٰۃ باب ما يقول اذا قام من الليل ص ۱۰۸) ظفير.

(جواب) حدیث طبرانی کے الفاظ یہ ہیں وما کان بعد صلوٰۃ العشاء فھو من اللیل۔(۱) یہ روایت نوافل قبل الوتر اور بعد الوتر دونوں کو شامل ہے۔ لیکن بہتر قبل از وتر ہے۔ فقط۔

تہجد کی رکعتیں اور قرات

(سوال ۱۸۸۵) زید نماز تہجد بقرأۃ طویل اسطرح سے پڑھتا ہے کہ گاہے ایک پارہ، گاہے دوپارہ، گاہے سہ پارہ ایک رکعت میں پڑھ لیتا ہے باقی تین رکعات میں مختصر سی سورتیں پڑھ کر ختم کرتا ہے یہ کیسا ہے۔

(جواب) نماز تہجد آٹھ رکعت افضل ہے اور بہتر یہ ہے کہ قرأۃ جملہ رکعات میں قریب قریب برابر رکھے اور جائز یہ بھی ہے جو صورت سوال میں مذکور ہے،(۲) فقط۔

تہجد میں ہر رکعت میں سورہ اخلاص ضروری نہیں ہے

(سوال ۱۸۸۶) تہجد کی نماز میں سورہ اخلاص کا ملانا ہر مرتبہ فرض ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے مگر کچھ ضروری نہیں ہے۔ فقط۔

تہجد میں قرات جہری

(سوال ۱۸۸۷) تہجد کی نفلوں میں قرآن شریف پکار کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

(جواب) جائز و مستحب ہے۔(۳) فقط۔

تہجد میں چھوٹی اور لمبی سورت کی قرات

(سوال ۱۸۸۸) تہجد کے نوافل میں جو سورہ اخلاص پڑھی جاتی ہے اول رکعت میں ۱۲ مرتبہ دوسری میں گیارہ دفعہ سلسلہ وار گھٹتی ہے تو ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ مزمل کا پڑھنے والا اعلیٰ رہے گا یا سورہ اخلاص ترتیب مذکور کا۔

(جواب) فرضوں میں تکرار سورۃ کو مکروہ لکھتے ہیں اور نوافل میں درست ہے لہذا سورہ اخلاص کا مکرر پڑھنا تہجد میں درست ہے (۴) لیکن اگر بڑی بڑی سورتیں مثل سورہ یسین و سورہ مزمل وغیرہ کے پڑھے تو یہ اولیٰ ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہوگا۔(۵) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰ ط.س. ج۲ ص ۲۴) اس حدیث کو نقل کر کے علامہ شامیؒ نقل کرتے ہیں وھذا یفید ان ھذہ السنۃ تحصل بالتنفل بعد صلوٰۃ العشاء قبل النوم (ایضاً) ط.س. ج۲ ص ۲۴ ظفیر.

(۲) واقلھا علی ما فی الجوھرۃ ثمان ولو جعلہ اثلاثا فالا وسط افضل ولو انصافا فالا خیر افضل (الدر المختار) قید بقولہ عملی ما فی الجوھرۃ لا نہ فی الحاوی القدسی قال یصلی ما سھل علیہ ولو رکعتین وسنۃ فیھا ثمان رکعات باربع تسلیمات (ردالمحتار باب الوتر و النوافل مطلب فی صلاۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۱ ط.س. ج۲ ص ۲۵) ومن التعلیل ان المنفرد یسوی بین الرکعتین فی الجمیع اتفاقا شرح المنیۃ (ردالمحتار فصل فی القرأۃ ج۱ ص ۵۰۵ ط.س. ج۱ ص ۵۴۲) ظفیر.

(۳) ویخیر المنفرد فی الجھر الخ کمتنفل باللیل منفرد افلوام جھر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراۃ ج ۱ ص ۴۹۸ ط.س. ج۱ ص ۵۳۳) ظفیر.

(۴) لا باس ان یقرأ سورۃ ویعیدھا فی الثانیۃ الخ ولا یکرہ فی النفل شئی من ذالک (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی القراۃ ج۱ ص ۵۱۰ ط.س. ج۱ ص ۵۴۶) ظفیر. (۵) وعن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قام بعشر ایات لم یکتب من الغافلین ومن قام بمأتہ ایۃ کتب من القانتین ومن قام بالف ایۃ کتب من المقنطرین رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰۷) ظفیر.

وقت تہجد

(سوال ۱۸۸۹) تہجد کا وقت کب تک رہتا ہے۔

(جواب) تہجد کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رہتا ہے۔(۱) فقط۔

تہجد کی کتنی رکعتیں افضل ہیں

(سوال ۱۸۹۰) احادیث میں نماز تہجد آنحضرت ﷺ سے زائد سے زائد دس رکعت ثابت ہے اور مع وتر گاہ تیرہ رکعت گاہ گیارہ رکعت گاہ نو رکعت گاہ سات رکعت (مشکوٰۃ شریف) جو شخص تہجد پڑھے وہ بغرض اتباع اسی طرح پڑھے یا مقرر کر لے۔

(جواب) اکثر چونکہ آنحضرت ﷺ نے آٹھ رکعت تہجد پڑھی ہیں اور تین وتر، اس لئے فقہاء حنفیہ نے آٹھ رکعت پر مواظبت کو مستحب فرمایا اور اگر گنجائش نہ ہو تو دو یا چار رکعت بھی کافی ہیں۔ والتفصیل فی الشامی۔(۲) فقط۔

تہجد کی نماز اندھیرے میں

(سوال ۱۸۹۱) تہجد کی نماز اندھیرے میں ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ہو سکتی ہے۔(۳) فقط۔

عشاء بعد فوراً تہجد پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۱۸۹۲) اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے یہ خیال کر کے کہ میری آنکھ تہجد کے وقت نہیں کھلے گی اور عشاء کی نماز کے بعد تہجد کی نماز ادا کر لے تو ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

(جواب) ایک حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز عشاء کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں گے وہ نماز تہجد میں شمار ہوں گے اور ثواب تہجد کا اس سے حاصل ہو جاوے گا۔ جیسا کہ شامی میں حدیث طبرانی نقل کی ہے وروی الطبرانی مرفوعاً لا بد من صلوٰۃ بلیل ولو حلب شاۃ وما کان بعد صلوٰۃ العشاء فھو من اللیل وھذا یفید ان ھذہ السنۃ تحصل بالتنفل بعد صلوٰۃ العشاء قبل النوم الخ(۴) فقط۔

تہجد کی رکعتیں کس قدر لمبی ہوں

(سوال ۱۸۹۳) حدیث شریف میں ہے ثم صلی رکعتین طویلتین الخ ثم صلی رکعتین وھما دون اللتین قبلھا الحدیث دوگانہ اول مابعد سے کس قدر طویل تھا۔ مثلاً ایک شخص تہجد میں دوپارہ پڑھنا چاہتا ہے ہر دوگانہ میں کس قدر پڑھے۔

---

(۱) وصلاۃ اللیل الخ لو جعلہ اثلاث فالا وسط افضل ولو انصافا فالا خیر افضل (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلاۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰ .ط.س.ج۲ص۲۴) عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فیما بین ان یفرغ من صلوٰۃ العشاء الی الفجر احدی عشرۃ رکعۃ (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰۵ فصل اول) ظفیر. (۲) وصلاۃ اللیل واقلھا علی ما فی الجوھرۃ ثمان (در مختار) قید بقولہ علی مافی الجوھرۃ لا نہ فی الحاوی القدسی قال یصلی ما سھل علیہ ولو رکعتین والسنۃ فیھا ثمان رکعات باربع تسلیمات (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۱ .ط.س.ج۲ص۲۵) ظفیر.

(۳) نماز کے لئے روشنی ضروری نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ اندھیرے میں بھی نماز پڑھا کرتے تھے ۱۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۶۴۰ .ط.س.ج۲ص۲۴. ۱۲ظفیر.

آنحضرت کے قدم کا تورم

(سوال ۱۸۹٤/۲) حدیث میں ہے کہ قیام کیا آنحضرت ﷺ نے حتی تورمت قدماہ الحدیث جب کہ تعداد تہجد آٹھ رکعت تھی تو قدر قراۃ کس قدر تھی کہ پاؤ مبارک پر ورم ہو جاتا تھا۔

قراۃ فی التہجد کی مقدار صحابہ میں

(سوال ۱۸۹۵/۳) قرأۃ تہجد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آثار سے کس قدر ثابت ہے۔

بعد تکبیر تحریمہ دعائیں

(سوال ۱۸۹٦/٤) چند ادعیہ احادیث میں منقول ہیں کہ بعد تکبیر تحریمہ آنحضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے مثلاً انی وجهت وجهی الخ عند الاحناف قبل از تکبیر تحریمہ پڑھیں یا بعد میں۔

تہجد کے موقع پر پہلے دو ہلکی رکعتیں تہجد کی ہوتی تھی یا تحیۃ الوضوء کی

(سوال ۱۸۹۷/۵) اول دوگانہ تہجد حضور جو خفیفتین لکھا یہ تحیۃ الوضوء میں ہے یا کیا۔

یہ دعا کہاں پڑھی جائے

(سوال ۱۸۹۸/٦) دعاء اللهم اجعل فی قلبی نور اًالخ منقول ہے یہ دعا بعد تہجد پڑھیں یا اول یا بعد سنت فجر۔

یہ دعا کھڑے ہو کر پڑھی جائے یا بیٹھ کر

(سوال ۱۸۹۹/۷) عن ابن عباس قال كان النبی صلی الله عليه وسلم اذا قام من الليل يتهجد اللهم لك الحمد الخ یہ دعا کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر۔

آنحضرت ﷺ کی موافقت کی نیت سے تہجد کبھی کم کبھی زیادہ پڑھی جائیں یا نہیں

(سوال ۱۹۰۰/۸) جو شخص تہجد مطابق آنحضرت ﷺ پڑھنا چاہے تو گاہ دس رکعت گاہ آٹھ رکعت گاہ چھ گاہ چار پڑھے یا روزمرہ آٹھ رکعت پڑھے۔

وقت تہجد

(سوال ۱۹۰۱/۹) وقت تہجد متوسط کون سا ہے۔

(جواب)(۱،۲) کبھی آنحضرت ﷺ تہجد کی رکعات کو بہت طویل فرماتے تھے۔ کئی کئی پارے ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔(۱) یہی وجہ ورم قدمین مبارکین کی تھی۔ اب اگر کسی کو دو پارے آٹھ رکعت میں پڑھنے ہوں تو اختیار ہے خواہ پاؤ پاؤ ایک ایک رکعت میں پڑھے یا پہلی رکعتوں میں کچھ زیادہ پڑھے اور پچھلی رکعتوں میں کم پڑھے سب

---

(۱) عن حذيفة انه راى النبی صلى الله عليه وسلم يصلی من الليل وكان يقول الله اكبر ثلثاً ذوالملكوت والجبروت والكبرياء والعظمة ثم استفتح فقرأ البقرة ثم ركع فكان ركوعه نحوامن قيامه فكان يقول فی ركوعه سبحان ربی العظيم ثم رفع راسه من الركوع فكان قيامه نحوا من ركوعه يقول لربی الحمد فكان سجوده نحوا من قيامه فكان يقول فی سجوده سبحان ربی الاعلیٰ ثم رفع راسه وكان يقعد فيما بين السجد تين نحوا من سجوده وكان يقول رب اغفرلی رب اغفرلی فصلی اربع ركعات قرأفيهن البقرة وال عمران والنساء والمائدة اوالا نعام شك شعبة رواه ابو داؤد (مشكوٰة باب صلوٰة الليل فصل ثانی ص ۱۰٦) اس حدیث سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تہجد میں قرات کس قدر لمبی ہوتی تھی کہ از بقرہ تا مائدہ پڑھ جاتے تھے۔ والله اعلم . محمد ظفير الدين . جعله الله من الصالحين.

جائز اور سنت ہے۔

(۳) کچھ تحدید اس میں منقول نہیں ہے۔(۱)

(۴) قبل از تکبیر تحریمہ۔(۲)

(۵) یہ بھی احتمال ہے۔(۳)

(۶) جس وقت پڑھ لے بہتر ہے۔

(۷) جس وقت اٹھے اس وقت پڑھ لے۔

(۸) اکثر عادت آنحضرت ﷺ کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی باقی حسب موقع کم وبیش بھی پڑھتے تھے۔

(۹) آخر شب افضل ہے۔ فقط۔

نماز تہجد کی رکعتیں

(سوال ۱۹۰۲) نماز تہجد کی رکعتوں کی ابتدائی اور انتہائی حد کہاں تک ہے۔

ترک تہجد کا نقصان کیا ہے

(سوال ۲/ ۱۹۰۳) نماز تہجد کو شروع کرنے اور سستی کے سبب سے دو چار روز ترک کرنے سے کوئی نقصان مالی و جسمی ہو گا یا نہ ہو گا؟

نماز تہجد کس طرح ادا کی جائے

(سوال ۱۹۰٤/۳) نماز تہجد کے ادا کرنے کی کیا ترکیب ہے یعنی اس کے واسطے کوئی خاص دعا ہے؟ اور کوئی خاص خاص سورت مقرر ہیں؟ ہم کلام مجید میں سے جو سورتیں چاہیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

نماز اشراق وغیرہ

(سوال ۱۹۰۵/٤) نماز اشراق و نماز چاشت و نماز اوابین ان سب نمازوں کی نیت اور ترتیب سے بھی مطلع فرمایئے گا۔

(جواب)(۱) کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت تہجد میں مسنون ہیں اور شامی میں لکھا ہے کہ اگر

....

(۱)وصلاۃ اللیل اقلھا علی فی الجوھرۃ ثمان ولو جعله اثلاثا فالا وسط افضل ولو انصافا فالا خیر افضل (درمختار) ر جعله اثلاثا الخ ای لو ارادان یقوم ثلثه وینام ثلثیه فالثلث الا وسط افضل من طرفیه لان الغفلة فیه اتم والعبادۃ فیه اثقل واردان یقوم نصفه وینام نصفه فقیام نصفه الا خیر افضل الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب صلاۃ اللیل ج ۱ ص ٦٤١ و ج ۱ ص ٦٤٢ .ط.س. ج۲ ص۲۵) قرآن پاک میں ہے یا یھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا اوزد علیه ورتل القران ترتیلا . پھر اخیر سورہ میں ہے ان ربك یعلم انك تقوم ادنی من ثلثی اللیل او نصفه او ثلثه (مزمل . ۱ . ۲) ان آیات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کا قیام نماز تہجد میں لمبا ہوا کرتا تھا۔ نصف رات یا دو ثلث یا ایک ثلث جو مسلسل نماز میں کھڑا رہے اور یہی اس کا روزانہ معمول ہو تو پھر "حتی تورمت قدماہ" پر کیا اشکال باقی رہ جاتا ہے اور جب قیام لمبا ہوتا تھا تو کھلی بات ہے کہ قرات بھی لمبی ہوتی ہوگی اور یہی بات تھی بھی۔ چنانچہ قرآن نے اعلان کیا "علم ان سیکون منکم مرضی واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ واخرون یقاتلون فی سبیل اللہ فاقرؤا ما تیسر من القران (مزمل . ۲) یعنی اتنی قرات کی جائے جو سہل ہو واللہ اعلم .

(۲)وعن ابی یوسف انه یضم الیه قوله انی وجهت الی اخرہ الخ وما رواہ محمول علی التهجد الخ والا ولی ان یاتی بالتوجه قبل التکبیر (ھدایه باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۹٦) ظفیر. (۳)عن زید بن خالد الجهنی انه قال لارمقن صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فصلی رکعتین خفیفتین ثم رکعتین طویلتین الخ مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل ص ۱۰٦) ظفیر.

صرف دو رکعت بھی پڑھ لے تو ثواب تہجد کا حاصل ہو جائے گا(۱) فقط۔

(۲) تہجد شروع کر کے چھوڑنے سے مالی نقصان کچھ نہیں ہوتا اور شرعاً گنہگار بھی نہیں ہوتا لیکن بلا عذر ایسا کرنا مذموم ہے اور نقصان دینی روحانی اس سے حاصل ہوتا ہے اور نقصان جسمانی یہ ہے کہ تیزی و چالاکی جاتی رہتی ہے اور سستی بڑھ جاتی ہے۔(۲)

(۳) تہجد کے لئے خصوصیت کسی سورۃ کی شرعاً نہیں ہے۔ بعض بزرگوں نے جو سورتیں بتلائی یا لکھی ہیں وہ ہر گز لازمی و ضروری نہیں، یاد ہوں تو مضائقہ نہیں۔

(۴) اوابین و اشراق و چاشت سب میں صرف نفل نماز کی نیت کر لینا کافی ہے کسی خاص نماز اور وقت کا نام لینا کچھ ضروری نہیں(۳) اور عوام اور ناواقفوں کو لمبی لمبی نیت بتلا کر پریشان کرنا جہالت ہے اور جون سی سورت چاہے پڑھے۔ کتبہ اصغر حسین عفی عنہ الجواب صحیح مہر۔

تہجد کی آٹھ رکعتیں ہیں یا بارہ

(سوال ۱۹۰۶) ایک شخص نے ایک مولوی سے دریافت کیا کہ جناب تہجد کی نماز کی کے رکعات ہیں اور ترتیب اس کی کیا ہے۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ تہجد کی نماز آٹھ رکعت ہیں۔ اس پر

سائل نے کہا کہ بعض کتب میں بارہ رکعات لکھی ہیں اور علماء بھی بارہ رکعت کے قائل ہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے یہ کہا کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور وہ سب کتابیں غلط ہیں اور تم اسلام سے خارج ہو آیا تہجد کی نماز بارہ رکعت حدیث سے ثابت ہے یا نہیں بارہ رکعت کی مجوزین کو جہلاء کہنا درست ہے یا نہیں اور سائل کو خارج از اسلام کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بر تقدیر عدم جواز کلمہ خارج از اسلام (کافر) کا مصداق کون بنے گا اور یہ کلمہ کس پر عائد ہوگا اور اس مولوی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور وتر کی نماز ایک رکعت ثابت ہے یا نہیں اور حدیث عائشہؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یوتر مانقص من سبع ولاباکثر من ثلث عشرۃ رواہ ابو داؤد سے جو بعض وتر کو ایک رکعت اور تہجد کو بارہ رکعت ثابت کرتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) تہجد کے بارہ میں روایات مختلف ہیں کم سے کم دو اور چار اور زیادہ سے زیادہ بارہ تک وارد ہوئی ہیں لیکن اکثری طور سے نماز تہجد آنحضرت ﷺ کی آٹھ رکعت تھی اسی بناء پر فقہاء حنفیہ نے فرمایا ہے کہ تہجد میں سنت آٹھ رکعات ہیں۔ در مختار میں ہے واقلها علی ما فی الجوھرۃ ثمان الخ قال فی ردالمحتار فی الحاوی القدسی قال یصلی ما یسھل علیہ ولو رکعتین

---

(۱) قال فی الشامی اقول فیبقی القول بان اقل التھجد رکعتان الخ ایضاً فی رسائل الارکان لبحر العلوم مولانا عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ علی ص ۱۳۵ .ط.س.ج۲ص۲۵ تحت حدیث المسلم عن ابن عبداللہ قال زعم البعض ان ھذا نوع اخر لصلوٰتہ علیہ السلام ان صلوٰۃ اللیل اثناء عشر رکعۃ والوترالخ.ط.س.ج۲ص۲۵ .(۲)وایضاً فی الشامی ذکر فی الحلیہ ایضاً ما حاصلہ انہ یکرہ ترک تھجد اعتادہ بلا عذر لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بن عمر یا عبداللہ یا عبداللہ لا تکن مثل فلان کان یقوم اللیل ثم ترکہ متفق علیہ.شامی ج۱ ص ۷۱۶ و ص ۷۱۷.ط.س.ج۲ص۲۵ .(۳)وفی الکبیری المصلی اذا کان متنفلاً سواء کان ذلک النفل سنۃً مؤکدۃ او غیر ھا یکفیہ نیۃ مطلق الصلوٰۃ ولا بشرط تعین ذلک النفل الخ کبیری ص ۲۴۵. جمیل الرحمن.

والسنة فيها ثمان ركعات باربع تسليمات وهذا بناء على ان اقل تهجده صلى الله عليه وسلم كان ركعتين وان منتهاه كان ثمان ركعات اخذ مما في المبسوط السرخسي الخ.(۱)اور حضرت قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ مالابد منہ میں فرماتے ہیں۔ونماز تہجد از چار رکعت کمتر نیامدہ واز دوازدہ رکعت زیادہ ہم بہ ثبوت نہ پیوستہ الخ(۲)پس تتبع حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہ رکعت تک تہجد میں ثابت ہیں اور اکثر آٹھ رکعت ہیں، پس انکار کرنا بارہ رکعت کا خود جہل اس قائل کا ہے اور پھر اس پر تکفیر سائل وغیرہ کی کرنا دوسری جہالت ہے اور معصیت سخت ہے کہ خوف کفر ہے۔حدیث شیخین میں ہے ايمارجل قال لا خيه كافر فقد باء بها احدهما رواه الشيخين عن ابن عمر مرفوعاً(۳)اور ہر چند کہ تکفیر قائل میں احتیاط کی جاوے گی بوجہ احتمال تاویل کے لیکن فسق میں اس کے کچھ کلام نہیں ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے الا ان یتوب، اور وتر میں تین رکعت سے کم نہیں ہے، یہی صحیح اور راجح ہے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے اور جن روایات میں ایک رکعت وتر کی وارد ہے اس کی تاویل کی گئی ہے كما هو المعروف عند العلماء .روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی میں ہے سالتا عائشة باى شئى كان يوتر رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت كان يقرا في الا ولىٰ بسبح اسم ربك الا علىٰ وفي الثانية بقل يا يها الكفرون وفي الثالثة بقل هو الله احد والمعوذتين۔(۴)اور بعض روایات میں معوذتین مذکور نہیں ہے اور عدم جواز ایتار بواحدہ کے دلائل شرح منیہ وغیرہ میں مبسوط ہیں۔ نہی عن التبیرا متعدد طرق سے ثابت ہے۔زیادہ بسط کی اس موقعہ پر گنجائش نہیں ہے۔فقط۔

صلوٰۃ تہجد کا وقت

(سوال ۱۹۰۷)صلوٰۃ تہجد کا وقت بعد نصف شب کے ہے یا پہلے جیسا کہ آیت او نقص منه قليلا اوزدعليه الخ سے معلوم ہوتا ہے یا دونوں وقتوں میں جائز ہے۔بر تقدیر جواز اولویت کس کو ہے۔

(جواب)بعد عشاء کے جو نوافل پڑھے وہ صلوٰۃ اللیل ہے اور تہجد میں داخل ہے كما في الشامي وما كان بعد صلوٰة العشاء فهو من الليل وهو يفيد ان هذه السنة تحصل بالتنفل بعد العشاء قبل النوم الخ قلت قد صرح بذلك في الحلية الخ (۵)اور افضل وقت تہجد کا آخیر شب ہے جیسا کہ احایث میں وارد ہے۔فقط

تہجد کی قضا

(سوال ۱۹۰۸)اگر تہجد کی نماز قضا ہو جائے تو اس کی قضا پڑھنی بارہ بجے سے پہلے درست ہے یا نہیں۔

(جواب) تہجد کی نماز کی قضا نہیں ہے لیکن دوپہر سے پہلے پڑھ لینا اچھا ہے۔(۶)فقط۔

---

(۱)ردالمحتار .باب الوتر والنوافل مطلب في صلوٰة الليل ج ۱ ص ۶۴۰ و ج ۱ ص ۶۴۱.ط.س.ج۲ص۲۵. ۱۲ ظفير.(۲)مالا بد منه مطبوعه كتب خانه رحيميه فصل نوافل ص ۶۸. ۱۲ ظفير.(۳) مشكوٰة باب حفظ اللسان والغيبة والشتم فصل اول ص ۴۱۱. ۱۲ ظفير.(۴)مشكوٰة باب الوتر ص ۱۱۲.۱۲ ظفير.(۵)ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب في صلوٰة الليل ج ۱ ص ۶۴۰.ط.س.ج۲ص۲۴.۱۲ ظفير.(۶)وعن عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نام عن حزبه او عن شئى منه فقراه فيما بين صلوٰة الفجر وصلوٰة الظهر كتب له كانما قرا من الليل رواه مسلم (مشكوٰة باب القصد في العمل ص ۱۱۰) ظفير.

نماز تہجد جماعت سے پڑھی جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۰۹) اگر نماز تہجد بعد نماز فرض عشاء مابین سنت و وتر ادا کرے بارہ رکعت یا ۸ یا ۱۰ یا ۶ یا چار اور اکثر آدمی شوقین نماز تہجد ہوں تو اگر اس نماز کو جماعت سے ادا کرے یا اخیر شب میں جماعت سے پڑھ لے تو کچھ حرج یا گناہ تو نہیں۔ سنا گیا ہے معتبر ذرائع سے کہ جناب مولانا گنگوہیؒ نے کہیں لکھا ہے کہ اس نماز کو جماعت سے پڑھ لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مستحبات سے ہے۔

(جواب) معین احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد نماز عشاء قبل النوم اگر نوافل تہجد پڑھ لی جائیں تو ثواب تہجد کا حاصل ہوتا ہے۔ وهذا يفيد ان هذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلوٰة العشاء قبل النوم(۱) اور جماعت سے ادا کرنا تہجد کا مکروہ ہے اگر بتداعی ہو، در مختار میں ہے ای يكره ذلك لو على سبيل التداعى بان يقتدى اربعة بواحدا لخ۔(۲) اور حضرت مولانا گنگوہیؒ جماعت تہجد کے جواز کو صحیح نہیں کہتے، حضرت مولانا اس سے منع فرماتے تھے (شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ اسے جائز کہتے تھے۔ مگر صرف رمضان میں، سال کے دوسرے حصوں میں نہیں۔ اور آپ کا رمضان میں اسی پر عمل تھا۔ ظفیر)

فصل سادس
مسائل صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کے اوقات

(سوال ۱۹۱۰) صلوٰۃ التسبیح کی پہلی اور تیسری رکعت میں تسبیح کس وقت پڑھے۔ شافعیہ کے نزدیک جلسہ استراحت میں ہے حنفیہ کے نزدیک کس وقت ہے اور راجح قول کیا ہے۔

(جواب) یہی راجح اور معمول بہ ہے کہ بیٹھ کر تسبیح پڑھ کر اٹھ کر فاتحہ اور سورۃ کے بعد تسبیح ۱۵ دفعہ پڑھے۔(۳)

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت مکروہ ہے

(سوال ۱۹۱۱) صلوٰۃ التسبیح کی جماعت درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جماعت نوافل کی خواہ صلوٰۃ التسبیح ہو یا کوئی دوسرے نوافل اگر بتداعی ہو مکروہ ہے۔(۴) فقط۔

صلوٰۃ التسبیح کا ثواب

(سوال ۱۹۱۲) صلوٰۃ التسبیح کا ثواب رسول اللہ ﷺ نے جیسا کہ اپنے چچا حضرت عباسؓ کو فرمایا تھا اور امتی کو بھی ایسا ہی ثواب ملے گا یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار مطلب فی صلوٰة الليل ج ۱ ص ۶۴۰ .ط.س. ج۲ ص ۲۴ . ۱۲ ظفیر.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب فى كراهة الا قتداء فى النفل ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س. ج۲ ص۲۸ . ۱۲ ظفیر.

(۳) فبعد انشاء خمسة عشر مرة ثم بعد القراة وفى ركوعه والرفع منه الخ وقال انها المختار من الروايتين والرواية الثانية ان يقتصر فى القيام على خمسة عشر مرة بعد القراة (ردالمحتار والنوافل مطلب فى صلاة التسبيح ج۱ ص ۶۴۳ .ط.س. ج۲ ص۲۷ ظفیر. (۴) ولا يصلى الو ترولا التطوع بجماعة خارج رمضان اى يكره ذالك لوعلى سبيل التداعى ان يقتدى اربعة بواحد (الد ر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۶۳ .ط.س. ج۲ ص۲۸) ظفیر.

صلوٰۃ التسبیح میں سہو

(سوال ۲/۱۹۱۳)صلوٰۃ التسبیح میں اگر سہو ہو جاوے تو سبحان اللہ والحمد للہ سجدہ سہو میں کہے یا سبحان ربی الاعلیٰ کہے، قیام میں سبحان اللہ الخ ۲۵ مرتبہ کہے یا ۱۵ مرتبہ۔ اگر قیام میں ۲۵ مرتبہ کہے گا تو دوسرے سجدہ کے بعد نہ کہے گا۔ یہ درست ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱،۲)حدیث شریف میں ہے ان الاعمال بالنیات . الخ ولکل امر مانوی ۔الحدیث[۱] ۔پس مدار ثواب کا نیت پر ہے۔ اگر لوجہ اللہ خالص نیت سے کوئی پڑھے گا تو ثواب بھی اسی قدر ثواب ملے گا۔ حضرت عباسؓ کو جو تعلیم فرمائی تھی وہ ان کی خصوصیت نہ تھی جیسے آپ کی دیگر ادعیہ واعمال کی تعلیم وبشارت ثواب عام تھی۔ سجدہ سہو میں سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور قیام میں پندرہ دفعہ سبحان اللہ الخ کہے۔(۱) حاصل یہ ہے کہ صلوٰۃ التسبیح فرض واجب تو ہے نہیں لیکن اگر پڑھے تو اسی طریقہ سے پڑھے جو سلف سے منقول ہے اپنی طرف سے اس میں ایجاد کرنا درست نہیں ہے۔ فقط۔

آخری جمعہ رمضان میں صلوٰۃ التسبیح باجماعت کا ثبوت نہیں

(سوال ۱۹۱۴)رمضان شریف کے آخر جمعہ میں صلوٰۃ التسبیح باجماعت پڑھائی جاتی ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے۔ امام یہ کہتا ہے کہ جاہل لوگ صلوٰۃ التسبیح نہیں پڑھ سکتے لہٰذا ان کو امام کی متابعت میں ثواب مل جاوے گا۔ اعتباراً بصلوٰۃ الکسوف والخسوف والاستسقاء۔

(جواب)اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور اس سے نماز ہائے فوت شدہ کا کفارہ نہیں ہوتا یہ خیال غلط ہے اور امام کا خیال بھی غلط ہے۔ بدعت کا ارتکاب اس خیال سے درست نہیں۔ فقط۔

تسبیح معروفہ کب کب پڑھی جائے

(سوال ۱۹۱۵)صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح معروفہ پندرہ مرتبہ قبل از قراۃ اور دس بارہ بعد از قراۃ شامی میں منقول ہے اور حدیث میں بعد سجدہ دویم دس مرتبہ وارد ہے۔ عند الاحناف عمل کس پر ہے اور بعد سجدہ کے اگر پڑھے تو تکبیر کہہ کر پھر پڑھ کر کھڑا ہو یا کیونکر۔

(جواب)شامی نے دونوں صورتیں لکھی ہیں اور دونوں منقول ہیں لیکن بہتر وہ صورت معلوم ہوتی ہے جو موافق احادیث مشہور کے ہے کہ بعد قراۃ کے پندرہ بار اور سجدہ ثانیہ سے اٹھ کر دس بار تسبیح مذکور پڑھے پھر اٹھے(۲) فقط۔

---

(۱)الررواية الثانية ان يقتصر في القيام على خمسة عشرة مرة بعد القراة (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب صلوٰة التسبيح ج ۱ ص ۶۴۳ .ط.س.ج۲ص۲۷) ظفير.

[۱] مشکوٰۃ تکمیل کتاب الایمان ۱۲ ظفیر۔

(۲)عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال للعباس بن عبدالمطلب يا عباس يا عماه الا اعطيك الخ اذا انت فعلت ذالك غفرالله لك ذنبك الخ ان تصلي اربع ركعات فقرأ في كل ركعة فاتحة الكتاب وسورة فاذا فرغت من القراة في اول ركعة وانت قائم قلت سبحان الله والحمد لله الخ خمس عشرة مرة ثم تركع فتقولها وانت راكع عشر ثم ترفع راسك من الركوع فتقولها الخ (مشكوٰة ص ۱۱۷ باب صلوٰة التسبيح) ظفير.

صلوٰۃ تسبیح کے قومہ میں ہاتھ کھلا رکھے

(سوال ۱۹۱۶)صلوٰۃ تسبیح کے قومہ میں ہاتھ باندھے رکھے یا کھلے رکھے۔

(جواب) کھلے رکھنا ہی معمول بہ ہے۔ فقط۔

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں ایک سلام سے یا دو سے

(سوال ۱۹۱۷)صلوٰۃ تسبیح چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا اولیٰ ہے یا دو سلام کے ساتھ اور اگر تسبیح بجائے دس کے پندرہ دفعہ پڑھ لے بھول کر تو سجدہ سہو لازم ہو گیا یا نہیں۔

(جواب)صلوٰۃ التسبیح دو رکعت یا چار رکعت کی نیت کرے دونوں طرح جائز ہے اگر چار رکعت کی نیت ہو تو درمیان کے قعدہ میں درود شریف پڑھ لیوے اور تسبیح اگر دس کی جگہ پندرہ پڑھ لیوے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ فقط۔

اگر تسبیحات میں ایک جگہ بھول جائے تو دوسری جگہ ادا کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۱۸)صلوٰۃ التسبیح میں اگر کسی موقع کی تسبیح بھول کر دوسرے رکن میں تکبیر کہتا ہوا چلا گیا اور اس رکن میں دوگنی تسبیح پڑھ لی تو سجدہ سہو لازم ہو گیا یا نہ۔

(جواب)اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سجدہ سہو لازم نہ ہو گا۔ فقط۔

الباب التاسع فی ادراك الفريضة

جماعت میں شریک ہونا

بوقت اقامتِ فرض یہ کیوں حکم ہے کہ منفرد فرض کی نیت توڑ دے مگر سنت و نفل کی نہ توڑے

(سوال ۱۹۱۹)ایک شخص نے اپنے رسالہ رکن الدین میں عالمگیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اگر کوئی مغرب یا فجر کے فرض علیٰحدہ پڑھ رہا ہو اگر دوسری رکعت کے سجدہ سے پہلے جماعت قائم ہو گئی تو نماز توڑ کر جماعت میں مل جاوے۔ اب شبہ یہ ہے کہ جماعت سنت ہے اور اعمال کے باطل کرنے پر قرآن میں نہی وارد ہے۔ اور فجر کی سنت کے متعلق لکھا ہے کہ جب تک قعدہ اخیرہ کے ملنے کی امید ہے تو سنتیں نہ توڑے۔ اور چار رکعت سنت کے متعلق لکھا ہے کہ اگر تیسری رکعت میں جماعت قائم ہوئی ہے تو چار پوری کر کے شریک جماعت ہو۔ شبہ یہ ہے کہ سنتوں کو فرضوں پر فضیلت کس قاعدے سے حاصل ہے کہ فرض توڑے جاویں اور سنت نہ توڑی جاویں۔

(جواب) یہ ابطال عمل چونکہ واسطے اکمال کے ہے اس لئے جائز ہے۔ اور ممنوع نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور ثواب کا کام ہے۔(۱) اور فجر کی سنتوں میں یہ بھی مسئلہ ہے کہ قعدہ اخیر کے ملنے تک کی بھی امید ہو تو سنتیں پڑھ کر شامل

---

(۱) والقطع وان كان ابطالا للعمل وهو منهى لقوله تعالىٰ ولا تبطلوا اعمالكم فالا بطال لقصد الا كمال لايكون ابطالا (شرح وقايه باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۲۰۹) ظفير.

جماعت ہو جاوے تاکہ ثواب بھی مل جاوے اور سنتیں بھی ادا ہو جاویں۔(۱) غرض یہ کہ مسائل مذکورہ صحیح ہیں۔(۲) فقط۔

تکبیر کہنے کے بعد امام کا دیر تک رکے رہنا پھر تحریمہ باندھنا کیسا ہے

(سوال ۱۹۲۰) ایک شخص نے ظہر کی سنتوں کی نیت باندھی، صرف ایک رکعت پڑھی تھی کہ تکبیر ہوگئی جس وقت تک شخص مذکورہ کی چار رکعت پوری ہوئی امام مصلے پر نہیں گیا جب وہ چاروں رکعتیں ادا کر چکا تب امام صاحب مصلے پر پہنچے اور پہلی ہی تکبیر سے نماز ادا کی گئی۔ نماز ہوگئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی اور تکبیر کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ کما فی الدر المختار صلی السنة بعد الاقامة او حضر الا مام بعد ها لا یعیدها۔(۳) بزازیہ۔ فقط۔

کن وجوہ سے نماز توڑ سکتا ہے

(سوال ۱۹۲۱) انسان کن کن عذرات سے بلا ارتکاب گناہ نماز توڑ سکتا ہے۔

(جواب) در مختار باب ادراک الفریضہ میں اس کی تفصیل کی ہے اس کو دیکھ لیں۔(۴) اور اگر خاص صورت پیش آئی ہو تو اس کو دریافت کرلیں کہ فلاں صورت میں قطع کرنا نماز کا صحیح ہے یا نہیں۔ در مختار میں یہ بھی ہے کہ انجاغریق وحریق کی وجہ سے توڑنا نماز کا واجب ہے اور ایک درہم کا نقصان ہوتا ہو تو قطع کرنا نماز کا جائز ہے واجب نہیں ہے اور شامی میں کلیہ قاعدہ لکھا ہے ان القطع یکون حراماً ومباحاً ومستحباً وواجباً فالحرام لغیر عذرٍ والمباح اذا خاف فوت مال والمستحب القطع للاکمال والواجب لا حیاء نفس الخ. (۵)

جماعت چھوڑ کر دوسری مسجد میں اس لئے جانا کہ پوری جماعت پائے کیسا ہے

(سوال ۱۹۲۲) ایک شخص مسجد میں آیا جماعت ہو رہی تھی، پھر وہ شخص بایں خیال دوسری مسجد میں چلا گیا کہ وہاں پوری جماعت مل جاوے گی اور ایک شخص قاعدہ اخیرہ میں آیا اور چل دیا، چلا جانا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترك لكون الجماعة اكمل والا بان رجا ادراك ركعة فی ظاهر المذهب وقيل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلا لی تبعا للبحر لكن ضعفه فی النهر لا يتركها بل يصليها عند باب المسجد ان وجد مكانا الخ (الد المختار على هامش ردالمحتار باب اداراك الفريضة ج ۱ ص ۶۷۰ .ط.س.ج۲ص۵۶) ظفير.

(۲) سوال میں جو اشکال سنت کے نہ توڑنے پر ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فرض اگر پڑھ رہا ہے تو اسے توڑ کر پھر اسے ہی امام کے ساتھ ادا کرے گا۔ تو وہاں ابطال للاکمال ہے۔ بخلاف سنت کے کہ اسے ترک کر کے اسے نہ پڑھے گا بلکہ فرض پڑھے گا تو یہ ابطال للاکمال نہ ہوا، لہذا نہ توڑنے کی صورت میں سنت بھی ادا ہو جائے گی اور فرض کی فضیلت بھی حاصل کرلے گا۔ والشارع فی نفل لا يقطع مطلقاً ويتمه ركعتين وكذا سنته الجمعة اذا اقيمت او خطب الا مام يتمها اربعا على القول الراجح لانها صلاة واحدة وليس القطع للاكمال بل للابطال خلافا لمارجحة الكمال (الدر المختار على هامش ردالمحتار . باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۲۶۸ .ط.س.ج۲ص۵۳) ظفير.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳۷۱ .ط.س.ج۲ص۴۰۰ ۱۲ ظفير.

(۴) يقطعها لعذر احراز الجماعة كما لو ندت دابة او فار قدرها او خاف ضياع درهم من ماله او كان فی النفل فجئی بجنازة وخاف فوتها قطعه لا مكان قضاء ويجب القطع لنحوا نجاء غريق او حريق ولو دعاه ابو يه فی الفرض لا يجيبه الا ان يستغيث به وفی النفل ان علم انه فی الصلاة فدعاه لا يجيبه الاجابه قائما لان القعود مشروط للتحلل وهذا قطع الا تحلل ويكتفی بتسنيمة واحدة هو الاصح غاية (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۶۶ .ط.س.ج۲ص۵۱) ظفير.

(۵) ردالمحتار باب ادراك لفريضة ج ۱ ص ۶۶۷ .ط.س.ج۲ص۵۲ .۱۲ ظفير.

(جواب) بہتر ان کو اسی مسجد میں جماعت میں شریک ہونا ہے۔(۱) فقط۔

فجر کی سنت فرض سے پہلے نہ پڑھ سکے، تو پھر اسے کب ادا کرے

(سوال ۱۹۲۳) جو شخص فجر کی جماعت میں شامل ہو گیا اور سنتیں نہیں پڑھیں وہ بعد فرض کے سنت پڑھے یا سورج کے نکلنے کے بعد پڑھے۔

(جواب) وہ شخص بعد فرض کے آفتاب کے نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اگر چاہے آفتاب نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لیوے یہ بہتر ہے کما فی الشامی واما اذا فاتت وحدھا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع لکراھۃ النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندھما وقال محمد رحمۃ اللہ علیہ احب ان یقضیھا الی الزوال الخ شامی ج ۱ ص ۴۸۲۔(۲)

ایک رکعت پڑھ چکنے کے بعد جماعت ظہر شروع ہو گئی تو دوسری رکعت پوری کر کے جماعت میں شریک ہو جائے

(سوال ۱۹۲۴) ایک شخص ظہر کے وقت قبل جماعت چار رکعت پڑھ رہا ہے۔ ایک رکعت یا دو ادا کر چکا ہے کہ فرض کی جماعت قائم ہوئی تو یہ سنت پڑھنے والا کیا کرے۔ اپنی نماز پوری کرے یا ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو ایک اور رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔ یا دو رکعت پڑھ چکا ہے تو چار پوری کرے یا ہر حال میں اس کو پورا کرنا ہوگا یا چھوڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔

(جواب) اگر ایک رکعت سنتوں کی پڑھ چکا ہے تو دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہو جاوے محققین حنفیہ نے اسی کو راجح فرمایا ہے۔ اور دوسرا قول کہ وہ بھی مفتی بہ ہے اس بارہ میں یہ ہے کہ بہر حال چار سنت پوری کرے لیکن محقق ابن ہمامؒ نے قول اول کو راجح فرمایا ہے۔ کذا فی الشامی۔(۳) فقط۔

جماعت چھوڑ کر دوسری مسجد کا امام...... جا سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۳۵) ایک شخص مسجد میں ایسے وقت آیا کہ جماعت ہو رہی تھی، وضو کر کے چلا گیا جماعت میں نہیں ملا چونکہ وہ دوسری مسجد کا پابند نمازی ہے یعنی وہی امام مقتدی وہی مؤذن ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب) اس کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ اس کے حق میں اس مسجد سے جانا اور یہاں کی جماعت میں شریک ہونا مکروہ

---

(۱) وکذا لوفاتت احدھم تکبیرۃ الا فتتاح اور رکعۃ اور رکعتان ویمکنہ ادراکھا فی غیرہ لا یذھب الیہ لانہ صارا محرزا فضیلۃ الجماعۃ فی مسجدہ فلا یترک حقہ (غنیۃ المستملی فصل فی احکام المسجد ص ۵۶۵) وکرہ تحریما للنھی خروج من لم یصل من مسجد اذن فیہ الا لمن ینتظم بہ امر جماعۃ اخری ولمن صلی الظھر والعشاء وحدہ مرۃ فلا یکرہ خروجہ بل ترکہ عند الشروع فی الا قامۃ فیکرہ المخالفۃ الجماعۃ بلا عذر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ج ۱ ص ۶۶۸ وج ۱ ص ۶۶۹ .ط.س. ج۲ ص ۵۴ ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب ادراک الفریضہ ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۵۷ ظفیر.

(۳) والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمہ رکعتین وکذا سنۃ الظھر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الا مام یتمھا اربعا علی القول الراجح لانھا صلاۃ واحدۃ ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافا لما رجحہ الکمال (در مختار) حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وھو الراجح لا نہ یتمکن من قضائھا بعض الفرض ولا ابطال فی التسلیمۃ علی الرکعتین فلا یفوت فرض الا ستماع والاداء علی الوجہ الا کمل بلا سبب الخ (ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ج۱ ص ۶۶۸. ط.س. ج۲ ص ۵۳) ظفیر.

نہیں ہے۔(۱)

سنت شروع کرتے ہی جماعت شروع ہوجائے تو کیا کرے

(سوال ۱۹۲۶)ایک شخص جماعت شروع ہونے کے قریب ہی آکر سنت کی نیت باندھ لیتا ہے فوراً اقامت ہوتی ہے تو وہ دو رکعتوں میں الحمد وسورۃ والتحیات وغیرہ کچھ نہیں پڑھتا غالباً سبحان اللہ وغیرہ کہہ لیتا ہو۔ بہر حال سجدہ وغیرہ کرکے سلام پھیر کر امام کے الحمد ختم کرنے سے پہلے شریک جماعت ہوجاتا ہے۔ اس قدر عجلت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)ایسے وقت میں یہ ضروری ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر شریک جماعت ہوجاوے اور بسبب پانے جماعت کے اگر عجلت اور اختصار کرے تو یہ بھی مناسب ہے لیکن ایسی عجلت درست نہیں ہے کہ فرض قراۃ وغیرہ متروک ہوجاوے۔(۲)

کوئی نفل کی نیت سے عشاء کی جماعت میں مل گیا تو کیا وہ سنت ووتر بھی دہرائے گا

(سوال ۱۹۲۷)اگر کوئی عشاء کی نماز ادا کرچکا پھر جماعت ہوتے دیکھا تو اس میں بھی شامل ہوگیا۔ اب سنت ووتر پڑھے یا نہیں۔

(جواب)سنت ووتر نہ پڑھے (وہ پہلے ادا کرچکا ہے۔ اور یہ نفل کے حکم میں ہے ظفیر۔)

ریل کے خیال سے نیت توڑدے تو کیا حکم ہے اور امام کو مختصر کرنے کو کہے یا نہیں

(سوال ۱۹۲۸)ایک شخص نے نجیب آباد کے اسٹیشن کی مسجد میں بروز جمعہ آکر امام سے یہ کہا کہ ہم ڈیڑھ بجے کی گاڑی سے جارہے ہیں تم چھوٹا خطبہ اور چھوٹی قرأت نماز میں پڑھنا۔ نماز شروع ہونے پر ایک رکعت اچھی طرح ادا ہوئی، دوسری رکعت میں امام نے قرأت شروع کی تھی کہ شخص مذکور کو آمد ریل کا خیال ہوا۔ یہ شخص نیت توڑ کر باہر نکل آیا اور اسٹیشن پر چلا گیا اور جو اس کے ہمراہی مسافر تھے انہوں نے نماز باطمینان پوری کرکے ریل میں سوار ہوئے۔ امام کو چھوٹی قراءت اور خطبہ کا تقاضا کرنا اور نیت توڑنا کیسا ہے۔

(جواب)ایسی حالت میں کہ مقتدیوں میں سے کسی کو بے اطمینانی اور سخت حاجت ہو تو امام کو تخفیف قراۃ وخطبہ میں کرنا بہت اچھا اور مناسب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ امام کو نماز میں تخفیف کرنی چاہئے کہ مقتدی بعض صاحب حاجت ہوتے ہیں الحدیث۔(۳) باقی نماز شروع کرکے توڑنے کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ اگر چار آنہ کا نقصان ہوتا ہو یا ہانڈی ابلنے لگے یا اس کی سواری بھاگ جائے تو نماز توڑنا درست ہے۔ اسی طرح کوئی دوسرا اس قسم

---

(۱)وکرہ تحریما للنھی خروج من لم یصل من مسجد اذن فیه الا لمن ینتظم به امرجماعة اخری او کان الخروج لمسجد فیه ولم یصلو افیه (درمختار) قوله الا لمن ینتظم به امرجماعة اخری بان کان اماما او مؤذنا تتفرق الناس بغیبة الخ وظاھر الاطلاق ان له الخروج ولو عند الشروع فی الاقامة (ردالمحتار باب ادراك الفریضة مطلب فی کراھة الخروج من المسجد بعد الاذان ج ۱ ص ۶۶۸ .ط.س.ج۲ص ۵۴) ظفیر.(۲)والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمه رکعتین (درمختار) قوله مطلقا ای سوء قید الا ولی بسجدۃاولا (ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۶۸) من فرائضھا التی لا تصح بدونھا التحریمة الخ ومنھا القیام الخ ومنھا القراۃ الخ ومنھا الرکوع الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۱۱ .ط.س.ج۲ص ۴۴۲) ظفیر.(۳)قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فایکم ماصلی بالناس فلیتجوز فان فیھم الضعیف والکبیر وذا لحاجة متفق علیه (مشکوٰۃ باب ماعلی الامام) ظفیر.

کا نقصان اور ضرورت پیش آجائے تب بھی قطع کرنا نماز کا درست ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۱)

صبح کی سنت بوقت جماعت پر اعتراض کا جواب

(سوال ۱۹۲۹) ایک شخص طعن کرتا ہے کہ صبح کی سنتیں باوجود جماعت قائم ہو جانے کے حنفی لوگ پڑھتے رہتے ہیں؟

(جواب) امام صاحب کے مذہب کے موافق حدیث اور قرآن شریف دونوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ بعض احادیث میں چونکہ سنت فجر کی زیادہ تاکید آئی ہے اور صحابہؓ کا عمل ایسا رہا ہے کہ فرضوں کے شروع ہونے کے بعد انہوں نے سنتیں صبح کی پڑھی ہیں اور سنتیں پڑھ کر شریک جماعت ہوئے ہیں چنانچہ وہ آثار کتب میں منقول ہیں اور امام نے اس پر عمل فرمایا ہے۔ پھر اعتراض اور طعن فضول ہے اور غلطی ہے۔(۲) فقط۔

ظہر کے پہلے کی سنت فرض کے بعد فوراً پڑھے یا دو رکعت سنت کے بعد

(سوال ۱۹۳۰) اور جو شخص امام کے ساتھ فرض ظہر میں شریک ہو اور سنت رہ گئی ہوں تو سنت کی قضا بعد فرض کے معاً یا سنت ثنائی پڑھ کر اگر اختلاف فقہاء ہے تو اولیٰ اور راجح اور اقویٰ اس میں کیا ہے قضائے سنت رباعی بعد ادائے فرض ظہر معاً یا سنت ثنائی بعد ظہر کے پڑھ کر سنت رباعی قضا کرے۔

(جواب) جو شخص امام کے ساتھ شامل ہوا فرض ظہر میں تو چار رکعت سنت پہلے پڑھے اور دو رکعت بعد کو۔ مگر فتح القدیر نے عکس کو ترجیح دی ہے۔ پس اختیار ہے جو کرے درست ہے۔ اور راجح دو رکعت کو مقدم کرنا ہے۔ ثم یاتی بها فی وقته قبل شفعه عند محمد وبه يفتى (درمختار) اقول وعليه المتون لكن رجح فى الفتح تقديم الركعتين كذا فى الشامى۔(۳)

فجر کی سنت شروع کر دینے کے بعد اقامت ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۹۳۱) ایک شخص نے فجر کی سنت شروع کی دفعتہً مؤذن تکبیر کہنے لگا اور فرض نماز باجماعت شروع ہو گئی تو اس شخص کو نیت توڑ کر جماعت میں شریک ہونا چاہئے یا سنت پوری کر کے۔

(جواب) بعد ادا کرنے سنت کے شریک جماعت ہو۔(۴)

(۱) ويقطعها لعذر احراز الجماعة الخ اوخاف ضياع درهم من ماله (درمختار) ان القطع يكون حراما ومباحا ومستحبا وواجبا فالحرام لغير عذر والمباح اذ خاف فوت مال (ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ٦٦٦ و ج ۱ ص ٦٦٧. ط.س. ج۲ص ۵۱) ظفير.

(۲) عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنه قالت لم يكن النبى صلى الله عليه وسلم على شئى من النوافل اشد منه تعاهدا على ركعتى الفجر رواه الشيخان، وعنها عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ركعتى الفجر خير من الدنيا وما فيها رواه مسلم (آثار السنن باب التطوع للصلوات الخمس) عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تدعوا ركعتى الفجر ولوطردتكم الخيل رواه احمد وابو داؤد واسناده صحيح (ايضا باب فى تاكيد ركعتى الفجر) انما خالفناه فى سنة الفجر لشدة تاكيدها الخ لماروى الطحاوى وغيره عن ابن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه انه دخل المسجد وقد اقيمت الصلوٰة فصلى ركعتى الفجر فى المسجد. (۳) ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ٦٧٣ . ط.س.ج۲ص۵۸.۱۲ ظفير. الى اسطوانة وذالك بمحضر حذيفه و ابى موسى　　غنية المستملى (ص ۳۷۹)

(٤) والشارع فى نفل لا يقطع وكذا سنة الظهر الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ٦٦٨ باب ادراك الفريضة. ط.س. ج۲ص۵۳) ظفير.

سنت پڑھے بغیر جو جماعت فجر میں شریک ہو وہ اس وقت سنت نہ پڑھے

(سوال ۱۹۳۲) ایک شخص نے سنت فجر کی نہیں پڑھی اور جماعت میں شریک ہو گیا تو بعد جماعت کے فوراً سنت پڑھے یا بعد طلوع آفتاب کے۔

(جواب) بعد فرض کے اسی وقت نہ پڑھے بلکہ بعد آفتاب کے طلوع ہونے اور بلند ہونے کے اگر چاہے پڑھے قال فی الشامی واما اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراھۃالنفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذالک عندھما وقال محمد احب الی ان یقضیھا الی الزوال لخ ۔(۱) فقط۔

جماعت ہوتے وقت فجر کی سنت مسجد سے خارج میں پڑھی جائے

(سوال ۱۹۳۳) ایک مسجد میں چھ صف کی جگہ ہے تو فجر کی سنت کہاں پڑھی جاوے۔(بوقت جماعت)

(جواب) بہتر یہ ہے کہ سنت فجر کی علیٰحدہ جگہ میں مسجد سے خارج میں پڑھیں۔ اگر ایسا موقع نہ ہو تو جماعت اگر اندر کے درجہ میں ہو رہی ہو تو باہر پڑھیں اور اگر باہر ہو رہی ہے تو اندر پڑھیں مجبوری ایسا بھی درست ہے کہ پیچھے کی صفوف میں سنت پڑھیں۔ بہر حال چھوڑنا سنت کا نہ چاہئے جب تک جماعت کا کوئی جزو مل سکے۔(۲) فقط

فجر کی سنت بوقت جماعت

(سوال ۱۹۳۴) فجر کی سنتوں میں جب کہ تکبیر ہو چکی اور امام نے قرأت شروع کر دی۔ شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ اگر امام کے ساتھ رکعت مل جانے کی امید ہو تو سنتیں ترک نہ کریں یہ صحیح ہے یا نہیں اور بعض مولوی یہ بھی کہتے ہیں کہ سنتیں پڑھنی جب کہ امام نے قرأت شروع کر دی حرام ہیں جس جگہ تک امام کی آواز جاتی ہے اور یہ بھی مطلع فرمایا جاوے کہ جو شخص بلا عذر اور جب کہ یہ بھی معلوم تھا کہ مجھ کو امام کے ساتھ ایک رکعت مل جاوے گی اور پھر وہ جماعت میں شریک ہو گیا تو یہ شخص گنہگار ہے یا نہیں۔

(جواب) جیسا شرح وقایہ میں لکھا ہے ایسا ہی دیگر کتب فقہ میں بھی لکھا ہے بلکہ در مختار اور شامی میں یہ تحقیق کیا ہے کہ اگر امام کے ساتھ التحیات بھی مل سکے تو سنتیں صبح کی پڑھ کر شریک جماعت ہو مگر یہ ضروری ہے کہ جماعت کے برابر یا اس درجہ میں جس میں جماعت ہو رہی ہے۔ کھڑے ہو کر سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اور حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور فقہاء حنفیہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ مسجد کے دروازہ کے پاس یا علیٰحدہ کوئی سہ دری وغیرہ یا حجرہ ہو اس میں سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو، امام اور جماعت کے پاس سنتیں نہ پڑھے۔ امام کی

....

(۱) ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ج ۱ ص ۶۷۲ ط.س.ج۲ص۵۷. ۱۲ ظفیر. (۲) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراک رکعة لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکها، لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة (درمختار) قوله والاترکها قال فی الفتح وعلی هذا ای علی کراهة صلاتها فی المسجد ینبغی ان لا یصلی فیه اذا لم یکن عند بابه مکان لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة غیر ان الکراهة تتفاوت فان کان الا مام فی الصیفی فصلاته ایاها فی الشتوی اخف من صلاتها فی الصیفی، وعکسه واشدما یکون کراهة ان یصلیهامخا لطا للصف کما یفعله کثیرا من الجهلة اه والحاصل ان السنة فی سنة الفجر ان یا تی بها فی بیته والا فان کان عند باب المسجد مکان صلاها فیه والا صلاها فی الشتوی اوالصیفی ان کان للمسجد موضعان، والا فخلف الصفوف عند ساریة لکن فیما اذا کان للمسجد موضعان والا مام فی احدهما ذکر فی المحیط انه قیل لا یکره لعدم مخالفة القوم وقیل یکره لانهما کمکان واحد قال فاذا اختلف المشائخ فیه فالا فضل ان لا یفعل قال فی النهر وفیه افادانها تنزیهیة اه لکن فی الحلیة قلت وعدم الکراهة اوجه للآثار التی ذکرنا ها اه ثم هذا کله اذا کان الامام فی الصلاة اما قبل الشروع فیاتی بها فی ای موضع شاء (ردالمحتار باب ادراک الفریضة ج ۱ ص ۶۷۱ ط.س.ج۲ص۵۶) ظفیر.

قرأۃ کی آواز آنا مانع سنتوں کے پڑھنے کو نہیں ہے۔ آواز آنے نہ آنے پر فقہاء نے مدار سنتوں کے پڑھنے نہ پڑھنے کا نہیں رکھا۔(۱) اور چونکہ صبح کی سنتوں کی تاکید زیادہ آئی ہے اس لئے باوجود علیٰحدہ جگہ ہونے کے سنتوں کا چھوڑنا برا ہے کیونکہ جب شریعت میں یہ ثابت ہے کہ جماعت ہوتے ہوئے سنتیں علیٰحدہ پڑھنا ممنوع نہیں ہے تو پھر بلاوجہ سنتوں کا ترک کرنا اچھا نہ ہوگا۔ فقط۔

جماعت کے وقت پہنچنے والا کیا کرے

(سوال ۱۹۳۵) جماعت ہورہی ہے پیچھے سے نمازی داخل ہوا اگر آخری سجدہ یا التحیات میں امام ہو تو اس کو جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے یا اختیاری۔ اور اگر صبح کا وقت ہو تو ایسی صورت میں کیا کرے۔

(جواب) صبح کی جماعت ہو یا غیر صبح کی شامل جماعت ہو جاوے۔(۲)

جماعت صبح کے وقت سنت

(سوال ۱۹۳۶) امام صبح کی نماز بآواز بلند پڑھ رہا ہے کوئی شخص مسجد کے حجرہ میں یا صحن کے حجرہ میں سنن صبح ادا کرے مگر آواز قرأۃ امام کی اس کے کانوں میں بخوبی آرہی ہے اور یہ شخص یہ جانتا ہے کہ میں سنن پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جاؤں گا، سنن اس حالت میں پڑھنی جائز ہیں یا نہیں؟

(جواب) حجرہ میں ایسی حالت میں سنت صبح پڑھنا چاہئے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ آواز قرأۃ امام اس کے کانوں میں پہنچے البتہ یہ ناجائز ہے کہ اسی درجہ میں سنت پڑھے جس میں امام فرض پڑھ رہا ہے۔ ودلیله قال فی الشامي والحاصل ان السنة في سنة الفجران ياتي بها في بيته والا فان كان عند باب المسجد مكان صلاها فيه والا صلاها في الشتوىٰ والصيفي ان كان للمسجد موضعان والا فخلف الصفوف عند ساريته وايضا قال وينبغي ان لا يصلي فيه اذا لم يكن عند بابه مكان الخ ج ۱ ص ۶۷۱۔

اگر جماعت ہورہی ہو تو فجر کی سنت کب پڑھے

(سوال ۱۹۳۷) اگر جماعت فجر کی ہورہی ہے تو سنت پڑھے یا جماعت میں شریک ہو جاوے اور اگر شریک جماعت ہو گیا تو وقت ضرورت کے سنت بعد نماز ادا کرے یا بعد طلوع آفتاب؟

(جواب) سنت فجر بعد شروع ہونے جماعت کے اگر کوئی جگہ علیٰحدہ مسجد کے ہو پڑھ لے کیونکہ ان کی تاکید بہت وارد ہے بشرطیکہ جماعت میں شرکت کی توقع ہو۔ اور اگر سنت فجر نہ پڑھ سکا تو بعد طلوع آفتاب کے پڑھے فرض کے بعد متصل نہ پڑھے بلکہ بعد طلوع آفتاب کے پڑھے۔ اور اپنے وقت سے ٹل کر سنت مؤکدہ نہیں رہتی۔ مگر بعد طلوع آفتاب کے پڑھ لینا بہتر ہے۔(۳) ھکذا فی کتب الفقه فقط۔ کتبہ رشید احمد عفی عنہ ۱۶/۱۲/ ۲۹ھ۔

---

(۱) اذا خاف فوت ركعتى الفجر لا شتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة اكمل ولا بان رجا ادراك ركعة فى ظاهر الرواية وقيل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالى تبعا للبحر لكن ضعفه فى النهر، لا يتركها بل يصليها عند باب المسجدان وجد مكانا والا تركها (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ص ۶۷۰ و ج ۱ ص ۶۷۱. ط.س. ج۲ص۵۶) ظفير. (۲) ولايكون مصليا جماعة اتفاقا من ادرك ركعةمن ذوات الا ربع الخ لكنه ادرك فضلها ولو بادراك التشهد اتفاق (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة جا ۱ ص ۶۷۳. ط.س. ج۲ص۵۹) ظفير.

(۳) لوما اذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالا جماع لكراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما وقال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال كما فى الدرو قيل هذا قريب من الا تفاق لان قوله احب الى دليل على انه لوله يفعل لا لوم عليه وقالا لا يقضى وان قضى فلا باس به (الىٰ ان قال). فى انه لو قضىٰ كان نفلاً الخ ج ۱ ص ۶۷۲ شامى. ط.س. ج۲ص۵۷.

الباب العاشر فی قضاء الفوائت

قضا نمازوں کی ادائیگی

وقت کی تنگی یا بھول جانے کی وجہ سے وقتی نماز قضا سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے

(سوال ۱۹۳۸) اگر کسی شخص کی نماز ظہر قضا ہوگئی اور وہ عصر کو مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ اقامت ہو رہی ہے یا وقت بالکل تنگ ہے یا عصر کا وقت کافی ہے مگر وہ اس کو بھول گیا جس وقت نماز عصر ادا کر چکا تب اس کو یاد آیا کہ میری نماز ظہر قضا ہوگئی۔ اس حالت میں قضائے ظہر بعد عصر کے پڑھ سکتا ہے کہ نہیں۔ اور ایسے ہی صبح کی سنت کہ جب جماعت ہوتی ہو اب اس کو سنت پڑھنی چاہئے یا جماعت میں شریک ہو جاوے۔ اگر جماعت میں شریک ہو گیا تو ان سنتوں کی قضا کس وقت تک پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) اگر بھول گیا یا وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ اگر ظہر کی قضا کرتا ہے تو عصر کا وقت نکل جاوے گا تو ایسی حالت میں عصر صحیح ہو گئی ظہر بعد میں پڑھے۔(۱) اور اگر اقامت ہو رہی ہے اور ظہر پڑھنے کی صورت میں عصر کی جماعت نہ ملے گی تو ظہر پہلے پڑھے اور عصر بعد میں اگرچہ جماعت فوت ہو جائے۔ اور صبح کی جماعت اگر تیار ہے یا ہو رہی ہے تو اگر ایک رکعت ملنے کی اور بقول بعض فقہاء تشہد ملنے کی امید ہے تو سنت فجر پہلے پڑھے پھر شریک جماعت صبح ہو جاوے۔(۲) اور اگر سنت بالکل متروک ہو جاوے اور جماعت میں شریک ہو گیا تو پھر سنت کی قضا نہیں ہے۔ اگر پڑھے تو بعد ارتفاع آفتاب پڑھے نفل ہو جاوے گی(۳) فقط۔

نماز فائتہ کا سبب

(سوال ۱۹۲۹) نماز فائتہ میں سبب جمیع وقت کی طرف منسوب ہوتا ہے اس لئے کہ واجب علیٰ صفات الکمال ثابت ہو۔ میرے غبی ہونے کی وجہ سے اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ سبب کیا چیز ہے۔ اس کے جمیع وقت کی طرف مضاف ہونے کے کیا معنی ہیں۔ ادا میں وجوب علیٰ صفت الکمال نہ ہونا چاہئے اور فائتہ میں ہونا چاہئے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

(جواب) وقت میں ادا کرنے سے بوجہ تعذر کے جمیع وقت کو سبب نہیں کہہ سکتے بلکہ جزء مقدم متصل بالاداء کو سبب کہا جاتا ہے اور جب وقت گذر گیا اور نماز فوت ہو گئی تو اب تمام وقت کو سبب کہنے میں کچھ دشواری نہ رہی اور وقت سبب ظاہری نماز کا ہے کیونکہ جب وقت آتا ہے حکم نماز پڑھنے کا ہوتا ہے، یہی معنی سببیت کے ہیں مثلاً جب

---

(۱) الا ستثناء من اللزوم فلا یلزم الترتیب اذا اضاق الوقت المستحب حقیقة اذلیس من الحکمة تفویت الوقتیة لتدراك الفائتة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ و ج ۱ ص ۶۸۱ ۔ط.س.ج۲ص۶۶) ظفیر

(۲) واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراك رکعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالی تبعا للبحر (ایضاً باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۰ ۔ط.س.ج۲ص۵۶) ظفیر.

(۳) ولا یقضیها الابطریق التبعیة لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده (درمختار) واما لو اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع لکراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذالك عندهما الخ (ردالمحتار ایضاً) .ط.س.ج۲ص۵۷ ظفیر.

ظہر کا وقت آتا ہے حکم ہوتا ہے صلوا صلوٰۃ الظھر وقس علیه۔

نماز روزے کی قضا

(سوال ۱۹۴۰) نماز روزے قضا ہوئے یہ معلوم نہیں کہ کتنی مدت کے قضا ہوئے تو اداکی کیا صورت ہوگی۔

(جواب) اندازہ کرلے جس قدر مدت کی نماز روزوں کا اندازہ ہو ان کی قضا کرے۔

قضا شدہ نمازوں کی قضا

(سوال ۱۹۴۱) زید کے ذمہ تقریباً ۱۲، ۱۳ سال کے نماز روزہ قضا ہیں جو اس نے دانستہ ادا نہیں کئے اب وہ نماز روزہ مافات کو ادا کرنا چاہتا ہے تو کس صورت سے ادا کرے۔

(جواب) نماز و روزہ کی قضا کرے اندازاً جتنے برسوں کی نماز بعد بلوغ کے اور روزے قضا ہو گئے ہوں اس کو ادا کرے۔ فقط۔

نماز قصر کی قضا قصر ہی ہوگی

(سوال ۱۹۴۴) نماز قصر کی قضا قصر ادا کرنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) نماز قصر کی قضا قصر ہی پڑھنی چاہئے۔(۱)

کیا قضا نماز مسجد میں درست نہیں ہے

(سوال ۱۹۴۳) عالمی می فرماید کہ بمسجد صلوٰۃ قضاء گذاردن حرام است و دلیلش این کہ قضا صلوٰۃ معصیت است و اظہار معصیت حرام و بمسجد اظہار میشود بخانہ گذاردن باید۔

(جواب) در مختار میں قضا فوائت کو مسجد میں مکروہ لکھا ہے یعنی مکروہ تحریمی اور دلیل یہی ہے کہ نماز کو وقت سے مؤخر کرنا معصیت ہے اس لئے اس کو ظاہر نہ کرے اور علامہ شامی نے اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ غرض یہی ہے کہ اظہار نہ کرے بلکہ ایسی طرح قضا کرے کہ کسی کو خبر نہ ہو اگر مسجد میں بھی قضا کرنے سے معلوم نہ ہو کہ یہ نفلیں پڑھ رہا ہے یا فرض تو مسجد میں بھی درست ہے۔ غرض ایسی طرح قضا کرے کہ حتی الوسع کسی پر اظہار نہ ہو، عبارت شامی یہ ہے وظاهره ان الممنوع هو القضاء مع الا طلاع علیه سواء کان فی المسجد اوغیره۔(۲)

قضا عمری کا مروجہ طریقہ ثابت نہیں بے اصل ہے

(سوال ۱۹۴۴) ایک اردو کتاب میں تحریر ہے کہ کفارہ قضا عمری کے لئے نماز بہ ترکیب ذیل ادا کرنی چاہئے۔ ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک ایک مرتبہ اور سورہ کوثر گیارہ گیارہ مرتبہ بعد سورہ فاتحہ پڑھے یہ جائز ہے یا مکروہ اور اسی طرح پر اور نمازوں کی نسبت بھی کئی سورۃ مختلف مقامات کی ہر رکعت میں پڑھنے کے لئے تحریر ہے۔

(جواب) اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور اس ترکیب سے نفل پڑھنے میں قضا عمری حاصل نہیں ہوتی۔ اول تو خود

---

(۱) والقضاء یحکی ای یشابه الا داء سفرا وحضرا لانه بعد ما تقرر لا یتغیر. (درمختار) قوله سفرا وحضرا ای لوفاتته صلاة السفر وقضا فی الحضر یقضیها مقصودة کام لو اداها (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۴۵. ط.س. ج۲ ص ۱۳۵) ظفیر. (۲) ردالمحتار باب قضا الفوائت جلد اول ص ۶۹۰. ط.س. ج۲ ص ۷۷. ۱۲ ظفیر.

قضاء عمری کی کچھ اصل نہیں ہے بلکہ فقہاء نے اس کو مکروہ لکھا ہے اور ثانیاً اس ہیئت اور کیفیت کے ساتھ پڑھنا قضاعمری کے لئے ثابت نہیں ہے اور یہ طریق قضا کا خلاف قواعد شرعیہ ہے قاعدہ یہ ہے کہ جس قدر نمازیں کسی کے ذمہ فائتہ ہوں بیقین یا بظن غالب ان کو قضا کرے اور محض توہم کی بناء پر قضاعمری ثابت نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ شامی میں درمختار کے اس قول پر وما نقل ان الا مام قضی صلوٰۃ عمر الخ لکھا ہے انه لم یصح ذلک عن الا مام الخ فالوجه کراهة القضاء لتوهم الفساد الخ ص ۴۶۹۔(۱)

حیلہ اسقاط

(سوال ۱۹۴۵)اسقاط یعنی حیلہ جوئی کہ جنازہ کی نماز کے قبل یا بعد دیا جاتا ہے ورثان میت پر واجب ہے کہ نہیں وہ حیلہ یہ ہے۔ گیہوں ایک من ساڑھے بارہ سیر اور زر نقد کم از کم سوا روپیہ اور قرآن مجید۔ اور غرض حیلہ دینے والوں کی یہ ہے کہ مردہ کی تمام قضا شدہ روزہ و نماز حج وغیرہ کا یہ کفارہ ہو جاتا ہے اور یہ کل جنازہ کی نماز پڑھانے والے کو دیتے ہیں اور حیلہ لینے والے بیٹھ جاتے ہیں اور ہاتھ میں قرآن شریف لے لیتے ہیں اور ایک دعا بڑی سی پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا۔

(جواب) حیلہ اسقاط مذکور وارثان میت پر واجب نہیں اور ایسی وصیت کو بھی فقہاء نے جائز نہیں رکھا۔ قال فی الدر المختار. ونص علیه فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی فعل الدور وان اوصی به المیت لا نها وصیة بالتبرع والواجب علی المیت ان یوصی بما یفی بما علیه ان لم یضق الثلث عنه فان اوصی باقل وامر بالدور وترك بقیة الثلاث للورثة او تبرع به لغیر هم فقد اثم بترك ما وجب علیهم۔(۲) فقط۔

صاحب ترتیب پہلے فوت شدہ نمازیں پڑھے گا اگرچہ جماعت ترک ہو جائے

(سوال ۱۹۴۶)اگر صاحب ترتیب مسجد میں آوے اور آگے جماعت ہوتی ہو تو کیا کرے۔ آیا جماعت میں شامل ہو جاوے یا اس سے پہلے جو اس کی ایک نماز قضا ہے اس کو پڑھ کر شامل ہو۔

(جواب) صاحب ترتیب اپنی فوت شدہ نماز پہلے پڑھے اگرچہ جماعت ترک ہو جاوے۔(۳) فقط۔

جس کی نمازیں قضا ہیں وہ نماز کس ترتیب سے پڑھے

(سوال ۱۹۴۷)ایک شخص کے ذمہ چند نمازیں قضا ہیں اب اس کو فجر کی نماز اداء نہیں ملی بلکہ قضا ہو گئی اب یہ پہلے فجر کی نماز پڑھے یا پہلے قضا شدہ نمازیں پڑھے۔

(جواب) اگر قضا نمازیں سابق کی چھ یا اس سے زیادہ ہیں تو ترتیب اس سے ساقط ہو گئی۔ وہ شخص فجر کی نماز فوت

---

(۱) ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی الصلوٰۃ علی الدابته ج ۱ ص ۶۵۳. ط.س. ج۲ ص۳۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب قضا الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ج ۱ ص ۶۸۶. ط.س. ج۲ ص۷۳. ۱۲ ظفیر.
(۳) الترتیب بین الفرائض الخمسة والوتر اداءً وقضاء لازم الخ فلم یجز فجر من تذکرانه لم یوتر الخ الا اذا اضاق الوقت الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۷۹. ط.س. ج۲ ص۶۵) ظفیر.

شدہ کو، قبل ادا کرنے فوائت سابقہ کے پڑھ سکتا ہے۔(۱) فقط۔

بہت سی قضا شدہ نمازوں والا کیسے ادا کرے

(سوال ۱۹۴۸) اگر کسی شخص کی بے انتہا نمازیں فوت ہوئی ہیں جس کی تعداد اس کو معلوم نہیں۔ اب اگر وہ شخص صلوٰۃ فائتہ کو ادا کرنا چاہتا ہے ایسی حالت میں اگر وہ تحری کرے یعنی اپنے خیال سے ایک تعداد معین کرے تو کیا یہ ترتیب کے ساتھ ادا کرے گا یا ترتیب کی ضرورت نہ ہوگی۔ اگر ایک ہی وقت میں ایک دن کی پانچوں فائتہ نمازیں پڑھ لی تو جائز ہوگا یا نہیں۔ یعنی نماز وقتی صبح کے پڑھنے کے بعد اب نماز خمسہ جو فوت شدہ ہیں اسی وقت ادا کرنا چاہتا ہے تو یہ صورت جائز ہوگی یا نہیں۔

(جواب) تحریر کر کے جس قدر سنین و شہور و ایام کی نمازیں فوت شدہ تحری میں آویں ان کو قضا کرنا شروع کردے اور بوقت قضا دل میں نیت اور خیال کرے، یا زبان سے بھی کہہ دے کہ سب سے پہلے ظہر یا عصر وغیرہ قضا کرتا ہوں۔ اسی طرح پھر دوسرے وقت نیت کرے کیونکہ پہلی نماز قضا ہو جانے کے بعد جو اس کے بعد ہے وہ پہلی فائتہ ہو جاوے گی۔ اور جو صورت سوال میں لکھی ہے کہ ایک دن کی تمام نمازیں فوت شدہ ایک وقت میں پڑھ لیا کرے یہ درست ہے فقط۔

ایک سال کی نماز جس کی قضا ہو اس پر ترتیب لازم نہیں

(سوال ۱۹۴۹) ایک شخص کے ذمہ مثلاً ایک سال کی نمازیں قضا پڑھنی ہیں۔ ان نمازوں کے قضا کرنے میں اس پر ترتیب ضروری ہے یا نہیں یعنی ترتیب وار قضا کرے یا جس طرح چاہے اور جب پورے سال کی قضا پڑھ چکے گا تو صاحب ترتیب ہوگا یا نہیں۔ اور کچھ روز تک قضا نماز پڑھی پھر چھوڑ دی تو پھر مابقی کو پڑھے گا یا اول سے۔ اور درمیان میں چھوڑ دینے سے کچھ خرابی تو نہیں ہے۔

(جواب) قضا کرنے میں اس پر کچھ ترتیب لازم نہیں ہے جس طرح چاہے قضا کرلیوے۔(۲) اور جس وقت کل فوائت ادا کرلے گا صاحب ترتیب ہو جاوے گا۔ بلکہ جس وقت قضا کرتے کرتے چھ نمازوں سے کم مثلاً پانچ نمازیں اس کے ذمہ رہ جاویں گی اسی وقت ترتیب واجب ہو جاوے گی اور جس قدر نمازیں قضا کرلیں وہ ہو گئیں۔ اور اگر درمیان میں قضا پڑھنا چھوڑ دیا اور پھر شروع کیا تو جس قدر بعد قضا سابق باقی رہیں انہیں کو قضا کرنا لازم ہے(۳) فقط

(۱) الترتیب الخ لازم الخ الا اذا اضاق الوقت الخ او نسیت الفائتة الخ او فاتت ستة واعتقادیة (درمختار) یعنی لا یلزم الترتیب بین الفائتةوالوقتیة ولا بین الفوائت اذا کانت الفوائت ستا (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج۱ ص ۶۷۹. و ج ۱ ص ۶۸۰.ط.س.ج۲ص۶۵) ظفیر. (۲) ویلزم الترتیب الخ الا اذا اضاق الوقت الخ او فاتت ستة اعتقادیة (درمختار) یعنی لایلزم الترتیب بین الفائتة والوقتیة ولا بین الفوائت اذا کانت الفوائت ستا الخ (ردالمحتار باب قضا الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰.ط.س.ج۲ص۶۶) ظفیر. (۳) ولا یعودلزوم الترتیب بعد سقوطه بکثرتها الفوائت بعود الفوائت الی القلة بسبب القضاء لبعضها علی المعتمد لان الساقط لا یعود وکذا لا یعود الترتیب بعد سقوطه بباقی المسقطات السابقة (درمختار) قوله سبب القضاء کما اذا ترك رجل صلاة شهر مثلاثم قضا ها الا صلاة ثم صلی الوقتیه ذا کرالها فانها صحیحة اھ بحر قید بقضاء البعض لا نه لو قضی الکل عاد الترتیب عند الکل قوله علی المعتمد هو اصح الروایتین وصححه ایضاً فی الکافی والمحیط والمعراج وغیره وعلیه الفتویٰ وقیل یعود الترتیب واختاره فی الهدایة ورده فی الکافی والتبیین واطال فیه فی البحر (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۴.ط.س.ج۲ص۷۰) ظفیر.

قصر پڑھتا رہا مگر معلوم ہوا کہ وہ مسافر نہ تھا تو کیا کرے

(سوال ۱۹۵۰) کسی شخص نے عرصہ دو یا تین ماہ کا ہوا اس خیال سے کہ وہ مسافر ہے نماز قصر پڑھی بعد کو معلوم ہوا کہ وہ دراصل مسافر نہ تھا تو کیا اب اسے ان نمازوں کی قضا کرنی ضروری ہے، اگر ہے تو کس طریقہ سے۔

(جواب) ان نمازوں کو قضا کرنا ضروری ہے اور طریقہ قضا کا معروف ہے۔ مثلاً جتنے دنوں کی نماز قصر پڑھی ان کو شمار کر کے وہ سب نمازیں مع وتر کے قضا کریں۔(۱) اور سنتوں کی قضا نہیں ہے۔ فقط۔

اگر وقت میں تمام مرتب قضا کی گنجائش نہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۹۵۱) اگر فجر کے وقت اتنی گنجائش نہ ہو کہ صاحب ترتیب پانچ قضا نمازیں علی الترتیب قضا کر سکے تو صرف دو ایک کو وقتیہ پر مقدم کر سکتا ہے یا سب کو چھوڑ دے۔

(جواب) جس قدر گنجائش ہو ان کو قضا کرے پھر جب صرف وقتیہ کا وقت رہ جاوے تو وقتیہ کو پڑھے کیونکہ تنگی وقت سے بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مفصلا مذکور ہے۔(۲) فقط۔

قضا میں ترتیب کا مطلب کیا ہے

(سوال ۱۹۵۲) یہ جو کہا جاتا ہے کہ صاحب ترتیب کے ذمہ فوائت اور وقتیہ کے مابین ترتیب فرض ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر فوات کو وقتیہ سے پہلے ادا نہ کرے گا اور قبل قضا فوائت وقتیہ پڑھے گا تو وہ وقتیہ فاسد ہو گی بفساد موقوف کما ھو مفصل فی کتب الفقہ۔(۳) فقط۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کا صحیح طریقہ کیا ہے

(سوال ۱۹۵۳) جو شخص قضاء عمری بالترتیب پڑھتا ہے۔ اسے مغرب اور وتر کی نماز کی قضا میں چار رکعتیں تین قعدوں کے ساتھ کس حالت میں پڑھنا چاہئے اور تین رکعتوں میں کیوں نہ ادا کرنا چاہئے۔ برہان الفتاویٰ میں ہے **یصلیھا اربعاً بثلاث قعدات الکراھۃ تنفل ثلاث رکعات فی القنیہ رکن الدین انحراف یصلی المغرب والوتر اربعاً بثلاث قعدات** ۔ اس عبارات کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) صحیح مذہب یہ ہے کہ جس کے ذمہ نمازیں قضا ہیں وہ ان کا اندازہ کر کے ان نمازوں کو قضا کرے اور مغرب کی تین رکعت حسب قاعدہ پڑھے اور وتر بھی تین رکعت قاعدہ کے موافق پڑھے۔ اور یہ صورت جو برہان

---

(۱) جب نماز نہیں ہوئی تو سب قضا میں شمار ہوئیں اور یہ طے ہے کہ قضاء الفرض الخ فرض (درمختار). ط.س. ج ۲ ص ٦٦ ظفیر.

(۲) فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت المستحب حقیقة اذا لیس من الحکمة تفویت الوقتیة لتدارک الفائتة ولو لم یسع کل الفوائت فالاصح جواز الوقتیه (درمختار) صورته علیه العشاء والوتر مثلا ثم لم یصل الفجر حتیٰ بقی من الوقت مایسع الوتر و فرض الصبح فقط ولم یسع الصلوات الثلاث فظاهر کلامهم ترجیح انه لا تجوز صلاة الصبح مالم یصل الوتر وصرح فی المجتبی بان الا صح جواز الوقتیه عن البحر لکن قال الرحمتی الذی رایته فی المجتبی الا صح انه لا تجوز الوقتیة ا ه قلت راجعت المجتبی فرایت فیه مثل ما عزاه الیه فی البحر وکذا قال القهستانی جازت وقتیة علی الصبح (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٨٠. ط.س. ج ۲ ص ٦٦) ظفیر. (۳) لو فاتته صلوات رتبها فی القضاء کما وجبت فی الا صل الخ ومن صلی العصر وهو ذا کرانه لم یصل الظهر فهی فاسدة الااذا کان فی اخر الوقت واذا فسدت الفرضیة لا یبطل اصل الصلوٰة عند ابی حنیفه وابی یوسف الخ ثم العصر یفسد فساد موقوفا حتی لو صلی ست صلوات ولم یعد الظهر انقلب الکل جائزا (الهدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷ ج ۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

الفتاویٰ سے نقل کی گئی ہے قواعد کے موافق صحیح نہیں ہے۔باقی مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ تین قعدے اسی طرح کرے کہ دو رکعت کے بعد قعدہ کرے، پھر تیسری رکعت کے بعد بھی قعدہ کرے تاکہ قعدہ اخیر نہ رہ جاوے اور پھر بوجہ شبہ نفل کے ایک رکعت چوتھی ملا کر قعدہ کرے۔اس طرح تین قعدے ہو جاویں گے۔(۱) مگر صحیح یہ ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے جب کہ واقعی اس کے ذمہ مغرب کی نماز فائتہ اور وتر فائتہ باقی ہیں تو تین رکعت دو قعدہ کے ساتھ پڑھے۔

صرف توبہ سے قضا نمازیں معاف نہیں ہوتیں بلکہ قضا ضروری ہے

(سوال ۱۹۵٤) میری عمر اس وقت پچاس سال کی ہے، اڑھائی سال ہوئے میں نے حج فرض ادا کیا تھا، حج کرنے سے پہلے میں نماز کا پابند نہ تھا اس وقت سے توبہ کر کے نماز ادا کر رہا ہوں تو کیا توبہ کرنے سے میری پچھلی نمازیں معاف ہو گئیں یا نہیں۔

(جواب) جو نمازیں قضا ہو گئی ہیں ان کی قضا فرض ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک روز کی نماز کو بالترتیب قضا کرتے رہیں اور نیت اس طرح کریں کہ وہ پہلی نماز فجر کی ادا کرتا ہوں جس کا وقت میں نے پایا اور اس کو ادا نہ کیا۔ اسی طرح ظہر کی عصر کی مغرب کی الخ اور حساب کر کے بلوغ سے توبہ کے وقت تک جتنے سال بے نمازی میں گذر چکے ہیں ان کی نمازوں کو قضا کریں۔اس کی دلیل یہ ہے قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ مرۃ بعد اخری. اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ.(۲) اقیموا کا صیغہ امر کا صیغہ ہے اور امر مقتضی وجوب ہے لہذا نماز فرض ہو گئی اور جو چیز امر سے فرض ہو جاتی ہے اس سے سبک دوش ہونے کے دو ہی طریقے ہیں۔ تسلیم عین واجب یا اپنی طرف سے مثل واجب کے تسلیم سے، اپنے ذمہ سے اصل واجب کو ساقط کرنے سے کما قالوا فی حکم الواجب بالا مر انہ نوعان اداء وھو تسلیم عین الواجب بسببہ الی مستحقہ وقضاء وھو اسقاط الواجب بمثلہ من عندہ۔(۳) (حسامی) توبہ سے یا حج سے معاصی معاف ہوتے ہیں فرائض معاف نہیں ہوتے، جیسے اگر کسی نے حج کیا یا توبہ کر لی تو قرض داروں کا قرض ایسا ہی اس کے ذمہ واجب ہے جیسے کہ پہلے تھا اسی طرح حقوق اللہ سے بھی جو قرض ہے وہ بھی ادا کرنے سے ہی ادا ہو گا۔بلکہ یہاں تک علماء نے لکھا ہے کہ توبہ سے نمازوں کی تاخیر کی معصیت معاف ہو گی اور فوراً ادا کرنا لازم ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر پھر قضا کرنے میں تاخیر کی تو از سر نو گنہگار ہو گا قال فی الشامیہ قال الترمذی ھو مخصوص بالمعاصی المتعلقۃ بحق اللہ تعالیٰ لا العباد ولا یسقط الحق نفسہ بل من علیہ صلوٰۃ یسقط عن اثم تاخیر ھا لا نفسھا فلو اخرھا بعدہ تجدد اثم اخر ا ہ ثم قال بعد اسطر نقلاً

---

(۱) جس عبارت کا سائل نے مطلب پوچھا ہے وہ توہم اور شبہ والی صورت کا حل ہے مثلاً کسی کو مغرب اور وتر کے قضا یا فاسد ہونے کا یقین نہیں ہے بلکہ محض شبہ ہے، ایسی حالت میں چاہئے تو یہی کہ وہ دوبارہ نہ پڑھے ولا تعاد عند توھم الفساد للنھی، اور نہ اس کی قضا کی ضرورت ہے لیکن اگر کوئی شبہ کی بنیاد پر اس طرح قضا کرے کہ اگر قضا ہوئی ہے تو وہ ادا ہو گی، ورنہ وہ نفل ہو جائے گی تو اس صورت میں وتر اور مغرب کی ادائیگی کی شکل یہ ہو گی کہ چار رکعت تین قعدوں کے ساتھ پڑھے گا کیونکہ نفل تین رکعت نہیں ہے۔دوسرا قعدہ اس لئے کیا کہ یہ مغرب و وتر کے لئے آخری قعدہ ہے۔اور چوتھی رکعت ملائی اور تیسرا قعدہ اس وجہ سے کیا کہ اگر نفل میں شمار ہو تو درست ہو جائے لا تعاد عند توھم الفساء للنھی ومانقل ان الا مام قضی صلاۃ عمرہ فان صح نقول کا ن یصلی المغرب والوتر اربعاً بثلاث قعدات (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی الصلاۃ الدابۃ ج۱ ص ۶۵۳ .ط.س.ج۲ص۳۷) ظفیر۔

(۲) بقرہ .۱۳. ۱۲ ظفیر .(۳) حسامی، ۳٤.

عن البحر فلیس معنی التکفیر کما یتو ھمه کثیر من الناس ان الدین یسقط عنه و کذا قضاء الصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ اذ لم یقل احد بذلك ا ه ج ۲ ص ۲۷۶ فقط۔

فوائت کثیرہ کی ادائیگی کے لئے تراویح چھوڑنا درست نہیں

(سوال ۱۹۵۵) فی زمانہ بسوی انحطاط ایسے لوگوں کی تعداد بکثرت ملتی ہے جن کے ذمہ نمازہائے فریضہ فائتہ کی تعداد بہت زیادہ واجب الادا ہے اور ان کے ادا کی کوئی صورت نہیں ہوتی تو کیاماہ رمضان بجائے تراویح کے فائتہ نمازوں کو بمعہ جماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ صورت جائز نہیں ہے۔ تراویح کو جداگانہ اسی اہتمام و نظم سے بجماعت تراویح ادا کرنا چاہئے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃوالتسلیم نے اس کی بہت تعریف فرمائی ہے اور خود بھی عمل فرما کر اسوہ حسنہ جاری فرمادیا۔ پس اس طریق و فعل نبوی ﷺ و طریقہ صحابہ کرامؓ کو اسی طرح اسی کیفیت اوزاسی نیت کے ساتھ جاری رکھنا چاہئے اور شریعت غراء میں اس قسم کے تغیرات کو خیال میں نہ لانا چاہئے کہ یہ نہایت قبیح امر ہے اور مصادم سنت ہے اور احداث فی الدین ہے جس کے بارہ میں وعید من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھورد(۱) کافی ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ من مثل ھذہ الوساوس الشیطانیة والھوا جس النفسانیة۔ جس کے ذمہ قضا فرائض ہے وہ خود اس کا ذمہ دار ہے اور اگر اس کو خوف خدا تعالیٰ ہے اور شریعت غراء کا تابع ہے تو وہ خود فوائت کو وقتاً فوقتاً ادا کرے گا۔ باقی یہ جائز نہیں ہے کہ اس کے فوائت کی رعائت کی وجہ سے تراویح جیسی سنت مؤکدہ اور شعار رمضان المبارک کو متغیر کر دیا جاوے اور گویا ایک امر مشروع کو جس کو احادیث کثیرہ میں مستقل طور سے نہایت اہتمام سے بیان فرمایا گیا ہے اور اس کے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں، متروک و مبدل کر دیا جاوے اس قسم کا خیال بھی اہل اسلام سے مستبعد معلوم ہوتا ہے۔(۲) فقط۔

فوائت کثیرہ کی ادائیگی کے زمانہ مین اگر کوئی نماز فوت ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۵۶) جب کہ قضائے عمری کا سلسلہ ادائیگی شروع ہوا اور اتفاقاً کوئی نماز بعد نماز قضائے عمری قضا ہو جاوے تو کس سلسلہ سے ادا کروں آیا پہلے وقتی یا قضا۔

قضائے عمری کی نماز میں قرات کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۹۵۷/۲) قضائے عمری کی تمام رکعات بھری پڑھے یا دو خالی اور دو بھری۔

(جواب) اس میں ترتیب ضروری نہیں ہے اگر وقتی نماز کے وقت میں گنجائش ہے تو ہر دو قضا کی نمازوں کو وقتی سے پہلے بھی پڑھ سکتا ہے اور بعد میں بھی اور دونوں قضا میں بھی یعنی قضا حال اور قضا عمری میں جس کو چاہے پہلے پڑھے اور جس کو چاہے پیچھے۔(۳)

(۱) مشکوٰۃ باب الا عتصام بالسنة ص ۲۷. ۱۲ ظفیر. (۲) التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین للرجال والنساء جمیعا (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الوتر و النوافل مبحث صلاۃ التراویح ج ۱ ص ۶۵۹؍۴۳) ظفیر.

(۳) فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت الخ او نسیت الفائتة الخ او فاتت ست اعتقادیة الخ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۶۲۸۰) ظفیر.

(۲) دو بھری اور دو خالی پڑھنی چاہئے۔ البتہ جس وقت بہت سی نمازیں قضا پوری ہوجاویں اور آئندہ کو محض شبہ رہے کہ قضا نماز ذمہ ہے یا نہیں اس وقت چاروں بھری پڑھے(۱) اور عشاء کے ساتھ وتر کی قضا بھی لازم ہے۔ فقط

فوائت ادا کرنا ضروری ہیں مگر نوافل چھوڑنے کی ضرورت نہیں

(سوال ۱۹۵۸) اگر کسی شخص کی دس سال کی نماز چھوٹ گئی اب اس نے توبہ کرلی ہے اور پنج گانہ نماز ادا کرتا ہے اور فرائض و سنن کے علاوہ وتر و تہجد بھی ادا کرتا ہے کیا اسی طرح سنن اور وتر تہجد پڑھتا رہے یا ان کو چھوڑ کر اس وقت کی گذشتہ دس سال کی فوت شدہ نمازوں کے پڑھنے میں صرف کرنا چاہئے۔

(جواب) جو کچھ کرتا ہے یہ بھی کرتا رہے اور فارغ وقت میں فوائت کی قضا کرے مثلاً روزانہ چند نمازوں کی قضا کا اہتمام کرے اور اگر اور وقت نہ ہو تو پھر سنن اور تہجد سے مقدم فوائت کا قضا کرنا ہے۔ اس وقت کو بھی اس میں صرف کرے۔(۲) لیکن وتر کو ترک نہ کرے۔ فقط

نماز عصر وفجر کے بعد فوائت کی ادائیگی درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۵۹) فوت شدہ نمازوں کی قضا بعد نماز عصر وفجر جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس حدیث لا صلوٰۃ بعد الفجر حتیٰ تطلع الشمس ولا صلوٰۃ بعد العصر حتیٰ تغیب الشمس کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) قضا فائتہ بعد صلوٰۃ العصر والفجر جائز ہے اور حدیث لا صلوٰۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس ولا صلوٰۃ بعد العصر حتی تغیب الشمس میں نہی نوافل پر محمول ہے۔(۳) فی الحدیث من نام عن صلوٰۃ او نسیها فلیصلها اذا ذکر (فان ذلک وقتها) فان اللہ تعالیٰ قال اقم الصلوٰۃ لذکری او کما قال صلی اللہ علیه وسلم(۴)۔ فقط

صاحب ترتیب جمعہ کے پہلے قضا ادا کرے

(سوال ۱۹۶۰) جمعہ کے دن ایک شخص کی نماز صبح قضا ہوگئی۔ وہ جمعہ کی نماز کی لئے جامع مسجد پہنچا تو خطبہ ہو رہا تھا۔ اور وہ شخص صاحب ترتیب نہیں ہے یا صاحب ترتیب ہے تو نماز صبح کس وقت ادا کرے۔

(جواب) صاحب ترتیب کے لئے ضروری ہے کہ پہلے نماز صبح کی قضا کرے کیونکہ صبح کی نماز ادا کئے بغیر اس کا جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ اور جو صاحب ترتیب نہیں اس پر خطبہ کا سننا ضروری ہے اس کو جمعہ سے فراغت کے بعد نماز صبح ادا کرلینی چاہئے۔ در مختار میں ہے فلا قضاء فائتة لم یسقط الترتیب بینهما وبین الوقتیه فانها لا تکره (قوله لاتکره) بل یجب فعلها شامی لضرورة صحة الجمعة والالا (قوله والا لا) ای وان سقط الترتیب

---

(۱) اس لئے کہ نفل کی تمام رکعتوں میں قرأت ہے وتفرض القرأت عملا فی رکعتی الفرض مطلقا الخ وکل النفل. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ٦٤٤ .ط.س.ج۲ص۲۸) ظفیر.(۲) ای کل صلوٰۃ فاتت عن الوقت بعد وجوبها فیه یلزمه قضائها ، سواء ترک عمداً اوسهوا، او بسبب نوم وسواء کانت الفوائت کثیرة اوقلیلة (عالگمیری مصری باب ۱۱ قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۱۳ .ط.س.ج۱ص۱۲۱) ظفیر.(۳) ویکره ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حق تغرب لماروی انه علیه السلام ونهی عن ذالک ولا باس بان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاة ویصلی علی الجنازة لان الکراهة کانت لحق الفرض لیصیر الوقت کالمشغول به لا لمعنی الوقت فلم تظهر فی حق الفرائض وفیما وجب بعینه الخ.(هدایه فصل فی الا وقات التی تکره فیها الصلوٰۃ ج ۱ ص ۸۱ و ج ۱ ص ۸۲) ظفیر.(٤) مشکوة باب تعمیل الصلوة فصل اول ص ٦١..۱۲ ظفیر.

تکرہ۔(۱)شامی۔ فقط۔

قضاء عمری کا جو طریقہ مروجہ بعض کتابوں میں منقول ہے ثابت نہیں

(سوال ۱۹۶۱)از کتاب انیس الارواح ص ۲۴ مجلس نمبر ۱۳ فرمایا کہ امیر المومنین علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت فرمائی ہے کہ جس شخص کی نمازیں اتنی قضاء ہو گئی ہوں کہ اس کو یاد نہ ہوں پس دو شنبہ کی رات کو پچاس رکعت نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور ایک دفعہ سورہ اخلاص پڑھے تو خدا تعالیٰ اس کی گذشتہ نمازوں کا کفارہ کرتا ہے۔ یہ صحیح ہے شرعاً یا نہیں۔

(جواب)مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ احادیث وفقہ سے یہ ثابت ہے کہ جس قدر نمازیں قضا ہوں ان سب کی قضا کرنی چاہئے اور اگر قضا نمازیں یاد نہ ہوں کہ کس قدر ہیں تو ان کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ اندازہ کرے کہ اس قدر نمازیں میرے ذمہ ہیں اسی قدر قضا کرے۔(۲)اور جو روایت آپ نے کتاب انیس الارواح سے نقل کی ہے اس کی کچھ اصل اور سند معلوم نہیں ہے اور نہ یہ کہ روایت حدیث کی کسی کتاب میں ہے اور یہ روایت اگر ثابت ہو جائے تو اس پر محمول ہے کہ جس قدر نمازیں فوت شدہ اس کو یاد ہوں ان کو قضا کرے اور جو نمازیں لاعلمی سے رہ جائیں ان کے لئے عمل مذکور کرے۔ فقط۔

ایک وقت میں جتنی قضا چاہے ادا کر سکتا ہے

(سوال ۱۹۶۲)اگر کسی شخص کی چار یوم کی نماز قضا ہو جائے تو ایک وقت میں ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)چار دن کی فوت شدہ نمازیں ایک دن میں قضا کر سکتا ہے فقط۔

قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی کے لئے سنن مؤکدہ نہ چھوڑے

(سوال ۱۹۶۳)ایک شخص کی اکثر نمازیں قضا ہو گئیں اب اگر وہ ادا کرنا چاہے تو سنتوں میں فرض فوت شدہ کی نیت کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)فوت شدہ نمازوں کو علیٰحدہ بہ نیت قضا ادا کرے۔ سنن مؤکدہ میں نیت نہ کرے۔(۳)البتہ اگر نوافل کو چھوڑ کر فوت شدہ نمازوں کو قضا کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۴)

قضا نمازوں میں اس وقت ترتیب نہیں جب وہ صاحب ترتیب نہ ہو

(سوال ۱۹۶۴)قضا نمازوں کی ادا اگر ترتیب سے نہ کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱)ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸ .ط.س. ج۲ص ۱۵۸ .۱۲ ظفیر.

(۲)وقضاء الفرض الخ فرض (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضا الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ .ط.س. ج۲ص ۶۶) ظفیر.

(۳)وسن منوکدا ربع قبل الظهر الخ (درمختار) مئوكدا ای استنانا مئوكدا بمعنی انه طلب طلبا مئوكد زيادة علی بقية النوافل ولهذا كانت السنة المئوكدة قريبة من الواجب في لحوق الا ثم كما في البحر ويستوجب تاركها التضليل واللوم (ردالمحتار باب الوتر والنوافل مطلب في السنن والنوافل ج ۱ ص ۶۳۰ .ط.س. ج۲ص ۱۲) ظفير.

(۴)اما المستحب والمندوب فينبغي ان لا يكره تركه اصلا (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها مطلب في بيان السنة والمستحب الخ ج ۱ ص ۶۱۱ .ط.س. ج۲ص ۶۵۳) ظفير.

(جواب) غیر صاحب ترتیب کو یہ جائز ہے کہ جس طرح چاہے غیر مرتب ادا کرے۔(۱)

عشاء کی نماز جو قضا ہے اس کے یاد رہتے ہوئے صبح کی نماز نہیں ہوگی

(سوال ۱۹۶۵) ایک شخص نے عشاء کی نماز ترک کردی اب اس نے صبح کی نماز پڑھی اور عشاء کی نماز جو اس کے ذمہ تھی نہیں پڑھی۔ اس صورت میں اس کی صبح کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) صاحب ترتیب اگر ایسا کرے تو اس کی صبح کی نماز بھی نہ ہوگی چاہئے کہ پہلی عشاء کی نماز پڑھے پھر صبح کی نماز پڑھے۔(۲) فقط (البتہ اگر وقت تنگ ہو اور گنجائش نہ ہو تو صرف وقتی نماز پڑھ لے اور قضا بعد میں ادا کرے۔

کما فی الدر المختار. فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت المستحب . ظفیر)

مغرب کے وقت میں ظہر وعصر کی قضا پہلے کیسے ادا کرے

(سوال ۱۹۶۶) اگر خالی عصر کی، یا ظہر وعصر دونوں نمازیں قضا ہیں۔ عصر مغرب کے وقت ان تینوں نمازوں کو کس طرح ادا کرے جب کہ مغرب کا وقت نماز کے لئے تھوڑا ہے۔ اگر قضا ہوئی نمازوں کو مقدم کرتا ہے تو نماز مغرب کا وقت بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ کس طرح ترتیب جائز ہے۔ اور نیز جب کہ یہ جائز ہے کہ اگر چار یا پانچ نمازوں کی قضا میں ترتیب نہ دے تو جس وقت میں جو نماز وقت کی پڑھے گا نفل شمار ہوگی۔

(جواب) مغرب کا وقت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے رہتا ہے پس ظہر وعصر کو اول قضا کرکے پھر مغرب کی نماز بھی وقت میں پڑھ لے۔ اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر وقتیہ نماز کا وقت تنگ ہو جاوے کہ سوائے وقتیہ کے قضا کی گنجائش نہ رہی تو پھر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اس حالت میں وقتیہ پہلے پڑھے اور قضا بعد میں پڑھے۔(۳)

چند قضائیں ایک وقت میں ادا کرنا درست ہیں یا نہیں

(سوال ۱۹۶۷) چند نمازیں قضا ایک وقت میں پڑھ لینی جائز ہیں یا نہیں۔

(۲) قضا نمازوں میں سے وتر اور عشاء ایک ہی وقت میں پڑھنے ضروری ہیں یا ایک وقت عشاء اور ایک وتر پڑھے۔

(جواب) جائز ہیں۔(۴) (ایک وقت میں کئی وقتوں کی قضا نمازیں ادا کرنی درست ہیں۔ ظفیر)

(۲) علیٰحدہ علیٰحدہ بھی قضا کرسکتا ہے۔ ایک وقت میں قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

فوت شدہ دس بیس سال کی نمازیں کس طرح ادا کرے

(سوال ۱۹۶۸) ایک شخص پابندی کے ساتھ پنج وقتی نماز ادا کرتا تھا بعد کو نماز گنڈے دار ادا کرتا رہا یعنی کبھی

....

(۱) فلا یلزم الترتیب اذا ضاق الوقت او نسیت الفائتة او فاتت ست اعتقادیة الخ بخروج وقت السادسة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ص ٦٨٠ .ط.س.ج٢ص٦٦) ظفیر.

(۲) الترتیب بین الفروض الخمسة والوتر اداء وقضاء لازم الخ فلم یجز فجر من تذکرانه لم یوتر لوجوبه عنده الخ (ایضا ج ١ ص ٦٧٩ .ط.س.ج٢ص٦٥) ظفیر. (۳) الترتیب بین الفروض الخمسة والوتراداء وقضاء لازم الخ فلم یجز فجر من تذکرانه لم یوترالا اذا ضاق الوقت المستحب اذا نسیت الفائتةالخ اوفاتت ست اعتقادیة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ١ ص ٦٧٩ .ط.س.ج٢ص٦٥) ظفیر.

(٤) لانه علیه السلام اخرها یوم الخندق (درمختار) وذالك ان المشرکین شغلوا رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اربع صلوات یوم الخندق حتی ذهب من اللیل ماشاء الله تعالیٰ فامر بلا لا فاذن ثم اقام فصلی الظهر ثم اقام فصلی العصر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی العشاء (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ١ ص ٦٧٦ .ط.س.ج٢ص٦٢) ظفیر.

پڑھی کبھی نہ پڑھی اس صورت کی اندازاً تمام نمازیں دس یا بیس سال کی فوت ہوئیں۔ اب ان کے ادا کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

(جواب) جب مدت تک اس نے اہتمام نماز کا ترک کر دیا تھا کبھی پڑھتا تھا کبھی نہ پڑھتا تھا۔ اس تمام زمانہ کی نمازوں کو قضا کرنا چاہئے۔ سہل صورت اس کی یہ ہے کہ ہر ایک فرض وقتی کے ساتھ وہی نماز قضاء کی نیت سے پڑھ لیا کرے اگر دس برس تک نمازیں ترک کی تھیں تو دس برس تک ہر ایک نماز کے ساتھ ایک نماز قضا کر لیا کرے۔(۱)

قضا نماز کے لئے اذان و تکبیر ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۶۹) زید قضا نمازوں کو مسجد میں آہستہ اذان و تکبیر کہہ کر اس نیت سے ادا کرتا ہے۔ مثلاً چار رکعت فرض ظہر پڑھتا ہوں۔ اس صورت میں اذان و تکبیر کہنے کا کیا حکم ہے۔ اور وتر کے لئے اذان و تکبیر کہی جاوے یا نہیں۔

(جواب) جو نماز تنہا مسجد میں قضا کرے تو اس کے لئے اذان واقامت مشروع نہیں ہے۔(۲) اور نیت مذکورہ سے قضاء نماز ہو جاتی ہے۔ اور وتر کے لئے بھی اذان واقامت نہیں ہے۔(۳)

ایک شخص کی بہت دنوں کی نمازیں قضا ہیں اگر وہ سنت کی جگہ فرض کی قضا پڑھا کرے تو یہ کیسا ہے

(سوال ۱۹۷۰) ایک شخص کی بہت برسوں کی نمازیں قضا ہیں۔ اب اگر وہ بجائے سنن کے قضا نمازیں ادا کرے تو کیا حکم ہے۔ قضا نماز افضل ہے یا سنن وقتیہ۔

جس وقت کی قضا ہو اسے اسی وقت ادا کرنا ضروری نہیں ہے

(سوال ۱۹۷۱/۲) جس وقت کی نماز قضا ہے اس کو اسی وقت میں پڑھے یا مثلاً ظہر کو عشاء میں اور عشاء کو ظہر میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) وقتیہ سنن مؤکدہ کو نہ چھوڑنا چاہئے اور فوائت کو اوقات فارغہ میں ادا کرنا چاہئے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ادائے فوائت اہم ہے لیکن اگر دونوں کام ہو سکیں کہ فوائت بھی پڑھے اور سنن مؤکدہ کو بھی نہ چھوڑے تو یہ بہتر ہے

فجر، مغرب او عشاء کی قضا میں قراۃ جہری کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۷۲) فجر اور مغرب اور عشاء کی قضا میں جہراً قرات پڑھ سکتا ہے۔

....

(۱) ولو فاتته صلوات رتبها فی القضاء (الی قوله) لان النبی علیه السلام شغل عن اربع صلوات یوم الخندق قضاهن مرتبا (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.

(۲) ویؤذن ویقیم لفائتة رافعا صوته لو بجماعة (ای فی غیر المسجد) او صحراء لا بیته منفرد اولا فیما یقضی من الفوائت فی مسجد لان فیه تشویشا وتغلیطا ویکره قضا ها فیه لان التا خیر معصیة فلا یظهر ها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ و ج ۱ ص ۳۶۳ .ط.س. ج۱ ص ۳۹۰) ظفیر.

(۳) وهو سنة مؤکدة للفرائض فی وقتها ولو قضاء لا لغیر ها کعید (در مختار) ای وتر وجنازة الخ (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۶ .ط.س. ج۱ ص ۳۸۴) ظفیر.

(جواب) اگر ان ہی اوقات میں قضا کرے تو جہراً پڑھ سکتا ہے۔ اگر دن کو قضا کرے تو نہیں کر سکتا۔(۱)

اگر کئی برس کی نماز قضا ہو اور ادا کرنے کا موقع نہ ہو تو کیا کرے

(سوال ۱۹۷۳) اگر دو تین برس کی نماز قضا ہو اور اب موقع ادا کرنے کا نہ ملتا ہو تو اس سے چھٹکارا پانے کی کون سی شکل ہے۔

(جواب) سہل صورت اس کی یہ ہے کہ ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز قضا کرے۔ جس قدر برسوں کی نماز فوت ہوئی ہو اتنے برسوں تک ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز جو قضا ہوئی ہو قضا پڑھے۔ بدون قضا کے کوئی صورت سبکدوشی کی نہیں۔ فقط۔

صبح و عصر کی نماز کے بعد قضا پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۹۷۴) صبح کی نماز اور عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) پڑھ سکتا ہے۔(۲)

رمضان کے اخیر جمعہ میں قضا عمری کا رواج ثابت نہیں

(سوال ۱۹۷۵) رمضان شریف کے آخر جمعہ میں قضا عمری برابر میں پڑھی جاتی ہے وہ جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) رمضان شریف کے آخر جمعہ میں قضا عمری بطریق مخصوص پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ شامی میں ہے کہ امام صاحب کی طرف اس کو منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور فخر الاسلام اور قاضی خاں سے اس کی کراہت نقل کی ہے لہذا اس کو چھوڑنا چاہئے۔(۳) فقط۔

قضا نماز باجماعت پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۱۹۷۶) قضا نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب) مسنون ہے۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز کی قضا کا کفارہ کیا ہے

(سوال ۱۹۷۷) اگر صاحب ترتیب سے نماز قضا ہو جاوے تو اس کے لئے کیا کفارہ ہے۔

(جواب) کفارہ اس کا یہی ہے کہ اس نماز کو پڑھ لیوے اور صاحب ترتیب کو ترتیب ضروری ہے کہ وقتیہ سے پہلے پڑھے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویجهر الامام فی الفجر اولی العشائین اداءً وقضاءً الخ ویخیر المنفرد فی الجهر ان ادی فی الخ ویخافت المنفرد حتما ان قضی الجهرية فی وقت المخافتة كان صلی العشاء بعد طلوع الشمس علی الاصح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۴۹۷. ط.س. ج ۱ ص ۵۳۲......۵۳۳) معلوم ہوا کہ حکم مذکور منفرد کے لئے لکھا گیا ہے ۱۲ ظفیر.

(۲) (وكره نفل) بعد صلاة فجر وعصر ولا یكره قضا فائتة ولو وتر الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. كتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۸. ط.س. ج ۱ ص ۳۸۴) ظفیر.

(۳) وما نقل ان الامام قضی صلاة عمر الخ (درمختار) والجواب اولا انه لم یصح نقل ذالك عن الا مام الخ (ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۵۳. ط.س. ج ۲ ص ۳۷) ظفیر.

(۴) جاء فی حدیث لیلة التعریس " وامر بلالا فاقام الصلوٰة فصلی بهم الصبح فلما قضی الصلاة قال من نسی الصلاة فلیصلها اذا ذكر ها " رواه مسلم (مشكوٰة ص ۶۷) ظفیر.

(۵) من فاتته صلاة قضا ها اذا ذكر ها وقدمها علی فرض الوقت الخ (هدایه ج ۱ ص ۱۳۷) ظفیر.

قضائے فوائت

(سوال ۱۹۷۸) ایک شخص کی تین چار سال کی نمازیں اس طرح قضاء ہوئیں کہ کسی روز عصر کی نہ پڑھی اور کسی روز ظہر کی نہ پڑھی تو ادائیگی کیا ہوگی؟

(جواب) ظن غالب کے موافق ان نمازوں کو قضا کرے۔ فقط۔

صاحب ترتیب کا حکم

(سوال ۱۹۷۹) مغرب کی نماز قضا ہوگئی عشاء پڑھ لی تو اب مغرب کی نماز پڑھ کر وتر و سنت پڑھے یا مغرب کی نماز بعد میں پڑھے۔ اور عشاء کی نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب) اگر وہ صاحب ترتیب ہے تو اس کی عشاء کی نماز نہیں ہوئی، مغرب پڑھ کر عشاء کے فرض پھر پڑھے اس کے بعد سنت و وتر ادا کرے۔(۱) فقط۔

قضا نمازوں کا کفارہ

(سوال ۱۹۸۰) اگر کسی سے نمازیں قضا ہوئیں اور وہ شخص مر گیا ہو اور مرتے وقت اپنے وارثوں سے کہہ دیا کہ میری جو نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کے کفارہ میں ایک جلد قرآن شریف کسی طالب علم کو دے دیجیو۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور سجدہ تلاوت کا کفارہ ہے یا نہیں؟

(جواب) اگر متوفی مالدار تھا اور اس نے وصیت ادا کفارہ نماز وغیرہ کی ہے تو اس کے مال تہائی میں سے کفارہ نماز وغیرہ کا ادا کیا جاوے۔ ایک جلد قرآن شریف کے دینے سے نمازوں کا کفارہ ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ کہنا اس کا لغو ہے۔(۲) اور علامہ شامی نے کہا ولا روایة فی سجدة التلاوة ای والصحیح انه لا یجب الخ۔ پس معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت کا کفارہ نہیں ہے۔ فقط۔

اسقاط کا مسئلہ

(سوال ۱۹۸۱) اسقاط کا حیلہ جو میت کے لئے کیا جاتا ہے اس کا ثبوت شرعاً بھی ہے یا نہیں۔

(جواب) کچھ نہیں۔(۳) فقط۔

قضاء الفوائت

(سوال ۱۹۸۲) ایک شخص کی پانچ یا چھ نمازیں برابر قضا ہوگئیں اب اگر وہ وقتیہ نماز پڑھے تو ہو سکتی ہے یا نہ؟

(جواب) چھ نمازیں اگر قضا ہوگئی ہیں تو وہ وقتیہ نماز ہو جاوے گی اور اگر اس سے کم ہیں تو جب تک ان فوائت کو قضا

---

(۱) ومن صلی العصر وهو ذاكر انه لم يصل الظهر فهی فاسدة الا اذا كان فی اخر الوقت وهی مسئلة الترتيب (هدايه قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۹) ظفير.

(۲) اذا مات الرجل وعليه صلوات فائته فاوصی بان يعطی كفارة صلوٰته يعطی لكل صلوٰة نصف صاع من بر ولو تر نصف صاع ولصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله (عالمگيری كشوری ج ۱ ص ۱۲۳. ط.س. ج۱ ص ۱۲۵) ظفير.

(۳) والواجب علی الميت ان يوصی بما يفی بما عليه ان لم يضق الثلث عنه فان اوصی باقل وامر بالدور وترک بقية الثلث للورثة او تبرع به لغير هم فقد اثم بترك ما وجب عليه (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب فی بطلان الوصية بالختمات والتهاليل ج ۱ ص ۶۸۶. ط.س. ج۲ ص ۷۳) ظفير.

نہ کرے گا وقتیہ نماز نہ ہوگی یعنی فساد موقوف کے ساتھ فقط (۱)

صاحب ترتیب کس کو کہتے ہیں

(سوال ۱۹۸۳) صاحب ترتیب بابت نماز کس کو کہتے ہیں؟

(جواب) صاحب ترتیب اس کو کہتے ہیں کہ اس کے ذمہ چھ نمازیں قضا نہ ہوئی ہوں، جو نماز قضا ہوئی بھی ہو اس کو ادا کر لیا ہو وہ صاحب ترتیب ہے یعنی اس کو لازم ہے کہ اگر نماز قضا ہو تو اس کو وقتیہ سے پہلے پڑھے۔ (۲) فقط۔

قضا فوراً ادا کرے

(سوال ۱۹۸٤) ایک شخص کو سوتے سوتے دن نکل آیا اس نے اٹھتے ہی فوراً قضا نماز پڑھ لی چنانچہ دوسرے روز بھی سوتے ہوئے دن نکل آیا مگر اس روز اس نے صبح کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھی۔ سونے میں نماز کو تاخیر یا قضا ہو جاوے تو فوراً ہی پڑھنی چاہئے یا دیر کر کر؟

(جواب) جس وقت آنکھ کھلے اگر وہ وقت نماز کی کراہت کا نہیں ہے تو فوراً اسی وقت نماز قضا پڑھنی چاہئے دوسرے دن جو قضا میں تاخیر کی کہ ظہر کے وقت پڑھی یہ اچھا نہیں کیا۔ (۳) فقط۔

قضائے عمری

(سوال ۱۹۸۵) قضائے عمری احتیاطاً پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب) قضا عمری علی توہم الفساد پڑھنا امام صاحب سے ثابت نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے پس جب اصل ہی ثابت نہیں تو اس پر دیگر تفریعات صحیح نہ ہوں گی اور ایسے موقعہ پر کمال و نقصان سے بحث فضول ہے۔ (۴) ثبت العرش ثم نقش. فقط۔

قضائے عمری کی ادائیگی

(سوال ۱۹۸٦) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نماز قضا عمری پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرائض پنج گانہ سے پہلے پڑھے یا بعد میں؟ اور اس قدر پابندی کرنا کہ خواہ جماعت ہوتی رہے جب تک قضائے عمری نہ پڑھ لے جماعت میں شامل نہ ہوئے کیسا ہے؟

(جواب) جس قدر نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کو جس طرح چاہے ادا کرے کیونکہ وہ صاحب ترتیب نہیں ہے خواہ وقتیہ سے پہلے پڑھا کرے یا بعد میں یا ایک وقت میں پانچوں نمازیں مع الوتر روزانہ پڑھتا رہے جماعت کو نہ چھوڑے بلکہ جماعت سے قبل پڑھ لیا کرے یا بعد میں پڑھا کرے۔ فقط۔

(ولا یعود لزوم الترتیب بعد سقوطہ بکثرتہا ای الفوائت بعود الفوائت الی القلۃ بسبب

---

(۱)ولو فاتتة صلوات رتبها فی القضاء كما وجبت فی الا صل (الی قوله) الا ان يزيد الفوائت علی ستة صلوات لان الفوائت قد كثرت فتسقط الترتيب فيما بينُ الفوائت الخ (باب قضا الفوائت هدايه ص ۱۳۷) ظفير. (۲)ولو فاتته صلوات رتبها فی القضاء كماوجبت فی الا صل (الی قوله) الا ان يزيد الفوائت علی سنة صلوات لان الفوائت قد كثرت فتسقط الترتيب الخ (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفير. (۳)من فاتته صلوات قضی اذا ذكر ها وقدمها علی فرض الوقت (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفير. (٤)فی العتابية عن ابی نصر رحمة الله عليه فيمن يقضي صلوات عمره من غيران فاته شئی يريد الا حتياط فان لا جل النقصان والكراهة فحسن وان لم يكن لذلك لا يفعل (عالگميری كشوری ج ۱ ص ۱۲۳. ط.س. ج۱ص۱۲۵) ظفير.

القضاء لبعضها علی المعتمد لان الساقط لایعود و کذا لا یعود الترتیب بعد سقوط بباقی المسقطات السابقة من النسیان و الضیق ۱ ۵ . درمختار)(۱)

بطور شک جو قضا نمازیں پڑھی جائیں وہ کیا ہوں گی

(سوال ۱۹۸۷)اگر نماز چاشت یا تہجد کے وقت نماز قضا عمری پڑھے اور وہ شخص بطور شک کے قضا پڑھتا ہے حالانکہ اس کے ذمہ یقیناً کوئی نماز فرض نہیں تو یہ نماز چاشت یا تہجد ہوگی یا نفل ہوگی ؟اور اگر نماز مغرب قضا کی تو تین رکعت نفل ہونے سے تو کوئی خرابی نہ ہوگی۔

کسی نے قضا فجر پڑھی حالانکہ اس کے ذمہ قضا نہ تھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/۱۹۸۸)بعد عشاء چار رکعت نماز سنت ہیں دو مؤکدہ دو غیرہ مؤکدہ پس اگر کسی شخص نے دو مؤکدہ پڑھیں اور دو فجر کے فرض کی قضا تو اس کے ذمہ فجر کی قضا واقع میں نہ ہو تو وہ چاروں سنت ہوں گی ؟اگر ایسا ہے تو فرمائیے ان کا ایک سلام کے ساتھ تو پڑھنا ضروری نہیں ہے ؟فقط۔

(جواب)کچھ اختلاف نہیں اور قضا مغرب میں اس احتمال سے کچھ کراہت نہ ہوگی۔

(فی العالمگیریة ج ۱ ص ۱۱۶ عن ابی نصر رحمه الله فیمن یقضی صلوات عمرو من غیری ان فاته شئی یرید الا حتیاط فان کان لاجل النقصان والکراهة فحسن وان لم یکن لذلك لا یفعل والصحیح انه یجوز الا بعد صلوٰة العصر والفجر وقد فعل ذلك کثیر من السلف لشبهة الفساد کذا فی المضمرات. جمیل الرحمن)

(۲)ایک سلام کی شرط اس میں نہیں ہے بلکہ دو رکعت سنت مؤکدہ علیحدہ پڑھنی چاہئے اور دو رکعت غیر مؤکدہ علیحدہ پڑھنی چاہئے۔ پس بصورت نہ ہونے قضاء کے اس کے ذمہ پر یہ دو رکعت نفل ہو جاویں گی اور چار رکعت بعد عشاء ہو جاویں گی۔ فقط(مستفاد مما فی الفتاویٰ العالمگیریہ ج ا ص ۱۰۵۔ وصلی رکعتین وهو یظن ان اللیل باق فاذا تبین ان الفجر قد کان طلع الی قوله قال المتأخرون تجزیه عن رکعة الفجر . جمیل الرحمن.

فجر و ظہر اور عصر کی قضا مغرب سے پہلے پڑھے یا بعد میں

(سوال ۱۹۸۹)اگر کسی شخص کی ظہر و عصر قضا ہوگئی تو ان کو مغرب سے پہلے پڑھے یا بعد میں، اور کیا نیت کرے ؟

قضا عمری ثابت ہے یا نہیں اور اس کا کیا طریقہ

(سوال ۲/۱۹۹۰)نماز قضا عمری کی کیا ترکیب ہے۔ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱)یہ سب نمازیں مغرب سے پہلے پڑھے اور اگر اتنی گنجائش نہیں تو بعد مغرب پڑھے۔ غرض سب نمازیں اسی دن قضا کرے۔ ہر ایک نماز میں اسی کی نیت کرے۔(لا یجوز اداء الوقتیة قبل اداء الفوائت الخ ویسقط الترتیب بضیق الوقت الخ عالمگیریه ج ۱ ص ۱۱٤. جمیل الرحمن)

(۲)یہ نماز قضا عمری جیسا کہ مشہور ہے حدیث سے ثابت نہیں۔ جس کے ذمہ واقعی نمازیں قضا ہوں وہ حساب کر کے ان کو پورا کرے (کل صلوٰة فاتت عن الوقت بعد وجو بها فیه یلزمه قضائها الخ فتاویٰ عالمگیریه ج ۱ ص ۱۱۳ جمیل الرحمن)

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٨٤ .ط.س.ج۲ص ۷۰. ۱۲ ظفیر۔

نماز چھوڑنا اور اس سے روکنا کیسا ہے

(سوال ۱۹۹۱) نماز چھوڑنا اور نماز سے روکنا کیسا ہے؟ اور اس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

(جواب) ترک نماز کبیرہ گناہ ہے پس حکم کرنا کسی کو ترک صلوٰۃ کا اور منع کرنا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ چھوڑنے والا نماز کا اور منع کرنے والا نماز سے دونوں کو توبہ کرنی چاہئے اور نمازوں کو قضا کرنا چاہئے۔ نکاح اس کا نہیں ٹوٹا مگر توبہ کرے اور اپنے فعل پر نادم ہو اور نماز شروع کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (ومن الکبائر السحر وکتمان الشهادة من غير عذر والا فطار في رمضان من غير عذر وقطع الرحم وترك الصلوٰة معتمد جوهرة نيره ج ۲ ص ۲۹۵ . جميل الرحمن)

قضاشدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے

(سوال ۱۹۹۲/۱) قضاشدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے

بے شمار قضا نمازوں کا کفارہ کیا ہے

(سوال ۱۹۹۲/۲) اگر نمازیں بوجہ بد قسمتی کے بلا عذر شرعی اس قدر قضا ہوئی ہوں کہ جن کا شمار نا ممکن ہو تو کیا کفارہ ہے۔

نمازوں کا کفارہ صدقہ ہی ہے یا کچھ اور

(سوال ۱۹۹۳/۳) اگر اس کا کفارہ صدقہ بھی ہو سکتا ہے غریب و محتاج لوگ کیا کریں

مریض و شیخ فانی کی قضا نمازوں کا کفارہ کیا ہے

(سوال ۱۹۹۴/٤) مریض یا شیخ فانی کی قضاشدہ نمازوں کا کفارہ کیا ہے؟

(جواب) حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ امابعد جواب استفسارات مفصل حسب ذیل گذارش کیا جاتا ہے۔

(۱) قضاشدہ نمازوں کو بعد میں ادا کرنا چاہئے۔ جس کی کوئی نماز کسی عذر یا غفلت سے قضا ہو جائے تو جب یاد آوے اس کو پڑھے اور جس وقت یاد آوے اس وقت کی فرض نماز سے پہلے قضاشدہ نماز کو پڑھنا چاہئے۔ حنفیہ کے نزدیک ترتیب وقتی نماز اور قضا نماز میں ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خندق کے روز چار نمازوں کو ترتیب سے ادا فرمایا ہے اور دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جیسے تم مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھو ایسے ہی تم بھی پڑھو تو جیسے آپ نے ترتیب سے قضاشدہ نمازوں کو ادا فرمایا ایسے ہی ہم کو بھی چاہئے۔(۱)

(۲) اگر قضاشدہ نماز ایسے وقت یاد آئی کہ اگر اس کو ادا کرتا ہے تو وقت میں اس قدر گنجائش نہیں ہے کہ وقتی نماز ادا ہو سکے بلکہ وقتی نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں وقتی نماز کو پہلے پڑھے اور قضاشدہ کو بعد میں پڑھے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر وقت میں وسعت اور گنجائش ہے تو پہلے قضاشدہ نماز پڑھنا چاہئے اور اگر وسعت نہیں

(۱) من فاتته صلوٰة قضا ها اذا ذكر ها وقد مها على فرض الوقت والا صل فيه ان الترتيب بين الفوائت وفرض الوقت مستحق ولو فاتته صلوات رتبها في القضاء كما وجبت في الا صل لان النبي صلى الله عليه وسلم شغل عن اربع صلوات يوم الخندق فقضا هن مرتبا ثم قال صلو كما را يتمو ني اصلي (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفير.

ہے تو پہلے وقتی نماز کو ادا کرنا چاہئے۔(۱)

(۳) جب فوت شدہ نمازیں زیادہ ہو جاویں تو ترتیب سے ادا کرنا ساقط ہو جاتا ہے اور خود فوت شدہ نمازوں میں بھی ترتیب کا لحاظ نہیں رہتا۔ اور زیادتی کی حد یہ ہے کہ قضا شدہ نمازیں تعداد میں چھ ہو جاویں جب چھٹی نماز کا وقت گذر جائے تو اب کہا جائے گا کہ فوت شدہ نمازیں زیادہ ہو گئیں۔ پس اس صورت میں ترتیب کا لحاظ نہ رہے گا۔(۲)

(۴) کسی شخص کے ذمہ فوت شدہ نمازیں مدت کی ہیں اور وہ حد کثرت کو پہنچ گئی ہیں، اس نے ان کو ادا کرنا شروع کیا تھا کہ اب شامت اعمال سے اور کچھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب چونکہ اگلی پچھلی فوت شدہ نمازیں زیادہ ہیں تو اس صورت میں پہلے وقتیہ نماز کو پڑھنا جائز ہے کیونکہ بسبب کثرت فوت شدہ نمازوں کی ترتیب نہیں رہی۔(۳)

(۵) اگر کسی نے فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا شروع کیا اور وہ اب کم رہ گئیں یعنی چھ نمازوں سے کم رہ گئیں تو اب پھر مسئلہ ترتیب بحال ہو جائے گا۔(۴)

(۶) اگر قضا شدہ نمازیں بکثرت ہوں کہ جن کہ شمار دشوار ہو تو چاہئے کہ خوب سوچ کر ایک صحیح تخمینہ کرے مثلاً یہ کہ پندرہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں بالغ ہوا اور چار پانچ سال تک نمازیں قضاء کیں یا کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی اور یہ مدت اس شخص کے صحیح اندازہ میں مثلاً چار سال کی ہوئی ہے تو اس شخص کو اپنے زعم کے موافق اس قدر نمازوں کو ادا کر دینا چاہئے۔ آخر دنیا میں کسی شخص کا قرض ذمہ ہو اور تعداد یاد نہ ہو تو اندازہ تخمینہ سے ہی اس کو ادا کرتے ہیں کہ اس کا کچھ اپنے ذمہ نہ رہے ایسے ہی سوچ کر کہ کس قدر دنوں کی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان کو ادا کرنا چاہئے اور مناسب یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے زائد کر دے کہ سراسر نفع ہی نفع ہے۔

(۷) قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ان کا ادا کرنا اور حق تعالیٰ شانہ، سے عجز اور ندامت کے ساتھ توبہ کرنا ہے، صدقہ دینا نہیں ہے۔ ہاں اگر صدقہ دے تو چونکہ صدقہ سے غضب الٰہی دفع ہوتا ہے تو امید ہے کہ حق تعالیٰ کا جو غصہ بسبب ترک نماز کے تھا وہ نہ رہے اور کسی غریب کی حاجت براری سے رحمت الٰہی متوجہ ہو جائے باقی اصل ادا کرنا نماز کا ہے صدقہ دینے سے نماز ساقط نہ ہو گی۔

(۸) مریض کے متعلق بھی تفصیل سے مسائل کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کس صورت میں کفارہ ہے اور کس صورت میں تخفیف اور کس صورت میں معافی ہے۔ مریض اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجدہ کو ادا کرے۔(۵)

---

(۱) ولو خاف الوقت يقدم الوقتية ثم يقضيها لان الترتيب يسقط بضيق الوقت وكذا بالنسيان وكثرة الفوائت كيلا يودى الى تقوية الوقتية (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷) ظفير.

(۲) الا ان يزيد الفوائت على ستة صلوات لان الفوائت قد كثرت فتسقط الترتيب فيما بين الفوائت بنفسها كما يسقط بينهما وبين الوقتية وحد الكثرة ان تصير الفوائت ستا بخروج وقت الصلوٰة السادسة (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۸) ظفير.

(۳) ولو اجتمعت الفوائت والقديمة والحديثة قيل يجوز الوقتية مع تذكر الحديثة لكثرة الفوائت الخ (ايضاً) ظفير.

(۴) ولوقضى بعض الفوائت حتى قل ما بقى عاد الترتيب عند البعض وهو الاظهر (هدايه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۸) ظفير.

(۵) اذا عجز المريض عن القيام صلى قاعداويسجد لقوله عليه السلام لعمران بن حصين صل قائما فان لم يستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلى الجنب تومى ايماء الخ (هدايه باب صلوٰة المريض ج ۱ ص ۱۴۴) ظفير.

(۹) اگر رکوع و سجدہ کی طاقت بھی نہ ہو تو رکوع و سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع کے لئے کچھ گردن جھکائے اور سجدہ کے لئے زیادہ جھکائے۔(۱)

(۱۰) کوئی شخص مثل گھڑے یا صندوقچہ وڈیکس وغیرہ کے اپنے سامنے سجدہ کے لئے نہ رکھے بلکہ جس قدر اشارہ کیا جاوے وہی کرے۔(۲) لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔(۳)

(۱۱) اگر مریض کو بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو چت لیٹ کر نماز پڑھے کہ پاؤں اور منہ دونوں قبلہ کی طرف کو ہوں اور رکوع اور سجدہ کے لئے گردن سے اشارہ کرے سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ گردن کو جھکا کر کرے۔(۴)

(۱۸) اگر ایسا مریض تھا کہ نماز کو اشارہ سے پڑھتا تھا رکوع و سجدہ کی قدرت نہ تھی خدا تعالیٰ کی قدرت سے نماز میں اس قدر افاقہ ہوا کہ رکوع و سجدہ کی قدرت ہو گئی تو اس صورت میں سب کے نزدیک نماز کو از سر نو پڑھے۔(۵)

(۱۹) کوئی مریض بیہوش ہو گیا اور پانچ نمازوں کا یا پانچ نمازوں سے کم کا وقت بیہوشی میں گذر گیا تو ہوش آنے کے بعد ان نمازوں کو قضا کرنا چاہئے اور اگر پانچ نمازوں سے زیادہ وقت بیہوشی میں گذرا تو قضا نہیں آئی۔(۶)

(۲۰) ان فقہی تفصیلات سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوتی ہے کہ شریعت میں نماز کی کیا وقعت اور کس قدر تاکید ہے کہ مرض میں بھی اس کو ادا کرنا ضروری ہے)۔ پس ہم کو نہ چاہئے کہ بلا عذر شرعی نماز چھوڑ دیں۔ وائے بر حال ان مسلمانوں کے جو ملازمت، تجارت، زراعت اور لہو و لعب میں وقت گذار دیتے ہیں اور نماز سی محبوب شئی کو جو مسلمان کی امتیاز اور فضیلت کی شان بڑھانے والی ہے دنیا و آخرت میں کام آنے والی چیز ہے۔ قضاء کر دیتے ہیں مسلم کی یہ شان نہ ہونی چاہئے کہ نماز کو کسی حال میں ترک کرے۔

(۲۱) شیخ فانی اس بوڑھے شخص کو کہتے ہیں جو روزہ رکھنے کی طاقت بڑھاپے کے ضعف کی وجہ سے نہ رکھتا ہو ایسے شخص کا یہ حکم ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور فدیہ ادا کرے۔(۷)

(۲۲) فدیہ ایک روزے کا ایک مسکین کو ایک روز کھانا کھلانا ہے۔ جس قدر روزے افطار کرنے۔ ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو دو دفعہ کھانا کھلائے۔ اس کھانا کھلانے کے لئے شریعت نے گیہوں سے نصف صاع اور جو سے پورا صاع مقرر کر دیا ہے کہ اس قدر فقیر کو دے دے۔(۸) صاع تقریباً انگریزی سیر سے کہ جو اسی ۸۰ تولہ کا ہے بقدر ۳ ما/ ہوتا ہے۔

---

(۱) فان لم تستطع الرکوع والسجود اومی ایماء یعنی قاعدا۔ ہدایہ باب صلوٰۃ المریض ص۱۴۴ ج۱۔ ظفیر
(۲) وجعل سجوده اخفض من رکوعه لانه قائم مقامها فاخذ حکما ولا یرفع الی وجهه شئی الخ (ایضاً) ظفیر.
(۳) بقره.
(٤) وان لم یستطع القعود استلقی علی ظهره وجعل رجلیه الی القبلة واومیٰ بالرکوع والسجود الخ (ایضاً) ظفیر.
(٥) وان صلی بعض صلوٰته بایماء ثم قدر علی الرکوع والسجود استانف عندهم جمیعا (هدایه باب صلوٰت المریض ج ۱ ص ١٤٥) ظفیر.
(٦) ومن اغمی علیه خمس صلوٰة او دونها قضی وان کان اکثر من ذالك لم یقض (ایضاً) ظفیر.
(٧) فالشیخ الغانی الذی لا یقدر علی الصیام یفطر ویطعم لکل یوم مسکینا کما یطعم فی الکفارة والعجوز مثله (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ج۱ ص ١٩٤ .ط. ماجدیه ج۱ ص٢٠٧) ظفیر.
(٨) یطعم لکل یوم مسکینا کما یطعم فی الکفارة کذا فی الهدایة الخ نصف صاع من براوصاع من تمراو صاعا من شعیر (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ج ١ ص ١٩٤ .ط. ماجدیه ج١ ص٢٠٧) ظفیر.

(۲۳) شیخ فانی جو روزہ نہیں رکھ سکتا اس سے نماز معاف نہیں ہوتی۔ کھڑے ہو کر پڑھے اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھے۔ بیٹھنے کی طاقت نہیں ہے تو اشارہ سے پڑھے۔(۱) حسب تفصیل مذکورہ بالا۔

(۲۴) جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا ہے اور اس نے مرتے وقت اپنے ورثاء کو وصیت کی تو اس کے وارثوں پر لازم ہے کہ اس کے روزوں کا حساب لگا کر فدیہ حسب تفصیل مذکورہ بالا ادا کردیں۔ اگر وصیت نہیں کی تو وارث پر ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ ہاں از خود کرے تو یہ احسان ہے اور امید ہے اللہ تعالیٰ کی ذات سے کہ اس کو قبول کرے۔ وصیت ہمارے امام کے نزدیک اس لئے معتبر ہے کہ یہ فدیہ بھی عبادت ہے اور عبادت اپنے اختیار اور ارادہ سے ہونی چاہئے۔ اور جب وصیت کی تو ادا کرنی لازم ہے۔(۲)

(۲۵) جو شخص بحالت مرض اپنے ورثاء کو وصیت کرے کہ مجھ پر اتنی نمازیں قضا ہیں ان کا فدیہ دے دینا تو مشائخ نے اس کو تسلیم کیا ہے اور اس بارہ میں نماز کو روزہ کے مشابہ مانا ہے یعنی یہ کہ ہر نماز کا حکم ایک روزہ کا ہے جو فدیہ ایک روزہ کے لئے ہے وہی ایک نماز کے لئے یعنی ایک نماز کا فدیہ نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو۔(۳)

(۲۶) ولی اور وارث کو اس کی طرف سے روزہ رکھنا نہ چاہیے۔(۴)

(۲۷) آج کل جو اکثر مسلمان اکثر مستطیع بسبب روزے میں تکلیف ہونے کے اپنے آپ کو عاجز سمجھ کر خود اپنے لئے شیخ فانی کا حکم تجویز کرلیا کرتے ہیں یہ سراسر غلط ہے۔ تعیش کی بناء پر تکالیف شرعیہ سے بچنا احکام شرعیہ سے گستاخی ہے ایسا آدمی اگر بادشاہ وقت کی قید میں آجاتا ہے تو وہ اس وقت شیخ فانی کیوں نہیں رہتا سب کچھ کرلیتا ہے۔ پس ایسی جرات سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔

عشاء کی قضا نماز فجر سے پہلے ادا کرے

(سوال ۱۹۹۵) میں آج کل سفر میں بمقام ناگپور ہوں یہاں کے لوگ اکثر عشاء کی نماز قضا کردیتے ہیں اور اس کو بعد صبح صادق کے فجر کے نماز سے پہلے ادا کرتے ہیں خواہ امام جماعت کرا رہا ہو مگر وہ اول نماز عشاء ادا کرلیویں گے تب نماز فجر پڑھیں گے اگر کسی نے خیال کیا کہ نماز فجر جاتی رہے گی تو وتر تو ضرور ہی پڑھ لیوے گا تب نماز فجر پڑھے گا اور عشاء بعد طلوع آفتاب کے ادا کرے گا۔ ظہر کی نماز قضاء کردیوے گا اور اس کو عصر کے اخیر وقت میں ہمراہ عصر کے پڑھے گا در انحالیکہ جماعت ہورہی ہو۔ اس صورت میں کیا مسئلہ ہے۔

نماز عشاء ہو گئی تو کب تک ادا کرسکتا ہے

(سوال ۱۹۹۶/۲) عشاء کی نماز اگر قضا ہوجاوے تو کب تک ادا کردینی چاہئے۔

---

(۱) سئل عن الشیخ الفانی هل تجب علیه الفدیة کما تجب علیه عن الصوم وهو حی فقال ، لا ، (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج۱ ص ۱۱۷ ،طماجدیه ج۱ ص ۱۲۵) ظفیر. (۲) واذا مات الرجل وعلیه صلوات فاوصی بان تعطی کفارة صلوٰته یعطی لکل صلوٰة ، نصف من برو للوترنصف صاع ولصوم یوم نصف صاع من ثلث ماله الخ فان لم بعض الورثة. وتبرع بعض الورثةیجوز (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۷۷ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۲۵) ظفیر.

(۳) اذا مات الرجل وعلیه صلوات فائتة فاوصی بان تعطی کفارة صلوٰته یعطی لکل صلاة نصف صاع من برو للوترنصف صاع (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۱۷ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۲۵) ظفیر.

(٤) ولو امر الاب ابنه ان یقضی عنه صلوٰة وصیام ایام لا یجوز عند ناکذا فی التتارخانیه (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۱۷ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۲۵) ظفیر.

صبح صادق کے بعد

(سوال ۱۹۹۷/۳) صبح صادق شروع ہونے کے بعد سجدہ تلاوت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کوئی نماز طلوع آفتاب تک علاوہ فجر کی نماز کے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

ظہر کی قضا عصر سے پہلے کرنی چاہئے یا نہیں

(سوال ۱۹۹۸/٤) ظہر کی نماز قضا ہمراہ عصر کی نماز کے یعنی قبل عصر کی نماز کے ادا کرنا چاہئے یا نہیں۔ یعنی دونوں نمازیں مغرب سے ذرا پہلے ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

جماعت مغرب کے وقت قضا کی ادائیگی درست ہے

(سوال ۱۹۹۹/٦) مغرب کی جماعت ہو رہی ہے اور ایک شخص اپنی پچھلی نماز خواہ ظہر یا عصر ادا کر رہا ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

دو برس کی قضا کب ادا کرے

(سوال ۲۰۰۰/۷) جس شخص کے ذمہ دو برس کی نمازیں قضا ہوں وہ ان کو کس وقت اور کس ترتیب سے ادا کرے۔

(جواب) صاحب ترتیب کے لئے کہ جس کے ذمہ چھ نمازیں یا اس سے زیادہ قضا نہ ہوں یہ حکم ہے کہ جو نماز فوت ہو جاوے اس کو دوسری نماز سے پہلے ادا کر لیوے اور اگر جماعت دوسری نماز کی ہوتی ہو تو اس میں شریک نہ ہو۔ اپنی فائتہ نماز پہلے ادا کرے پھر دوسری وقتیہ نماز ادا کرے۔ مثلاً اگر سو گیا یا کسی وجہ سے عشاء کی نماز فوت ہو گئی اور صبح صادق ہو گئی۔ یا صبح کی جماعت ہونے لگی تو وہ پہلے عشاء کی نماز مع وتر کے پڑھے پھر صبح کی نماز پڑھے اگرچہ جماعت نہ لے۔(۱)

(۲) تحیۃ الوضوء وغیرہ نوافل نہیں پڑھ سکتا۔(۲) اور قضاء نماز کو ادا کر سکتا ہے۔(۳) کذا فی الدر المختار۔

(۳) سجدہ تلاوت کر سکتا ہے اور صلوٰۃ جنازہ اور فائتہ نماز بھی اس وقت درست ہے۔ کذا فی الدر المختار. لایکرہ فائتۃ او سجدۃ تلاوۃ وصلاۃ جنازۃ. الخ.(٤)

(۴) ظہر کی نماز فائتہ عصر سے پہلے پڑھنی چاہئے اس کے بعد عصر پڑھنی چاہئے۔(۵)

(۵) صاحب ترتیب کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ وہ اپنی عصر یا ظہر وغیرہ کی نماز فوائت کو پہلے مغرب سے ادا کر لیوے۔ کما مر تفصیلہ کذا فی الدر المختار۔

---

(۱) من فاتته صلوٰۃ قضا اذا ذکرها وقدمها علی فرض الوقت الخ ومن صلی العصر وهو ذاکر انه لم یصل الظهر فهی فاسدة الا اذا کان فی اخر الوقت (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷ وج ۱ ص ۱۳۹).

(۲) ویکره ان یتنفل بعد طلوع الفجر باکثر من رکعتی الفجر (هدایه کتاب الصلوٰۃ فصل فی الا وقات المکروهة ج ۱ ص ۸۲) (۳) ویکره ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس الخ ولا باس بان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوة (ایضاً ج ۱ ص ۸۱) (٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ ج۱ ص ۱۲. ط.س. ج۱ ص ۳۷۵. ظفیر.

(۵) ومن صلی العصر وهو ذاکرانه لم یصل الظهر فهی فاسدة الا اذا کان فی اخر الوقت (باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

(۶) جس شخص کے ذمہ دو برس کی نمازیں قضا ہیں اس پر کچھ ترتیب ادائے فائتہ میں لازم نہیں ہے جس وقت جس قدر نمازیں ادا کر سکے کر لیا کرے خواہ ایسا کرے کہ ہر ایک فرض وقتی کے ساتھ وہی نماز قضاء کر لیا کرے۔ مثلاً ظہر کی نماز کے قبل یا بعد ایک ظہر کی قضاء کر لیا کرے۔ یا زیادہ کی گنجائش ہو زیادہ قضاء کر لیا کرے۔(۱) فقط۔

صبح کی قضا ظہر کی اذان سے پہلے کرے یا بعد

(سوال ۱/۲۰۰۱) اگر صبح کی نماز قضاء ہو گئی اور ظہر کے وقت قضا کرنے کا موقع ملا تو اذان کہہ کر نماز پڑھنی چاہئے یا بلا اذان۔

قضا کے لئے اذان کہی جائے گی یا نہیں، اور ہر نماز کے لئے الگ ہو گی یا ایک کافی ہے

(سوال ۲/۲۰۰۲) اگر نماز پنج وقتی قضا ہو گئی تو کل اوقات میں اذان کہنے کی ضرورت ہے یا ایک ہی وقت۔

(جواب) تنہا شخص کی اگر نماز فوت ہو گئی تو وہ بلا اذان و اقامت کے اس کو قضا کرے۔(۲)

(۲) اگر قضا میں جماعت ہو تو پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہی جاوے باقی نمازوں کے لئے اختیار ہے کہے یا نہ کہے اور اقامت سب کے لئے کہی جاوے۔(۳) فقط۔

پچاس سال کی قضا نمازیں اور اس کی ادائیگی

(سوال ۲۰۰۳) زید کی اکثر نمازیں ابتدائے شباب سے چالیس برس تک قضا ہوئی ہیں اور اب وہ توبہ کے بعد نمازی ہو گیا کیا ان قضا نمازوں کا تدارک توبہ و تضرع سے ہو سکتا ہے یا ہر نماز کے بعد بطور قضاء عمری نماز ادا کرنی چاہئے اور اگر اس کی زندگی تلافی مافات نہ کر سکے تو کیا باوجود توبہ یہ بار عظیم اس کی گردن پر رہے گا۔ حدیث میں تو التائب من الذنب کمن لا ذنب له آیا ہے۔

(جواب) زید کو گذشتہ تمام نمازوں کی قضاء کرنا لازم ہے اور جس طرح آئندہ کی نمازیں اس کے ذمہ فرض ہیں اسی طرح فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا لازم ہے۔(۴) ان کی قضاء کی جو صورت سہل معلوم ہو اختیار کرے کہ ہر ایک وقت کے فرض کے ساتھ وہی نماز قضاء کر لیا کرے یا دو دو چار چار ایک وقت میں قضاء کر لیا کرے اور اگر زندگی میں تلافی مافات نہ ہو سکے تو آخر حالت میں وصیت کرنا ادائے فدیہ کے لئے لازم ہے تا کہ ورثہ بعد میں باقیماندہ نمازوں کا فدیہ ادا کر دیویں اور حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له(۵) کا مطلب یہ ہے کہ نمازوں کی تاخیر کرنے اور وقت پر ترک کرنے کا جو گناہ ہوا وہ توبہ سے معاف ہو جاوے گا۔ اور نیز واضح ہو کہ جیسے حقوق عباد کی توبہ ہے کہ وہ حقوق ادا کرے اور جس کا جو کچھ حق ہے وہ دیوے جب توبہ قبول ہو گی۔ اسی طرح حقوق اللہ مثل نمازو

---

(۱) الا ان یزید الفوائت علی ستة صلوات لان الفوائت قد کثرت فتسقط الترتیب فیما بین الفوائت بنفسها کما یسقط بینهما وبین الوقتیة (هدایه باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۸) ظفیر. (۲) ویسن ان یوذن ویقیم الفائتة رفعا صوته لوبجماعة او صحراء لابیته منفردا (درمختار) لوبجماعة ای فی غیر المسجد بقرینة ما یذکره قریبا من انه لا یوذن فیه للفائتة (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ .ط.س.ج۱ ص ۳۹۰) ظفیر. (۳) ویسن ان یؤذن ویقیم لفائتة رافعا صوته لو بجماعة او صحراء لا بیته منفردا (درمختار) لو بجماعة ای فی غیر المسجد بقرینة مایذکره قریبا من انه لا یؤذن فیه للفائتة (ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۶۲ .ط.س.ج۱ ۳۹۰) ظفیر. (٤) وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة لف ونشر مرتب وجمیع اوقات العمر وقت للقضاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ .ط.س.ج ۲ ص ۶۶) ظفیر. (۵) مشکوٰة باب التوبه والا ستغفار ص ۲۰۶ ۱۲ ظفیر.

روزہ وزکوٰۃ وغیرہ جوادا نہیں ہوئی ان کی توبہ یہ ہے کہ ان کو اداء کرے پس بدون ادا کئے وہ تائب ہی نہ ہوا جو التائب من الذنب کمن لا ذنب له کے حکم میں داخل ہو واللہ ولی التوفیق۔ فقط۔

احتلام کی حالت میں غسل کر کے نماز ادا کرے اور وقت ختم ہونے کے بعد قضا کرے

(سوال ۲۰۰۴) صبح صادق کو اگر احتلام ہو تو نماز صبح قضاء کرے یا بعد طلوع ہونے آفتاب کے بعد فارغ ہونے غسل کے ادا کرے یا نماز کس طرح ادا کرے۔

(جواب) غسل کر کے صبح کی نماز پڑھے اگر وقت باقی رہے ادا کرے اور اگر وقت باقی نہ رہے تو بعد بلند ہونے آفتاب کے قضاء فرض صبح مع سنت کے کرے۔(۱) فقط۔

بعد بلوغ کی قضا نمازوں کی ادائیگی ضروری ہے

(سوال ۲۰۰۵) قضاء عمری کی صوم وصلوٰۃ فرض ہے یا نہ۔ ایک شخص نے تیس سال سے نماز روزہ کی پابندی کی ہے۔

(جواب) بعد بلوغ کے جس قدر نمازیں اور روزے اس کے فوت ہوئے ان کی قضاء کرے۔(۲) فقط۔

قضاء کی تعداد یاد نہ ہو تو تخمینہ کر کے ادا کرے

(سوال ۲۰۰۶) تین چار سال تک بوجہ بیماری کے ایک شخص کی نمازیں قضاء ہوتی رہیں۔ لیکن تعداد محفوظ نہ رہی۔ بعد بیماری کے نمازیں قضا کیں۔ لیکن ان کی تعداد بھی محفوظ نہ رہی۔ اب کتنی نمازیں لوٹانی چاہئیں۔

(جواب) ایسی صورت میں اندازہ اور تخمینہ کر کے نمازیں قضا کی جاویں۔

قضا ادا نہ ہو سکی اور مرض الموت میں گرفتار ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۰۷) اگر قضا کرنے کی نوبت نہ آئے کہ مرض الموت میں گرفتار ہو جائے اور فدیہ کی طاقت نہ ہو تو مواخذہ سے بری ہونے کی کیا صورت ہے۔

(جواب) فوت شدہ نمازوں کا ادا کرنا یا فدیہ دینا بھی موجب سقوط عذاب ہو سکتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جیسا کہ فرمایا ویغفر مادون ذلك لمن یشاء فقط۔

بعد نماز فجر سورج نکلنے سے پہلے قضا کی ادائیگی درست ہے

(سوال ۲۰۰۸) کوئی شخص بعد فجر کے سورج نکلنے سے پہلے اور بعد عصر کے غروب ہونے سے پہلے قضاء نماز پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔(۳) فقط۔

---

(۱) ولا تقضیها الا بطریق التبعیة لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده فی الاصح لو رود الخبر بقضائها فی الوقت المهمل (درمختار) قوله لورود الخبر وهو ماروی انه صلی الله علیه وسلم قضاها مع الفرض غداة لیلة التعریس بعد ارتفاع الشمس کما رواه مسلم (ردالمحتار باب ادراك الفریضة ج ۱ ص ۶۷۲ .ط.س.ج ۲ ص۵۷) (۲) وقضاء الفرض الخ فرض الخ وجمیع اوقات العمر وقت للقضاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۰ .ط.س.ج ۲ ص۶۶) ظفیر. (۳) وکره نفل الخ بعد صلاة فجر و صلاة عصر الخ ولا یکره قضاء فائتة ولو وترا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار . کتاب الصلوٰة ج ۱ ص ۳۴۷ و ج ۱ ص۳۴۸ .ط.س.ج ۱ ص۳۷۴) ظفیر.

نماز عصر جس کی قضا ہو وہ مغرب کے وقت پہلے ادا پڑھے یا قضا

(سوال ۲۰۰۹) اگر کسی شخص کی عصر کی نماز قضاء ہے اور مغرب کا وقت آگیا ہے۔ یہ جماعت میں شامل ہو یا پہلے عصر ادا کرے۔

(جواب) اگر وہ شخص صاحب ترتیب ہے تو پہلے عصر کی نماز پڑھے۔ اگرچہ جماعت مغرب فوت ہو جاوے۔(۱) فقط۔

قضاء باجماعت درست نہیں

(سوال ۲۰۱۰) ایک امام نے قضاء عمری باجماعت پڑھی کیا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ امام اعظم اس کو جائز نہیں فرماتے(۲)

قضا نماز اور روزے صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے

(سوال ۲۰۱۱) کیا صوم و صلوٰۃ فائتہ توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں یا نہ۔

(جواب) صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ قضاء ان کی لازم ہے۔(۳) فقط۔

بعد موت کفارہ نماز

نمازوں کا کفارہ بعد موت ہے یا زندگی میں بھی

(سوال ۲۰۱۲) ایک شخص مریض ہے اس کی نمازیں قضا ہوئی ہیں۔ امید صحت کم ہے۔ کفارہ نماز حیات میں دیا جاوے یا بعد وفات۔ اور کفارہ نماز کیا ہے۔ اور کفارہ نماز میں اناج دینا افضل ہے یا نقد یا کتب دینیہ خرید کر مدرسہ اسلامیہ میں داخل کر دی جاویں۔

(جواب) کفارہ نمازوں کا بعد وفات دینا چاہئے۔ زندگی میں کفارہ نمازوں کا حکم نہیں ہے۔ اور کفارہ ایک نماز کا وزن انگریزی سے پونے دو سیر گندم ہیں۔ دن رات میں چھ ۶ نمازیں لینی چاہئیں یعنی مع وتر کے۔(۴) پس ایک دن کی نماز کا کفارہ ساڑھے دس سیر گندم ہوئے اختیار ہے کہ خواہ گندم دیوے یا نقد اور نقد بہتر ہے کہ اس میں سب

---

(۱) ومن فاتته صلوٰۃ قضا اذا ذکر ھا وقد مھا علی فرض الوقت الخ ومن صلی العصر وھو ذاکر انه لم یصل الظھر فھی فاسدة الااذا کان فی اخر الوقت (ھدایه. باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۷ و ج ۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

(۲) ”قضاء عمری“ کے نام سے اگر چند مخصوص رکعت بخاص ہیئت و ترتیب سے پڑھنا مراد ہے، تو اس کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں، اور اگر قضا شدہ نماز اس کی تعداد کے مطابق پڑھنا مراد ہے تو پھر تعین ضروری ہے اور اسے بھی علی الاعلان نہیں پڑھنا چاہئے فقہاء صراحت کرتے ہیں ویکرہ قضاء ھا فیه لان التاخیر معصیة فلا یظھر ھا (درمختار) لان التاخیر معصیة انما یظھر ایضا فی الجماعة لا المنفرد الخ کما قد مناہ عن القھستانی علی انه اذا کان التفویت لا مر عام لا یکرہ ذالك للجماعة ایضا لان ھذا التا خیر غیر معصیة ھذا ویظھر من التعلیل ان المکروہ قضاء ھا مع الا طلاع علیھا ولو فی غیر المسجد (ردالمحتار باب الا ذان ج ۱ ص ۳٦۳. ط.س. ج ۱ ص ۳۹۱) ظفیر. (۳) قضاء الفرض الخ فرض (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦۸۰. ط.س. ج ۲ ص ٦٦) ظفیر. (٤) ولو مات وعلیھا صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ما له الخ ولو فدی عن صلاته فی مرضه لا یصح بخلاف الصوم (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦۸۵ و ج ۱ ص ٦۸٦. ط.س. ج ۲ ص ۷۲)

حوائج پوری ہو سکتی ہیں۔(۱) اور اگر کتب دینیہ خرید کر دینا چاہیں تو یہ بھی درست ہے۔ لیکن پھر یہ ضروری ہوگا کہ وہ کتب طلبہ کو تقسیم کر دی جاویں اور ان کی ملک کر دی جاویں۔ مدارس میں جس طرح کتب وقف رہتی ہیں اس طریق سے جائز نہیں ہے، اس میں کفارہ ادا نہ ہوگا۔

بے نمازی کی طرف سے ورثہ فدیہ ادا کر دیں تو وہ بری ہو گا یا نہیں

(سوال ۲۰۱۳) زید نے چالیس سال کی عمر میں انتقال کیا اور ایک وقت کی بھی نماز ادا نہ کی اس کے ورثہ چاہتے ہیں کہ اس کی جانب سے کفارہ ادا کریں ایسی حالت میں اگر اس کے ورثاء ادا کریں تو کیا زید بری الذمہ ہو سکتا ہے یا نہیں اور ترک فریضہ کا سوال ہو گا یا نہ۔ بصورت بری الذمہ ہونے کے کیا یہ جواز امراء کو دلیر بناتا ہے یا نہیں۔

(جواب) بلا وصیت میت کے اور بلا مال چھوڑنے کے ورثاء کے ذمہ ادائے کفارہ واجب نہیں ہے۔ اگر تبرعاً کفارہ اس کی نمازوں کا دیوے تو درست ہے اور بہت اچھا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگذر فرماوے۔ اور جو شخص چالیس برس کی عمر میں فوت ہوا اس کے ذمہ تقریباً پچیس برس کی نمازوں کا فدیہ لازم ہے کیونکہ پندرہ برس کی عمر میں بالغ شمار ہوتا ہے۔ بہر حال بحالت موجودہ وارثوں کا فدیہ دے دینا اچھا ہے۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اگرچہ یہ یقین نہیں ہے کہ میت بری ہو جاوے گی مگر کچھ امید براءت کی ہے اور یہ ادائے فدیہ ترک نماز پر دلیر نہیں بنا سکتا کیونکہ اول تو تارک نماز کو کیا یقین ہے کہ اس کے ورثاء فدیہ ادا کریں گے یا نہیں دوسرے بصورت عدم وصیت و عدم مال کے وارثوں کے تبرع سے اور اپنی طرف سے فدیہ ادا کرنے سے براءت یقینی نہیں ہے۔ بہر حال ترک فریضہ معصیت کبیرہ ہے اس کا سوال ضرور ہو گا۔ فدیہ ادا کیا نہ کیا، باقی معافی اللہ کے اختیار میں ہے۔ (۲) ویغفر مادون ذلک لمن یشاء۔ فقط۔

بے نمازی کا کفارہ نماز کب ضروری ہوتا ہے

(سوال ۲۰۱۴) زید بے نماز سود خوار مر گیا۔ بعد مرنے کے بعض علماء نے تخمیناً چھ ماہ کا کفارہ نکال کر کچھ اپنے تصرف میں لے لیا اور کچھ فقیر مسکین کو تقسیم کر دیا۔ ایسا کفارہ نکالنا جائز ہے یا نہ۔

(جواب) فدیہ نماز روزہ کا بدون وصیت میت کے اور بدون چھوڑے مال کے وارثوں پر ادا کرنا لازم نہیں ہے اگر وہ دیویں تو تبرع ہے احتمال ہے کہ فدیہ ادا ہو جاوے گا مگر حکم قطعی نہیں ہو سکتا۔ قال فی الدر المختار۔ ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصیٰ بالکفارة یعطی لکل صلوٰة نصف صاع من بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ماله الخ والشامی زاد فی الا مداد ولم یوص بشئی واراد الولی التبرع الخ واشار بالتبرع الی ان ذالك لیس بواجب علی الولی .(۳) فقط۔

....

(۱) قوله نصف صاع من برای او من دقیقه اوسویقه او صاع تمر او زبیب او شعیر او قیمته وهی افضل عند نا لا سراعها بسد حاجة الفقیر (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٨٦. ط.س.ج ۲ ص ۷۲) ظفیر. (۲) ولومات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة ویعطی لکل صلوٰة نصف صاع من برکا لفطرة وکذا حکم الوتروالصوم و انما یعطی من ثلث ماله (در مختار) ای یعطی عنه ولیه الخ ان اَوصی والا فلا یلزم الولی ذالك الخ اما اذالم یوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد فی الزیادات انه یجزیه ان شاء الله تعالیٰ فعلق الا جزاء بالمشیة لعدم النص (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب فی اسقاط الصلوٰة عن المیت. ط.س.ج ۲ ص ۷۲) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب قضاء الفوائت. مطلب اسقاط الصلوٰة عن المیت ج ۱ ص ٦٨٥ و ج ۱ ص ٦٨٦. ط.س.ج ۲ ص ۷۲. ۱۲ ظفیر.

اگر مرنے والا چھٹی ہوئی نمازوں کے فدیہ کے لئے کہہ جائے تو تہائی مال سے ادا کیا جائے

(سوال ۲۰۱۵) زید مر گیا اور وصیت کی کہ میری قضاء نمازوں کا فدیہ ادا کرنا۔ چنانچہ اکثر مواضع پنجاب میں مردہ کے ساتھ ہی ساتھ اناج وغیرہ لوگ لے جاتے ہیں درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر زید نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے اور وصیت کی ہے کہ میری نمازوں کا فدیہ ادا کرنا، تو ادا کرنا فدیہ کا وارثوں پر لازم ہے۔ تہائی مال تک یہ وصیت نافذ ہوگی۔ در مختار میں ہے ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلوٰة نصف صاع من بر کا لفطرة وکذا حکم الوتروالصوم وانما یعطی من ثلث ما له الخ ۔(۱)

روزہ ونماز کے لئے وصیت اور اس کی ادائیگی

(سوال ۲۰۱۶) ایک شخص کی زوجہ نے چھ ماہ کی علالت کے بعد انتقال کیا۔ زوجہ مذکورہ کی ۱۰۔ ۱۲ روز کی نمازیں بیماری میں قضا ہوئی اور ایک ماہ رمضان کے روزے۔ مرتے وقت عورت نے شوہر سے کہا کہ میری اتنی نمازیں اور مہینہ بھر کے روزے قضا ہوئے ہیں اس کا عوض دینا۔ نمازوں کا بدل کیا دیا جاوے مساکین کو کھانا کھلایا جاوے یا نقد دیا جاوے اور روزوں کا عوض کیا ہونا چاہئے۔ اور کیا اس کا خاوند روزے اس کی طرف سے رکھ سکتا ہے۔

(جواب) نمازوں اور روزوں کا فدیہ خواہ نقد دیا جاوے یا غلہ وغیرہ درست ہے۔ ایک نماز کا فدیہ بوزن انگریزی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔ اسی طرح ایک روزہ کا فدیہ بھی اسی قدر ہے۔ پس جملہ نمازوں کا مع وتر کے حساب کر لیویں اور تیس ۳۰ روزوں کا حساب کر لیویں۔ ایک دن رات کی نمازیں چھ ۶ ہوئیں۔ پس ایک دن رات کی نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس سیر گندم یا ان کی قیمت ہوئی۔ مساکین کو تقسیم کر دی جاوے اور تیس روزوں کا ایک من ساڑھے بارہ سیر گندم یا ان کی قیمت ہوئی اور روزہ رکھنا اس کی اس کی طرف سے معتبر نہیں ہے فدیہ ہی دینا چاہئے۔(۲) فقط۔

وصیت کے باوجود جب نمازوں کا کفارہ ورثہ نہ نکالیں تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۱۷) زید کا انتقال ہوا، ورثہ زید نے بعد انتقال ایک وصیت نامہ تحریر کردہ زید پایا۔ زید متوفی نے تحریر کیا ہے کہ چند سالوں کی نماز کی قضاء اور تقریباً دو ماہ کے روزوں کی قضا مجھ پر واجب الادا ہے۔ میرے مرنے کے بعد میری جائداد متروکہ سے فدیہ ادا کر دیا جائے۔ آیا ورثاء زید کے ذمہ شرعاً وصیت مذکور کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اگر واجب ہے تو ایک نماز کا کتنا فدیہ واجب ہے اور ایک روزہ کا کس قدر۔ اور اگر ورثہ زید نے باوجود جائداد متروکہ زید کے فدیہ ادا نہ کیا تو عند اللہ گنہگار ہوں گے یا نہیں اور زید مواخذہ سے بری ہو گیا یا نہیں۔

قضا کی تعداد نہ معلوم ہونے پر اندازہ کر کے فدیہ ادا کرنا چاہئے

(سوال ۲۰۱۸) زید متوفی مذکور نے اپنی قضا نمازوں کے متعلق وصیت نامہ میں تحریر کیا ہے کہ چھ سال کی

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت. مطلب فی اسقاط الصلوٰة ج ۱ ص ۶۸۵ و ج ۱ ص ۶۸۶ ط.س.ج ۲ ص ۷۲ ۱۲ ظفیر. (۲) ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلاة نصف صاع من بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ماله الخ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵ ط.س.ج ۲ ص ۷۲) ظفیر.

قضا نمازیں میرے ذمہ واجب ہیں جس میں سے تین سال نو ماہ کی قضا، قضا، پڑھ چکا ہوں اور ۵ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ سے روزانہ ایک روز کی نماز کی قضاء پڑھنا شروع کیا ہے۔ اس تحریر کے علاوہ کوئی دیگر تحریر نہیں پائی جاتی کہ کب تک نماز کی قضا ہوئی۔ ممکن ہے کہ جملہ بقیہ نمازیں ادا کر چکے ہوں۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ایک نماز کے علاوہ کوئی اور نماز کی قضا نہیں پڑھی۔ اس صورت میں شرعاً متوفی کے ترکہ میں سے فدیہ ادا کیا جاوے یا نہیں۔ اگر اس صورت میں فدیہ وغیرہ واجب نہ ہو اور کچھ رقم فدیہ میں اداء کر دی گئی ہو تو میت کو ثواب پہونچے گا۔ اور دیگر معصیات کے لئے کفارہ ہو گا یا نہیں۔

فدیہ میں گیہوں کے علاوہ دوسرا غلہ یا قیمت بھی ادا کرنا درست ہے

(سوال ۲۰۱۹/۳) اگر فدیہ میں گیہوں ادا نہ کیا بلکہ قیمت یا دوسرا غلہ مستحقین کو دیا گیا تو یہ فدیہ ادا ہو گا یا نہیں اور گیہوں کے علاوہ دوسرے غلہ کی کتنی مقدار ادا کی جاوے اور فدیہ کے مستحق زیادہ کون لوگ ہیں۔ اگر رقم فدیہ مدارس اسلامیہ میں طلباء کے لئے بھیجی جاوے تو فیس منی آرڈر و دیگر اخراجات فدیہ میں محسوب ہوں گے یا نہ۔

(جواب) جس شخص کے ذمہ نماز یا روزہ واجب الادا ہو اور اس کے پاس مال ہو تو اس کو مرتے وقت فدیہ کے لئے وصیت کر جانا واجب ہے اور در صورت وصیت کر دینے اور مال چھوڑ جانے کے ورثہ میت کے ذمہ اس وصیت کا پورا کر دینا ثلث مال میں سے واجب ہے۔ شامی میں ہے **یعطی عنه ولیه ای من له ولایة التصرف فی ماله بوصایة اوو راثة فیلزم ذلك من الثلث ان اوصی والا فلا یلزم الوصی ذلك۔**(۱) اور ایک نماز کا فدیہ بقدر صدقہ فطر کے ہے یعنی نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر یا ان کی قیمت اور اتنا ہی ایک روزہ کا ہے۔ لیکن نماز میں ہر روز کی چھ نمازوں کا حساب لگانا چاہئے کیونکہ وتر جو واجب ہے حکم میں فرض کے ہے اور ورثہ میت باوجود وصیت کر جانے میت کے اور چھوڑ جانے مال کے اگر وصیت کو ثلث مال میں سے پورا نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور میت بھی مواخذہ اخروی سے بری نہ ہو گی تاوقتیکہ اللہ معاف نہ فرما دے۔(۲)

(۲) میت کے ذمہ جس قدر نماز و روزوں کا احتمال قوی ہو اس قدر کا فدیہ ثلث مال میں سے دے دیا جاوے اور اس تحریر میں وصیت کا ذکر نہیں ہے تاکہ وجوب فدیہ کا حکم کیا جاوے۔ اس سے پتہ نمازوں کا لگا سکتے ہیں کہ کتنی نمازیں اس نے اس تاریخ سے قضاء کیں اور کتنی اس کے ذمہ باقی ہیں یعنی تاریخ موت کا حساب لگ سکتا ہے۔ لیکن احتیاط اس میں ہے کہ جس تاریخ سے نمازوں کو قضاء کرنا شروع کیا ہے اس تاریخ سے حساب نمازوں کا لگا کر وقت وفات تک پہلی وصیت کے فدیہ صوم و صلوٰۃ کا ادا کر دیا جائے اور اگر فدیہ زیادہ بھی چلا جاوے تو اس کا بھی ثواب میت کو پہنچے گا اور باعث کفارہ گناہوں کا ہو گا۔ قال اللہ تعالیٰ۔ **ان الحسنات یذھبن السیات۔**

(۳) فدیہ میں کھانا کھلائیں خواہ اناج وغیرہ دیں یا اس کی قیمت تصدق کریں۔ سب درست ہے اور گیہوں و شعیر وغیرہ کے علاوہ جو چیزیں غیر منصوصہ ہیں جیسے جوار وغیرہ تو ان کو اس قدر دینا چاہئے کہ ان کی قیمت نصف صاع

---

(۱) ردالمحتار باب قضاء الفوائت۔ مطلب اسقاط الصلوٰۃ عن المیت ج ۱ ص ۶۸۵۔ط.س.ج ۲ص ۷۲.۱۲ ظفیر۔
(۲) ولو مات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلوٰۃ نصف صاع من بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ماله (درمختار) ای یعطی عنه ولیه ای من له ولا یة التصرف فی ماله بوصایةاو ورثة فیلزمه ذالك من الثلث ان اوصی (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵۔ط.س.ج ۲ص ۷۲) ظفیر۔

گندم یا ایک صاع شیر کی قیمت کے مساوی ہو اور صاع کا وزن انگریزی سے تین سیر چھ چھٹانک ہوتا ہے جس کا نصف چھٹانک کم پونے دو سیر ہوا۔(۱) اور اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ و صدقہ فطر کا مصرف ہے (۲) اور زیادہ مستحق اس کے وہ لوگ ہیں جو زیادہ حاجت مند ہیں جیسے مقروض وغیرہ اور اگر مدرسہ میں طلباء کے واسطے بھیجا جاوے تو یہ بھی اچھا مصرف ہے لیکن فیس منی آرڈر وغیرہ اس میں محسوب نہ ہوگی۔ فقط۔

کفارہ کی رقم مسجد یا کنویں میں لگانا درست نہیں اور کفارہ نماز زندگی میں نہیں ہے

(سوال ۲۰۲۰) ایک لڑکی سخت بیمار ہے اس کے ورثاء کا یہ خیال ہے کہ اس کی نماز کا کفارہ اس کی زندگی میں دے دیا جائے۔ اچھا ہونا ناممکن ہے۔ یا اس کی قیمت مکہ میں دے دیں یا پارچہ وغیرہ غرباء کو بنا دیں یا کوئی شخص حج کو جاتا ہو اس کو بطور امانت دے دیں کہ وہاں مساکین کو دے دیں یا کسی مسجد میں یا کسی چاہ مسجد میں لگا دیں۔

(جواب) مریض کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ اور کفارہ بعد مرنے کے ہی دیا جاتا ہے اس لئے کہ زندگی میں تو حتیٰ الوسع نماز ادا کرنے کا ہی حکم ہے اگرچہ اشارہ وغیرہ سے ہو۔ الحاصل فدیہ اور کفارہ نماز و روزہ کا بعد انتقال کے دینا چاہئے اور یہ بھی شرط ہے کہ میت وصیت کر جاوے پس بعد انتقال کے جس قدر نمازیں اور روزے اس کے ذمہ رہی ہوں ان کا کفارہ اس طرح ادا کرے کہ ہر ایک نماز کے عوض پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی یا ان کی قیمت مساکین کو دیوے۔ اور اسی طرح ایک روزہ کا کفارہ بھی اسی قدر ہے۔(۳) پس وہ قیمت خواہ مساکین و یتامیٰ اور بیواؤں کو تقسیم کرے یا مدرسہ کے طلباء مساکین کو تقسیم کر دیوے یا اس کا کپڑا خرید کر غرباء کو تقسیم کر دیوے یہ سب جائز ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ کسی حج کو جانے والے کو دے دے کہ مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کے مساکین کو تقسیم کر دے لیکن بہتر یہ ہے کہ اپنے ہی شہر کے غرباء کو دیوے اور مسجد یا چاہ میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے فقط۔

حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت کیا ہے

(سوال ۲۰۲۱) حیلہ اسقاط کی تین قسم جو فقہ کی معتبر کتابوں میں مرقوم ہے کہ میت کی جملہ قضاء فرائض واجبات وغیرہ شمار کر کے اس کے فدیہ میں جو گندم مقرر ہو تو پھر کچھ گندم لا کر یا مقرر گندم کی قیمت مقرر کر کے پھر ایک شئی ذی قیمت وارث فقیر کو دے اور پھر فقیر وارث کو اور پھر وارث فقیر کو دے۔ اسی طرح تکرار کرتے رہیں حتیٰ کہ فدیہ کی مقرر گندم کی قیمت پوری ہو جاوے تو فدیہ ادا ہو گیا نہ۔

---

(۱) يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر كا لفطرة و كذا حكم الوتر والصوم (درمختار) قوله نصف صاع من بر الخ اى او من دقيقه او سويقه او صاع تمر او زبيب او شعير او قيمته وهى افضل عندنا لا سراعها بسد حاجة الفقير (ردالمحتار . باب قضاء الفوائت المطلب فى اسقاط الصلوٰة عن الميت ج ١ ص ٦٨٥ .ط.س.ج ٢ ص ٧٢) ظفير.
(۲) اى مصرف الزكوٰة والعشر (درمختار) وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغيره ذالك من الصدقات الواجبة كما فى القهستانى (ردالمحتار باب المصرف ج ٢ ص ٧٩ .ط.س.ج ٢ ص ٣٣٩) ظفير.
(۳) ولومات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كالفطرة و كذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ما له (درمختار) قوله عليه صلوات فائتة اى بان كان يقدر على ادائها ولو بالايماء فيلزمه الا يصاء والا فلا يلزمه وان قلت (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب فى اسقاط الصلوٰة عن الميت ج ١ ص ٦٨٥ و ج ١ ص ٦٨٦ .ط.س.ج ٢ ص ٧٢) ظفير.

قرآن مجید فدیہ میں دینا کیسا ہے

(سوال ۲/۲۰۲۲) میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت اس فدیہ میں مقرر گندم کی برابر کر کے ایک مُلّا یا فقیر کو بیع کر دے اور وہ قیمت اس پر قرض کر کے وہ قرض میت کے اس فدیہ مقررہ کے عوض اسی مشتری کو بخش دے۔

قرآن کی قیمت

(سوال ۳/۲۰۲۳) میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت میت کے فدیہ میں مقرر گندم کی برابر کر کے ایک ملایا فقیر کو وہ قرآن مجید یکبارگی اس فدیہ کے عوض بخش دے یہ تینوں صورتیں درست ہیں یا کیا۔

(جواب)(۱،۲،۳)ان میں سے جس حیلہ کو بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ وہ بصورت ناداری وافلاس ورثہ محض تبرع کے طریق سے فقہاء نے لکھا تھا کہ بضرورت اگر ایسا کر لیا جاوے تو امید ہے کہ میت کے ذمہ کے فرائض ادا ہو جاویں مگر اور ان حیلوں میں جو مفاسد پیش آرہے ہیں کہ ورثہ باوجود استطاعت کے فدیہ مال پورا ادا کرنا نہیں چاہتے اور حیلہ کر لیتے ہیں اور اس کے سوائے دیگر مفاسد شرعیہ بھی ان حیلوں میں ہیں جن کی وجہ سے ایسے حیلوں سے منع کیا جاتا ہے۔(۱) فقط۔

وصیت کے بعد تہائی ترکہ سے نمازوں کا فدیہ ضروری ہے

(سوال ۲۰۲۴) والدہ مرحومہ نے بوقت وفات فرمایا تھا کہ میرے زیور میں سے میری نمازوں کا فدیہ دے دینا اس سے خاص فدیہ مراد ہے یا جس قدر بھی ہو سکے۔ اگر فدیہ مراد ہے تو مقدار کا تعین دشوار ہے کیونکہ جو نمازیں ادا نہیں ہوئیں ان کا کوئی حساب وشمار نہیں۔ یا اس کو وصیت سمجھ کر ایک ثلث دے دیا جاوے۔ اور اس کا مصرف کیا ہے۔ مسجد کے فرش وسائبان وغیرہ میں لگایا جا سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر متوفیہ مرحومہ نے کچھ مال چھوڑا ہے تو ان کی وصیت کے مطابق فدیہ نمازوں فوت شدہ کا ایک ثلث ترکہ تک دینا ضروری ہے اور فوائت کا اندازہ اور تحقیق سے جس قدر نمازیں فوت شدہ تخمیناً معلوم ہوں ان کا فدیہ دیا جاوے۔ فی نماز پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت فدیہ میں دیوے اور مصرف اس کا فقراء ہیں مثل زکوٰۃ و صدقات واجبہ کے۔(۲) مسجد کی مرمت وتعمیر وضروریات وغیرہ میں جس میں تملیک فقیر نہ ہو دینا درست نہیں ہیں۔(۳) فقط۔

مرض الوفات کے روزوں کا فدیہ نہیں ہوتا صرف نمازوں کا ہوتا ہے

(سوال ۲۰۲۵) ایک عورت کا انتقال ہوا۔ تین سال کے نماز روزے قضا ہوئے ہیں جس کی بابت اس نے قبل از

---

(۱) لو لم يترك ما لا يستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويد فعه لفقير ثم يد فعه الفقير للوارث ثم وثم حتى يتم (درمختار) لم يترك مالا اى اصلا او كان ما اوصى به لا يفي ،زاد في الا مداد ولم يوص بشئى واراد الولي التبرع الخ واشار بالتبرع ان ذالك ليس بواجب على الولي ونص عليه في تبيين المحارم فقال لا يجب على الولي فعلى الدوران اوصى به الميت لانها وصية بالتبرع والواجب على الميت ان يوصى بما يفي بما عليه ان لم يضق الثلث عنه فان او صى باقل وامر بالدوروترك بقية الثلث للورثة او تبرع به لغير هم فقد اثم بترك ما وجب عليه الخ (ردالمحتار باب قضاء الفوائت مطلب في اسقاط الصلوٰة عن الميت ج ۱ ص ۶۸۶ و ج ۱ ص ۶۸۷ .ط.س.ج ۲ ص۷۳) ظفير.(۲) ولو مات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كا لفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۵ .ط.س.ج ۲ ص۷۲) ظفير.(۳) لايصرف الى بناء نحومسجد ولا الى كفن ميت (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۸۵ .ط.س.ج ۲ ص۳۴۴) ظفير

وفات اپنے شوہر کو یہ کہا تھا کہ میری نماز و روزوں کا اناج دے دینا۔ مرحومہ نے کچھ زیور وغیرہ نہیں چھوڑا۔ جس قدر زیور اس کے پاس تھا اس کے متعلق اس کا شوہر یہ کہتا ہے کہ اس کی بیماری کے زمانہ میں فروخت کر کے علاج میں صرف کر دیا اس وجہ سے وہ اس کے صوم و صلوٰۃ کا فدیہ نہیں دیتا۔ کیا اس کے والدین اداء کرنے کے مستحق ہیں یا اس کے شوہر کے ذمہ ہے۔

(جواب) اس صورت میں متوفیہ کے روزے جو مرض میں فوت ہوئے پھر اسی مرض میں وہ مر گئی اور درمیان میں وہ تندرست نہ ہوئی تو ان روزوں کی قضا اس کے ذمہ لازم نہ ہوئی لہذا فدیہ بھی ان کا ساقط ہوا۔ اور نمازوں کی قضاء بے شک لازم ہوئی اور بصورت ادا ہونے کے فدیہ لازم ہوا۔ لیکن جب کہ متوفیہ نے کچھ ترکہ نہ چھوڑا تو فدیہ نمازوں کا ورثاء کے ذمہ اداء کرنا لازم نہیں ہے۔ البتہ اگر والدین وغیرہما تبرعاً دے دیوے تو یہ اچھا ہے اور امید قبول ہے۔(۱) فقط۔

بلا وصیت فدیہ ورثاء میں سے کسی کے ذمہ لازم نہیں

(سوال ۲۰۲۶) جو عورت مری ہے اس کے شوہر، بیٹا والدین موجود ہیں تو اس کے مال سے کون فدیہ دینے میں افضل ہے کیونکہ شوہر کو روزہ نماز قضا ہونے کا حال معلوم ہے۔

(جواب) جو دے دے وہ اچھا ہے۔ بلا وصیت متوفیہ کے واجب کسی کے ذمہ نہیں ہے۔(۲) فقط۔

---

(۱) ولو لم یترك ما لا یستقرض وارثه نصف صاع مثلا ویدفعه لغیر ثم ید فعه الفقیر للوارث ثم و ثم حتی یتم (درمختار) قوله لو لم یترك ما لاالخ ای اصلا اوما اوصی به لا یفی ،زاد فی الا مداد او لم یوص بشئی وارادولی التبرع الخ واشار بالتبرع الی ان ذالك لیس بواجب علی الولی، ونص علیه فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی فعل الدور الخ (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۶ .ط.س.ج ۲ ص۷۳) ظفیر.

(۲) اولم یوص بشئی وارا د الولی التبرع الخ واشاربالتبرع الی ان ذالك لیس بواجب علی الولی ونص علیه فی تبیین المحارم فقال لا یجب علی الولی (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۶۸۶ .ط.س.ج ۲ ص۷۳) ظفیر.

الباب الحادی عشر فی سجود السهود

مسائل سجدہ سہو

قرأت کی تکرار سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۲۷) نماز جمعہ میں امام نے پہلی رکعت میں سورہ دہر شروع کی، نصف سورہ پڑھ کر آگے نہ پڑھ سکا۔ دوبارہ سہ بار پڑھ کر اول سے تب پوری ہوئی ایسی صورت میں نماز جمعہ بغیر سجدہ سہو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہوگئی سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ کذا فی کتب الفقہ۔(۱)

سنت ظہر میں قعدہ اولیٰ بھول جائے اور سجدہ سہو کرلے تو نماز ہوجائے گی

(سوال ۲۰۲۸) اگر ظہر کی چار رکعت سنت میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول جاوے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہوجائے گی یا نہیں اور اگر دو رکعت سنت مؤکدہ پر درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو کرلینے سے نماز ہوگئی۔(۲) اور درود شریف درمیان کے قعدہ میں پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہے۔(۳) فقط۔

بھول سے کوئی سورت شروع کی پھر دوسری سورت پڑھی تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۲۹) امام نے تراویح کے اخیر دوگانہ کی پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے قل اعوذ کہہ کر فوراً تبت یدا کہا تھا کہ ایک مقتدی نے بطور بتلانے کے قل اعوذ برب الفلق پوری سورۃ پڑھ دی۔ اور دوسری رکعت بھی تمام کردی مگر سجدہ سہو نہ کیا تو اس صورت میں نماز صحیح ہوگی یا دوگانہ مذکور کا اعادہ کرنا ہوگا اور یہ کہ سجدہ سہو ضروری ہے کہ نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار۔(۴) فقط۔

تاخیر واجب سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۳۰) تاخیر واجب میں سجدہ سہو کے اندر اختلاف ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

(جواب) دراصل سجدہ سہو ترک واجب سے ہی لازم ہوتا ہے کہ مگر چونکہ تاخیر واجب میں بھی ترک واجب لازم

---

(۱) یکرہ ان یفتح من ساعته کما یکرہ للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی ایة اخری لا یلزم من وصلها ما یفسد الصلوٰة اوالی سورة اخری اویر کع اذا قرأ قدر الفرض کما جزم به الزیلعی وغیره وفی روایة قدر المستحب کما رجحه الکمال الخ (ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰة ج ۱ ص ۱۸۲ .ط.س.ج ۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

(۲) ولو ترک القعود الا ول فی النفل سهوا سجدولم تفسد استحسانا لا نه کما شرع رکعتین شرع اربعا ایضاً الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ۱ ص ۷۰۱ .ط.س.ج ۲ ص ۸۸) ظفیر.

(۳) ولا یزید فی الفرض علی التشهد فی القعدة الا ولی اجماعا فان زادعامدا کره فتجب الا عادة او ساهیا وجب علیه سجود السهو (درمختار) قوله لا یزید فی الفرض ای وما الحق به کالو تروالسنن الرواتب (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۶ .ط.س.ج ۱ ص ۵۱۰) ظفیر.

(۴) وفی القنیة قرافی الا ولی الکافرون وفی الثانیة الم ترو تبت ثم ذکر یتم وقیل یقطع ویبدأ (درمختار) افادان التنکیس اوالفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصدفلو سهوا فلا کما فی شرح المنیة واذا انتفت الکراهة فاعراضه عن التی شرع فیها لا ینبغی (ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۱۰ .ط.س.ج ۱ ص ۵۴۷) ظفیر.

آتا ہے اس لئے تاخیر واجب سے بھی سجدہ سہو لازم آتا ہے۔(۱) فقط۔

اخیر رکعتوں میں سورہ ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا

(سوال ۲۰۳۱) فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں اگر کوئی سورۃ ملالے تو تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اخیر کی دو رکعت میں سورۃ ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔(۲) درمختار میں ہے **ولو زاد لاباس به الخ وفی الشامی فکان الضم خلاف الاولیٰ**(۳) فقط۔

اگر پہلی رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا اور کھڑا ہوگیا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۳۲) اول رکعت میں اگر کسی نے ایک سجدہ کیا اور کھڑا ہوگیا تو کیا کرے لوٹ کر دوسرا سجدہ کرے یا دوسری رکعت میں تین سجدے کرے اور سجدہ سہو بھی کرے یا نہیں۔

(جواب) جس وقت یاد آوے کہ ایک سجدہ کیا ہے اسی وقت دوسرا سجدہ کرلیوے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔(۴) فقط۔

شبہ پر نماز توڑنا

(سوال ۲۰۳۳) زید کو پہلی رکعت نماز فرض کے بعد شبہ ہوا کہ ایک ہی سجدہ ادا کیا گیا ہے اس لئے اس نے کھڑے کھڑے سلام پھیر کر نماز از سرنو شروع کی یہ فعل اس کا جائز ہے کہ نہیں۔ گناہ کسی قسم کا تو نہیں ہوا۔

ترک واجب کسی رکعت میں بھی ہو آخیر میں سجدہ سہو لازم ہوگا

(سوال ۲/ ۲۰۳۴) کیا یہ ضروری ہے کہ چار رکعت نماز میں کسی بھی رکعت میں ترک واجب کے شبہ میں کل رکعت کے اختتام پر سجدہ سہو کیا جائے یا نماز توڑ کر جب شبہ ہو دوبارہ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

(جواب) کچھ گناہ نہیں ہوا۔(۵)

(۲) شک اور شبہ کا تو اعتبار نہیں ہے۔ **لان الیقین لا یزول بالشك**۔ لیکن اگر ظن غالب و گمان راجح چاروں رکعات میں سے کسی رکعت میں بھی ترک واجب معلوم ہو تو آخر نماز میں سجدہ سہو کرنا لازم ہے۔(۶) فقط۔

---

(۱) ولایجب السجود الا بترك واجب اوتاخیر رکن الخ وفی الحقیقة وجوبه بشئی واحد وهو ترك الواجب كذا فی الكافی (عالمگیری مصری باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۱۸) ظفیر.

(۲) وضم اقصر سورة الخ فی الاولیین من الفرض وهل یكره فی الاخریین المختار لا (در مختار) ای لا یكره تحریما بل تنزیها لانه خلاف السنة قال فی المنیة وشرحها فان ضم السورة ای الفاتحة ساهیا یجب علیه سجدة السهو فی قول ابی یوسف لتاخیر الركوع من محله وفی اظهر الروایات لایجب لان القراءة فیهما مشروعة من غیر تقدیر والاقتصار علی الفاتحة مسنون لا واجب اه الخ فلا ینافی كونه خلاف الاولیٰ كما افاد فی الحلیة (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷ .ط.س.ج ۱ ص ۴۵۹)

(۳) ایضاً. ظفیر.

(۴) ولا یجب السهو الا بترك واجب او تاخیره او تاخیر ركن او تقدیمه الخ (عالمگیری مصری باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۱۸ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۲۶) ظفیر.

(۵) واذا شك فی صلاته من لم یكن ذالك ای الشك عادة له الخ كم صلی استانف بعمل مناف وبالسلام قاعدا اولیٰ لانه المحلل وان كثر شكه عمل بغالب ظنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۵ .ط.س.ج ۲ ص ۹۲) ظفیر.

(۶) یجب الخ بترك واجب مما مر فی صفة الصلوٰة سهوا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۳ .ط.س.ج ۲ ص ۸۰) ظفیر.

قعدہ اخیرہ میں تحیات دوبارہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا

(سوال ۲۰۳۵)اخیر قعدہ میں دو دفعہ التحیات پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔(۱) فقط۔

آیات کے دہرانے سے سجدہ سہو نہیں لازم ہوتا

(سوال ۲۰۳۶)اگر کسی نے نماز میں قرأت مکرر پڑھی مثلاً کسی نے سورۃ النصر شروع کر کے افواجاً پر ٹھہرا پھر دوبارہ افواجاً فسبح سے ختم کیا سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں۔

بقدر واجب قراءۃ کے بعد قرأۃ میں غلطی مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۳۷/۲)اگر کوئی ضم سورۃ میں آیۃ کے اوپر مثلاً افواجاً پر غلطی ہو تو سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں۔

(جواب)سجدہ سہو اس میں لازم نہیں آتا۔(۲)

(۲) سجدہ سہو نہیں آتا لیکن اگر غلطی ایسی ہے جو مفسد صلوٰۃ ہے تو نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر غلطی ایسی ہے جس سے فساد نماز کا حکم ہو تو نہ نماز فاسد ہو گی اور نہ سجدہ سہو لازم ہو گا۔ فقط۔

امام کے ساتھ مسبوق اگر سلام پھیر دے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی سجدہ سہو کافی ہے

(سوال ۲۰۳۸)مسبوق سہواً معیت امام سلام پھیر کر دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے تو نماز فاسد ہو گی یا نہ۔

(جواب)شامی باب سجود السہو میں ہے قوله والمسبوق يسجد مع امامه قيد بالسجود لا نه لا يتا بعه في السلام بل يسجد معه ويتشهد. فاذاسلم الامام قام الى القضاء فان كان عامداً فسدت والا لا ولا سجود عليه ان سلم سهواً قبل الا مام او معه وان سلم بعده لزمه لكونه منفرداً حينئذ . بحر . واراد بالمعية المقارنة وهو نادر الوقوع كما شرح المنية.(۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ معیت حقیقتاً نادر الوقوع ہے لہذا اسلام مسبوق امام کے کچھ بعد ہی ہو گا۔ پس اگر یہ سہواً ہے سجدہ سہو مسبوق پر آخری نماز میں لازم ہے اور نماز ہو جاوے گی۔ فقط۔

جب یہ معلوم نہ ہو کہ سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں تو نمازی کیا کرے

(سوال ۲۰۳۹)بعض مرتبہ نماز میں سہو ہونے پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہئے یا نہیں۔

(جواب)اور جب کہ علم نہ ہو کہ اس سہو سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے یا نہیں تو سجدہ سہو کر لینا احوط ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱)ولو كرر التشهد فى القعدة الا ولى فعليه السهو الخ ولو كرره فى العقدة الثانية فلا سهو عليه كذا فى التبيين (عالمگیری مصری . باب سجود السهو الباب الثانى عشر ج ۱ ص ۱۱۹ .ط .ماجدیه ج۱ص ۱۲۷) ظفير.

(۲)ويجب له تشهد وسلام الخ بترك واجب مما مر (درمختار) بترك واجب اى من واجبات الصلاة الا صلية لا كل واجب الخ (ردالمحتار باب سجودالسهو ج ۱ ص ۶۹۳ .ط.س. ج ۲ص۷۸) ظفير.

(۳)ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۶۹۵ و ج ۱ص ۶۹۶ .ط.س. ج ۲ص ۸۲.۱۲ ظفير.

(٤)

ایک رکعت میں دو رکوع کرنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۴۰) ایک رکعت میں اگر دو رکوع کئے جاویں اور سجدہ سہو بھی نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ مثلاً نماز عید الاضحیٰ میں امام صاحب نے ۱۲ تکبیروں کے ساتھ نیت باندھنا فرمایا ہے اور دوسری رکعت میں دو رکوع کے درمیان بقیہ تین تکبیریں ادا کیں اور سجدہ سہو نہ کیا گیا۔ جب امام سے کہا گیا کہ نماز نہیں ہوئی اگرچہ غلطی تسلیم کر لی مگر نماز نہ لوٹائی کیا وہ امام قابل امامت ہے یا نہیں۔

(جواب) نماز عیدین میں امام صاحبؒ کے مذہب کے موافق ہر ایک رکعت میں تین تین تکبیریں زائد ہیں۔(۱) بارہ تکبیرات نہیں ہیں اور ترک واجب اور تاخیر واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور دو دفعہ رکوع کرنے سے بھی سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہے لیکن نماز عیدین میں بوجہ اژدحام کثیر کے ترک سجدہ سہو سے نماز صحیح ہے۔(۲) فقط۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد مقتدی نے پھر لوٹائی تو دونوں میں کون درست ہوئی

(سوال ۲۰۴۱) مقتدی نے نماز لوٹائی تو ایسی صورت میں اس کی نماز جو جماعت سے پڑھی تھی وہ درست ہوئی یا جو علیحدہ پڑھی تھی وہ درست ہے۔

(جواب) اگر ترک واجب وغیرہ کی وجہ سے نماز لوٹائی گئی تو فرض پہلے ادا ہو چکا ہے لوٹانے میں اس کی تکمیل ہے یعنی جو نقصان رہ گیا تھا اس کو پورا کیا گیا ہے اور جبر نقصان کیا گیا ہے۔(۳) فقط۔

فاتحہ اور درمیان قعدہ میں تحیات کے بعد کتنی تاخیر سے سجدہ سہو لازم ہوتا ہے

(سوال ۲۰۴۲) فاتحہ کے بعد اور دوسری رکعت میں تشہد کے بعد اور تیسری رکعت میں کھڑا ہونے کے وقت کتنے توقف سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔

(جواب) بقدر ادائے رکن اگر توقف سہواً کیا جاوے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا، در مختار و تاخیر قیام الی الثالثة بزيادة على التشهد بقدر ركن الخ۔(۴) فقط۔

تیسرے سجدہ کی وجہ سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۴۳) کل نماز جمعہ میں ایک نئی صورت پیش آئی یعنی دوسری رکعت میں امام نے دوسرا سجدہ کرنے کے بعد تیسرا سجدہ کرنے کا قصد کیا تو مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا مگر امام سجدہ میں پہنچ گیا جملہ مقتدیوں نے اقتداء کی اکثر مقتدیوں کا بیان ہے کہ امام بلا تکبیر اٹھ گیا اور تشہد ختم کر کے سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرا اس وقت تک

---

(۱) ويصلي الامام بهم ركعتين مثنيا قبل الزوائد وهي ثلاث تكبيرات في كل ركعة (الدر المختار) هذا مذهب ابن مسعود وكثير من الصحابة ورواية عن ابن عباس وبه اخذ ائمتنا الثلاثة (ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۹. ط.س. ج ۲ص۱۷۲) ظفير. (۲) والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتا خرين عدمه في الاوليين لد فع الفتنة كما في جمعة النحر واقره المصنف وبه جزم في الدر (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ۱ ص ۷۵. ط.س. ج ۲ص۹۲) ظفير. (۳) ولها واجبات لا تفسد بتركها ونعا دو جوبا الخ والمختار انه جابر للاول لان الفرض لا يتكرر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصلوٰة مطلب في واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۴ و ج۱ ص ۴۲۶. ط.س. ج ۱ص۴۵۶) ظفير.
(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۴ ۲. ط.س. ج ۲ص ۸۱. ۱۲ ظفير.

بجز دو تین مقتدیوں کے بقیہ مقتدی سجدہ ہی میں تھے، السلام کا لفظ سن کر فوراً سجدہ سے اٹھے اور امام کے ساتھ سلام میں شریک ہوئے اور سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی بجز دو تین مقتدیوں کے تمام نے بلا قعود اور تشہد سلام سہو میں امام کی متابعت کی۔ اس کے بعد جھگڑا ہوا۔ اکثر کی رائے یہ ہوئی کہ سب کی نماز ہوگئی اس لئے نماز نہیں لوٹائی گئی۔

تیسرے سجدہ میں اگر اقتدا نہ کرے

(سوال ۲۰٤٤/۲) جو مقتدی تیسرے سجدے میں اتباع نہ کرے اس کا کیا حکم ہے۔

مقتدی کو سلام سہو میں اقتدا کرنی چاہئے

(سوال ۲۰٤٥/۳) مقتدی بجز امام کے ساتھ سلام سہو میں اتباع کرنے کے اور کیا کرسکتے تھے۔

(جواب)(۱) اس صورت میں، نماز سب کی ہوگئی کیونکہ جو مقتدی سلام سجود سہو میں شریک امام ہو کر سجدہ میں امام کے ساتھ گئے اور سجدہ سہو کے بعد امام کے ساتھ قعدہ کیا اور تشہد وغیرہ حسب قاعدہ پڑھا تو ان کو یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نہ قعود کیا اور نہ تشہد پڑھا۔(۱)

(۲) اس کی نماز صحیح ہے۔(۲)

(۳) مقتدی مدرک کا یہی حکم ہے اور مسبوق سلام سہو میں امام کے شریک نہ ہو سجدہ میں شریک ہو۔(۳)

امام باوجود تسبیح کے پانچویں رکعت شروع کردے تو مقتدی اقتدا نہ کرے

(سوال ۲۰٤٦) جب امام چار رکعت کے بجائے پانچویں رکعت شروع کردے اور مقتدیوں کے بار بار متنبہ کرنے پر بھی قعود نہ کرے تو امام کی اقتداء کی جائے یا نہیں۔

(جواب) پانچویں رکعت میں اقتداء نہ کریں۔ درمختار میں ہے کہ اگر امام بغیر قعود اخیرہ پانچویں رکعت کی طرف اٹھا تو مقتدی بیٹھے رہیں اور اس کے لوٹنے کا انتظار کریں۔ اگر وہ لوٹا تو مقتدی اس کے ساتھ ہوجاویں اور اگر امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو مقتدی سلام پھیر کر نماز ختم کردیں۔(٤) اور اگر امام نے قعدہ اخیرہ نہ کیا اور بلا قعود پانچویں رکعت کی طرف اٹھ گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تو پھر مسئلہ معروف ہے کہ کسی کی نماز فرض اداء نہیں ہوئی۔(۵) فقط۔

مغرب میں سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی پھر یاد دلانے پر سورۃ آواز سے تو سجدہ سہو کرے گا یا نہیں

(سوال ۲۰٤۷) امام نے مغرب کی نماز کی نیت باندھ کر سبحانک اور سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی ایک مقتدی نے یاد

(۱) نعم تکون المتابعة فرضا بمعنى ان ياتى بالفرض مع امامه اوبعده كما لوركع امامه فركع معه مقارنامعاقبا او شاركه فيه الخ (ردالمحتار مطلب مهم فى تحقيق المتابعة ج ۱ ص ٤۳۹ .ط.س. ج ۱ ص ٤٧۱) ظفير.

(۲) وانه ليس له ان يتا بعه فى البدعة والمنسوخ وما لا تعلق له بالصلاة فلا يتابعه لوزاد سجدة الخ (ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب فهم فى تحقيق متابعة الامام ج ۱ ص ٤۳۹ .ط.س. ج ۱ ص) ظفير.

(۳) ولو سلم ساهيا ان بعد امامه لزمه السهو والا لا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الا مامة مطلب فى المسبوق ج ۱ ص ٥٦٠ .ط.س. ج ۲ ص ٥٩٩) ظفير. (٤) وان قعد فى الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عادوسلم قام صح ثم الا صح ان القوم ينتظر انه فان عاد تبعوه وان سجد للخامسة سلموالان اتم فرضه، اذا لم يبق عليه الا السلام (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۰ .ط.س. ج ۲ ص ۷۸) ظفير.

(۵) وسها عن القعود الا خير عاد مالم يقيدها بسجدة الخ وان قيدها بسجدة عامدا اونا سيا اوسا هيا او مخطئا تحول فرضه نفلا برفعه الجبهة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ٦۹۸ .ط.س. ج ۲ ص ۸۳) ظفير.

دہائی کی غرض سے الحمد بآواز بلند کہا تب امام نے سورہ فاتحہ کے بعد کی سورۃ کو جہر سے پڑھا اور سجدہ سہو کیا۔ سجدہ سہو سے نماز درست ہوئی یا نہیں۔ اور اس حالت میں سجدہ سہو ضروری تھا یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہو گئی اور سجدہ سہو اس صورت میں واجب تھا سجدہ سہو کر لینے سے نماز بلا کراہت صحیح ہو گئی۔(۱) فقط۔

متشابہ لگنے پر آیت کے تکرار سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۴۸) امام نے نماز جمعہ میں سورہ جمعہ پڑھی اور ملک القدوس پر متشابہ لگا، امام سورۃ کو دہراتا رہا۔ اسی دوران میں ایک مقتدی نے لقمہ دیا لیکن امام نے لقمہ کا خیال نہیں کیا اور خود ہی درست پڑھ کر نماز ختم کی، سجدہ سہو نہیں کیا نماز ہوئی یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہ تھا نماز صحیح ہو گئی۔(۲) فقط۔

اخیر رکعت میں بعد تشہد کھڑا ہو کر بیٹھا تو سجدہ سہو کب کرے

(سوال ۲۰۴۹) اگر آخر رکعت میں بعد تشہد کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا تو پھر تشہد پڑھے یا سلام پھیر کر تشہد سجدہ سہو کا پڑھے۔ ایک یہ کہ قیام تام کے بعد فوراً بیٹھ گیا۔ دوسرے کچھ پڑھ کر، تیسرے ختم سورۃ کے بعد ہر سہ حالات کا ایک حکم ہے یا مختلف۔

(جواب) ہر سہ حالت میں بیٹھ کر پھر تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کر کے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔(۳) فقط

نابینا جس کی ایک رکعت امام کی غلطی سے رہ جائے

(سوال ۲۰۵۰) ظہر کی نماز میں امام سہواً درمیانی قعدہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ جماعت میں ایک نابینا بھی تھا وہ اپنی یاد کے موافق تشہد پڑھنے لگا اور بوجہ بے بصر ہونے کے امام کی متابعت نہ کی، الغرض نابینا فرض و واجب ادا کرتا ہوا قعدہ اخیرہ میں امام سے جا ملا اور امام کے ساتھ سجدہ سہو بھی کیا پھر امام نے سلام پھیرا تو یہ نابینا اس خیال سے کہ میں پیچھے رہ گیا تھا کھڑا ہو گیا اور ایک رکعت ادا کی جو اس کی پانچویں تھی آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں۔

---

(۱) والجهر فيما يخافت فيه للامام وعكسه لكل مصل فى الا صح تقديره ما تجوزبه الصلاة فى الفصلين وقيل قائله قاضى خان يجب السهو بهما اى با لجهر والمخافتة مطلقا اى قل او كثير (در مختار) وقال فى شرح المنية والصحيح ظاهر الرواية وهو التقدير بما تجوزبه الصلوٰة من غير تفرقة لان القليل من الجهر فى موضع المخافتة عفوايضا (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ٦٩٤ .ط.س. ج۲ص ۸۱) ظفير.

(۲) بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب مايفسد الصلوٰة ج ۱ ص ٥٨٢ .ط.س. ج۱ص ٦٢٢) اور سجدہ سہو ترک واجب اور اس کی تقدیم و تاخیر سے واجب ہوتا ہے، جو یہاں پایا نہیں گیا ۱۲ ظفیر۔

(۳) وان قعد فى الرابعة مثلا قدر التشهد ثم قام عاد وسلم ولوسلم قائما صح (درمختار) قوله قام اى ولم يسجد قوله عاد ولم اى عاد للجلوس لما مران مادون الركعة محل للرفض وفيه اشارة الى انه لايعيد التشهد وبه صرح فى البحر قال فى الا مداد والعود للتسليم جالسا سنة الخ (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۰ .ط.س. ج۲ص ۸۷) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں تشہد لوٹایا نہیں جائے گا واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

(جواب) اگر اس نابینا نے آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو اس کی نماز ہو گئی۔(۱) فقط۔

عیدین میں تکبیر زائد میں کمی کی تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۰۵۱) زید نے عید کی نماز پڑھائی تو رکعت اولیٰ میں بجائے چار تکبیروں کے تین تکبیریں ادا کی آیا وہ نماز ہوئی کہ نہیں۔

(جواب) تکبیرات عیدین واجب ہیں علاوہ تکبیر افتتاح و رکوع کے تین تین واجب ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی تکبیر چھوڑے گا ترکِ واجب ہوگا اور ترکِ واجب سے سجدہ لازم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ نماز عیدین میں سجدہ سہو نہیں ہے لہٰذا نماز ہو گئی۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فرض کا قاعدہ اخیرہ بھول کر چھوڑ دیا اور پانچویں رکعت ملالی تو کیا وہ نفل ہو جائیں گی

(سوال ۲۰۵۲) جس شخص نے سہو کیا قعدہ اخیرہ سے اور مقید کیا سجدہ سے۔ کہتے ہیں کہ تحول فرضہ نفلاً حالانکہ نفلوں میں فرماتے ہیں لان کل شفع من النفل صلوٰۃ علیحدۃ بدلیل نقل مع حوالہ صفحہ کتاب و مطبع تحریر فرمائیں۔

(جواب) "فرضہ نفلاً" (۳) خود مصرح ہے اس کے لئے اور کسی حوالہ کی ضرورت نہیں ہے اور کل شفع من النفل صلوٰۃ علیحدۃ بھی قاعدہ صحیح ہے۔ لیکن یہاں سجدہ سہو سے اس کا انجبار کر دیا گیا۔ فقط۔

ترک سجدہ سہو عمداً اور نسیاناً کا حکم

(سوال ۲۰۵۳) ترک سجدہ سہو بھول میں اور عمداً میں فرق ہے کہ نہیں۔ اگر بھول گیا اعادہ نماز کا کرے یا نہ کرے۔

(جواب) قضا اس نماز کی واجب ہے اور ترک سجدہ سہو عمداً و سہواً برابر ہے۔(۴)

اگر چار رکعت والی نماز میں سہواً تیسری رکعت پر بھی بیٹھ گیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۵۴) اگر کسی نے چار رکعت نماز شروع کی اور تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ گیا تو نماز صحیح ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب ہے نماز صحیح ہے۔

رکوع میں بھول سے سجدہ کی تسبیح پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۵۵) رکوع میں سہواً سجدہ کی تسبیح پڑھے یا برعکس تو نماز میں کچھ خرابی تو نہ ہو گی۔

---

(۱) یعنی اس پانچویں رکعت میں سجدہ سہو کیا تب تو نماز ہو گئی ورنہ واجب الاعادہ ہے۔ و کذا اللاحق لکنه یسجد فی اخر صلاته ولو سجد مع امامه اعاده (درمختار) ولا حقا بر کعة فسجد امامه للسهو فانه یقضی رکعة بال قراة لانه لا حق ویتشهد ویسجد للسهو الخ (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۶ .ط.س. ج۲ ص ۸۳) ظفیر.

(۲) والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الا ولیین لدفع الفتنة کما فی جمعةالبحر واقره المصنف وبه جزم فی الدرر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ص .ط.س. ج۲ ص ۹۲) ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸ .ط.س. ج۲ ص ۸۵. ۱۲ ظفیر.

(۴) ولها واجبات لا تفسد بتر کها وتعا دوجوبا فی العمدو السهو ان لم یسجد له وان لم بعدها یکون فاسقاآثما (درمختار) قوله ان لم یسجد له ای للسهو (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب واجبات الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۱ ص ۴۵۶) ظفیر.

(جواب) کچھ خرابی نہ ہوگی۔(۱) فقط۔

سجدہ میں رکوع کی تسبیح

(سوال ۲۰۵۶) رکوع کی تسبیح سجدہ میں کہہ رہا تھا، سجدہ ہی میں یاد آنے پر سجدے کی تسبیح کہے یا رکوع کی تسبیح کافی ہوگی۔

(جواب) سجدہ کی تسبیح کہنی چاہئے تاکہ سنت کے موافق ہو(۲)۔

ترک تعدیل اور سجدہ سہو

(سوال ۲۰۵۷) قومہ اور جلسہ بوجہ تعجیل مصلی موافق واجب ادا نہ ہو تو سجدہ سہو واجب ہو گیا یا نہ۔

(جواب) سجدہ سہو اس فعل سے واجب ہوتا ہے جو سہواً ہو اور جو لوگ عمداً و عادۃً قومہ و جلسہ پورا نہیں کرتے اس میں سجدہ سہو نہیں ہے بلکہ ایسی نمازوں کا اعادہ واجب ہے کیونکہ ترک واجب عمداً کرنے سے اعادہ واجب ہوتا ہے۔(۳) فقط۔

سجدہ سہو کے لئے صرف ایک طرف سلام پھیرے

(سوال ۲۰۵۸) جو شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اور کسی رکن کے بھول جانے پر سجدہ کرتے وقت دونوں جانب سلام پھیرے یا صرف دائیں جانب بینوا توجروا۔

(جواب) صرف ایک طرف سلام پھیرے، اگر دونوں طرف پھیر دیا کچھ حرج نہیں تب بھی سجدہ سہو کرے۔(۴) فقط۔

مسبوق نے دونوں طرف سلام پھیر دیا پھر یاد دلانے پر کھڑا ہوا، کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۵۹) ایک شخص دوسری رکعت میں شامل ہوا اور امام کی ہمراہ تینوں رکعت پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیا۔ مقتدیوں میں سے ایک نے کہا کہ تیری رکعت باقی ہے یہ کہنے سے اسے یاد آ گیا اور اس نے کھڑے ہو کر باقی ماندہ ایک رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا اس صورت میں نماز ہو گئی یا نہ۔ مولوی عبدالحی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں اس صورت میں اس کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ یاد دلانے والا خارج صلوٰۃ ہے۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر ایسی صورت میں اس کے کہنے سے فوراً اٹھ کھڑا ہوا تو نماز فاسد ہو گئی اور کچھ توقف کر کے خود یاد کر کے اٹھا تو نماز صحیح ہے۔ اگر سجدہ سہو کر لیوے گا نماز بلا کراہت ہو جاوے گی۔ مولانا عبدالحی مرحوم کا فتویٰ غالباً پہلی صورت کے متعلق ہوگا۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویلزمه السهو اذا زاد فی صلاته فعلا من جنسها لیس منها وهذا یدل علی ان سجدة السهو واجبة هو الصحیح لا نها تجب لجبر نقصان تمکن فی العبادة (هدایه باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۴۰) ظفیر. (۲) ویسبح فیه (ای فی الرکوع) واقله ثلاثا فلو ترکه او نقصه کره تنزیها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۶۱ .ط.س. ج۲ ص ۴۹۴) اور یہاں چھوڑا بھی نہیں، بلکہ الفاظ بدل گئے۔ اس سے کچھ حرج نہیں ۱۲ ظفیر. (۳) ولها (ای للصلوٰة) واجبات لا تفسد بترکها وتعاد وجوبا فی العمد والسهو ان لم یعدها یکون فاسقا اثما (درمختار) قوله ان لم یسجدله ای للسهو هذا قید لقوله والسهو اذ لاسجود فی السهو (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۱ ص ۴۵۶) ظفیر. (۴) یجب له بعد سلام واحد عن یمینه فقط لانه المعهود وبه یحصل التحلیل وهو الا صح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۱ .ط.س. ج۲ ص ۷۸) ظفیر. (۵) وفی القنیه قیل لمصل منفرد تقدم فتقدم بامره الخ فسدت صلاته وینبغی ان یمکث ساعة ثم یقتدم برای نفسه (ردالمحتار باب الا مامة ج ۱ ص ۵۳۳ .ط.س. ج۱ ص ۵۷۱) حتی لو امتثل امر غیره فقیل له تقدم فتقدم الخ فسدت بل یمکث ساعة ثم یقتدم برائه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۱ .ط.س. ج۱ ص ۶۲۲) ظفیر.

فاتحہ کے بعد دیر تک خاموش رہے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۶۰) اگر امام یا منفرد الحمد پڑھ کر بقدر پڑھنے ایک آیۃ طویل یا سہ آیت قلیل کے دانستہ خاموش کھڑا رہ کر بعد میں ضم سورہ کرے تو اس پر سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو اس پر لازم ہے۔ کما قال فی الدر المختار وتفکرہ عمداً حتیٰ شغلہ عن رکن(۱) وتحقیقہ فی الشامی۔ فقط۔

امام عشاء میں تیسری رکعت میں بیٹھ گیا مگر فوراً کھڑا ہو گیا، تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۶۱) امام عشاء کی نماز میں سہواً تیسری رکعت پر بیٹھا، مقتدی کے بتلانے پر فوراً کھڑا ہو گیا دیر نہیں لگی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں کہ امام دیر تک نہیں بیٹھا فوراً کھڑا ہو گیا سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا اور نماز صحیح ہو گئی۔ کذا فی الشامی۔(۲) فقط۔

سنت قبل الظہر میں قاعدہ اولیٰ بھول جانے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۶۲) کسی شخص نے چار رکعت سنت قبل الظہر کی نیت کی اور قعدہ اولیٰ فراموش کر کے سیدھا کھڑا ہو ا بعدہ قعدہ کیا اور آخر میں سجدہ سہو نہ کیا یہ نماز صحیح ہو گی یا نہیں۔ اس پر اعادہ واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو نہ کرنے کی وجہ سے اعادہ واجب ہے۔(۳)

اگر گھٹنا کھڑا نہیں کیا ہے تو بیٹھ جائے

(سوال ۲۰۶۳) اگر سیدھا کھڑا نہ ہوا اور نہ اس کے گھٹنے زمین سے علیٰحدہ ہوئے اس صورت میں اس کو کیا کرنا چاہئے آیا قعدہ کرے یا کھڑا ہو جائے۔

(جواب) قعدہ کرے اور سجدہ سہو واجب نہیں۔(۴) فقط۔

گھٹنے زمین سے اٹھ گئے مگر سیدھا کھڑا نہ ہوا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۶۴) اگر سیدھا کھڑا نہ ہوا اور گھٹنے زمین سے علیٰحدہ ہو گئے ہوں کھڑا ہونے اور بیٹھنے کے درمیان کی حالت ہو تو اس کو لوٹ آنا چاہئے یا کھڑا ہو جانا چاہئے اور سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ اور اس کو اعادہ کرنا پڑے گا یا نہیں

(جواب) اس حالت میں لوٹ آنا چاہئے اور قعدہ کرنا چاہئے اور سجدہ سہو واجب نہیں۔ کما فی الدر المختار

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب سجود السہو ج ۱ ص ۶۹۳. ط.س. ج۲ص ۸۰. ۱۲ ظفیر.

(۲) وکذا العقدۃ فی اخر الرکعۃ الا ولی او الثالثہ فیجب ترکہا یلزم من فعلہا ایضا تاخیر القیام الی الثالثۃ او الرابعۃ عن محلہ وہذا اذا کانت القعدۃ طویلۃ اما الجلسۃ الخفیفۃ التی استحبہا الشافعی فترکہا غیر واجب عند نا (ردالمحتار ج ۱ ص ۴۳۸. ط.س. ج۱ ص ۴۷۱) ظفیر. (۳) ولہا واجبات لا تفسد بترکہا وتعادو جو با فی العمد والسہوالخ وہی قراء ۃ فاتحۃ الکتاب الخ والقعود الا ول ولوفی نفل (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ مطلب واجبات الصلاۃ. ط.س. ج۱ ص ۴۵۶) ظفیر. (۴) سہا عن القعود الا ول من الفرض ولو عملیا واما النفل فیعود ما لم یقیدہا با لسجدۃ ثم تذکرہ عاد الیہ وتشہد ولا سہو علیہ فی الاصح مالم یستقم قائما فی ظاہر المذہب ہو الا صلہ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب سجود السہو ج ۱ ص ۶۹۸. ط.س. ج۲ ص ۸۳)

عاد اليه وتشهد ولا سهو عليه في الا صح مالم يستقم قائماً في ظاهر المذهب وهو الاصح ۔(۱) فتح۔
اور دوسرا قول اس کے مقابل یہ ہے کہ اقرب الیٰ القعود ہو تو بیٹھ جاوے اور اقرب الی القیام ہو تو نہ بیٹھے اور سجدہ سہو کرے۔ فقط۔

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کی جگہ الحمد للہ پڑھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۶۵) صلوٰۃ التسبیح میں الحمد سے پہلے سبحان اللہ پڑھا گیا اور بجائے تسبیح کے اگر الحمد پڑھی گئی تو سجدہ سہو آوے گا یا نہیں۔

صلوٰۃ التسبیح میں قرأۃ کے بعد رکوع میں چلا گیا

(سوال ۲/۲۰۶۶) صلوٰۃ التسبیح میں قرأت کے بعد بھول کر رکوع میں چلا گیا، رکوع میں یاد آیا اور رکوع میں اس تسبیح کو پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔
(جواب)(۱، ۲) نماز ہو گئی سجدہ سہو واجب نہیں ہوا۔ فقط۔

فاتحہ وقرأت کے درمیان کس قدر تاخیر سے سجدہ سہو ہوتا ہے

(سوال ۲۰۶۷) در بہشتی زیور مرقوم است کہ اگر تاخیر قدر سہ بار سبحان اللہ گفتن درمیان فاتحہ وسورۃ شد سہو واجب میشود ودیگر فقہاء در قدر تسبیح می فرمایند پس کدامے قول معتبر است۔
(جواب) ایں چہ در بہشتی زیور است ہماں است مختار محققین قال فی شرح المنیه ا والصحيح ان قدر زيادة الحرف ونحوه غير معتبر في جنس ما يجب به سجود السهوانما المعتبر قدر ما يودى فيه ركن كما في الجهر من يخافت وعكسه وكما فى التفكر حال الشك ونحوه الخ ص ۳۲۱. فقط۔

مغرب میں اخیر قعدہ کے بعد امام کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھا تو کیا کرے

(سوال ۲۰۶۸) مغرب کے وقت امام تینوں رکعت پوری کر کے قعدہ اخیرہ سے سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی بیٹھے رہے اور جب کہ چند مقتدیوں نے اللہ اکبر کہا تو امام پھر بیٹھ گیا اور ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو کیا، پھر اختلاف ہونے کی وجہ سے دوباہ نماز ادا کی، آیا نماز سجدہ سہو سے ادا ہو گئی یا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔
(جواب) وہ نماز سجدہ سہوادا کرنے سے صحیح وکامل ہو گئی تھی، دہرانے کی ضرورت نہ تھی۔(۲) فقط۔

عشا کی اخیر رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۶۹) اگر کوئی امام عشاء کی اخیر رکعتوں میں جہر کرے تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ السر فيما يسر والجهر فيما يجهر واجب کا قاعدہ تو سجدہ سہو کو چاہتا ہے اور چونکہ فی نفسہ قرأۃ ان میں واجب نہیں لہذا واجب نہ ہونا چاہئے کیونکہ واجب ماننے سے زیادتی صفت علی الذات لازم آتی ہے۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۷. ط.س. ج۲ ص۸۳ ۱۲ ظفير.
(۲) ولوسهيا عن القعود الا خير كله او بعضه عاد الخ مالم يقيدها بسجدة لان مادون الركعة محل الرفض وسجد للسهو لتاخير القعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۸. ط.س. ج۲ ص۸۵) ظفير.

ظہر کی اخیر رکعتوں میں جہر سے سجدہ سہو

(سوال ۲/ ۲۰۷۰) اور ظہر کی اخیر رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا کیونکہ عشاء کی اُخرَیین میں اگر قراءۃ پڑھے تو بسر لازم ہے جیسا کہ شامی میں ویسر فی غیرھا کی تفسیر میں لکھا ہے قوله ویسر فی غیرھا وھو ثالثة من المغرب والا خریان من العشاء الخ (۱) پس عشاء کی اخیر میں اگرچہ قراءۃ واجب نہیں ہے لیکن اگر قراءۃ کرے تو اخفاء لازم ہے۔

(۲) اور ظہر کی اخریین میں جہر کرنے سے بھی سجدہ سہو لازم ہوگا۔ (۲) فقط۔

عید کی دوسری رکعت میں تکبیر زوائد چھوڑ کر امام رکوع میں گیا پھر رکوع سے اٹھ کر تکبیرات کہی کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۷۱) نماز عید الاضحیٰ کی دوسری رکعت میں امام نے سہواً بلا تکبیر پکارے ہوئے رکوع کیا، کچھ لوگوں نے تکبیر رکوع بھی ضرور ادا کی اور امام صاحب نے تسبیح رکوع ادا نہیں کی واللہ اعلم بالصواب۔ جماعت کثیر تھی یعنی مسجد کی چھت پر بھی مقتدی لوگ تھے پھر امام نے قیام کر کے تکبیرات پکارا اور دوبارہ رکوع و قیام کیا اور سجود ادا کر کے بدون ادائے سجدہ سہو سلام پھیر دیا بصورت مذکورہ بالا نماز بلا کدامی نقص ادا ہوئی یا نہیں۔

(جواب) امام اگر بلا تکبیرات زوائد کہے دوسری رکعت کے رکوع میں چلا گیا تو اس کو نہ چاہئے تھا کہ پھر رکوع سے قیام کی طرف لوٹ کر تکبیرات کہتا بلکہ در مختار میں اس کو مفسد صلوٰۃ کہا ہے اگرچہ شامی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوئی کذا نقله عن ابن الھمام فی العود الی القعود الا ول بعد القیام۔ (۳) قال فی الدر المختار ولا یعود الی القیام لیکبر فی ظاھر الروایة فلو عاد ینبغی الفساد وفی الشامی وقد علمت ان العود روایة النوادر علی انه یقال علیه ما قاله ابن الھمام فی ترجیح القول لعدم الفسادفیما لو عاد الی القعود الاول بعد ما استقم قائما الخ۔ (۴) اور صلوٰۃ عید و جمعہ میں بوجہ اژدحام کثیر کے متاخرین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی سہو ہو تو سجدہ سہو نہ کرے۔ لئلا یقع الناس فی الفتنة۔ فقط۔

مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں میں کوئی واجب ترک کردے تو اس پر سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۷۲) اگر مسبوق امام کے ساتھ ظہر کی چوتھی رکعت میں یا قعدہ آخری میں ملے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر اپنی نماز ادا کرتے ہوئے اس سے کوئی واجب ترک ہو جائے پس وہ مسبوق سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۴۹۷ ط.س.ج۱ ص۵۳۲ ۱۲ ظفیر.

(۲) ولو جھر الا مام فیما یخافت اوخافت فیما یجھر تلزمه سجدتا السھو لان الجھر فی موضعه والمخافتة فی موضعھا من الواجبات الخ (ھدایه باب سجود السھو ج ۱ ص ۱۴۱) ظفیر.

(۳) ای وان استقام قائما لا یعود لاشتغاله بفرض القیام وسجد للسھو لترك الواجب فلو عاد الی القعود بعد ذالك تفسد صلاته لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححه الزیلعی وقیل لا تفسد لکنه یکون مسیئا ویسجد لتا خیر الواجب وھو الا شبه کما حققه الکمال وھو الحق (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب سجود السھو ج ۱ ص ۶۹۷ ط.س.ج۲ ص ۸۴) ظفیر. (۴) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۲ ط.س.ج۲ ص۹۲ .۱۲ ظفیر.

(جواب) کرنا چاہئے۔(۱)

قعدہ اخیرہ میں مکرر درود پڑھنے سے سجدہ سہو نہیں ہے

(سوال ۲۰۷۳) اگر کوئی شخص پورا درود ابراہیم یا اس کا نصف اللّٰہم بارک سے حمید مجید تک مکرر قعدہ آخری میں پڑھے اس پر سجدہ سہو واجب ہو گیا یا نہیں۔

(جواب) نہیں۔(۲)

درود کا کچھ حصہ چھوٹ گیا اور دعا کے بعد اس نے اسے دوبارہ پڑھا تو اس پر سجدہ نہیں

(سوال ۲۰۷۴) اگر اللّٰہم بارک سے حمید مجید تک قعدہ اخری میں سہواً نہ پڑھا جاوے اور دعاء ماثورہ پڑھتے وقت اس کو یاد آوے پس وہ باقی ماندہ دعاء چھوڑ کر درود شریف کی طرف انتقال کرے یا نہیں اور اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) انتقال کرنا مناسب ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں۔(۴)

فرائض کی اخیر رکعتوں میں سوہ ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۷۵) فرائض نماز کی خالی رکعتوں میں اگر کوئی سورۃ سہواً یا قصداً بعد فاتحہ کے پڑھی جاوے تو سجدہ سہو کرنا ہو گا یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو نہیں آتا۔ فقط۔(۵)

چار رکعت والی نماز کی اخیر رکعت میں قراءت

(سوال ۲۰۷۶) چار رکعت والی نماز میں اخیر کی دو رکعت میں ایک آیۃ کے پڑھنے سے قیام ادا ہو جاتا ہے۔ یہ کیا مصلحت ہے کہ آدھی الحمد پڑھی اور دوسری بار پوری کر لی تو اس کے ذمہ سجدہ سہو لازم ہوا اور جو دونوں بار پڑھے تو لازم نہیں آتا۔

(جواب) اخرین میں ترک قراءۃ تمام سورہ فاتحہ پر سجدہ سہو اس قول کے موافق لازم آتا ہے جو وجوب قراءۃ سورہ فاتحہ کے اخرین میں قائل ہیں اور ظاہر الروایۃ کے موافق چونکہ قراءۃ فاتحہ اخرین میں واجب نہیں ہے (۶) تو کل

---

(۱) ويبدا بقضاء ما فاته عكس المسبوق (درمختار) قوله عكس المسبوق اى فى الفروع الا ربعة المذكورة فانه اذا قضى ما فاته يقرا ويسجد للسهو اذا سها فيه (ردالمحتار باب الا مامة مطلب فى احكام المدرك والمسبوق ج ۱ ص ۵۵۷ .ط.س. ج۱ ص ۵۹۵) ظفير. (۲) يجب الخ بترك واجب الخ (درمختار) واحترز بالواجب عن السنة كالثناء والتعوذ نحوها (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۳ .ط.س. ج۲ ص ۸۰ ظفير

(۳) وسنها رفع اليدين للتحريمة الخ والصلاة علي النبى (صلى الله عليه وسلم) فى القعدة الا خيرة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة مطلب سنن الصلوٰة ج ۱ ص ۴۴۵ .ط.س. ج۱ ص ۴۷۴) ظفير

(۴) واكتفى المفترض فيما بعد الا وليين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر ولو زاد لا باس (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج ۱ ص ۴۷۸ .ط.س. ج۲ ص ۵۱۱) ظفير.

(۵) واكتفى المفترض فيما بعد الا وليين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر فلو زاد لاباس وهو مخير بين قراءة الفاتحة الخ وصح العينى وجوبها (درمختار) اى ظاهر الرواية ولو زاد لاباس به الخ اى لو ضم اليها سورة لاباس به لان القراءة فى الاخريين مشروعة من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لا واجب فكان الضم خلاف الاولى وذالك لاينا فى المشروعية والاباحة بمعنى عدم الا ثم فى الفعل والترك كما قد مناه (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة ج۱ ص ۴۷۸) ظفير.

یا بعض سورہ فاتحہ کے ترک سے اخرین میں ان کے نزدیک سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ فقط۔

قراءۃ میں متشابہ کی وجہ دوبارہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۷۷) امام نماز میں پڑھتے پڑھتے بھول جاوے یا متشابہ لگ کر دوسری جگہ کی دو تین آیۃ پڑھے اور پھر یاد آنے پر یا بوجہ بھول جانے کے ابتداء سے قراءۃ پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں اور غلطی سے اگر سجدہ سہو کر لیا تب بھی نماز ہو گی۔(۱) فقط۔

واجب وسنت نماز میں قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود پڑھنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۷۸) سنت اور واجب نمازوں میں قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھ جاوے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔ اور ایسے ہی سنت اور واجب میں قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو جاوے تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آنے پر بیٹھ جاوے یا نہ۔

(جواب) نماز واجب مثلاً وتر میں وہی حکم ہے جو نماز فرض میں ہے۔ پس اس میں اگر قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف وغیرہ پڑھ جاوے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور سنن مؤکدہ میں دو قول ہیں لیکن احوط وجوب سجدہ ہے۔(۲) اور قعدہ اولیٰ کے ترک میں وہی احکام ہیں جو فرض کے قعدہ اولیٰ کے ترک میں کہ اگر اقرب الی القعود ہو بیٹھ جاوے اور اگر اقرب الی القیام ہو تو نہ بیٹھے۔ اور آخر میں سجدہ سہو کر لیوے۔(۳) فقط۔

اگر رکعات کے شمار میں سہو ہو تو گمان غالب پر عمل کرے

(سوال ۲۰۷۹) خاکسار کو نماز میں رکعت کی گنتی اور سجدہ میں سہو جاتا ہے تو کیا کرنا چاہئے۔

(جواب) اس صورت میں گمان غالب کا اعتبار کر کے اسی پر بناء کیجئے۔(۴) فقط۔

....

(۱) ولو سلم ساهيا ان بعد اما مه لزمه السهو والا لا الخ ولو ظن الا مام السهو فيسجد له فتا بعه فبان ان لا سهو فا لا شبه الفساد لا قتدائه في موضع الا نفراد (درمختار) وفى الفيض وقيل لا تفسد. وبه يفتى فى البحر عن الظهيرية قال الفقيه ابو الليث فى زماننا لا تفسد لان الجهل فى القراء غالب (ردالمحتار قبيل باب الا ستخلاف ج ١ ص ٥٦٠ .ط.س.ج١ ٥٩٩) ظفير.
(٢) ولا يزيد فى الفرض على التشهد فى القعدة اولى اجما عافان زاد عامد اكره فتجب الا عادة اوساهيا وجب عليه سجود السهو اذا قال اللهم صل على محمد فقط على الذهب المفتى به لا لخصوص الصلاة بل لتاخير القيام (درمختار) قوله لا يزيد فى الفرض اى وما الحق به كالو ترو السنن الرواتب وان نظر صاحب البحر فيها (ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ١ ص ٤٧٦ .ط.س.ج١ ص ٥١٠) ظفير. (٣) سها عن القعود الاول من الفرض ولو عمليا اما النفل فيعود ما لم يقيد با لسجدة ثم تذكر عاد اليه وتشهد ولا سهو عليه فى الا صح مالم يستقم قائما فى ظاهر المذهب وهو الا صح والا اى ان استقام قائما لا يعود لاشتغاله بفرض القيام وسجد للسهو لترك الواجب (درمختار) قوله عمليا كالوتر فلا يعود فيه اذا استتم قائما قوله اما النفل فيعود الخ جزم به فى المعراج والسراج و عللّه ابن وهبان بان كل شفع منه صلاة على حدة ولا سيما على قول محمد بان القعدة الا ولى منه فرض فكانت كالا خيرة وفيها يقعدوان قام حكى فى المحيط فيه خلافا وكذا فى شرح التمرتا شى قيل يعود وقيل لا يعود و فى الخلاصة والا ربع قبل الظهر كالتطوع وكذا الوتر عند محمد وتمامه فى النهر لكن فى التتارخانية عن العتابية قيل فى التطوع يعود ما لم يقيد بالسجدة والصحيح انه لا يعود ا ه واقره فى الا مداد لكن خالفه فى المتن تامل (ردالمحتار .باب سجود السهو ج ١ ص ٦٩٧ .ط.س.ج٢ ص ٨٣) ظفير. (٤) واذا شك فى صلاته من لم يكن ذالك اى الشك عادة له الخ كم صلى استانف الخ وان كثر شكه عمل بغالب ظنه ان كان له ظن للحرج والا اخذ بالا قل لتيقنه وقعد فى كل موضع توهمه موضع قعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهود ج ١ ص ٧٠٥ و ج ١ ص ٧٠٦ .ط.س.ج٢ ص ٩٢......٩٣) ظفير.

دو رکعت والی نماز میں تشہد پڑھ کر تیسری کے لئے کھڑا ہو جائے اور پھر بیٹھ جائے تو سجدہ سہو ضروری ہے

(سوال ۲۰۸۰) ایک شخص نے دو رکعت سنت مؤکدہ یا فرض کی نیت کی جس وقت التحیات پڑھ چکا سہواً کھڑا ہو گیا یعنی تیسری رکعت کو الحمد شریف پڑھنے کے بعد یاد آیا تو بیٹھ کر سلام پھیر دیا وہ نماز ہو گئی یا لوٹائی جائے یا سجدہ سہو کرنا چاہیئے تھا۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ نہ لوٹانی چاہئے اور نہ سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔ یہ صحیح ہے یا نہ۔

(جواب) اس صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہیئے تھا کیونکہ اس میں تاخیر فرض اور ترک واجب ہوا ہے۔ اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز میں نقصان رہا اور اعادہ اس نماز کا واجب ہے اور جس شخص نے یہ مسئلہ بتلایا کہ سجدہ سہو کی ضرورت نہ تھی اور بصورت نہ ہونے سجدہ سہو کے اعادہ نماز کی ضرورت نہیں ہے اس نے غلط مسئلہ بتلایا ہے، اس کو معلوم نہیں ہے۔ پس اس کے قول کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔(۱) فقط۔

مسبوق سے اگر باقیماندہ رکعت میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو لازم ہے

(سوال ۲۰۸۱) مسبوق کو بعد ختم جماعت رکعت باقیماندہ میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔(۲) فقط

رکوع میں تسبیح کی جگہ بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۸۲) اگر رکوع میں بجائے تسبیح کے کوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ جائے تو سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں اور تشہد میں قراءۃ کرنے سے سجدہ سہو آتا ہے یا نہیں۔

(جواب) رکوع میں بجائے تسبیح کے بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو نہیں آتا کیونکہ تسبیح رکوع کی واجب نہیں ہے اور تشہد واجب ہے اس میں ایسا کرنے سے یعنی تشہد کے ترک کرنے سے سجدہ سہو لازم ہو گا۔(۳) فقط۔

سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ لازم ہے یا نہیں

(سوال ۲۰۸۳) سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں۔

(جواب) پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے تکرار سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ کما فی الشامی قولہ و کذا ترک تکریرھا، فلو قرأھا فی رکعة من الا ولیین مر تین وجب سجود السھولتاخیر الواجب وھو السورة کما فی الذخیرة وغیرھا. الخ۔(۴) فقط۔

---

(۱) ولو سھا عن القعود الا خیر کلہ او بعضہ عاد الخ وان قعد فی الرابعة مثلا قدر التشھد ثم قام عاد الخ وسجد للسھو فی الصورتین لنقصان فرضہ بتا خیر السلام فی الا ولی وترکہ فی الثانیة (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار . باب سجود السھو ج ۱ ص ۶۹۸ .ط.س.ج۲ص۸۵) ظفیر.

(۲) والمسبوق من سبقہ الا مام بھا اوببعضھا وھو منفر د حتیٰ یثنی ویتعوذ الخ فیما یقضیہ (درمختار) قولہ حتیٰ یثنی الخ تفریع علی قولہ منفرد فیما یقضیہ بعد فراغ امامہ حتیٰ لو ترک القراء ة فسدت الخ ویلزمہ السجود اذا سھا فیما یقضیہ (ردالمحتار باب الا مامة مطلب فی المسبوق واللاحق ج ۱ ص ۵۵۷ .ط.س .ج۱ص۵۹۶) ظفیر.

(۳) ویلزمہ اذا ترک فعلا مسنوفا کانہ ارادبہ فعلا واجبا الخ او ترک قرأة الفاتحة الخ اوالقنوت اوالتشھد او تکبیرات العیدین لانھا واجبات (ھدایہ باب سجود السھو ج ۱ ص ۱۴۰) ۱۲ ظفیر.

(۴) ردالمحتار للشامی . باب صفة الصلوٰة مطلب واجبا الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۹ .۱۲ ظفیر.

رباعی نمازوں کی اخیر رکعتوں میں ضم سورۃ سے سجدہ سہو لازم نہیں

(سوال ۲۰۸۴) چار فرضوں کی آخری رکعتوں میں ضم سورۃ کیا تو سجدہ لازم آئے گا یا نہ۔ اس صورت میں اگر تاخیر رکن نہیں ہوئی تو قعدہ اولیٰ میں اللھم صلی علی محمد زیادہ پڑھنے سے کیسے تاخیر رکن ہوتی ہے کہ سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ اور عدم مشروع قراءۃ کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) اخریین میں ضم سورۃ کرنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ اخریین میں اکتفاء فاتحہ پر واجب نہیں ہے کہ زیادتی سے ترک واجب ہوتا ہو بلکہ سورۃ ملانے اور نہ ملانے کا اختیار دیا گیا ہے اگرچہ نہ پڑھنا سورۃ کا اولیٰ اور مسنون ہے بخلاف قعدہ اولیٰ کے کہ اس میں اکتفاء تشہد پر اور درود شریف نہ پڑھنا واجب ہے۔ در مختار میں ہے واکتفی المفترض فیما بعد الا ولیین بالفاتحۃ فانھا سنۃ علی الظاھر ولوز ادلاباس بہ . الخ (۱) فقط۔

مسبوق اگر اپنی بقیہ نمازوں میں قعدہ چھوڑ دے تو سجدہ سہو لازم ہوگا

(سوال ۲۰۸۵) مسبوق کو امام کے ساتھ ایک رکعت ملی مغرب کے وقت مسبوق نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت پڑھ کر قعدہ اخیرہ کیا یعنی قعدہ اولیٰ نہ کیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔ بدون سجدہ سہو کے نماز ہو گی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں اس مسبوق پر سجدہ سہو واجب ہے اور در صورت نہ کرنے سجدہ سہو کے اعادہ نماز کا ضروری ہے۔ (۲) فقط۔

فجر کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد بھول سے کھڑا ہو تو فوراً بیٹھ جائے

(سوال ۲۰۸۶) نماز فجر فرض میں دو رکعت کے بعد سہواً بلا قعدہ کئے کھڑا ہو جاوے اور تیسری رکعت میں الحمد و سورۃ پڑھنے کے بعد یاد آیا تو اسی وقت بیٹھ جائے یا رکعت پوری کرے۔

(جواب) اسی وقت بیٹھ جاوے اور سجدہ سہو کر لیوے نماز صحیح ہو گی۔ (۳) فقط۔

پہلی رکعت میں ضم سورہ بھول جائے تو کیا کرے

(سوال ۲۰۸۷) سنت یا نفل یا فرض کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سہواً سورۃ نہیں ملائی اور رکوع کر دیا۔ کیا اب قیام کی طرف لوٹے یا سجدے میں جائے۔

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صفۃ الصلوٰۃ بعد الفصل ج۱ ص ۴۷۷.ط.س.ج۱ص۵۱۱ ای ضم الیھا سورۃ لاباس بہ لان القراء ۃ فی الا خریین مشروعۃ من غیر تقدیر والا قتصار علی الفاتحۃ مسنون لا واجب فکان الضم خلاف الاولی وذالک لاینافی المشروعیۃ والا باحۃ بمعنی عدم الا ثم فی الفعل والترک الخ ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۴۷۷.ط.س.ج۲ص۵۱۱) ظفیر.

(۲) والمسبوق یسجد مع امامہ مطلقا سواء کان السھو قبل الا قتداء اوبعدہ ثم یقضی ما فاتہ ولو سھا فیہ سجدثانیا (درمختار) ولو سھا فیہ ای فیما یقضی بعد فراغ الا مام یسجد ثانیا لا نہ منفرد والمنفرد یسجد لسھوہ(ردالمحتار باب سجود السھو ج ۱ ص ۶۹۵.ط.س.ج۲ص۸۲) ظفیر.

(۳) ولو سھا عن القعود الا خیر کلہ او بعضہ عاد الخ ما لم یقید ھا بسجدۃ لان مادون الرکعۃ محل الرفض وسجد للسھولتا خیر القعود(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب سجود السھو ج ۱ ص ۶۹۸.ط.س.ج۲ص۸۵) ظفیر.

(جواب) قومہ کر کے سجدے میں جاوے اور آخر نماز میں سجدہ سہو کرے۔(۱) فقط۔

سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرے اور تشہد پورا پڑھے

(سوال ۲۰۸۸) سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرنا چاہئے یا دونوں طرف۔ اور آدھی التحیات پڑھ کر سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے یا پوری التحیات پڑھ کر اور سجدہ سہو کے بعد پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیرے یا کس طرح کرے۔

(جواب) پوری التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدہ سہو کے کر کے پھر پوری التحیات پڑھ کر درود شریف پڑھ کر سلام پھیرے۔(۲) فقط۔ (درود کے بعد دعا بھی پڑھے۔ ظفیر)

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ ملانا بھول گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی

(سوال ۲۰۸۹) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورۃ ملانا بھول گیا سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو گی یا نہ۔

(جواب) سورۃ ملانا واجب ہے اس کے ترک سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جاوے گی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط۔(۳)

مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۰۹۰) مسبوق اگر سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو تین صورتیں لکھی ہیں اگر قبل امام یا مع الامام سلام پھیرا ہو تو نماز بلا سجدہ سہو درست ہے۔ اور اگر بعد امام پھیرا تو بلا سجدہ سہو اعادہ لازم ہو گا۔ مع امام کے کیا معنی ہیں

(جواب) امام سے اگر کچھ بھی بعد ہو تو سجدہ سہو مسبوق پر لازم ہو جاتا ہے، اسی لئے شامی میں فرمایا کہ معیتِ حقیقۃ دشوار ہے اور شاذ و نادر ہے اس لئے عموماً وجوب سجدہ سہو کا حکم کیا جاتا ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) علامہ شامی کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں بہتر یہ ہے کہ لوٹ کر سورۃ پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ گویہ صورت بھی درست ہے کہ رکوع کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے جیسا کہ جواب میں مذکور ہے بترك ...... واجب سهواً كركوع قبل قراءة الواجب بوجوب تقديمها ثم انما يتحقق الترك بالسجود فلوتذكرو لوبعد الرفع من الركوع عادثم اعاد الركوع (مختصر امن درمختار) قوله عاد اى الى القيام ليقرء رد المحتار باب سجود السهو ج ١ ص ٦٩٣. ط.س. ج٢ ص ٨٠) شامی نے دونوں صورتوں کا تذکرہ کیا ہے کہ کل قرات ترک ہو جائے یا صرف سورۃ اما اذا قرأ الفاتحة مثلا ركع فتذكر السورة فعاد فقراها الخ (ایضاً) دوسری جگہ کی عبارت یہ ہے۔ ولو ترك سورة اولى العشاء مثلا ولو عمدا قرا وجوبا وقيل ندبا مع الفاتحة جهرا فى الا خريين الخ ولو تذكرها فى ركوعه قرا ها واعاد الركوع (درمختار) قوله ولو تذكرها اى السورة قوله قرأها اى بعد عوده الى القيام قوله واعاد الركوع لان ما يقع من القراء ة فى الصلاة يكون فرضا فير تفض الركوع ويلزمه اعادته لان الترتيب بين القراء ة والركوع فرض كما مرفى الواجبات الخ (ردالمحتار فصل فى القرأة ج ١ ص ٤٩٩ وج ١ ص ٥٠٠. ط.س. ج١ ص ٥٣٥) ظفير. (٢) وكيفية ان يكبر بعد سلامه الاول ويخر ساجدا اويسبح فى سجوده ثم يفعل ثانيا كذا لك ثم يتشهد ثانيا ثم يسلم وياتى بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم والدعاء فى قعدة السهو هو الصحيح الخ (عالمگيرى مصرى فى سجود السهو ج ١ ص ١١٧.. ط .ماجديه ج١ ص ١٢٥) ظفير. (٣) ولو قرأ الفاتحة وحدها وترك السورة يجب عليه سجود السهو (عالمگيرى مصرى سجود السهو ج ١ص ١١٨ .طم.ماجديه ج١ ص ١٢٦) ظفير. (٤) ولو سلم ساهيا ان بعد امامه لزمه السهوو الا لا (در مختار) قوله لزمه السهو لانه منفرد فى هذه الحالة قوله والا لا ، اى وان سلم معه او قبله لا يلزمه لان مقتد فى هاتين الحالتين وفى شرح المنية عن المحيط ان سلم فى الاولىٰ مقارنا لسلامه فلا سهو عليه لانه مقتد به وبعده يلزم لانه منفرد ا ه ثم قال فعلى هذا يراد بالمعية حقيقتها وهونا در الوقوع اه قلت يشير الى ان الغالب لزوم السجود لان الا غلب عدم المعية وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس. (ردالمحتار باب الا مامة قبيل باب الاستخلاف ص ٥٦٠ جلد نمبر ١). ط.س. ج١ ص ١٩٩ ظفير.

قعدۂ اخیرہ میں بعد ختم درود و دعاء تاخیر سے سلام پھیرا تو کیا سجدہ سہو لازم ہے

(سوال ۲۰۹۱) قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد و درود کے کچھ دیر تک سکوت کیا اور سلام نہیں پھیرا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں اور بصورت وجوب دوبارہ تشہد سجدہ سہو کرے یا کیا۔

(جواب) اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔(۱) فقط۔

لاحق امام کے ساتھ سجدہ سہو نہ کرے گا

(سوال ۲۰۹۲) لاحق ہمراہ امام کے سجدہ سہو کرے گا یا نہیں۔ اگر نہ کرے گا تو اس وقت میں وہ کیا کرے گا۔

(جواب) در مختار میں ہے کہ لاحق سجدہ سہو امام کے ساتھ نہ کرے بلکہ آخر صلوٰۃ میں کرے اور اس وقت بیٹھا رہے اور اگر امام کے ساتھ بھی سجدہ سہو کرے تو پھر بھی آخر نماز میں دوبارہ سجدہ سہو کرے اور نماز صحیح ہے۔ در مختار۔(۲) فقط۔

اگر ایک سورہ کا کچھ حصہ پڑھ کر دوسری سورت شروع کر دی تو نماز ہو گی یا نہیں

(سوال ۲۰۹۳) ایک شخص نے نماز فریضہ میں بعد الحمد شریف کے اس رکوع یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ کو کالذین نسوا اللہ تک پڑھ کر دوسری سورۃ شروع کر دی اور بلا سجدہ سہو کے نماز ختم کر دی تو نماز ہوئی یا نہ۔

(جواب) اگر تاخیر بقدر تحریمہ کے نہ ہوئی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔(۳) (اور نماز ہو گئی۔ ظفیر)

ایک بڑی آیت سے نماز ہو جاتی ہے

(سوال ۲۰۹۴) ایک آیت کلاں سے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ ایک آیت پڑھ کر بھول گیا اور دوسری سورۃ پڑھنے لگا نماز ہوئی یا نہیں، رکا بالکل نہیں اور سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

قراءۃ بھولنے کے بعد امام کتنی دیر خاموش کھڑا رہے گا تو سجدہ سہو واجب ہو گا

(سوال ۲/ ۲۰۹۵) اگر قراءۃ پڑھتے وقت امام بھول گیا تو کتنی دیر رکنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔

(جواب) (۱) ہو گئی ایک آیۃ طویل یا چھوٹی چھوٹی تین آیتیں سورہ فاتحہ کے ساتھ ملانے سے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سہو بھی لازم نہیں۔(۴) فقط۔

---

(۱) اما لو تفکر فی صلاۃ قبلها هل صلاها ام لا، ففی المحيط انه ذکر فی بعض الروايات انه لا سهو عليه وان اخر فعلا کما لو تفکر من امر من امور الدنيا حتیٰ اخرركنا الخ (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۷. ط.س. ج۲ ص ۹۴)

(۲) وحکمه کمو تم فلا ياتی بقراء ة ولاسهو ويتغير فرضه بنية اقامة و ويبدا بقضاء ما فاته عكس المسبوق (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الا مامة مطلب فی المسبوق واللاحق والمدرك ج ۱ ص ۵۵۷. ط.س. ج۱ ص ۵۹۵) ظفير.

(۳) منشایہ ہے کہ رکوع مذکور کا مذکورہ حصہ پڑھنے کے بعد اگر فوراً دوسری سورۃ شروع کر دی بقدر رکن تاخیر نہیں کی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے واعلم انه اذا شغله ذالك الشك فتفكر قدر اداء ركن ولم يشتغل حالة الشك بقراء ة ولا تسبيح وجب عليه سجود السهو (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۶. ط.س. ج۲ ص ۹۳) ظفير.

(۴) وضم اقصر سورة كالكوثراوما قام مقامها وهو ثلاث ايات قصار نحو ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبرو استكبر وكذا لو كانت الا ية اوالايتان تعدل ثلاثا قصارا (درمختار) وهی ثلاثون حرفا فلو قرأ اية طويلة قدر ثلاثين حرفا يكون قداتی بقدر ثلاث ايات الخ (ردالمحتار باب صفة الصلوٰة واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۲۷. ط.س. ج۱ ص ۴۵۸) ظفير.

(۲) بقدر ایک رکن کے توقف سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔(۱) فقط۔

اگر خود یقین ہو کہ میں نے رکعات پوری کی ہے اور دوسرے کم کہیں تو کیا کرے

(سوال ۲۰۹۶) ایک شخص کو یقین ہے کہ میں نے چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا ہے۔ لیکن ایک دو آدمی کہتے ہیں کہ تم نے تین رکعت پر سلام پھیرا ہے تو وہ نماز لوٹاوے یا اپنے یقین پر رہے۔

اگر فجر دو کی جگہ چار اور عصر چار کی جگہ چھ پڑھ لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲/۲۰۹۷) فجر کی نماز بجائے دو رکعت کے چار رکعت ایسی ہی عصر میں بجائے چار رکعت کے چھ رکعت پڑھ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اگر ہو جاتی ہے تو دو رکعت نفل ہوں گی۔ اور ان دونوں وقتوں میں بوجہ مکروہ ہونے نفل کے مصلی آثم ہے یا نہیں۔

(جواب) (۱) اس کی نماز صحیح ہے اور اپنے ہی یقین پر اکتفا کرنا کافی ہے۔(۲)

(۲) اس صورت میں اگر اس نے قعدہ اخیرہ کر لیا ہے اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں اور ملا لیں تو پھر سجدہ سہو کرنے سے اس کی نماز مکمل ہو جاتی ہے اور یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی اور پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ قال فی الدر المختار وضم الیها سادسة ولو فی العصر وخامسةً فی المغرب ورابعةً فی الفجر به یفتی لتصیر الرکعتان له نفلاً (قوله ولو فی العصر الخ) اشار الی انه لا فرق فی مشروعیة الضم بین الا وقات المکروهة وغیرها لما مران التنفل فیها انما یکره لو عن قصد والا فلا وهو الصحیح۔(۳) شامی۔ فقط۔

سنت میں التحیات کی جگہ فاتحہ پڑھ دی تو سجدہ سہو لازم ہو گیا نہیں

(سوال ۲۰۹۸) سنت مؤکدہ میں بجائے التحیات کے فاتحہ پڑھ دی یاد آنے پر التحیات پڑھی تو سجدہ سہو ہے یا نہیں

(جواب) نہیں۔(۴) (اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سورہ فاتحہ تشہد کی جگہ پڑھی یا پہلے سورہ فاتحہ پڑھی پھر تشہد تو دونوں صورتوں میں سجدہ سہو آئے گا اور پہلے تشہد پڑھا پھر فاتحہ تو سجدہ سہو نہیں لازم ہوگا۔ ظفیر)

جہری نماز میں آہستہ پڑھنے سے سجدہ سہو

(سوال ۲۰۹۹) جمعہ وغیرہ جن نمازوں میں قراءۃ بالجہر کا حکم ہے ان میں اگر بھول کر آہستہ پڑھے تو سجدہ سہو واجب ہو گیا نہیں۔

---

(۱) فلو اتم القراءة فمكث متفكر اسهواثم ركع الخ سجدللسهو (الدر المختار علی هامش ردالمحتار واجبات الصلوٰة ج ۱ ص ۴۳۷. ط.س. ج۱ ص۴۶۹) وتفكره عمد احتی شغله عن ركن (درمختار) واجاب فی الحلیة عن وجوب السجود فی مسئلة التفكر عمدا بانه وجب لما یلزم منه من ترك واجب هوتا خیرا لركن اوالواجب عما قبله فانه نوع سهو (الدر المختار باب سجود سهو ج ۱ ص ۶۹۳. ط.س. ج۲ ص ۸۰) ظفیر.

(۲) واختلف الا مام القوم فلو الامام علی یقین لم یعد (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۷. ط.س. ج۲ ص ۹۴) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰۰. ط.س. ج۲ ص۸۶. ۱۲ ظفیر.

(۴) واذا قرأ الفاتحة مكان التشهد فعلیه السهو وكذالك اذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان علیه السهو وكذا روی عن ابی حنیفة الخ ولو بدأ بالتشهد ثم بالقراءة فلا سهو علیه الخ (عالمگیری مصری الباب الثانی عشر فی سجود السهو ج ۱ ص ۱۱۹. ط.س. ج۱ ص۱۲۷) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں سجدہ سہو ہے۔ و الله اعلم ۱۲ ظفیر.

(جواب) جس میں جہر واجب نہیں ہے اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم نہ ہوگا۔ اور جس میں جہر واجب ہے جیسے جمعہ اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔(۱) مگر جمعہ کے اندر سجدہ سہو کا حکم نہیں ہے۔(۲) وباقی التفصیل یطلب من کتب الفقہ۔ فقط۔

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیرنا اور سجدہ سہو

(سوال ۲۱۰۰) سلام مسبوق کی کون سی صورت میں اس پر سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔ مقارنت کی صورت میں یا بعدیت کی صورت میں بہر حال علت سجدہ سہو کی کیا ہے۔

(جواب) مقارنت حقیقۃ نادر الوقوع ہے یعنی یہ کہ مسبوق کا سلام بالکل امام کے سلام کے ساتھ شروع ہو اور ساتھ ہی ختم ہو اس کا نادر الوقوع ہونا ظاہر ہے اور علت سجدہ سہو کی انفرادی ہے اور جب کہ امام کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد مسبوق نے سہواً سلام پھیرا تو سجدہ سہو اس پر لازم ہے کیونکہ بعدیۃ یہاں متحقق ہے۔(۳) فقط۔

درمیان سے آیت کا کچھ حصہ چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں

(سوال ۲۱۰۱) سورہ بقرہ کی آخری آیت لا یکلف اللہ نفساً سے نماز پڑھنا شروع کیا مگر سہواً ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا چھوڑ کر آگے آخیر تک پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اس میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور نماز ہوگئی۔(۴) فقط۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد کی جگہ الحمد پڑھ دے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۲) نماز میں زید نے بوجہ ترک واجب سجدہ سہو کیا بعدہ بجائے تشہد الحمد پڑھ گیا یاد آنے پر مکرر سجدہ سہو کرے یا فوراً تشہد شروع کر دے۔

(جواب) پھر تشہد پڑھے دوبارہ سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۵) فقط۔

مقتدی کوئی رکن بھول جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۳) اگر مقتدی امام کے پیچھے کوئی رکن نماز کا بھول جاوے مثلاً رکوع، سجدہ، التحیات بھول جاوے تو اس کو پورا کرے یا سجدہ سہو کرے۔

---

(۱) والجهر فيما يخافت فيه للامام وعكسه لكل مصل فى الا صح والا صح تقديره بقدرما تجوزبه الصلاة فى الفصلين وقيل قائله قاضى خان يجب السهو بهما اى بالجهر والمخافتة مطلقا اى قل او كثر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج ١ص ٦٩٤ و ج ١ ص ٦٩٥ .ط.س. ج٢ص ٨١) ظفير. (٢) والسهو فى صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرين عدمه فى الا وليين لدفع الفتنة كما فى جمعة البحر (ايضاً ج ١ ص ٧٠٥ .ط.س. ج٢ص ٩٢) ظفير. (٣) والمسبوق يسجد مع امامه مطلقا سواء كان السهو قبل الاقتداء او بعده الخ (درمختار) قيد بالسجود لا نه لا يتا بعه فى السلام بل يسجد معه ويتشهد فاذا سلم الا مام قام الى القضاء فان سلم عامد افسدت والالا، ولاسجود عليه ان سلم سهو ا قبل الا مام او معه وان سلم بعده لزمه ، لكونه منفرداحينئذ بحرف ، واراد بالمعية المقارنة وهونا در الوقوع كما فى شرح المنية (ردالمحتار باب سجود السهو ج ١ ص ٦٩٦) ظفير. (٤) اس میں کوئی وجہ سجدہ سہو کی نہیں ہے اس لئے کہ کسی واجب کا ترک یا اس کی تقدیم و تاخیر لازم نہیں آئی ۱۲ ظفیر۔ (٥) واذا قرء الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذالك اذا قرء الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو كذا روى عن ابى حنيفة الخ ولو بداء بالتشهد ثم بالقراءة فلا سهو عليه (عالمگیری مصری باب سجود السهو ج١ ص ١١٩ .ط.س. ج١ص ١٢٧) ظفير.

(جواب) امام کے پیچھے اگر مقتدی سے کوئی رکن مثل رکوع یا سجدہ کے ترک ہو تو اس کو نماز میں یا بعد نماز کے پورا کرے اور اگر امام کے پیچھے کوئی واجب ترک ہو امثل التحیات کے تو اس کا اعادہ بعد میں نہیں ہے اور سجدہ سہو بھی اس پر واجب نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار. لا بسھوہ اصلا (درمختار) ای لا قبل السلام للزوم مخالفة الا مام ولا بعده لخروجه عن الصلاة بسلام الا مام الخ وروی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم لیس علی من خلف الا مام سهواً الخ (۱) شامی۔ فقط۔

چوتھی رکعت کے بعد فوراً کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت بھی پڑھ لی اور سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۴) عشاء کی نماز میں چار رکعت ہونے پر امام کو یہ خیال رہا کہ تین رکعت ہوئی ہیں اس لئے کھڑا ہو گیا بعض مقتدی بیٹھ گئے اور امام کو اشارہ کیا مگر امام نہ بیٹھا بلکہ پانچویں رکعت کا رکوع سجدہ کر کے سجدہ سہو کر کے نماز ختم کی، اس صورت میں امام کی نماز ہوئی یا نہیں اور جو مقتدی قعدہ اخیرہ کی غرض سے اول بیٹھ گئے تھے اور پھر امام کے ساتھ رکوع میں پانچویں رکعت کے شامل ہو گئے تھے، ان کی بھی نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) امام جب کہ چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا اور پانچویں رکعت میں کھڑا ہو کر رکوع سجدہ کر کے بیٹھا تو بوجہ فوت ہونے قعدہ اخیرہ کے امام کی نماز نہیں ہوئی اور جب کہ امام کی نماز نہیں ہوئی تو مقتدی میں کسی کی بھی نہیں ہوئی، نہ مسبوق کی نہ مدرک کی۔ (۲)

تکرار قراءت ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۰۵) ایک شخص نے ایک ہی رکوع کو مکرر دونوں رکعتوں میں پڑھا اور سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں نماز ہو گئی اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ (۳) فقط۔

سجدہ سہو ایک سلام کے بعد ہے یا دونوں کے

(سوال ۲۱۰۶) سجدہ سہو دونوں سلام کے بعد ادا کرے یا ایک سلام کے بعد۔

(جواب) ایک سلام کے بعد ادا کرے فقط۔ دلیله قول در مختار یجب بعد سلام واحد عن یمینه (الی قوله) سجدتان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ دار العلوم دیوبند۔ ۵ ذی الحجہ ۲۹ھ۔

آیت کے تکرار سے سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۰۷) نماز تراویح میں جو کہ سنت مؤکدہ ہیں کوئی شخص یا پیش امام حافظ (بیس آدمیوں کی جماعت

(۱) ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۵ .ط.س. ج ۲ ص ۸۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) وان سهی عن القعدة الا خیرة حتی قام الی الخامسة رجع الی القعدة مالم یسجده الخ وان قید الخامسة بسجدة بطل فرضه عندنا (هدایه باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۴۲) ظفیر.
(۳) لاباس ان یقرا سورة ویعید ها فی الثانیة (درمختار) افادانه یکره تنزیها وعلیه یحمل جزم القنیة بالکراهة الخ (ردالمحتار فصل فی القراءة ج ۱ ص ۵۰۱ .ط.س. ج ۱ ص ۵۴۶) ظفیر.

میں) اگر ایک آیت کو تین چار مرتبہ پڑھے تو سجدہ سہو ضروری ہے یا نہیں۔ کیونکہ اردو مفتاح الصلوٰۃ ص ۸۲ میں لکھا ہے کہ وہی آیۃ دو تین بار تکرار کی تو سہو کا سجدہ لازم ہے۔ درمختار جلد اول ص ۳۴۸ میں لکھا ہے کہ سہو نماز عیدین، جمعہ، فرض، نفل میں برابر ہے۔ اسی کتاب کے ص ۳۲۰ میں لکھا ہے کہ احتراز کرے تراویح میں غیر مشروع باتوں سے وغیرہ وغیرہ۔ پس ان صورتوں میں سجدہ سہو ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر معہ حوالہ کتب تحریر فرمائیں فقط۔

(جواب) ایک آیۃ کے بار بار پڑھنے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا اور مفتاح الصلوٰۃ میں جو لکھا ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا۔ شاید وہ اس موقعہ میں ہو کہ صرف ایک آیۃ کو ہی بار بار پڑھا اور کچھ نہ پڑھا یا فقط سورہ فاتحہ پڑھی سورۃ نہ پڑھی تو بسبب ترک واجب کے اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوتا ہے مگر تراویح میں ایسا نہیں ہوتا کہ اور کچھ نہ پڑھا ہو۔ تراویح میں اکثر یہ پیش آتا ہے کہ بسبب یاد نہ آنے اگلی آیت کے ایک آیت کا بار بار اعادہ کیا جاوے اس میں سجدہ سہو لازم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور شامی میں ہے کہ عیدین وجمعہ میں جب مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرنا اولیٰ ہے بل الاولیٰ ترکه لئلایقع الناس فی فتنة اور درمختار میں بھی اس عبارت کے نقل کے بعد جو آپ نے لکھی ہے یہ لکھ دیا ہے کہ مختار اور عند المتاخرین یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(والسھو فی صلوٰۃ العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتا خرین عدمه فی الا ولیین (درمختارباب سجود السھو) قال الشامی الظاھر ان الجمع الکثیر فیما سواھما کذالك شامی ج ۱ ص ۷۸۷. جمیل الرحمن)

ایک سجدہ کر کے اٹھ گیا کیا کرے

(سوال ۲۱۰۸) نماز میں پہلی رکعت میں دو سجدوں میں سے صرف ایک ہی سجدہ کیا اور کھڑا ہو گیا، بعدہ یاد آیا کہ ایک سجدہ نہیں کیا ہے تو اس حالت میں کیا کیا جاوے؟

(جواب) جس وقت یاد آوے اسی وقت دوسرا سجدہ کرے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کر لیوے۔(۱) فقط۔

تکبیرات زوائد میں اضافہ سے سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۰۹) عیدین کی نمازوں میں بجائے چھ تکبیروں کے غلطی سے نو تکبیریں کہہ دے تو سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۰) امام قعدہ اولیٰ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا پھر متنبہ کرنے پر بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) اگر امام نے سہواً قاعدہ اولیٰ نہ کیا کھڑا ہو گیا بعد متنبہ کرنے کے بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو صحیح قول کے

---

(۱) (لو ترك سجدة من رکعةثم تذکرھا فیھا بعدھا من قیام اورکوع او سجود فانه یقضیھا ولا یقضی ھما ھو بعد رکعتھا من قیام او رکوع او سجود بل یلزمه سجود السھو فحسب کبیری ص ۲۹۱ جمیل الرحمن)
(۲) ویصلی الامام بھم رکعتین مثنیا قبل الزوائد وھی ثلاث تکبیرات فی کل رکعة ولو زاد تابعه الی ستة عشر لانه ما ثور ۱۵ در مختار ج ۱ ص ۷۸۰ .. ط.س. ج۲ ص ۱۷۲

موافق اس کی نماز ہو گئی، لیکن اس کو لوٹنا نہ چاہئے تھا یہ اس نے برا کیا۔ بعض فقہا نے اس صورت میں فساد نماز کا حکم کیا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم۔

فاتحہ کے ساتھ صرف دو چھوٹی آیت پڑھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۱/۱) نماز میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ والعادیات پڑھی مگر صرف اس قدر پڑھ کر رکوع میں چلا گیا والعادیات ضبحاً فالموریات قدحاً، تو اس صورت میں سجدہ سہو آئے گا یا نہیں۔

والعادیات میں فالمغیرات چھوڑ دیا کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۲/۲) والعادیات بعد الحمد کے پڑھی مگر فالمغیرات صبحا کو چھوڑ کر سب سورت پڑھ دی سجدہ سہو آوے گا یا نہیں۔

بعد درود ودعاء سجدہ سہو کرے یا نہیں

(سوال ۲۱۱۳/۳) اگر سجدہ سہو کرنا تھا مگر درود شریف ودعاء ماثورہ بھی پڑھ گیا تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

(جواب) اس صورت میں ترک واجب ہوا۔ اگر سہواً ایسا ہوا تو سجدہ سہو کرے اور جو سہواً نہیں ہوا تو اعادہ نماز کرے (فی الدر المختار فی بیان واجبات الصلوٰۃ وضم اقصر سورۃ کالکوثر او ما قام مقامھما الخ. جمیل الرحمن)

(۲) اس صورت میں سجدہ سہو نہیں ہے۔

(۳) سجدہ سہو بعد پڑھنے درود سریف کے بھی کرنا چاہئے۔(۲) فقط۔

جہری نماز میں سراً پڑھ دیا پھر جہر سے پڑھ دیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۴) امام نے صلوٰۃ جہری میں قراءۃ سراً پڑھی بعد میں اس کو یاد آیا کہ صلوٰۃ جہری ہے۔ وہ تھوڑی سی قرأت پڑھ چکا تھا مگر اس نے پھر شروع ہی سے پڑھی تو اس کی نماز ہو گئی یا نہیں۔ اور سجدہ سہو کرے یا نہیں؟ اور اگر سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہو گئی یا نہیں؟ فقط۔

(جواب) اس کی نماز ہو گئی اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں اور بقدر تین آیت کے اگر سراً پڑھی تھی تو سجدہ سہو لازم ہے ورنہ نہیں اور باوجود وجوب سجدہ کے اگر سجدہ سہو نہ کیا نماز میں نقصان آیا اعادہ واجب ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمٰن۔

نفل وسنت میں سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۱۵) نفل اور سنت اور عیدین کی نمازوں میں سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

---

(۱) والا ای وان استقام قائما لا یعود لا شتغالہ بفرض القیام وسجد للسھو لترک الواجب فلو عاد الی القعود بعد ذلک تفسد صلاتہ لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححہ الزیلعی وقیل لا تفسد لکنہ یکون مسیئا ویسجد لتا خیر الواجب وھو الا شبہ کما حققہ الکمال وھوا لحق بحر اہ در مختار ج۱ ص ۶۹۷ علی ھامش الشامی.ط.س.ج۲ص۸۴)

(۲)

(۳) یجب لہ بعد سلام واحد سجد تان (الی قولہ) بترک واجب سھووان تکرر کرکوع قبل قراءۃ (الیٰ ان قال) والجھر فیما یخافت فیہ وعکسہ بقدر ما تجوزبہ الصلوٰۃ الخ (تنویر ملخصاً سجود السھو ص ۷۷۶.ط.س.ج۲ص۷۸)

(جواب) درمختار میں ہے والسهو فی صلاة العیدین والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتاخرین عدمه فی الاولیین الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ صلوٰۃ عید جمعہ اور فرض و نفل میں ترک واجب سے سجدہ سہو لازم ہے لیکن متاخرین نے کہا ہے کہ عید و جمعہ میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرے واسطے دفع فتنہ کے۔ فقط۔

شافعی کے لئے نماز فجر میں رعایت کیسی ہے

(سوال ۲۱۱۶) حنفی امام شافعی مقتدیوں کی رعایت سے نماز فجر کی دوسری رکعت کے قومہ میں اس قدر توقف کرے کہ شافعی قنوت سے فارغ ہولیں کیسا ہے۔ اس کی نماز ہوگی یا نہیں۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں۔ اگر نماز اس کے پیچھے پڑھی جاوے تو مکروہ ہوگی یا بلا کراہت۔ اور کن امور میں شافعی مقتدی کی رعایت حنفی امام کو جائز ہے۔ شافعی مقتدی کی رعایت سے حنفی قبل سلام سجدہ سہو کر سکتا ہے یا نہ۔

(جواب) درمختار میں ہے لکن یندب للخروج من الخلاف لا سیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذهبه الخ۔ (۱) یعنی امام کو رعایت دوسرے مذہب والے مقتدیوں کی مثلاً شافعی المذہب مقتدیوں کی مستحب ہے لیکن بشرطیکہ اپنے مذہب کے مکروہ کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو۔ اور شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی بھی اس میں شامل ہے۔ یعنی اگر اپنے مذہب کے مکروہ تنزیہی کا ارتکاب لازم آتا ہو تو رعایت مقتدیان شافعی المذہب کی مثلاً نہ کرے پس بناءً علیہ امام حنفی نماز فجر میں رکوع سے اٹھ کر قومہ میں برعایت مقتدی شافعی اس قدر توقف نہ کرے وہ دعاء قنوت پڑھ لیوے کہ یہ توقف مکروہ ہے اور شامی میں ہے نعم ذکر نحوه ابن عبدالرزاق فی شرحه علی هذا الشرح کاطالة وقوفه بعد الرفع من الرکوع الخ (۲) یہ مثال دی ہے کہ اس کی ترک اطالۃ وقوف بعد الرکوع واجب ہے پس اس توقف میں ترک واجب ہوگا جو کہ مکروہ تحریمی ہے۔ لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ اس طرح قبل سلام سجدہ سہو کرنا حنفی کو برعایت مقتدی نہ چاہئے کہ یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ کما فی الشامی انه لو سجد قبل السلام کره تنزیهاً الخ (۳) ج ۱ ص ۴۹۵ باب سجود السہو۔ فقط۔

چار رکعت والی میں امام نے تین رکعت پر سلام پھیر دیا اور مقتدیوں میں تذکرہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۱۷) امام نے تین رکعت پڑھ کر سہواً سلام پھیر دیا چار رکعت والی نماز میں اب امام قبلہ رخ بیٹھا ہے اور مقتدیوں میں تذکرہ ہوا کہ کتنی رکعت ہوئی یہ سن کر امام صاحب اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہوگئے اور چوتھی رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیرا۔ آیا نماز امام و مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔

(جواب) امام اگر کچھ نہ بولا تھا تو اس کی نماز ہوگئی اور مقتدیوں میں جو نہیں بولے ان کی نماز ہوگئی اور جو مقتدی

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطهارة مطلب فی ندب مراعاة الخلاف الخ جلد اول ص ۱۳۶. ط.س. ج۱ص ۱۴۷. ۱۲ ظفیر. (۲) رد المحتار باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلوٰة قبل مطلب مهم فی تحقیق متابعة الا مام ج۱ ص ۴۳۸ .ط.س. ج۱ص ۴۷۰. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۶۹۱ .ط.س. ج۲ص ۷۸. ۱۲ ظفیر.

ان کی نماز نہیں ہوئی وہ اپنی نماز کا اعادہ کریں۔(۱) فقط۔

چھٹی رکعت میں جو ملا اس کی نماز نہیں ہوئی

(سوال ۲۱۱۸) امام پانچویں رکعت میں کھڑا ہوگیا چھ رکعت پوری کر کے سجدہ کر کے سلام پھیر دیا۔ پانچویں رکعت میں ایک آدمی اور شریک ہوگیا تو اس کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں۔

(جواب) امام چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہواً کھڑا ہوگیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت ملالے اور سجدہ سہو کرے فرض اس کے پورے ہوگئے۔ اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں۔(۲) **ھکذا فی الشامی**۔

جمعہ وعیدین میں سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۱۹) جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو ہے یا نہیں۔

(جواب) مختار متاخرین یہ ہے کہ جمعہ وعیدین میں جب کہ مجمع زیادہ ہو سجدہ سہو نہ کرے کذا فی الدر المختار و الشامی۔(۳)۔

صبح کی فرض میں بھول سے التحیات کی جگہ الحمد پڑھی پھر یاد آنے پر التحیات بھی پڑھی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۱۲۰) صبح کے دو فرضوں میں امام نے بجائے التحیات کے سہواً الحمد شریف یا اور کوئی آیت قرآنی پڑھی۔ پھر اس کو یاد آگیا اور اس نے التحیات پڑھ کر سجدہ کیا، اس صورت میں کیا سجدہ سہو واجب تھا اور نماز ہوگئی یا نہ۔

(جواب) چونکہ تاخیر واجب ہوئی۔ لہذا سجدہ سہو واجب ہوا۔ سجدہ سہو سے نماز ہوگئی۔(۴)

امام نے بھول کر پہلے قعدہ میں دونوں طرف سلام پھیر دیا تو باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۲۱) امام نے پہلے قعدہ میں بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو اب باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور دونوں سلام پھیرنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہ۔

(جواب) سہواً دونوں طرف سلام پھیر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (۵) باقی رکعات پڑھ کر آخر میں سجدہ سہو کر لیوے۔ نماز صحیح ہوگی۔

---

(۱) سلم مصلی الظهر مثلا علی راس الرکعتین توهما اتما مها اتمها اربعا وسجد للسهو لان السلام ساهیا لایبطل لانه دمائه من وجه (درمختار) قوله لانه. دمائه من وجه ای فلذا خالف الکلام حیث کان مبطلا ولو ساهیا (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ ص ۷۰٤.ط.س.ج۲ص ۹۱) ظفیر.

(۲) لواقتدی به مفترض فی قیام الخامسة بعد القعود قدر التشهد لم یصح ولو عاد الی القعدة لانه لما قام الی الخامسة فقد شرع فی النفل فکان اقتداء المفترض بالمتنفل (ردالمحتار. باب سجود سهو ج ۱ ص ۷۰۱.ط.س.ج۲ص۸۸) ظفیر.

(۳) والسهو فی صلاة العیدین والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء المختار عند المتا خرین عدمه فی الا ولیین لدفع الفتنة (درمختار) وفی جمعة حاشیة ابی السعوٗد عن العزمیة انه لیس المراد عدم جوازه بل الاولی ترکه لئلا یقع الناس فی فتنة (ردالمحتار. باب سجود السهو ج۱ ص).ط.س.ج۲ص۹۲ ظفیر المفتاحی.

(٤)

(٥) الا السلام ساهیا یا للتحلیل ای للخروج من الصلاة قبل اتما مها علی ظن اکمالها فلا یفسد (الدر المختار. علی هامش ردالمحتار. باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها ج ۱ ص ٥٧٥) ظفیر.

قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھ دے یا سلام پھیر دے تو سجدہ سہو ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۲۲) چار رکعت کی نماز میں دوسری رکعت کے تشہد میں بعد چند الفاظ درود کے اور زائد پڑھ دیئے تو اس پر سجدہ سہو ہوگا یا نہیں۔ اور اگر دونوں طرف سلام پھیر دے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) سجدہ سہو واجب ہے اگر دونوں طرف سلام پھیر دے تب بھی سجدہ سہو کرے۔(۱)

سجدہ سہو واجب ہو اور وہ یاد آیا دونوں سلام پھیرنے کے بعد تو کیا کرے

(سوال ۲۱۲۳) کسی نماز میں سجدہ سہو واجب ہو جائے اور دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو یاد آ گیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) سجدہ سہو کرے۔(۲)

تین آیتوں سے کم میں بھول جائے تو دوسری سورت ملائے یا نہیں

(سوال ۲۱۲۴) اگر نمازی تین آیتوں سے کم میں قراءت بھول گیا اور دوسری سورت ملالی تو کچھ حرج ہے؟ اگر ملالی تو سجدہ سہو کرے یا نہیں۔

(جواب) سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔(۳)

سنت فجر میں اگر تیسری رکعت کے لئے بھول سے کھڑا ہو جائے تو کیا کرے

(سوال ۲۱۲۵) کوئی آدمی فجر کی نماز سنت میں پہلی رکعت میں سورہ فلق دوسری سورۃ الناس پڑھے اور بھول کر دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت میں کھڑا ہو جائے تو کیا کرے۔

(جواب) قیام کی حالت میں جب یاد آجاوے بیٹھ جاوے اور تشہد پڑھ کر سجدہ سہو کرے۔(۴)

صرف سورہ فاتحہ یا صرف سورہ پڑھ کر رکوع کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۲۶) اگر کوئی آدمی صبح کی نماز میں صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع میں چلا جاوے یا الحمد چھوڑ کر کوئی سورت پڑھ کر رکوع میں چلا جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے نماز ہو گئی۔(۵)

---

(۱) وتا خير قيام الى الثالثة بزيادة على التشهد بقدر ركن وقيل بحرف وفى الزيلعى الا صح وجوبه باللهم صل على محمد (ايضاً باب سجود السهو ج۱ ص ٦٩٤ .ط.س.ج۲ص ۸۱) ظفير.

(۲) ولو نسى السهو او سجدة صلوتيه او تلاوية يلزمه ذالك ما دام فى المسجد (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۷۰٤ .ط.س.ج۲ص ۹۱) ظفير.

(۳) يكره ان يفتح من ساعة كما يكره للامام ان يلجئه الى بل ينتقل الى اية اخرى لا يلزم من وصلها ما يفسد الصلوٰةاوالى سورة اخرى (ردالمحتار باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها ج۱ ص ۵۸۲ .ط.س.ج۲ص ٦۲۲) ظفير.

(٤) سها عن القعود الاول من الفرض عمليا اما النفل فيعود ما لم يقيدبالسجدة ثم تذكره عاداليه وتشهد ولا سهو عليه فى الاصح (درمختار) لا سهو عليه فى الا صح يعنى اذا عاد قبل ان يستتم قائما الخ واما اذا عاد هو الى القيام اقرب فعليه سجود السهو (ردالمحتار باب سجود السهو ج ۱ص ٦۹٦ .ط.س.ج۲ص۸۳)ظفير.

(۵) ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوبا فى العمد والسهو الخ وهى الخ قراء ة فاتحة الكتاب فيسجد للسهو بترك اكثرها لا اقلها لكن فى المجتبى يسجد بترك اية منها وهو اولى الخ وضم اقصر سورة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج۱ ص ٤۲٤ .ط.س.ج۲ص٤۵٦) ظفير.

سجدہ سہو واجب ہے اور نہ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۲۷)بعد لزوم سجدہ سہو کے نہ کرنے کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) سجدہ سہو اگر واجب ہو اور نہ کیا تو اعادہ نماز کا واجب ہے۔(۱)

چھوٹی ہوئی چیز ادا کرنے کے لئے رکوع سے قیام کی طرف پلٹنا کیسا ہے

(سوال ۲۱۲۸)رکوع سے قیام کی طرف کو ہٹنا بخیال ادا کرنے کسی سنت یا واجب کے جو چھوٹ گیا ہو عام ہے کہ واقع میں کوئی چیز ان ہی دو سے چھوٹی ہو یا نہیں۔ اور قیام کی طرف لوٹنا قصداً یا سہواً ان سب صُورتوں میں رکوع سے قیام کی طرف آنے کا کیا حکم ہے۔

(جواب) ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔ نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے۔(۲) اور دراصل اس حکم میں نماز عید وجمعہ وغیرہ سب برابر ہیں۔ لیکن عیدین وجمعہ میں متاخرین نے ترک سجدہ سہو کو اولیٰ فرمایا ہے بوجہ ازدہام کے۔ فقط۔

تیسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً اٹھ گیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۲۹)امام تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ گیا مقتدی کے الحمد للہ کہنے سے معاً کھڑا ہو گیا اور بیٹھنے میں بوجہ شک کے بانتظار الحمد للہ کچھ نہیں پڑھا تھا بعد میں سجدہ سہو نہ کیا نماز ہو گئی یا نہیں۔

(جواب) اگر جلسہ خفیہ ہوا تھا اور دیر تک نہیں بیٹھا تو سجدہ سہو واجب نہیں تھا۔ نماز ہو گئی۔(۳)

آخری قعدہ کے بعد بھول سے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۱۳۰)نماز کے اندر آخری قعدہ کر کے نمازی کھڑا ہو گیا اور پھر یاد آنے پر بیٹھا تو اب سجدہ سہو کے واسطے وہ التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیرے یا بغیر پڑھے۔

(جواب) دوبارہ التحیات پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قعدہ وتشہد پہلے ہو چکا بیٹھتے ہی سلام پھیر کر سجدہ سہو کر لیوے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام ختم کا پھیرے شامی میں ہے۔ **قوله عاد وسلم الخ وفيه اشارة الى انه لا يعيد التشهد وبه صرح فى البحر۔**(۴)

ثنا پڑھ کر رکوع کیا پھر یاد آیا کہ قرات رہ گئی

(سوال ۲۱۳۱)زید نے نیت باندھ کر سبحان یعنی سبحانک اللھم پڑھ کر رکوع کیا، تسبیح پڑھ کر یاد آیا کہ قرات نہیں پڑھی، اب اس کو کیا کرنا چاہیے ؟

---

(۱)ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعادوجوبا(الدر المختار على هامش ردالمحتار مطلب واجبات الصلوٰة ج۱ ص ۴۲۴.ط.س.ج۲ص۴۵۶) ظفير.(۲)ولو نسيه اى القنوت ثم تذكره فى الركوع لا يقنت فيه لفوائت محله ولا يعود الى القيام فى الا صح لان فيه رفض الفرض للواجب فان عاداليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته الخ وسجد للسهو (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتروالنوافل ج۱ ص ۶۲۶.ط.س.ج۲ص۹) ظفير.

(۳)ويكبر للنهوض على صدور قدميه بلا اعتماد وقعود الراحة ولوفعل لا باس به (درمختار) ولا ينا فى هذا ما قدمه الشارح فى الواجبات حيث ذكر منها ترك قعود قبل ثانية ورابعة لان ذالك محمول على القعود الطويل ولذاقيدت الجلسة هنا خفيفة (ردالمحتار فصل فى بيان تاليف الصلوٰة.ط.س.ج۲ص۴۹۷)ظفير.

(۴)ردالمحتار باب سجود السهو ج۱ ص ۷۰۰.۱۲ ظفير.

رکوع بھول گیا

(سوال ۲/۲۱۳۲) مصلی نے نیت باندھ کر قرات پڑھ کر رکوع نہیں کیا بلکہ سجدہ میں چلا گیا۔ دونوں سجدوں کے بعد یاد آیا کہ رکوع نہیں کیا اس کو کیا کرنا چاہیئے۔

ایک ہی سجدہ کیا

(سوال ۳/۲۱۳۳) مصلی نے پہلی رکعت میں صرف ایک سجدہ کیا۔ دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میں نے سجدہ ایک کیا ہے اب اس کو کیا کرنا چاہیئے۔

پانچویں رکعت کے لئے امام بھول سے کھڑا ہوا تو کیا مقتدی پیروی کرے

(سوال ٤/۲۱۳٤) امام نے چاروں رکعت پڑھ لی اور اخیر قعدہ میں صرف التحیات پڑھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ نہیں دیا اور نہ لقمہ دینا چاہتا ہے اور مقتدیوں کو معلوم ہے کہ پانچویں رکعت ہے۔ اب مقتدی پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیر دیں یا امام کی اقتدا کریں۔

زید دو رکعت میں امام کے ساتھ آکر مل گیا، امام قعدہ اخیر کر کے سہواً کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا لیکن امام نے لقمہ نہیں لیا۔ اب زید کو امام کی تقلید واقتدا کرنی چاہیئے یا کیا؟

لقمہ دینا

(سوال ٥/۲۱۳٥) امام کو تین آیتوں کے اندر متشابہ لگا اب مقتدی لقمہ دیں یا نہیں؟

تین آیت پڑھ چکنے کے بعد لقمہ

(سوال ٦/۲۱۳٦) امام نے الحمد کے بعد تین آیت صحیح پڑھ لی اس کے بعد اور آیتوں میں متشابہ لگا، اب لقمہ دیں یا نہ دیں؟

تمام رکعتوں میں سورۃ ملائی تو کیا حکم ہے

(سوال ۷/۲۱۳۷) امام نے تین رکعت یا چار رکعت بھری پڑھ لی اب اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیئے یا کیا؟

قرأت، نوافل وسنن میں

(سوال ۸/۲۱۳۸) تمام نوافل وسنن وفرائض کی اول دو رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور اخیر کی دو رکعت میں بھی واجب ہے یا نہیں۔ اگر اخیر کی دو رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز درست ہو گی یا نہیں۔

(جواب) (۱) پڑھنا چاہیئے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے (المتروك ثلثة انواع فرض وسنة وواجب ففی الاول ان امكنه التدارك بالقضاء يقضی (الی قوله) ولا يجب السجود الا بترك واجب او تاخيره او تاخير ركن الخ (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۲٤) ظفیر.

(۲) سجدے سے کھڑا ہو کر رکوع کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ ولا يجب السجود الا بترك واجب اوتاخير ركن او تقديمه او تكراره (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۲٤) ظفیر.

(۳) وہ سجدہ اب کرے اور پھر رکعت پڑھ کر اخیر میں سجدہ سہو کرے۔(۱)
(۴) دونوں اختیار ہیں لیکن جو شخص اول سے شریک نہیں وہ اگر اقتداء کرے گا فرض باطل ہو جاوے گا۔(۲)
(۵) نہیں۔(لوقام امامه الى الخامسة فتابعه فان كان الا مام قعد على الرابعة فسدت صلوٰة المسبوق الخ (غنية المستملى ج۱ ص ۴۴۱) ظفير.
(۶) اختیار ہے لیکن اگر امام دوسری جگہ سے قرات شروع نہ کرے تو پھر مقتدیوں کو ضرور ہے کہ لقمہ دیں۔(۳)
(۷) اختیار ہے لیکن اگر کوئی ایسی غلطی پڑھے کہ مفسد صلوٰۃ ہو تو ضرور ہے کہ صحیح بتلادیں ورنہ سب کی نماز برباد ہو گی۔(۴)(الایری الى انه عليه السلام قال لا بى هلا فتحة على (غنية المستملى ص ۴۱۷)ظفير.
(۸) نہیں۔ولو قرأفى الا خريين الفاتحة والسورة لا يلزمه السهووهو الا صح (عالمگيرى كشورى ج ۱ص ۱۲۵) ظفير.
(۹) نہیں درست ہے۔(ويجب قراء ة الفاتحة وضم السورة او ما يقوم مقامها من ثلث ايات قصار اواية طويلة فى الا ولیین...... وفى جميع ركعات النفل والوترهكذا فى البحر الرائق (عالمگيرى كشورى ج ۱ ص ۶۹) ظفير.

قعدہ آخر میں شبہ ہو کہ قعدہ اولیٰ نہیں کیا تو کیا کرے

(سوال ۲۱۳۹) نماز کے قعدہ اخیر میں شبہ ہوا کہ قعدہ اولیٰ کیا ہے یا نہیں تو سجدہ سہو کرے یا نہ ؟
(جواب) کرے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سجدہ سہو بعد سلام کرے

(سوال ۲۱۴۰) سجدہ سہو قبل السلام ہونا چاہیئے یا بعد سلام ؟ یا امام و منفرد میں کوئی فرق ہے ؟
(جواب) بہتر اور راجح صورت یہی ہے کہ فقط دائیں جانب سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے اور اس میں کوئی فرق امام و منفرد میں معلوم نہیں ہوتا۔فی الدر المختار۔يجب له بعد سلام واحد عن يمينه (الیٰ ان قال) لانه المعهود وبه يحصل التحلل وهو الا صح الخ۔(۵)فقط۔

ترک تشہد اول کا حکم

(سوال ۲۱۴۱) ترک تشہد اول سے نماز ہوئی یا نہیں۔اگر سجدہ سہو بھول کر نہ کیا ہو ؟
(جواب) نماز کا اعادہ واجب ہے۔(۶)فقط۔

---

(۱)فلوترك سجدة من ركعة فتذكرها فى اخر الصلوٰة سجدهاوسجد للسهولترك الترتيب فيه وليس عليه اعادة ما قبلها (عالمگيرى كشورى ج ۱ص ۱۱۵)ظفير.(۲)ومن جملتها انه لو قام امامه الى الخامسة فتا بعه فان كان الا مام قعد على الرابعة فسدت صلوٰة المسبوق لا قتدائه فى موضع الا نفراد (غنية المستملى ص ۴۴۱.ط.س.ج۱ص۱۲۷)ظفير.
(۳)والفتح ان لم يقرأ قدر الواجب شدة تاكدا لواجب وقربه من الفرض (غنية المستملى ص ۴۱۸.
(۴)وينبغى للمقتدى ان لا يعجل بالفتح وللاما م ان لا يجلئهم اليه بل يركع (غنية المستملى ص ۴۱۷)ظفير.
(۵)الدر المختار باب سجود السهو ج۱ ص ۱۰۱.ط.س.ج۲ص۷۸.۱۲ ظفير.
(۶)ومنها قراء ة التشهد فانها واجبة فى القعدتين الاولى والاخيرة والى هذا صاحب الهدايه فى باب سجود السهو فاوجب السجود بترك التشهد فى القعدة الا ولى (غنية المستملى ص ۲۹۰.

سورہ مقدم مؤخر پڑھنے کا حکم

(سوال ۲۱۴۲) نماز میں سورہ مقدم مؤخر پڑھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

شک ہو تو کیا کرے

(سوال ۲۱۴۳/۲) امام کو شک ہوا کہ میں نے ایک سجدہ کیا یا دو۔ اس صورت میں سجدہ سہو کرے یا نماز لوٹا دے؟

بلا ضرورت سجدہ سہو

(سوال ۲۱۴۴/۳) بلا ضرورت سجدہ سہو کرنے سے نماز دہرا دے یا نہ؟

(جواب) سجدہ لازم نہیں مگر عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے ویکرہ الفصل بسورة قصيرة وان يقرء منكوسا (درمختار) (۱)

(۲) اگر ظن غالب کسی جانب نہیں تو ایک سجدہ اور کر کے سجدہ سہو کرے۔ وجب عليه سجود السهو في جميع صور الشك سواء عمل بالتحرى اوبنى على الا قل لكن فى السراج انه يسجد للسهو فى اخذ الا قل مطلقا وفي غلبة الظن ان تفكر قدر ركن الخ درمختار۔(۲)

ترتیب سور کے خلاف قرات کا حکم

(سوال ۲۱۴۵) ترتیب سور کے خلاف پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

(جواب) سجدہ سہو واجب نہیں قوله بترك واجب اى من واجبات الصلوٰة لا كل واجب اذ لو ترك ترتيب السور لا يلزمه شئى الخ شامي۔(۳) فقط۔

نماز میں قرات بلا ترتیل کا حکم

(سوال ۲۱۴۶) ایک شخص نے نماز جہریہ میں قرآن شریف بلا ترتیل پڑھا نماز ہوئی یا نہ؟ اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا۔

(جواب) اگر ایسی غلطی نہیں ہوئی جو مفسد نماز ہو تو نماز ہو گئی۔ سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔(۴) فقط۔

امام کو سبحان اللہ کہہ کر متنبہ کرنا

(سوال ۲۱۴۷) اگر امام سے سہواً قعدہ اخیرہ ترک ہو گیا اور امام قریب قیام کے پہنچ گیا تو مقتدی کو سبحان اللہ کہتے ہوئے کھڑا ہونا اولیٰ ہے یا بیٹھ کر سبحان اللہ کہے، اولیٰ کیا ہے؟

قعدہ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو گیا پھر یاد آیا تو کیا کرے

(سوال ۲۱۴۸/۲) اگر کوئی قعدہ اخیرہ کو بھول کر کھڑا ہو گیا تو وہ شخص فوراً یاد آتے ہی قعدہ کرے یا بقدر الحمد قیام کر کے۔ فقط۔

(جواب) (ا) بیٹھے ہوئے کہنا اولیٰ معلوم ہوتا ہے جزئیہ کوئی نظر سے نہیں گذرا اور درست ہر دو طرح ہے۔

---

(۱) الدر المختار فصل ويجهر الامام ج۱ ص ۸۱. ط.س. ج۱ ص ۵۴۶.
(۲) ايضاً ج۱ ص ۱۰۳. ط.س. ج۲ ص ۸۰ ظفير. (۳) ردالمحتار ابتداء باب سجود السهو ۱۲ ظفير.
(۴) ومنها القراءة بالا لحان ان غير المعنى والالا، الا فى حرف مدولين اذا فحش والالا (الدر المختار ج۱ ص ۹۰) ظفير.

(۲) فوراً یاد آتے ہی قعدہ کرنا چاہئے یعنی جب تک کہ سجدہ نہیں کیا۔ کما هو عامة المعتبرات ولوسها عن القعود الا خير الخ عاد الخ مالم يقيد با لسجدة الخ۔(۱) فقط۔

نماز میں سو جانا

(سوال ۲۱۴۹) نماز میں کوئی شخص اس طرح سو گیا جو مفسد صلوٰۃ نہیں اور اس اثناء میں بقدر سہ تسبیح ادائے فرض میں تاخیر ہو گئی تو سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہ؟

(جواب) قال فی الدر المختار فان اتی بها او با حدها بان قام او رکع او سجداوقعد الا خير نائما يعتدبما اتى به بل يعيده(۲) وهل يسجد لتا خير الركن؟ الظاهر نعم ۔(۳) عبارت شامی مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ سجدہ سہو لازم ہونا چاہئے۔(۳) فقط۔

(۱) الدر المختار باب سجود السهو ج ۱ ص ۱۰۲ .ط.س. ج۲ص۸۵ ۱۲ ظفير.
(۲) الدر المختار باب صفة الصلوٰة ج۱ ص ۷۱ ..ط.س. ج۱ص۴۵۵
(۳) ردالمحتار باب صفة الصلوٰة. قبيل مطلب واجبات الصلوٰة.ط.س. ج۱ص۴۵۵. ۱۲ ظفير.

الباب الثانی عشر فی سجود التلاوة

(سجدہ تلاوت کب اور کہاں واجب ہوتا ہے)

اگر آیت سجدہ پڑھ کر معنی بھی پڑھے تو کتنے سجدے کرے

(سوال ۲۱۵۰)ایک شخص نے سجدہ تلاوت پڑھ کر معنی پڑھے تو وہ شخص ایک سجدہ کرے یا دو۔

(جواب)ایک سجدہ لازم ہے۔(۱)فقط۔

سجدہ تلاوت میں تاخیر کی گنجائش ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۵۱)ایک واعظ نے دوران تقریر میں سجدہ کی آیت کو جہراً پڑھ دیا لیکن نہ خود سجدہ کیا اور نہ حاضرین کو سجدہ کرنے کو کہا۔ گرفت کرنے سے جواب میں عذراً بیان کیا کہ مجمع عام میں زور سے سجدہ کی آیت پڑھنا مضائقہ نہیں ہے اور بشریت کو خطا اور نسیان لازم ہے کیونکہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فراموشی سے گندم کھایا تھا اور اسی طرح حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام مچھلی کو بھول گئے تھے۔ آیا مقام عذر میں واعظ مذکور کا پیغمبروں کی خطا اور نسیان کو بطور شہادت کے پیش کرنا درست ہوگا یا نہ اور ان کا عذر شرعاً معقول ہے یا نہیں۔

(جواب)شامی میں ہے قوله يجب اى وجوباً موسعاً فى غير صلوٰة الخ .(۲)اس سے معلوم ہوا کہ وجوب سجدہ تلاوت موسع ہے فی الفور واجب نہیں ہے۔ پس واعظ پر گرفت کرنا بے موقع تھا اور جب کہ گرفت کی گئی تو واعظ موصوف بھی عذر کر سکتے تھے۔ کہ اداء سجدہ تلاوت فی الفور واجب نہیں ہے۔ خصوصاً مجمع وعظ میں اور خطاء نسیان انبیاء علیہم السلام کو بطور استشہاد پیش کرنے میں بھی کچھ ممانعت اور حرج نہیں ہے اور حدیث شریف میں بھی ایسا مضمون وارد ہوا ہے۔ فنسى ادم الخ فنسيت ذريته او(۳) كماقال صلى الله عليه وسلم۔ فقط۔

رکوع میں یا سجدہ نماز میں نیت کر لینے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۵۲)اگر امام یا منفرد نے نماز فرض یا تراویح و تہجد وغیرہ میں سورہ اعراف یا سورہ نجم یا سورہ علق یا اور کوئی ایسا رکوع جس میں آیت سجدہ تھی پڑھی اور بجائے سجدہ تلاوت رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کر لی تو امام و مقتدیوں کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا یا نہیں۔ علیٰ ہذا آیت سجدہ کے بعد دو چار آیتیں پڑھ کر امام نے رکوع کیا اور سجدہ تلاوت کی بھی نیت کر لی تو یہ بھی درست ہے یا نہیں۔ سورہ بنی اسرائیل آیت سجدہ کے بعد اور دو آیتوں پر سورہ انشقاق آیت سجدہ کے بعد اور چار آیتوں پر ختم ہوتی ہیں پس ختم سورہ مذکور کے بعد رکوع میں سجدہ کی نیت کر لینے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔

(جواب)اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد فوراً یا دو تین آیت پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں نیت سجدہ تلاوت کی کر لی

---

(۱)يجب بسبب تلاوة اية اى اكثرها مع حرف السجدة (درمختار) قوله بسبب تلاوتها احترزعما لو كتبها اوتهجأ ها فلا سجودعليه(ردالمحتار باب سجودالتلاوة ج۱ ص ۷۱۵.ط.س.ج۲ص۱۰۳)ظفير.
(۲)ردالمحتار باب سجودالتلاوة ج۱ ص ۷۱۵.ط.س.ج۲ص۱۰۳. ۱۲ ظفير.
(۳)مشكوٰة باب الايمان باب القدر فصل ثانى ص ۲۳. ۱۲ ظفير.

سجدہ تلاوت ادا ہو جاوے گا۔(۱) اور مقتدیوں کو بھی نیت کرنے کی ضرورت ہے بدون نیت کے ان کے ذمہ سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا۔(۲) اور تین آیت سے زیادہ میں فوریت منقطع ہو جاتی ہے۔(۳) فقط۔

سورہ حج کا آخری سجدہ اور اس کا حکم

(سوال ۲۱۵۳) سورہ حج کا آخری سجدہ عند الشافعی واجب ہے۔ حالت اقتداء میں حنفی المذہب بھی یہ سجدہ باتباع شافعی المذہب ادا کریں یا نہیں۔ اور جب امام حنفی ہو اور مقتدی شافعی تو مقتدیوں کا یہ سجدہ کیسے ادا ہوگا۔

(جواب) شامی میں ہے کہ متابعت امام شافعی المذہب کی وجہ سے مقتدی حنفی بھی یہ سجدہ اخیرہ سورہ حج کا کرے وظاهره انه يتبعه فيها لو كان فى الصلوٰة الخ (۴) شامی۔ اور جب کہ امام حنفی ہو تو یہ سجدہ نہ کرے اور مقتدی کے ذمہ سے بھی موافق قواعد حنفیہ کے یہ سجدہ ساقط ہے لیکن اگر شوافع کے نزدیک سجدہ صلوٰتیہ کو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہو تو وہ کر سکتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک تو جو سجدہ نماز میں لازم ہو اور اس کو اس وقت نہ کیا جاوے تو پھر وہ ادا نہیں ہو سکتا۔(۵) فقط۔

نماز میں اگر سجدہ تلاوت بھول جائے

(سوال ۲۱۵۴) اگر نماز میں سجدہ تلاوت بھول جائے اور دوسری رکعت میں یاد آوے تو کس طریق سے ادا کرے۔

(جواب) اگر سجدہ تلاوت اس رکعت میں کرنا بھول گیا جس میں سجدہ کی آیت پڑھی تھی تو دوسری تیسری رکعت میں جب یاد آوے کر لے۔(۶) اور پھر سجدہ سہو کرے۔ فقط۔

نماز میں آیت سجدہ تلاوت پڑھی تو کیا کرنا چاہئے

(سوال ۲۱۵۵) اگر نماز میں کسی نے آیت سجدہ کی پڑھی تو سجدہ کس وقت کرنا چاہئے۔

(جواب) بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے جس وقت آیت سجدہ پڑھے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر بعد میں یاد آیا

---

(۱) تودى بركوع صلوة اذا كان الركوع على الفور من قراء ة اية اوايتين وكذا الثلاث على الظاهر كما في البحر ان نواه اى كون الركوع لسجود التلاوة على الراجح (درمختار) وفى الا مداد الا حتياط قول شيخ الا سلام خواهر زاده بانقطاع الفور بالثلاث وقال شمس الائمة الحلوانى لا ينقطع مالم يقرا اكثر من ثلاث وقال الكمال بن الهمام قول الحلوانى هوالروايةالخ (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۳.ط.س.ج۲ص۱۱۱)ظفير.

(۲) ولونواهافى ركوعه ولم ينوها الموتم لم تجزه (درمختار) اى لم تجزنية الامام الموتم ولا تندرج فى سجوده وان نواها المئوتم فيه لانه لما نواها الا مام فى ركوعه تعين لها وفى القهستانى واختلفوا فى ان نية الا مام كافية كما فى الكافى فلولم ينو المقتدى لا ينوب على راى فيسجد بعد سلام الامام ويعيد القعدة الاخرى كما فى المنية (ايضاً ج۱ ص ۷۲٤) ظفير.

(۳) لاينقطع مالم يقرأ اكثر من ثلاث (ردالمحتار باب سجود التلاوة.ط.س.ج۲ص ۱۱۱......۱۱۲ ظفير.

(٤) ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۷.ط.س.ج۲ص ۱۱۱. ۱۲ ظفير.

(٥) وهى على التراخى الخ ان لم تكن صلوية فان كانت صلوتية فعلى الفور لصيرو رتها جزء منها ويا ثم بتا خيرها ويقضيها ما دام فى حرمة الصلوٰة ولو بعد السلام (درمختار) اى نا سيا مادام فى المسجد وروى انه لا يسجد بعد السلام ناسيا (ردالمحتار باب ايضاً ج ۱ ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۹)ظفير.

(٦) المصلى اذا نسى سجدة التلاوة فى موضعها ثم ذكرها فى الركوع او السجود او فى القعود فانه يخير لها ساجداثم يعود الى ماكان فيه ويعيده استحسانا وان لم يعد جازت صلوٰته كذا فى الظهير ية فى فصل السهو (عالمگيرى كشورى كتاب الصلاة باب ثالث عشر فى سجود التلاوة ج۱ ص ۱۳۲.ط.س.ج۱ص۱۳٤)

اوراس وقت کیا تو سجدہ سہو لازم ہے۔(۱) فقط۔

سجدہ تلاوت کی تاخیر

(سوال ۲۱۵٦) تاخیر سجدہ تلاوت رواست یانہ؟

(جواب) قال فی الدر المختار وھی علی التراخی. علی المختار(۲) وفی الشامی قوله یجب ای وجوبا موسعا فی غیر صلاۃ الخ شامی۔(۳) فثبت ان الصحیح فی سجدۃ التلاوۃ ھو الوجوب علی التراخی وان کان الا فضل ھو الا داء علی الفور کذا فی الدر المختار ویکرہ تاخیرھا تنزیھا الخ فقط.(۴) (پس معلوم شد کہ تاخیر سجدہ تلاوت درخارج صلوٰۃ رواست۔ ظفیر)

بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بوقت زوال اور بعد نماز عصر سجدہ تلاوت جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۵۷) صبح کی نماز کے بعد قبل طلوع آفتاب اور بوقت زوال اور بعد نماز عصر قبل غروب آفتاب سجدہ تلاوت جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) جائز ہے۔ کما فی الدر المختار. لا یکرہ قضاء فائتة ولو وتراً اوسجدۃ تلاوۃ وصلوٰۃ جنازۃٍ۔(۵) الخ۔

مشین یا پرندہ سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں

(سوال ۲۱۵۸) مشین یا پرندہ کے ذریعہ سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ سہو واجب ہو گیا نہیں۔

(جواب) درمختار میں ہے کہ پرند اور صدی سے آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا اور صدی حکایت آواز ہے جو پہاڑ وغیرہ سے بطریق واجب صوت معلوم ہوتی ہے پس اس طریق سے مشین میں سن کر بھی سجدہ واجب نہ ہوگا۔ فقط۔(٦)

بغیر نیت تلاوت بھی آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ واجب ہوگا

(سوال ۲۱۵۹) بغیر نیت تلاوۃ کے اگر آیت سجدہ پڑھی جائے تو سجدہ واجب ہو گیا نہیں۔

(جواب) سجدہ اس صورت میں واجب ہوگا۔(۷) فقط۔

دل میں آیت سجدہ پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا

(سوال ۲۱٦۰) آیت سجدہ دل ہی دل میں دیکھ کر پڑھی جائے تو سجدہ واجب ہے یا نہیں۔

---

(۱) ولوتلافی الصلاۃ سجدھا فیھا لا خارجھا الخ (در مختار) اما لو سھو اوتذکرھا ولو بعد السلام قبل ان یفعل منا فیا یاتی بھا ویسجد للسھو. (ردالمحتار باب سجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۲۳) ولذا کان المختار وجوب سجود السھو لو تذکرھا بعد محلھا (ایضاً ج ۱ ص ۷۲۲.ط.س.ج۲ص ۱۱۰) ظفیر.(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب سجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۹. ۱۲ ظفیر.(۳) رد المحتار . باب سجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۱۵.ط.س.ج۲ص۱۰۳. ۱۲ ظفیر.(٤) الدر المختارعلی ھامش ردالمحتار باب سجود التلاوت ج ۱ ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۹. ۱۲ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ (قبیل باب الا ذان) ج۱ ص ۳٤۸.ط.س.ج۱ص۳۷۵. ۱۲ ظفیر.

(٦) لا تجب بسماعه من الصدی والطیر (درمختار) الصدی ھو ما یجیبك مثل ھو تك فی الجبا والصحاری ونحوھما (ردالمحتار باب سجود التلاوۃ ج ۱ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۸) ظفیر.

(۷) یجب بسبب تلاوۃ اية ای اکثر ھا مع حرف السجدۃ (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار .باب سجود التلاوۃ ج۱ ص ۷۱۵.ط.س.ج۲ص۱۰۳) ظفیر.

(جواب) تلاوت کرنا ضروری ہے بغیر تلاوت کے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ قال فی الدر المختار بسبب تلاوۃ الخ۔(۱) فقط۔

مجمع عام میں اگر آیت سجدہ واعظ سے سنی جائے تو سب علیحٰدہ علیحٰدہ سجدہ کریں

(سوال ۲۱۶۱) ایک واعظ نے سیکڑوں کے مجمع میں سجدہ کی آیت پڑھی۔ کیا سجدہ تلاوت سب پر ضروری ہے اگر ہے تو کیا واعظ سب کو باجماعت سجدہ کرا سکتا ہے۔

(جواب) آیت سجدہ کے سننے اور پڑھنے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے لہذا پڑھنے والے پر اور سننے والوں پر سجدہ لازم ہو گیا۔ علیحٰدہ علیحٰدہ سب سجدہ کریں۔(۲)

آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا آگے یاد نہ تھا تو کیا کرے

(سوال ۲۱۶۲) زید حافظ ہے زید نے نماز پڑھی اور آیت سجدہ تلاوت میں آئی، فوراً سجدہ تلاوت کیا۔ بعد سجدہ کے پھر کھڑا ہوا، مگر اس کو آگے قرآن شریف یاد نہیں آیا۔ زید نے سجدہ تلاوت کرتے وقت رکوع بھی نہیں کیا، لا علمی یا بھول سے، آیا زید سجدہ تلاوت سے اٹھ کر رکوع کرے یا کیا کرے۔

(جواب) ایسی حالت میں کہ نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی اور آگے کچھ نہیں پڑھتا ہے تو رکوع ہی میں نیت سجدہ کی کر لینے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس نے سجدہ تلاوت کیا تو بہتر یہ ہے کہ اٹھ کر چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ اور اگر اٹھ کر کھڑا ہو کر فوراً رکوع میں چلا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے نماز صحیح ہے۔(۳) فقط۔

تمام قرآن کے سجدہائے تلاوت اخیر میں ایک ساتھ کرے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۶۳) قرآن شریف کے جمیع سجدہ تلاوت کو بعد ختم قرآن ایک بار کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) یہ بھی جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسی وقت کر لے۔(۴) فقط (مگر تاخیر کی گنجائش اس وقت ہے جب نماز میں نہ ہو نماز میں فوراً ادا کرے گا۔ ظفیر)

سجدہ تلاوت واجب ہے

(سوال ۲۱۶۴) قرآن شریف میں جو سجدہائے تلاوت ہیں وہ واجب ہیں یا فرض۔

....

(۱) قوله بسبب تلاوة احترزعما لو كتبها اوتهجا ها فلا سجود عليه (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۷۱۵.ط.س.ج۲ص۱۰۳) ظفير.

(۲) وذكر فى المجتبى ان الموجب للسجدة احد ثلاثة التلاوة والسماع والا ئتمام (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۷.ط.س.ج۲ص۱۰٤) ظفير.

(۳) وتودى بركوع وسجود غير ركوع الصلوٰة وسجود ها فى الصلاة وكذا خارجها ينوب عنها الركوع (درمختار) قال فى الحلية والا صل فى ادائها السجود وهو افضل ولو ركع بها على الفور جاز والا لا ا ه اى وان فات الفور لا يصح الخ وفى الحلية اذا سجد اوركع لها على حدة فوراً يعود الىٰ القيام ويستحب ان لا يعقبه بالركوع بل يقرا ايتين او ثلاثا فصا عد اثم يركع (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۳.ط.س.ج۲ص۱۱۱) ظفير.

(٤) وهى على التراخى على المختار ويكره تاخيرها تنزيها الخ ان لم تكن صلوٰية (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۱.ط.س.ج۲ص۱۰۹) ظفير الدين غفرله.

(جواب) سجدہائے تلاوۃ واجب ہیں۔(۱) فقط۔

بیٹھ کر آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ بیٹھ کر کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۶۵/۱) اگر سجدہ تلاوت بیٹھ کر پڑھے تو سجدہ بیٹھ کر ہی کرے یا کھڑے ہو کر۔

صبح و عصر کے بعد کا سجدہ

(سوال ۲۱۶۶/۲) صبح و عصر کی نماز کے بعد کیا صرف سجدہ کرنا بھی حرام ہے۔

بلا وضو سجدہ تلاوت درست نہیں

(سوال ۲۱۶۷/۳) اگر کسی شخص نے بلا وضو آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت کرے یا نہ۔

(جواب) (۱) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہو کر سجدہ کرے اور سجدہ کر کے کھڑا ہو جاوے (جس حالت میں قرات کی ہو۔ ظفیر) لیکن اگر بیٹھے ہوئے سجدہ تلاوت کرے تب بھی کچھ حرج نہیں۔(۲)

(۲) سجدہ تلاوت وغیرہ درست ہے۔ نماز نفل پڑھنا اس وقت مکروہ ہے۔(۳)

(۳) بعد میں وضو کر کے سجدہ کرے فقط۔(۴) (کیونکہ سجدہ تلاوت واجب ہے اور بلا وضو سجدہ تلاوت کی اجازت نہیں۔ ظفیر)

دوبارہ آیت پڑھنے سے سجدہ تلاوت دوبارہ واجب ہو گا

(سوال ۲۱۶۸) ایک شخص نے نماز میں سورہ سجدہ پڑھی اور سجدہ ادا کیا، پھر کسی وجہ سے نماز دہرانے کی ضرورت ہوئی پھر وہی سورۃ پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہئے یا پہلا سجدہ کافی ہو گا۔

(جواب) پھر سجدہ کر لینا چاہئے۔(۵) فقط۔

اگر سجدہ تلاوت کا کچھ حصہ پڑھے اور کچھ نہ پڑھے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۶۹) آیت سجدہ کے آخری الفاظ نہیں پڑھے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) اگر وہ کلمہ پڑھا جس میں سجدہ کا لفظ ہے تو سجدہ تلاوت واجب ہو گیا۔(۶) فقط۔

سجدہ تلاوۃ جن کو ادا نہیں کیا ان کی ادائیگی کی صورت کیا ہے

(سوال ۲۱۷۰) ایک حافظ سوائے رمضان شریف کے کبھی سجدہ تلاوت نہیں کرتا اب وہ ان سجود کو ادا کرنا چاہتا

---

(۱) والسجدة واجبة فی هذه المواضع علی التالی والسامع الخ (عالمگیری مصری الباب الثالث عشر سجود التلاوة ج۱ ص ۱۲٤. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳۲) ظفیر. (۲) والمستحب انه اذا ارادان یسجد للتلاوة یقوم ثم یسجد واذا رفع راسه من السجود یقوم ثم یقعد كذا فی الظهیریه (عالمگیری مصری باب سجود التلاوة ج۱ ص ۱۲۷. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳۵) ظفیر. (۳) ویكره ان یتنفل بعد الفجر حتیٰ تطلع الشمس وبعد العصر حتیٰ تغرب الخ ولا باس بان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوة ویصلی علی الجنازة (هدایه باب المواقیت ج ۱ ص ۸۱) ظفیر.

(٤) وشرائط هذا السجدة شرائط الصلوٰة الا التحریمه (عالمگیری مصری . باب سجود التلاوة ج۱ ص ۱۲٦. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳۵) ظفیر. (۵) وشرط التداخل اتحاد الایة و اتحاد المجلس حتیٰ لواختلف المجلس واتحدت الایة او اتحد المجلس واختلفت الایة لا تتداخل كذا فی المحیط (ایضاً ج۱ ص ۱۲۵. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳۷) ظفیر.

(٦) یجب بسبب تلاوة ایة ای اكثرها مع حرف السجدة (درمختار) هذا خلاف الصحیح الذی جزم به فی نور الایضاح ففی السراج وهل تجب السجدة بشرط قراءة جمیع الایة ام بعضها فیه اختلاف والصحیح انه اذا قرا حرف السجدة وقبله كلمة او بعده كلمة وجب السجود والا فلا الخ (ردالمحتار باب سجود التلاوة ج۱ ص ۷۱۵. ط. س. ج۲ ص ۱۰۳) ظفیر.

ہے مگر کفارہ کی طاقت نہیں رکھتا۔

(جواب) اندازہ کر کے سجدہ تلاوت پورے کرے روزانہ جس قدر ہوسکے سجدہ بہ نیت قضاء کر لیا کرے۔ اس کا کفارہ یہی ہے کہ سجدے کرے۔(۱) فقط۔

سجدہ تلاوت کی اطلاع

(سوال ۲۱۷۱) امام کو پہلے سے یہ کہنا کہ میں فلاں رکعت میں سجدہ تلاوت کروں گا ہوشیار رہو جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

سجدہ تلاوت فرض ہے یا واجب اور اس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے

(سوال ۲۱۷۲) سجدہ تلاوت فرض ہے یا واجب اور کس طرح ادا کرنا چاہئے یعنی سجدہ میں اور سجدہ شروع کرنے سے پہلے یا بعد سجدہ کے کیا کیا پڑھنا چاہئے۔ اور جب تلاوت قرآن میں مشغول ہو اور آیت سجدہ کی پڑھتا ہے تو اسی وقت دوزانوں ہو کر سجدہ ادا کرے یا کھڑے ہو کر؟

(سوال ۲۱۷۳/۲) نیز اگر ایک دفعہ آیت سجدہ کو بزبان عربی اور بعد میں ترجمہ پر دہرائے اسی طرح کسی کو پڑھاتا ہے یا خود حفظ کرتا ہے جو کہ آیت سجدہ چند دفعہ تلاوت ہو جاتی ہے۔ ان سب صورتوں میں سجدہ تلاوت ایک دفعہ ہوگا یا جدا جدا؟

(سوال ۲۱۷۴/۳) نیز جن وقتوں میں ہر قسم کی نماز پڑھنی مکروہ ہے سجدہ تلاوت دینا جائز ہے؟ مثلاً فجر کے فرضوں کے بعد تا طلوع آفتاب، یا دوپہر یا بعد نماز عصر، ایسا ہی صبح صادق کے وقت فجر کی سنتوں سے پہلے یا سنت اور فرض کے درمیان؟

(سوال ۲۱۷۵/۴) نیز اگر نابالغ بچہ کو سبق پڑھا رہا ہے تو بچہ کی طرف سے خود سجدہ کرے یا معاف ہے؟

(سوال ۲۱۷۶/۵) یا اگر تلاوت کے وقت آیت سجدہ کوئی پڑھنے والے سے سن لیتا ہے اگر اس نے خود بخود سمجھ کر ادا کر دیا فبھا ورنہ اس کا سجدہ نہ ادا کرنا پڑھنے والے پر کوئی باعث گناہ کا ہوتا ہے یا سننے والوں کی طرف سے بھی پڑھنے والا ادا کرے؟

(جواب) سجدہ تلاوت واجب ہے۔ طریق اس کا یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جاوے۔ تین بار یا زیادہ برعایت سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جاوے سجدہ ادا ہو گیا اگر بیٹھے ہوئے سجدے میں گیا اور بعد سجدے کے پھر بیٹھا رہا تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر سجدے میں جاوے اور سجدے کے بعد کھڑا ہو جاوے۔ (یجب بسبب تلاوۃ اية ای اکثر ها مع حرف السجدة (درمختار) وهی سجدة بين تكبير تين

(۱) وهی علی التراخی علی المختار ويكره تاخيرها تنزيها الخ ان لم يكن صلوٰتية (درمختار) حتی لو اداها بعد مدة كان مؤديا اتفاقا لا قاضيا الخ لو تراخی كان اداء مع ان المرجح انه علی الفور ويا ثم بتاخيره (ردالمحتار باب السجود التلاوة ج۱ ص ۷۲۱. ط.س. ج۲ ص ۱۰۳) ظفير.

مسنونتین جھراوبین قیامین مستحبین بلا رفع ید وتشھد وسلام وفیھا تسبح السجود (درمختار) جمیل الرحمن.

(۲) ان سب صورتوں میں ایک سجدہ واجب ہوگا (ولو کررھا فی مجلس تکررت وفی مجلس واحد لا تتکرر بل کفتہ واحدۃ الخ درمختار . سجود التلاوۃ)

(۳) طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کے وقت سجدہ تلاوت بھی حرام ہے مگر جب کہ آیت سجدہ انہی اوقات میں پڑھی تو سجدہ بھی ان اوقات میں درست ہے اور صبح کی نماز کے بعد تا طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر تا غروب اور بعد صبح صادق سجدہ تلاوت درست ہے۔ ذکرہ تحریما صلاۃ ولو علی جنازۃ وسجدۃ تلاوۃ وسھو مع شروق واستواء وغروب الخ وکرہ نفل الی قولہ بعد صلاۃ فجروصلاۃ عصر لا قضاء فائتۃ وسجدۃ تلاوۃ وصلوٰۃ جنازۃ وکذا بعد طلوع فجر سویٰ سنۃ الخ (تنویر)

(۴) بچہ نابالغ پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

(۵) سننے والوں پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے نہ کیا تو پڑھنے والے پر کچھ گناہ نہیں ہے اور پڑھنے والا سننے والوں کی طرف سے سجدہ نہیں کر سکتا......

(فالسبب التلاوۃ وان لم یوجد السماع کتلاوۃ الا صم والسماع شرط فی حق غیر التالی (درمختار) جمیل الرحمن.)

الباب الثالث عشر فی صلوٰۃ المریض
(بیماروں کے لئے ارکان نماز میں رعایتیں)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے پیچھے کھڑے ہونے والے کی اقتداء درست ہے

(سوال ۲۱۷۷)جو امام نماز بیٹھ کر پڑھاوے مگر اس کو کچھ عذر تکلیف کا بھی ہے جس سے وہ کھڑا نہیں ہو سکتا اور تمام کاروبار کھڑا ہو کر کرتا ہے تو نماز اس کی اور مقتدیوں کی درست ہے یا نہیں۔

(جواب)اگر معذور ہے کہ کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر اس کی نماز درست ہے اور اس کے پیچھے مقتدیوں کی نماز بھی درست ہے۔(۱) اور اگر وہ ایسا معذور نہیں ہے بلکہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرنے پر قادر ہے تو اس کی نماز درست نہیں اور اس کے پیچھے مقتدیوں کی نماز بھی صحیح نہ ہوگی۔(۲) فقط۔

ایک ہی چادر میں لپٹ کر نماز درست ہے

(سوال ۲۱۷۸)مریض اگر باعث سردی رزائی یا چادر اوڑھ کر نماز پڑھے کہ سارا جسم مع منہ و سر اس ملبوس سے پوشیدہ ہو اور ستر اس کا مثل زانو یا فخذ یا سرین مکشوف غیر مستور ہو مریض کی نظر سے اور جو شخص اس کے پاس ہو اس کی نظر سے بھی پوشیدہ ہو تو نماز اس مریض کی جائز ہوگی یا نہیں۔

مجبوری کی وجہ سے ناپاک کپڑوں کے ساتھ نماز

(سوال ۲۱۷۹/۲)مریض مجبور اگر نماز مع نجاست ادا کرے تو بعد صحت کے قضاء لازم ہوگی یا نہیں۔

(جواب)(۱) نماز اس مریض کی صحیح ہے۔(۳)

(۲) مجبوری کی حالت میں کپڑا پاک نہ ہو سکے اور نہ رہ سکے نماز اس کی صحیح ہے۔ اور اگر پاک کپڑا بدل سکتا تھا اور نہ بدلا تو قضا لازم ہوگی۔(۴) فقط۔

سخت بیماری میں روزہ و نماز کا ترک اور اس کا کفارہ

(سوال ۲۱۸۰)زید کی دادی کا عرصہ پانچ سال تک ایک ایسے مرض میں مبتلا رہ کر جس کی وجہ سے ان کا ایک ہاتھ پیر بیکار ہو گیا تھا جس کو مرض فالج تجویز کیا جاتا ہے بعمر ۵۸ سال انتقال کیا۔ جس وقت تک وہ چلتی رہیں اور ہوش و حواس قائم رہے اس وقت تک وہ نماز روزہ ادا کرتی رہیں مگر جس وقت سے وہ چلنے پھرنے سے ناقابل اور ہوش و حواس بھی قائم نہ رہے روزہ نماز بھی ترک ہو گیا۔ خود یا کسی کے کہنے سے اگر نماز پڑھنے کے لئے پلنگ ہی پر

....

(۱)ویصح اقتداء القائم بالقاعد الذی یرکع ویسجد لا اقتداء الراکع والساجد بالمومی (عالمگیری مصری باب الامامة ج۱ ص ۷۹.ط.ماجدیه ج۱ص۸۵) ظفیر.(۲)من فرائضها التی لا تصح بدونها التحریمة الخ ومنها القیام الخ فی الفرض الخ لقادر علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة بحث القیام ج ۱ ص ٤١٤ .ط.س.ج۱ص٤٤٢ ظفیر.

(۳)والشرط سترها عن غیره ولو حکما کمکان مظلم لا سترها عن نفسه به یفتی فلو راها من زیقه لم تفسدوان کره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة ج۱ ص ۳۸۰.ط.س.ج۱ص۴۰۹) ظفیر.

(٤)وان استوعب عذر تمام وقت صلوٰة مفروضة الخ وحکمه الوضو لما غسل ثوبه ونحوه الخ وان سال علی ثوبه فوق الدر هم جاز له ان لا یغسله ان کان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها ای الصلاة والا الخ فلا یجوز ترك غسله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار احکام المعذور ج۱ ص ۲۸۱.ط.س.ج۱ص۳۰۵) ظفیر.

قبلہ رو بٹھا دیا جاتا تھا تو نماز پڑھنے لگتی تھی مگر نماز میں ادھر ادھر دیکھتی رہتی تھی۔ لہذا بحالت مذکورہ جب کہ اکثر اوقات ان کو پیشاب پاخانہ کی بھی خبر نہ رہتی تھی ان پر نماز روزہ فرض تھا یا نہیں۔ اگر فرض تھا تو اب ان کی ادائیگی کس حساب سے اور کس طرح کی جاوے۔

(جواب) روزہ تو ایسے مرض میں مؤخر ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں فدیہ روزہ کا دینا واجب ہو جاتا ہے۔(۱) اور وہ کافی ہو جاتا ہے نماز ان کے ذمہ فرض ہے البتہ نمازیں جو انہوں نے ایسی حالت میں پڑھیں وہ ہو گئیں (۲) اور جو نماز بالکل نہیں پڑھی اس کا فدیہ وارثوں کو دے دینا چاہئے گو بدون وصیت کے اور بدون اس کے کہ وہ کچھ ترکہ چھوڑیں فدیہ دینا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں ہوتا لیکن فدیہ کا دے دینا بہتر ہے اور امید ہے کہ وہ فدیہ ان کی فوت شدہ نمازوں کا ہو جاوے گا۔(۳) فقط

آنکھیں بنوانے والا نماز کس طرح ادا کرے

(سوال ۲۱۸۱) قدح چشم کے متعلق یہ دریافت کرنا ہے کہ ڈاکٹر بہت تاکید کرتے ہیں کہ سر کو ذرا بھی حرکت نہ ہو۔ نماز کی بابت کیا حکم ہوگا۔ قطعاً ادا نہ کرے اور اگر ادا کرے تو کیسے۔ سر کی حرکت کرنے کی قطعی ممانعت ہے۔ وضو کرے تو کس طور سے یا تیمّم کرے تو کس طرح۔ اور اس کے بعد تین روز تک آنکھ پر پٹی بندھی رہتی ہے اس حالت میں جو وضو کرے یا کسی دوسری وجہ سے تیمّم کرے تو صرف جبڑہ پر مسح کرے یا کل چہرہ پر یعنی کل چہرہ کو نہ دھوئے یا جو جلد جبڑہ سے علیٰحدہ ہے اس کو ہاتھ سے تر کرے اس وجہ سے کہ دھو نہیں سکتا۔

(جواب) شامی میں ہے قوله وان تعذر القعود ولو حكماً كما لو قدر على القعود ولكن بزغ الطبيب الماء من عينيه وامره بالا ستلقاء ايا ماً اجزاء ه ان يستلقى ويرمى لان حرمة الاعضاء كحرمة النفس الخ۔(۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ قعود دشوار ہو اگرچہ حکماً ہو مثلاً یہ کہ بیٹھ سکتا ہے لیکن ڈاکٹر نے اس کی آنکھ بنائی اور اس نے یہ کہا کہ چند دن چت لیٹا رہ تو اس کو یہ کافی ہے کہ چت لیٹا رہے اور اشارہ سے نماز پڑھے اور ظاہر ہے کہ اشارہ میں حرکت سر کی ضروری ہے بدون اس کے نماز نہیں ہو سکتی اور ترک کرنا نماز کا بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ عقل سالم ہے بیہوشی نہیں ہے۔

قاری عبد الرحمٰن صاحب پانی پتی نے جب آنکھ بنوائی تو اشارہ سے نماز پڑھتے رہے اور ڈاکٹر نے اجازت دے دی تھی اور بظاہر کچھ نقص نہ آیا تھا۔ پس اشارہ سر کی اجازت برائے نماز لینی چاہئے اور اگر اجازت نہ دے تب بھی نماز چھوڑنی نہ چاہئے۔ اور آنکھ پر جب پٹی ہو تو باقی چہرے کے دھوئے اور پٹی پر مسح کرے۔ اور اگر باقی چہرے کو دھونے سے تری کی سرایت آنکھوں کی طرف ہونے کا خوف ہو اور وہ آنکھ کو مضر ہو تو کل چہرے پر بھی

---

(۱) وللشيخ الفانى العاجز عن الصوم الفطر ويفدى وجوبا الخ (درمختار) للشيخ الفانى اى الذى فنيت قوته او اشرف على الفناء ولذاعرفوه بانه الذى كل يوم فى نقص الى ان يموت الخ عن الكرمانى المريض اذا تحقق الياس من الصحة فعليه الفدية لكل يوم من المرض ا ه (ردالمحتار كتاب الصوم فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۶۳ .ط.س. ج۱ ص۴۲۷) ظفير. (۲) من تعذر عليه القيام لمرض الخ صلى قاعد او لو مستندا الى وسادة الخ كيف شاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلوٰة المريض ج۱ ص ۷۰۸ .ط.س. ج۲ص۹۵) ظفير. (۳) ولومات وعليه صلوٰت فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كا لفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانما يعطى من ثلث ماله (درمختار) واما اذا لم يوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد فى الزيادات انه يجزيه انشاء الله تعالىٰ (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج۱ ص ۶۸۵ ج۱ ص ۶۸۶ .ط.س. ج۲ص ۷۲) ظفير.

(۴) ردالمحتار باب صلوٰة المريض جلد اول ص ۷۱۱ .ط.س. ج۲ص۹۹. ۱۲ ظفير.

مسح درست ہے اور باقی اعضائے وضو کو دھونا اور اگر کسی عذر کی وجہ سے تیمم کرے تو تیمم موافق قاعدے کے کرے کہ ایک ضرب کے بعد چہرے پر جبڑے کے اوپر کو ہاتھ پھیرے اور دوسری ضرب میں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے (۱)۔ فقط۔

ضعف کی وجہ سے بیٹھ کر نماز درست ہے

(سوال ۲۱۸۲) ایک شخص بہت ضعیف اور کمزور ہے حواس ٹھیک نہیں رہتے، نماز پنجگانہ بیٹھ کر ادا کرتا ہے اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) جس قدر طاقت ہو اسی کے موافق نماز ادا ہو جاوے گی۔ اگر قیام کی طاقت نہ ہو تو قعود سے اور اگر قعود کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ (۲) الغرض تکلیف بقدر وسعت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ **لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا** (۳) الآیۃ فقط۔

وضو یا تیمم کی طاقت نہ ہو تو نماز فرض ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۸۳) مریض میں اتنی قوت نہیں کہ خود وضو یا تیمم کر سکے تو اس پر نماز واجب ہے یا نہیں۔

بعض وقت معاون موجود ہو اور بعض وقت نہیں تو کیا کرے

(سوال ۲/ ۲۱۸٤) اس مریض کو بعض وقت کوئی تیمم کرانے والا موجود ہوتا ہے۔ اور بعض وقت نہیں تو اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہوگا۔

جب مریض میں قبلہ رخ ہونے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے۔

(سوال ۳/۲۱۸۵) مریض خود قبلہ رخ نہیں ہو سکتا اور کوئی اس کے پاس بھی نہیں تو کیا حکم ہے۔

اخیر وقت میں کئی وقت کی نماز نہیں پڑھی تو کیا کیا جائے

(سوال ٤/۲۱۸٦) ایک شخص کا انتقال ۲۰ شوال کو ہوا اور رجب سے ۲۰ شوال تک یہ صورت رہی کہ کبھی اس نے نماز پڑھی اور کبھی نہیں حالانکہ اس کو اس قدر قوت رہی کہ پانی مانگ سکے اور سر اٹھا سکے۔

(جواب) (۱، ۲، ۳) ان صورتوں میں دوسرے شخص سے اعانت وضو یا تیمم وغیرہ میں لے اور بلا وضو تیمم کے اور بلا استقبال قبلہ کے نماز نہ پڑھے اور نماز ان صورتوں میں ساقط نہیں ہوئی جس طرح اور جس وقت میسر ہو ادا یا قضاء اس نماز کو پڑھے۔ (٤)

(٤) اس کے ذمہ وہ نمازیں فرض رہیں اور وصیت کرنا فدیہ کی اس کے ذمہ لازم تھی، پس وصیت ایک ثلث ترکہ سے فدیہ اس کی نمازوں کا اداء کیا جاوے اور ثلث سے زیادہ میں وارثوں کو اختیار ہے اگر وہ چاہیں ادا کر دیں، اور یہ

(۱) وحکم مسح جبیرۃ الخ او خرقۃ قرحۃ وموضع فصد وکی ونحو ذلک کعصابۃ جراحۃ کغسل لا تحتھا فیکون فرضا الخ ویجمع الخ معہ ای غسل الاخری الخ ویترک المسح کا لغسل ان ضروالا، لا یترک (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المسح علی الخفین جلد اول ص ۲۵۷ . ط.س. ج۱ ص۲۷۸ . ۱۲ ظفیر. (۲) واذا عجز المریض عن القیام صلی قاعداً یرکع ویسجد الخ فان لم تستطع الرکوع والسجود او مایماء یعنی قاعداً الخ فان لم یستطع القعود استلقی علی ظہرہ وجعل رجلیہ الی القبلۃ الخ (ہدایہ باب صلاۃ المریض ج۱ ص ۱٤٤) ظفیر. (۳) سورۃ البقرۃ اخیر رکوع ۱۲ ظفیر. (٤) نماز کے لئے چونکہ وضو یا تیمم ضروری ہے، خواہ خود کرے یا دوسروں کے ذریعہ۔ اما الشرائط المجمع علیھا فستۃ الخ الطہارۃ من الحدث الخ اما الطہارۃ من الحدث قد مھا لکونھا اہم الشروط واکدھا حتی انھا لا تسقط، بحال ولا یجوز الصلوٰۃ بدونھا اصلا بخلاف غیرھا من الشروط (غنیۃ المستملی ص ۱۳) استقبال قبلہ بھی شرط ہے مگر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ عاجز کے لئے جہت پر قدرت ہو وہی کافی ہے و مریض صاحب فراش، لا یمکنہ ان یحول وجھہ ولیس بحضرتہ احد یوجھہ یجزیہ صلوٰتہ الی حیثما شاء الخ (عالمگیری کشوری کتاب الصلاۃ باب ثالث فصل ثالث ج۱ ص ٦۲ . ط. ماجدیہ ج۱ ص۶۳) ظفیر.

بہتر ہے ورنہ ان پر کچھ گناہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

جسے طاقت نہ ہو وہ نماز کا فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۸۷) جو شخص نا طاقت ہے وہ اپنی عمر کے روزے اور نماز کے قضاء کی بابت فدیہ دینا چاہتا ہے وہ روپیہ مدرسہ دینی میں کس مصرف میں خرچ ہو سکتا ہے اس میں تملیک ضروری ہے یا نہیں۔

(جواب) شیخ فانی کو روزہ کا فدیہ دینا تو درست ہے لیکن (۲) نماز کا فدیہ خود اس کو دینا درست نہیں ہے اور نمازیں اس فدیہ سے ساقط نہ ہوں گی کیونکہ نماز میں یہ وسعت ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھے اور اگر رکوع و سجود کے ساتھ نہیں پڑھ سکا تو اشارہ سے پڑھے(۱) البتہ بعد اس کے مرنے کے جو نمازیں اس کے ذمہ رہ جاویں یا روزے رہ جاویں اور وہ وصیت فدیہ دینے کی کرے اور مال بھی چھوڑ دے تو اس کے وارثوں کے ذمہ فدیہ کا اداء کرنا ضروری ہے اور حکم اس کا زکوٰۃ کا سا ہے تملیک فقیر اس میں ضروری ہے۔ پس اگر مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کے لئے دیا جاوے تو یہ بھی درست ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ علم دین کے طلبہ کی امداد ہے۔ فقط۔

کشتی سے باہر اتر کر نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۱۸۸) ایک مرتبہ میں پیر صاحب کی ملاقات کو گیا میں نے کشتی سے باہر اتر کر نماز پڑھی جائز ہے یا نہ۔

(جواب) صلی الفرض فی فلك جار قاعداً بلاعذر صح لغلبة العجز واساء وقالا لا يصح الا بعذر وهو الا ظهر برهان والمربوطة فی الشط كالشط، فی الا صح الخ در مختار(۴) قوله جار ای سائر ا استراز من المربوطة قوله والمربوطة فی الشط كالشط) فلا تجوز الصلوٰة فيها قاعداً اتفاقاً وظاهر ما فی الهداية وغيرها الجواز قائماً مطلقاًای استقرت علی الارض اولا وصرح فی الا يضاح يمنعه فی الثانی (ای فی عدم الا ستقرار) حيث امكنه الخروج الحاقاً لها بالدابة نهرو اختاره فی المحيط والبدايع وعزاه فی الا مداد ايضاً الی مجمع الروايات عن المصفی وجزم به فی نورالا يضاح وعلی هذا ينبغی ان لا تجوز الصلوٰة فيها سائرة مع امكان الخروج الی البر وهذه المسئلة الناس عنها غافلون شرح المنية (۵) والمربو طة بلجة البحران كان الريح يحركها شديداً فكا السايرة والا فكالوافقة ويلزم استقبال القبلة عند الا فتتاح و كلمادارت ولوام قوماً فی فلكين مربوطين صح والالا

---

(۱)ولو ما ت وعليه صلوات فائتة واوصی بالكفارة يعطی لكل صلاة نصف من بر وكذا حكم الوتر و الصوم وانما يعطی من ثلث ما له (درمختار) فلو زادت الو صية علی الثلث لا يلزم الولی اخراج الزائد الا باجازة الوارثة (ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ٦٨٥ .ط.س.ج۲ص۷) ظفير.(۲)والشيخ الفانی الذی لايقدر علی الصيام يفطر و يطعم لكل يوم مسكينا كما يطعم فی الكفارات (هدايه كتاب الصوم باب يوجب القضاء والكفارة ج ۱ ص ٢٠٤)ظفير.(۳)من تعذر عليه القيام ای كله لمرض الخ صلی قاعدا الخ كيف شاء الخ وان تعذر الخ اومأ قاعدا الخ وان تعذر القعود او مأ مستلقيا الخ وان تعذر الا يماء براسه و كثرت الفوائت الخ سقط القضاء عنه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة المريض ج ۱ ص ٧٠٨.ط.س.ج۲ص٩٥) ظفير.(٤)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة المريض مطلب فی الصلاة فی السفينة ج۱ ص ٧١٣.ط.س.ج۲ص١٠١ .١٢ ظفير.

(٥)ردالمحتار باب ايضاً ج۱ ص٧١٣ و ج۱ ص ٧١٤. ط.س.ج۲ص١٠١. ١٢ ظفير.

، در مختار۔(۱) اِن روایات سے واضح ہے کہ کشتی اگر کنارہ پر کھڑی ہو تو وہ اگر زمین پر مستقر نہ ہو تو اس میں جواز صلوٰۃ میں اختلاف ہے ہدایہ وغیرہ میں اس کا جواز منقول ہے اور محیط وبدائع وغیرہ میں عدم جواز کو صحیح کہا ہے اور یہی احوط ہے کما ہو ظاہر۔ فقط۔

بیہوشی کے بعد ہوش آئے تو نمازوں کے لئے کیا کرے

(سوال ۲۱۸۹) اگر کوئی شخص کثرت مرض کی وجہ سے چوبیس گھنٹہ تک بیہوش رہے بعد اس کے کبھی کبھی جب ہوش میں آوے تو بجز اشارہ کے نماز نہیں پڑھ سکتا، آیا نماز فائتہ کی قضا آوے گی یا نہیں۔ اگر قضا آوے گی تو حالت مذکورہ میں اشارہ سے پڑھ لیوے تو کافی ہو گی یا نہیں۔ اور چوبیس گھنٹہ سے زائد بیہوش رہے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) در مختار صلوٰۃ المریض میں ہے ومن جن اواغمی علیه الخ یوماً ولیلة قضی الخمس وان زاد وقت صلوٰۃ سادسة لا، للحرج الخ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بیہوش رہا اور چھ نمازیں یا اس سے زیادہ قضا ہو گئیں تو قضاء لازم نہ ہو گی بصورت لزوم قضاء اگر بحالت مرض فوت شدہ نمازوں کو اشارہ سے پڑھ لے گا تو نماز ادا ہو جائے گی۔(۳) فقط۔

کیا سال بھر کی نماز کا کفارہ صرف ایک نسخہ قرآن ہو سکتا ہے

(سوال ۲۱۹۰) کسی شخص کی سال بھر کی نماز فوت ہو گئی بوقت موت اس نے کہا کہ میری سال بھر کی نمازوں کا کفارہ کے بدلہ ایک قرآن شریف دے دینا کیونکہ میرے میں اتنی طاقت نہیں جو تمام نمازوں کا کفارہ ادا کر دوں۔ کیا ازروئے شرع یہ قرآن شریف اس کی سال بھر کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

(جواب) ایک قرآن شریف سے تمام نمازوں کا کفارہ ادا نہ ہو گا بلکہ ایک دن کی نمازوں کا کفارہ ساڑھے دس سیر گندم بوزن انگریزی یا اس کی قیمت ہے جو کہ قریب ڈیڑھ روپیہ کے ہوتی ہے اور ایک ماہ کی نمازوں کا کفارہ ؏ للعہ ہوا ہے اور بارہ ماہ کا اس سے اندازہ کر لیا جاوے صما للعہ ۵۴۰ پس اگر اس شخص کے ترکہ کے ایک ثلث میں اس کی گنجائش ہے تو پورا کفارہ نمازوں کا دینا چاہئے۔(۴) فقط۔

بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو کس طرح نماز پڑھے

(سوال ۲۱۹۱) جو شخص ایسا لاغر ہو جاوے کہ بیٹھ نہ سکے تو کس طرح سے نماز پڑھے اور سنن ونوافل بھی پڑھے یا فرض بھی۔

....

(۱) الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰۃ المریض ج ۱ ص ۷۱٤ .ط.س. ج۲ ص ۱۰۱ .۱۲ ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المریض ج ۱ ص ۷۱٤ .ط.س. ج۲ ص ۱۰۲ .۱۲ ظفیر.

(۳) وان تعذر القعود او ما بالرکوع والسجود مستلقیا علی ظهره وجعل رجلیه الی القبلة الخ (عالمگیری کشوری الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المریض ج ۱ ص ۱۳٤ .ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳٦) ظفیر.

(٤) ولو مات علیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلاة نصف صاع بر کا لفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ما له الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب قضاء الفوائت ج۱ ص ٦٨٥ و ج۱ ص ٦٨٦ .ط.س. ج۲ ص ۷۲) ظفیر...... قیمت کا جو حساب درج ہے وہ ۱۳۴۴ھ کا ہے۔ ہمارے اس زمانہ ۱۳۸۱ھ میں قیمت میں پہلے سے بڑا فرق ہو جائے گا اس لئے کہ آج ساڑھے دس سیر گیہوں کی قیمت کم از کم چار روپے ہو گی، بہر حال گیہوں کا حساب تو وہی رہے گا جو درج ہے لیکن قیمت کا اندازہ وقت کے وقت لگایا جائے گا خواہ کم ہو خواہ زیادہ، اس وقت ساڑھے دس سیر گیہوں کی قیمت کم از کم للعہ ۴ ہو گی اور اس حساب سے ایک ماہ کی نمازوں کا کفارہ ؏ للعہ ۱۲۰ ہو اور سال بھر کا پندرہ سو تیرہ روپے دو آنے واللہ اعلم ۱۱ ظفیر۔

(جواب) جو شخص بیٹھ کر اشارہ سے بھی نماز نہ پڑھ سکے وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور سنت اور نفل کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ اگر پڑھ سکے تو بہتر ہے نہ پڑھے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔(۱) فقط۔

مرض کی وجہ سے شراب کی پٹی باندھی گئی تو نماز کیسے ادا کرے

(سوال ۲۱۹۲) ایک شخص کے پیر میں زخم ہو گیا...... ڈاکٹر نے شراب کا پھایا باندھ دیا اور تاکید کر دی کہ اس کو کھولا نہ جاوے تو وہ اس پٹی کے بندھے ہوئے پر نماز پڑھ سکتا ہے۔

(جواب) وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لیوے نماز اس کی درست ہے۔(۲) فقط۔

عورت بوقت ولادت نماز کس طرح پڑھے

(سوال ۲۱۹۳) عورت حالت دردزہ میں باوجود یہ کہ ہوش وحواس درست ہوں اور بظاہر بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو مگر رطوبت خون وغیرہ جاری ہو اور بچہ کا کچھ حصہ جسم سے نکلنا باقی ہو اور نماز کا وقت ہو اور وہ محض آداب طہارت یا حرمت نماز کا یا یہ خیال کر کے کہ تمام جسم خون آلودہ ہوگا نماز نہ پڑھے تو گنہگار ہوگی یا نہیں۔ اور نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔

(جواب) ایسی حالت میں اگر وقت نماز کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو وہ عورت وضو کر کے اگر ہو سکے ورنہ تیمّم کر کے نماز ادا کرے اور اس خون کا خیال نہ کرے کیونکہ وہ دم استحاضہ ہے، مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے۔ شامی میں ہے ولو لم تصل تکون عاصیةً لربها (۳) الخ اور شرح منیہ میں ہے فلا یجوز لها تفویت الصلوٰۃ الخ ۔ فقط۔

ریاح کے مریض کو نماز میں ریاح خارج ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۱۹۴) اگر کسی شخص کو ریح کا مرض ہو تو وہ تازہ وضو کر کے نماز ادا کر سکتا ہے اور اگر بحالت نماز ریح خارج ہو جاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) اگر وہ شخص شرعی معذور ہو چکا ہے یعنی یہ مرض خروج ریح کا اس کو اس قدر زیادہ ہے کہ کسی وقت اس کو ایسی نوبت آچکی ہے کہ تمام وقت نماز میں اس قدر مہلت اس کو اس مرض نے نہیں دی کہ وضو کر کے فرض وقت بدون اس عذر کے پڑھ سکا ہو تو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ ایک دفعہ وضو کر کے وقت کے اندر نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ ریح نماز میں خارج ہوتی رہے۔ در مختار۔(۴) فقط۔

---

(۱) وان تعذر القعود ولو حکما او ما مستلقیا علی ظهره ورجلا نحو القبلة الخ او علی جنبه الا یمن اوالا یسر ووجهه الیها الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المریض ج۱ ص ۷۱۱ وج ۱ ص ۷۱۲. ط.س. ج۲ ص۹۹) ظفیر.

(۲)

(۳) امراة خرج راس ولدها وخافت فوت الوقت توضات ان قدرت والا تیممت وجعلت راس ولدها فی قدر او حفیرة وصلت قاعدة برکوع وسجود فان لم تستطعهما تومی ایماء ای تصلی بحسب طاقتها ولا تفوت الصلوٰة عن وقتها لانها لم تصر نفساء بخروج بعض الو لدما لم ترالدم بعد خروج الولد کله والدم الذی تراه فی حالة الولادة قبل خروج الولد استحاضة لا تضع الصلوٰة فکانت مکلفة بقدر وسعها فلا یجوز لها تفویت الصلوٰة عن وقتها الا ان عجزت بالکلیة کما فی سائر المرضی (غنیة المستملی شرح المنیة ص ۲٦۵ و ص ۲٦٦) ظفیر.

(٤) وصاحب عذر من به سلس البول لا یمکنه امساکه اواستطلاق بطن اوانفلات ریح الخ ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضا ویصلی فیه خالیا عن الحدث ولو حکما الخ وحکمه الوضوء لا غسل ثوبه ونحوه لکل فرض ثم یصلی به فیه فرضا ونفلا الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار مطلب احکام المعذور ج۱ ص ۸۰. ط.س. ج۱ ص ۳۰۵) ظفیر.

کنارہ پر بندھی ہوئی کشتی میں نماز جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۱۹۵) اگر کشتی کنارہ پر بندھی ہوئی ہو تو کھڑے ہو کر بدون مستقر زمین کے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور خلاصۃ الفتاوی جلد اول ص ۱۹۴ میں ناجائز تحریر کرتے ہیں۔

(جواب) ہدایہ میں ہے والمربوط کالشط هو الصحيح۔(۱) ومثله في الدر المختار وفي ردالمحتار قوله والمربوطة والشط) فلاتجوز الصلوٰة فيها قاعداً اتفاقاً وظاهر ما في الهداية وغيرها الجواز قائماً مطلقاً اى استقرت على الارض اولا وصرح في الا يضاح يمنعه في الثاني حيث امكنه الخروج الحاقاً لها بالهداية الخ۔(۲) معلوم ہوا کہ صحیح یہ ہے کہ کشتی مربوطہ علی الشط میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست ہے البتہ بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن احوط یہ ہے کہ کشتی سے باہر کنارہ پر نماز پڑھے تاکہ خلاف سے نکل جاوے۔ فقط۔

(۱) هدايه باب صلاة المريض ج۱ ص ۱۴۵ .۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار باب صلاة المريض . مطلب في الصلاة في السفينة ج۱ ص ۷۱۴ .ط.س.ج۱ص۱۰۱ .۱۲ ظفير.

الباب الرابع عشر فی صلوٰۃ المسافر

مسافر نماز کس طرح ادا کریں

(نیز اس باب کے دوسرے مسائل)

بلا ارادہ اتفاق سے پندرہ دن رہ جائے تو کیا کرے

(سوال ۲۱۹۶) چند اشخاص تجارت پارچہ کو جاتے ہیں اور ایک جگہ قیام کرتے ہیں، قریب کے مواضعات میں پارچہ فروخت کر کے رات کو جائے قیام پر واپس آجاتے ہیں اور نماز کو قصر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا ارادہ قیام کا نہیں پارچہ فروخت ہونے پر چلے جاویں گے۔ ایسی حالت میں اگر پندرہ روز یا زیادہ قیام کی نوبت آجاوے تو کیا حکم ہے۔

(جواب) جب کہ اول پختہ ارادہ پندرہ دن قیام کا وہاں نہ ہو اگرچہ پندرہ دن یا زیادہ اتفاق سے قیام ہو جاوے تو ایسی حالت میں نماز کو قصر کرنا چاہئے۔(۱) فقط۔

جس راستہ سے سفر ہو اسی کا اعتبار ہے

(سوال ۲۱۹۷) اجمیر ہمارے یہاں سے براہ پیادہ بیس کوس ہے اور براہ ریل اسی کوس ہے۔ اگر براہ ریل سفر کریں تو قصر کرنا ہوگا یا نہیں۔

(جواب) اگر ریل کے راستہ سے سفر کرنا ہو تو قصر واجب ہوگا۔(۲)

جہاں باپ مقیم ہو بیٹا پندرہ دن کی نیت کے بغیر قصر نہ کرے گا

(سوال ۲۱۹۸) ایک شخص بسلسلہ روزگار اپنے وطن سے بھرتپور آئے، بھرتپور میں اس کے قیام کو چالیس برس کا عرصہ گذر گیا، اس درمیان میں وہ رخصت لے کر اپنے وطن کو بھی جایا کرتے تھے لیکن کبھی گھر کے آدمیوں کو بھی یہاں پر لے آیا کرتے تھے، بھرتپور میں مکان کرایہ پر لے کر رہتے تھے۔ ان کا لڑکا محمد رفیق ہمراہ تھا اب وہ دہلی روزگار کی غرض سے چلے گئے۔ دہلی میں رہتے ہوئے چار پانچ برس ہو گئے۔ اب اگر محمد رفیق دہلی سے بھرتپور اپنے باپ کے پاس آوے تو نماز پوری پڑھے یا قصر کرے۔

(جواب) بھرتپور میں اگر بہ نیت قیام پندرہ یوم نہ آنا ہو تو نماز قصر کرنی چاہئے کیونکہ بھرتپور وطن اقامت تھا سفر کرنے سے باطل ہو گیا۔(۳) فقط۔

امرتسر چھوڑ کر لاہور کو وطن اقامت بنالیا وہ اب امرتسر میں کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۲۱۹۹) ایک شخص پہلے امرتسر میں رہتا تھا پھر لاہور میں مع بال بچوں کے اور بیوی کے چار برس سے

---

(۱) ولا یزال علی حکم السفر حتیٰ ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما او اکثر الخ ولو دخل مصر ا علی عزم ان یخرج غدا او بعد غدو لم ینو مدة الا قامة حتی بقی علی ذالك سنین قصر (ہدایہ باب صلوٰة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفیر.
(۲) فان قصد بلدة والی مقصده طریقان احدهما مسیرة ثلثة ایام ولیا لیها والا خر دو نها ، فسلك الطریق الا بعد كان مسافر ا عندنا هكذا فی فتاویٰ قاضی خان (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۳۶ الباب الخامس فی صلوٰة المسافر. ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۳۸) ظفیر. (۳) وطن الا قامة یبطل بوطن الاقامة وبا نشاء السفر وبالوطن الا صلی (عالمگیری کشوری باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۰. ط. س. ج ۱ ص ۱۴۲) ظفیر.

اقامت گزین ہے اور امرتسر میں کچھ زمین بھی ہے اور بھائی بہن بھی لاہور میں رہتے ہیں اگر امرتسر اور لاہور میں مسافت سفر کی ہو تو اس شخص کو امرتسر میں قصر کرنا ہو گا یا نہیں۔

(جواب) اگر اس شخص نے لاہور کو وطن اصلی بنالیا ہے اور امرتسر کی سکونت ترک کر دی تو امرتسر میں اگر پندرہ دن کی اقامت کی نیت نہیں کی تو وہاں قصر کرے گا۔ کما فی الدر المختار الوطن الاصلی یبطل بمثله اذا لم یبق له بالاول اهل الخ۔(۱) فقط۔

مسافت قصر ۴۸ میل ہے

(سوال ۲۲۰۰) منزل کتنے کوس ہو گی۔ انگریزی کوس کے حساب سے نماز کے لئے قصر تین منزل میں کرنا چاہئے یا کیا۔

(جواب) ہمارے نزدیک معمول سفر قصر کے لئے ۴۸ میل ہیں۔ سولہ ۱۶ میل کی ایک منزل قرار دی گئی ہے۔ فقط۔

بوقت اطمینان مسافر سنتیں پڑھے گا

(سوال ۲۲۰۱) مسافر محض فرض ہی ادا کرے یا سنن بھی

(جواب) در مختار میں ہے ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی خوف وقرار لایاتی بها هو المختار لانه ترك لعذر الخ قیل الا سنة الفجر الخ وفی الشامی قال فی شرح المنية والا عدل ماقاله الهند وانی قلت والظاهران ما هو فی المتن هو هذا۔(۲) ص ۵۲۱ جلد اول شامی۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ مسافر اگر حالت امن میں ہے اور ٹھیرا ہوا ہے تو سنتیں پڑھے اور اگر امن کی حالت نہیں ہے بلکہ سفر کی جلدی ہے اور خوف ہے تو سنتیں چھوڑ دے اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ سنتیں صبح کی پھر بھی نہ چھوڑے۔ فقط۔

مسافر کتنی مسافت پر قضا کرے

(سوال ۲۲۰۲) مسافر کو کتنے کوس پر قصر کرنا چاہئے اور ہر کوس کتنے میل کتنے قدم پختہ کا ہو گا۔

(جواب) سفر اگر تین منزل یعنی تین دن کا ہو تو مسافر پر قصر لازم ہے اور بعض فقہاء نے منازل کے عوض فراسخ اور میل سے تحدید فرمائی ہے۔(۳) اس میں تین قول ہیں۔ بعض نے ۲۱ فرسخ یعنی ۶۳ میل اور بعض نے ۱۸ فرسخ یعنی ۵۴ میل اور بعض نے ۱۵ فرسخ یعنی ۴۵ میل مقرر کئے ہیں اور مفتی بہ قول ثانی یا ثالث ہے۔ قال فی الشامی۔ ثم اختلفوا فقیل احد وعشرون وقیل ثمانية عشر وقیل خمسة عشر والفتوی علی الثانی لانه الا وسط

....

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۲. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱. ۱۲ ظفیر.
(۳) قاصد مسیرة ثلاثة ایام ولیا لیها من اقصر ایام السنة ولا یشترط سفر کل یوم الی اللیل بل الی الزوال والا اعتبار بالفراسخ علی المذهب (درمختار) قال فی النهایة ای التقدیر بثلاث مراحل قریب من التقدیر بثلاثة ایام الخ وکذا ما فی الفتح من انه قیل یقدر باحدو عشرین فرسخا وقیل بثمانية عشر وقیل بخمسة عشر و کل من قدر عینها اعتقدانه مسیرة ثلاثة ایام (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۳۴. ط.س. ج۲ ص ۱۲۲) ظفیر.

وفی المجتبی. فتوی ائمة خوارزم علی الثالث.(۱) اور مذہب ثالث یہ ہے کہ تین دن میں جس قدر مسافت طے ہوتی ہو عادتاً اس میں قصر واجب ہے اور میل چار ہزار ذراع کا ہے یا چار ہزار قدم کا، کذا فی الشامی۔(۲)

جو حنفی مسافر قصر کی جگہ پوری نماز پڑھے اس کا حکم کیا ہے

(سوال ۲۲۰۳) ایک مسافر حنفی نے نماز میں قصر نہ کیا دریافت کرنے سے جواب دیا کہ جب قصر کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہی نہیں پڑھی اور دل اچاٹ ہو جاتا ہے اس وجہ سے قصر نہیں کرتا مجبوراً قول امام شافعی کو لیتا ہوں اس صورت میں اس مسافر کی نماز ہوئی یا نہیں۔

(جواب) یہ اس مسافر نے برا کیا امام شافعی کے مذہب پر اس بارہ میں حنفی کو عمل کرنا درست نہیں ہے، اپنے مذہب کے موافق ضرور قصر کرے۔ قصر کرنا واجب ہے۔(۳) باقی اگر اس نے تنہا نماز پڑھی تو ہو گئی اور اگر امام ہوا تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی۔(۴) فقط۔

اگر کہیں اولاً پندرہ یوم اقامت کی نیت کی تو آس پاس دورہ میں پوری نماز پڑھنا ہوگی

(سوال ۲۲۰۴) ایک آفیسر کا صدر مقام سکندر آباد ہے جہاں ان کے بال بچے بھی رہتے ہیں اور ان کی ملازمت دوازدہ ماہ کی دورہ کی ہے۔ سکندر آباد سے ایک طرف علاقہ ۳۲ میل اور ایک طرف پانچ میل اور ایک طرف ۲۱ میل اور ایک طرف ۲۲ میل کے قریب قریب ہے۔ دورہ میں کسی جگہ پر دس روز سے زیادہ قیام نہیں ہوتا اور خاص سکندر آباد میں بھی دس روز سے زیادہ قیام نہیں ہوتا۔ اس صورت میں آفیسر مذکورہ بالا کو سکندر آباد یا دیگر مقامات میں نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری کیا حکم ہے۔

(جواب) قاعدہ یہ ہے کہ موضع اقامت میں جب تک پندرہ دن کے قیام کی نیت ایک دفعہ میں نہ ہو اس وقت تک قصر ہی کرنا چاہئے اور دورہ میں چونکہ کوئی مقام مسافت شرعیہ یعنی قصر کے قابل نہیں ہے پس اگر اول سکندر آباد میں نیت اقامت پندرہ دن کی ہو چکی ہے تب تو پھر دورہ میں قصر کہیں نہیں ہے اور اگر سکندر آباد میں ہی اول نیت اقامت پندرہ دن کی نہ ہوئی تھی اور نہ پھر کسی دوسرے مقام میں نیت پندرہ دن کے قیام کی ہوئی تو پھر برابر قصر کرے یعنی سکندر آباد میں بھی اور دورہ میں بھی۔(۵) فقط۔

جہاز کے ملازم کے احکام

(سوال ۲۲۰۵) بعض آدمی دور پردیس مثلاً رنگون وغیرہ جا کر ایسے جہازوں میں نوکری کرتے ہیں جن کا اپنے شہر وبندر کے علاوہ دوسرے شہروں میں آنا جانا نہیں ہوتا بلکہ اسی شہر میں ایک دوسرے جہازوں کی آمد ورفت کے لئے

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ ص۱۲۳ ۱۲ ظفیر.

(۲) الفر سخ ثلاثة امیال والمیل اربعة الآف ذراع (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ ص۱۲۳) ظفیر. (۳) والقصر لازم عندنا الخ والا ثار فی ذالك كثیرة وهی تدل الی ان الفرض ركعتان وان الا تمام منكرو لو كان جائزا بفعله علیه الصلوٰة والسلام مرة تعلیما للجواز (غنیة المستملی ص ۴۹۹ وص ۵۰۰) ظفیر.

(۴) فلوا تم مسافران قعد فی القعدة الاولی تم فرضه ولكنه اساء لو عا مداً لتا خیرا لسلام وترك واجب القصر واحب تكبیرة افتتاح وخلط النفل بالفرض الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتا ر باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۹. ط.س. ج۲ ص۱۲۸) ظفیر. (۵) لایزال علی حكم السفر حتی ینوی الاقامة فی بلدة اوقریة خمسة عشر یوما او اكثر وان نوی اقل من ذالك قصر (هدایه باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۴۸) ظفیر.

راستہ صاف کرنے کا کام کرتے ہیں۔

جو لوگ ہمیشہ گھاٹ پر رہا کرتے ہیں

(سوال ۲۲۰۶/۲) اور بعض لوگ ایسے جہازوں کی ملازمت کرتے ہیں جو ہمیشہ گھاٹ ہی پر مربوط رہتے ہیں اور برابر اپنی جگہ پر ثابت رہتے ہیں۔

جو برابر سفر میں رہے

(سوال ۲۲۰۷/۳) بعض لوگ تجارتی جہازوں میں نوکر ہوتے ہیں جن کا کام فقط انتقال من مصرالی مصر ہے کہیں قیام کا اطمینان نہیں، ہاں کبھی کبھی شہر میں ماہ ڈیڑھ ماہ کا قیام بھی ہو جاتا ہے لیکن ملازم اس بارہ میں افسر کے تابع ہوتے ہیں بلکہ ان کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ جہاز کب تک ٹھہرے گا اور کب چھوٹے گا۔ ان تینوں صورتوں میں ملازمین جہاز کو نماز قصر کرنی چاہئے یا پوری پڑھنا چاہئے یا کچھ فرق ہے باہم صورتوں میں۔

(جواب) پہلی اور دوسری صورت میں وہ لوگ مقیم ہیں پوری نماز پڑھیں گے کیونکہ جب وہ کسی شہر رنگون وغیرہ میں بغرض ملازمت گئے اور وہاں پندرہ دن یا زیادہ کی اقامت کی نیت کی اور پھر ایسے جہازوں میں نوکری کرلی کہ جو سفر نہیں کرتے تو وہ مسافر نہیں ہوئے لہذا پوری نماز پڑھیں گے۔

(۳) اور تیسری صورت میں وہ مسافر ہیں نماز قصر کریں گے۔ پہلی دونوں صورتوں میں اتمام صلوٰۃ کی دلیل عبارت درمختار ہے حتیٰ یدخل موضع مقامه الخ اوینوی اقامة نصف شهر بموضع واحد صالح لها من مصر او قرية الخ۔(۱) اور تیسرے مسئلہ کی دلیل یہ ہے فیقصر ان نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر اونوی فيه لكن في غير صالح كبحراوجزيرة الخ اوٰلم يكن مستقلاً برايه الخ (در مختار) قوله اولم يكن مستقلاً برايه عطف على قوله ان نوى اقل وصورته نوى التابع الاقامة ولم ينوها المتبوع اولم يدرحاله فانه لا يتم الخ شامي۔(۲) فقط۔

ایسی اقامت جہاں پندرہ یوم کی نیت نہ ہو قصر کرے

(سوال ۲۲۰۸) زید کا وطن اصلی دہلی میں ہے اور جائے اقامت صدر مقام کانپور میں ہے اور اس کو صدر مقام میں اتفاق قیام کا مدام پندرہ دن سے کم پڑتا ہے تو جائے اقامت میں زید قصر کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب) جائے اقامت سے سفر کرنے کے بعد وہ وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے۔(۳) پھر اگر وہاں پندرہ دن قیام کی نیت نہیں کی تو قصر کرنا چاہئے۔ فقط۔

جس کی سکونت دو جگہ ہو وہ نماز کس طرح پڑھے گا

(سوال ۲۲۰۹) ایک شخص دو موضع را برائے سکونت است یک در کوئٹہ ویک در جیکب آباد۔ در گرما کوئٹہ مقیم ودر سرما جیکب آباد۔ ودر درمیان ہر دو موضع مسافت سفر است۔ اگر برائے کاروبار در جیکب آباد۔ یا کوئٹہ آمد قصر

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۶ و ج۱ ص ۷۳۷ .ط.س.ج۲ص۱۲۴.۱۲ ظفير. (۲) ردالمحتار باب صلوٰة المسافر ج ۱ ص ۷۳۷ و ج ۱ ص ۷۳۸ .ط.س.ج۲ص۱۲۵.

(۳) وطن الاقامة يبطل بوطن الا قامة وبانشاء السفروالوطن الا صل (عالمگیری کشوری باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۰ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۱۴۲) ظفیر.

کند باتمام خواند۔ عیال واطفال باخود ہر جا کہ می باشد ہمراہ اومی باشند ودر موضع گرما وسرما مکانات وعقار ودیگر سامان گذراست وبس۔

(جواب) اگر ہر دو موضع را وطن اصل وجائے قرار گرفتہ است ودر ہر دو موضع مکان وعقار است واہل وعیال در ہر دو موضع می باشند در ہر دو موضع نماز تمام کند قال فی الشامی من شرح المنیة ولو کان له اهل ببلدتین فاتیهما دخلاصار مقیماً الخ۔ فقط۔

جہاں مسلسل پندرہ یوم اقامت کی نیت نہ ہو قصر کرے

(سوال ۲۲۱۰) ہم لوگ پندرہ سال سے قصبہ تراوڑی میں تجارت کرتے ہیں اور مال لاکر فروخت کرتے ہیں اور یہاں آکر دیہات کو چلے جاتے ہیں۔ مگر مکان کرایہ پر لے رکھا ہے۔ مکان سے جب ہم آتے ہیں چار پانچ مہینہ رہتے ہیں مگر پندرہ روز ٹھہرنا نہیں ہوتا۔ دو روز باہر جاتے ہیں دو روز تراوڑی رہتے ہیں۔ نیت یہ ہوتی ہے کہ چار ماہ رہ کر وطن جائیں گے تو نماز قصر پڑھیں یا پوری۔

(جواب) جب کہ اس جگہ جہاں آپ لوگ بغرض تجارت جاتے ہیں پندرہ دن کے قیام کی نیت نہیں ہوتی بلکہ یہ نیت ہوتی ہے کہ دو چار دن ٹھہر کر باہر دیہات میں پھریں گے۔ کسی گاؤں میں دو دن کسی میں چار دن رہیں گے۔ اسی طرح چار پانچ مہینہ گذارے جاتے ہیں تو اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے کذا فی کتب الفقہ۔(۱) فقط۔

دو دن والے کا حکم

(سوال ۲۲۱۱) شخصے دو خانہ می دارد، در میان ہر دو خانہ مسافت سفر است۔ عیال باخود ہر جا کہ می باشد میدارد۔ اہلیہ یک می دارد در یک خانہ۔ پس اگر برائے کاروبار در خانہ دیگر آید کہ عیال باخود نمی آرد قصر کند یانہ۔

(جواب) اگر ہر دو را وطن اصل شمردہ است وارادہ ترک یکے از انہا نکردہ است ویک مقام را ترک کردہ بدیگر مقام سکونت نگرفتہ است ہر دو وطن اصلی است در ہر یک اذان نماز تمام کند۔ والتفصیل فی شرح المنیہ۔(۲) فقط۔

جب معلوم نہ ہو کہ کتنا قیام کرنا ہوگا

(سوال ۲۲۱۲) ہم لوگ فیلڈ پر آئے ہوئے ہیں، ہم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ ہم کو معلوم نہیں ہے کہ ہم اپنے قیام پر کتنی مدت ٹھہریں گے یا کتنا سفر کریں گے مگر اکثر سفر کی بابت معلوم ہے کہ دس پندرہ میل سے زیادہ نہیں چلتے۔ قیام کی بابت یہ ہے کہ اسی جگہ پر مہینہ قیام کریں اسی جگہ سے دس دن کے بعد کوچ کر جائیں۔ غرض ہم لوگ اپنے اختیار میں نہیں، ایسی حالت میں نماز قصر پڑھیں یا پوری جب کہ قیام اور سفر کا کچھ حال معلوم نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں آپ لوگ نماز پوری پڑھا کریں کیونکہ یہ اصل ہے اور حکام کی نیت کا حال معلوم نہیں

---

(۱) لا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما اواکثر وان نوی اقل ذالك قصر (هدایه باب صلوٰة المسافر ج۱ ص ۱۴۸) ظفیر. (۲) فالا صلی وهو مولدالا نسان او موضع تاهل به الخ وفی المبسوط هوالذی نشا فیه او توطن فیه او تاهل فقوله او توطن فیه یتناول ما عزم القرار فیه وعدم الا رتحال وان لم یتا هل فعلی هذا لو عزم من له ابوان فی بلد علی القرار فیه وترك الو طن الذی كان قبله له یكون وطناله ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الاقامة به قیل لا یصیر مقیما وقیل یصیره مقیما وهو الا وجه لما مر من حدیث عثمان رضی الله تعالیٰ عنه ولو كان له اهل ببلد تین فاتیهما دخلها صارمقیما وان ما تت زوجته فی احد یهما وبقی له فیها ورو عقارالخ (غنیة المستملی ص ۵۰۵) ظفیر.

ہے۔(۱) فقط۔

مسافر نے ظہر پوری چار رکعت پڑھ لی تو اعادہ واجب ہے

(سوال ۲۲۱۳) مسافر نے سہواً چار رکعت ظہر پڑھی تو نماز کا اعادہ کرے یا نہیں۔

(جواب) اعادہ کرے وجوباً۔(۲)

امام مسافر نے قصداً چار پڑھی تو مقتدی کی نہیں ہوئی

(سوال ۲۲۱۴) امام مسافر نے بالقصد چار رکعت ظہر پڑھی اور جانتا ہے کہ قصر کرنا چاہئے تو مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں۔ مقتدی کو بعد ختم نماز علم ہوا کہ قصداً چار پڑھی ہیں تو مقتدی کیا کرے اور امام کا کیا حکم ہے دونوں حنفی ہیں۔ بینوا توجروا۔

(جواب) مقتدیوں کی نماز نہیں ہوئی اور امام کا فرض ادا ہو گیا۔ اگر قاعدہ درمیانی کر لیا تھا۔ مگر تاخیر واجب کی وجہ سے بصورت نہ کرنے سجدہ سہو کے اعادہ واجب ہے۔(۳) فقط۔

جو جس راستہ سے سفر کرے اسی کا اعتبار ہے

(سوال ۲۲۱۵) تین شخص ایک ایسے مقام کو چلے جس کے مختلف راستے مختلف مسافت رکھتے ہیں۔ ایک شخص براہ راست جو کہ مسافت تیس کوس ہے جاتا ہے۔ دوسرا شخص براہ سڑک پختہ جو چکر کھاتے ہوئے جاتی ہے اور مسافت چھتیس کوس ہے جاتا ہے۔ اور تیسرا شخص بذریعہ ریل جو چکر سے جاتی ہے اور مسافت چالیس کوس ہے جاتا ہے۔ اس صورت میں مسافر نمبر ۲، نمبر ۳ مسافر مانے جاویں گے یا نہیں اور ان کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا نہیں اور تینوں راستوں میں سے کون سا صحیح مانا جاوے گا۔

کم مسافت سمجھ کر پوری نماز پڑھتا رہا بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا مسافت قصر تھی کیا کرے

(سوال ۲۲۱۶/۲) ایک شخص ایک مقام کو گیا جس کی مسافت بعد تحقیق اپنے خیال میں حد سفر سے کم مسافت خیال کرتا ہے بایں وجہ وہ پوری نماز پڑھتا رہا، چار پانچ روز بعد تحقیق ہوا کہ مسافت حد سفر سے زیادہ ہے تو اس نے پوری نمازیں پڑھی تھیں اس کا اعادہ کرے یا نہیں اور ایک شخص نے ایسے مقام کو جو مسافت شرعی سے کم ہے جو مسافت شرعی پر خیال کر کے قصر کرتا رہا چند روز بعد معلوم ہوا کہ یہ مقام حد سفر سے کم ہے تو وہ ان نمازوں کا اعادہ کرے یا نہ۔

---

(۱) ولم یکن مستقلاً برائه کعبدوامرأة اوبلدة ولم ینوها ای مدة الا قامة الخ ولو بقی سنین الخ والمعتبر نية المتبوع لانه . الا صل لا التابع كامراة الخ عبد الخ و جندی اذا یرتزق من الا میراوبیت المال واجیر واسیر وغریم وتلمیذ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۸.ط.س.ج۲ص۱۲۶) ظفیر.(۲)فلو اتم مسافران تعمد فی القعدة الا ولی ثم فرضه ولکنه اساء لوعا مداً لتاخیر السلام وترك واجب القصر الخ وهذا لا یحل كما حرره القهستانی بعد ان فسرساء باثم واستحق النار (درمختار) فعلم ان الا ساءة هنا كراهة التحريم (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۹ و ج ۱ ص ۷٤۰.ط.س.ج۲ص۱۲۸ وكذا كل صلاة اديت مع كراهةالتحريم تجب اعادتها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلوٰة مطلب واجبات الصلوٰة ج ۱ص ٤۲۵.ط.س.ج۱ص٤۵۷) ظفير.(۳)فلو اتم مسافر ان قعد فی القعدة الاولیٰ تم فرضه ولکنه اساء الخ وما زاد نفل كمصلی الفجر اربعاوان لم یقعدبطل فرضه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷۳۹ و ج ۱ ص ۷٤۰) مقتدی جو مقیم ہوں ان کی نماز اس لئے نہیں ہوئی کہ مفترض کی نماز متنفل کے پیچھے درست نہیں اور صورت مسؤلہ میں امام کی باقیہ دو رکعتیں نفل ہوئیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

حالت سفر کی قضا نمازوں کی ادائیگی بصورت قصر ہی ہوگی

(سوال ۲۲۱۷/۳) سفر میں جو نمازیں قضا ہوئی ہوں ان کو حضر میں پوری پڑھے یا قصر کرے اور سفر میں جو نماز پوری پڑھی گئی ان کو اعادہ کرے یا وہ ہو گئی۔

(جواب) جس راستہ کو جو کوئی سفر کرتا ہے اسی راستہ کا اعتبار ہے۔ لہذا نمبر ۲ نمبر ۳ مسافر شرعی ہیں وہ قصر کریں گے۔(۱)

(۲) پہلا شخص اگر قعدہ درمیان میں بیٹھا ہے تو اس کی نماز فرض ادا ہو گئی اعادہ فرض نہیں ہے اور دوسرا شخص ان نمازوں کا اعادہ کرے۔(۲)

(۳) اس کا حکم یہ ہی ہے کہ سفر کی قضا شدہ نمازوں کو حضر میں بھی قصر کرے(۳) اور جو نمازیں سفر میں پوری پڑھی گئی ان میں اگر قعدہ اولیٰ کر چکا ہے تو وہ ہو گئی۔(۴) فقط۔

معلوم نہ ہو کہ کتنے دن قیام کرنا پڑے تو کیا کرے

(سوال ۲۲۱۸) زید نے بکر کو حکم دیا کہ تم فیلڈ پر جاؤ اور مقام فیلڈ بصرہ قرار دیا لیکن یہ یقین نہیں کہ رہ روز قیام ہو گا یا کم یا زیادہ۔ اور بعض لوگوں کو حکم ملتا ہے کہ تم اس مقام پر مستقل ہو گے اور کسی کو حکم ملتا ہے کہ تم کو جس جگہ سے مانگ آئے گی روانہ کیا جائے گا لیکن پختہ طور پر کسی کو بھی یقین نہیں ہے کہ کتنے روز قیام ہو گا۔ تو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) ایسی حالت تردد میں نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۵) فقط۔

مسافر سنن ونوافل ترک کر سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۱۹) مسافر کو سنن ونوافل پڑھنے کے بارہ میں کیا حکم ہے اگر ترک کرے گا تو گنہگار ہو گا یا نہیں۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مسافر حالت امن و قرار میں ہو اور عجلت و سیر میں نہ ہو تو سنن ورواتب کو ادا کرے اور اگر امن و قرار کی حالت نہ ہو بلکہ جلدی ہو اور خوف ہو تو سنن کو چھوڑ دے۔ در مختار باب صلوٰۃ المسافر میں

---

(۱) ولو لموضع طریقان احدھما مدۃ السفر والا خرا قل ، قصر فی الا ول ولا الثانی (درمختار) ای ولو کان اختیار السلوك فیه بلاغرض صحیح خلافا للشافعی کما فی البدائع (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ص ۷۳۵.ط.س.ج۲ص۱۲۳)

(۲) فلو اتم مسافران قعد فی القعدۃ الا ولی تم فرضه ولکنه اساء الخ واما زاد نفل الخ وان لم یقعد بطل فرضه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰۃ المسافر ج ۱ص ۷۳۹ و ج۱ ص ۷۴۰.ط.س.ج۲ص۱۲۸) اور دوسرے شخص نے چار کی جگہ دو پڑھی اس لئے سرے سے اس کی نماز نہیں ہوئی، بقی من المفسدات ارتداد بقلبه وموت الخ وترك رکن بلا قضاء (ایضاً باب ما یفسد الصلوٰۃ ج۱ ص ۵۸۸و ج۱ ص ۵۸۹.ط.س.ج۱ص۶۲۹) ظفیر.

(۳) والقضاء یحکی ای یشابه الا داء سفر او حضر الانه بعد ما تقرر لا یتغیر (درمختار) قوله سفر او حضر ای فلو فاتته صلاۃ السفر وقضا فی الحضر یقضیها مقصورۃ کما لواداها وکذا فائتة الحضر تقضی فی السفر تامة (ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ص ۷۴۵.ط.س.ج۲ص۱۳۵) ظفیر. (۴) فلو اتم مسافران قعد فی القعدۃ الا ولی تم فرضه الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۳۹ .ط.س.ج۲ص۱۲۸) ظفیر. (۵) والمعتبر نیة المتبوع لانه الا صل لا التابع کامرأۃ الخ وعبد الخ وجندی واجیرالخ ولا بد من علم التابع بنیة المتبوع فلو نوی المتبوع الا قامة ولم یعلم التابع فهو مسافر حتی یعلم علی الا صح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۴ و ج ۱ ص ۷۴۵.ط.س.ج۲ص۱۳۳) او لم یکن مستقلا برائه الخ اودخل بلدۃ ولم ینوها ای مدۃ الا قامة بل ترقب السفر الخ (ایضاً ج ۱ ص ۷۳۸.ط.س.ج۲ص۱۲۶ ظفیر.

ہے ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن و قرار والا بان کان فی خوف وقرار لا یاتی بھا ھو المختار الخ(۱)فقط۔

جو شخص برابر دورہ میں ہو وہ کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۲۲۲۰)ایک شخص بوجہ ملازمت کسی ایسی جگہ تعینات ہے جہاں ہمیشہ دورہ کرتا ہے اور وہ پندرہ دن کہیں قیام نہیں کرسکتا اس صورت میں جب کہ وہ تین منزل کا سفر کر کے اپنے حلقہ میں پہنچ جاوے تو پھر وہ نماز قصر پڑھے گا یا پوری پڑھے گا۔

(جواب)مسئلہ یہ ہے کہ وطن اقامت یعنی جس جگہ وہ بوجہ ملازمت وغیرہ کے مقیم ہے جس وقت وہاں سے سفر تین منزل کا کیا جاوے تو وہ وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے پس اگر دورہ تین منزل کا یا زیادہ کا کر کے وہاں یعنی جائے اقامت میں واپس آوے تو اگر پندرہ دن کے قیام کی نیت ہو گی تو نماز پوری پڑھنی ہو گی اور اگر پندرہ دن کے قیام کی نیت نہ ہو تو قصر کرنا ہو گا۔(۲)فقط۔

بلا نیت سفر سے قصر نہیں ہے

(سوال ۲۲۲۱)ایک شخص نے سیر کی نیت کی مگر کسی جگہ کی نیت نہیں کی مہینوں اور برسوں سفر میں رہا وہ قصر کرے یا تمام۔

(جواب)وہ شخص کہ جس نے ابتداءً یا کسی موقع سے تین دن کے سفر کی نیت نہیں کی نماز پوری پڑھے قصر نہ کرے۔(۳)ومن طاف الدنیا بلا قصد لم یقصر۔(۴)فقط۔

جو چل پھر کر تجارت کرتا ہے اور کہیں ایک رات سے زیادہ قیام نہیں کرتا وہ کس طرح نماز ادا کرے گا

(سوال ۲۲۲۲)ایک شخص گھر سے باہر تیس چالیس کوس کے فاصلہ پر چالیس یا پچاس یا زیادہ مسافت کے درمیان پھر کر سوداگری کرتا ہے اور کسی شہر میں ایک رات سے زیادہ نہیں رہتا ایسا شخص صوم و صلوٰۃ میں مسافر کا حکم رکھتا ہے یا نہیں۔

(جواب)وہ شخص مسافر ہے احکام سفر اس پر جاری ہوں گے اور نماز کو قصر کرے گا۔(۵)فقط۔

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص ۱۳۱. ۱۲ ظفیر.

(۲)ویبطل وطن الاقامة بمثله وبالو طن الا صل وبانشاء السفر (درمختار) قال فی البدائع لوقام خراسان بالکوفةنصف شهر ثم خرج منها الی مکةفقبل ان یسیر ثلاثة ایام عاد الی الکوفة لحاجة فانه یقصر لان وطنه قد بطل بالسفر (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۴۳.ط.س.ج۲ص ۱۳۲) ظفیر.

(۳)ولا یزال علی حکم السفر حتیٰ ینوی الا قامة فی بلدة اوقریة خمسةعشر یوما اواکثر وان نوی اقل ذالك قصر الخ (هدایه باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۴۹) ظفیر.

(۴)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۳.ط.س.ج۱ص۱۲۲.۱۲ ظفیر غفرله الله ذنوبه.

(۵)ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما اواکثروان نوی اقل من ذالك قصر الخ ولود خل مصر اعلی عزم ان یخرج غدا او بعد غدولم ینو مدة الا قامة حتی بقی علی ذالك سنین قصر (هدایه باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۴۹) ظفیر.

امام مقیم کی اقتداء جب مسافر تیسری رکعت میں کرے پھر وہ کس طرح نماز پوری کرے

(سوال ۲۲۲۳) امام مقیم ہے جب امام نے ظہر یا عشاء کی دو رکعت پڑھ لی تب مسافر تیسری رکعت میں شامل ہوا۔ دو رکعت امام کی ہمراہ اخیر کی پڑھ کر۔ مسافر ہمراہ امام کے سلام پھیر دے یا اور دو رکعت بھری پڑھ کر سلام پھیرے۔

امام مقیم کی جب مسافر اقتداء کرے تو چار کی نیت کرے یا دو کی

(سوال ۲۲۲٤/۲) امام مقیم ہے، مسافر دو رکعت کی نیت کرے یا چار کی۔

(جواب) (۱) دو رکعت اور پڑھے۔(۱)

(۲) چار کی۔(۲) فقط۔

گارڈ اور ڈرائیور قصر پڑھے گا یا پوری

(سوال ۲۲۲۵) گارڈ لوگ اور ڈرائیور جو سفر کرتے ہیں روزانہ دو سو میل چل کر آٹھ گھنٹہ آرام اور قیام کرتے ہیں اس میں نماز قصر ادا کرے یا اہل اخبیہ کی طرح پوری نماز پڑھے۔

(جواب) ظاہر ہے کہ گارڈ وغیرہ جو روزانہ سفر کرتے ہیں وہ قصر کریں گے اور اہل اخبیہ بھی اہتمام اس وقت کرتے ہیں کہ نیت اقامت کریں اور گارڈ وغیرہ ظاہر ہے کہ نیت اقامت پانژدہ روز کی نہیں کرتے(۳) **فی الدر المختار بخلاف اهل الاخبية نووها فی المفازة فانها تصح فی الا صح الخ**۔(۴) فقط۔

خود تجارت ایک شہر میں کرے اور بچے دوسرے شہر میں ہوں تو وہاں کس طرح نماز ادا کرے

(سوال ۲۲۲٦) ایک شخص کی اسی شہر میں دوکان ہے اور اس کے بچے دوسرے شہر میں رہتے ہیں جو ۴۸ میل سے زیادہ مسافت پر ہے اور یہ دوکاندار بچوں کی خبر گیری کے واسطے جایا کرتا ہے۔ آیا وہاں قصر کرے یا نہیں۔

(جواب) قصر کرے۔(۵) فقط۔

زید گھوم کر تجارت کرتا ہے اور سامان ایک جگہ رکھتا ہے لیکن وہاں وہ خود ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں رہتا تو وہ نماز پوری پڑھے یا قصر

(سوال ۲۲۲۷) زید نے اپنا اسباب تجارت اپنے وطن سے سو ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر لے جا کر وہاں ایک مکان کرایہ پر لے رکھا ہے اور اس مقام سے اسباب لے جا کر دیہات و بیرونجات میں فروخت کرتا ہے۔ بیرونجات سے کبھی ہفتہ کبھی دس روز میں اپنے جائے قیام پر واپس آتا ہے۔ دو چار روز یا ایک ہفتہ وہاں قیام کر کے پھر اسباب لے کر چلا جاتا ہے اور اس کو فروخت کر کے آٹھ دس روز میں واپس آتا ہے۔ اسی طرح چار چھ روز گذار کر وطن اصل کو

---

(۱) ان اقتدی مسافر بمقیم اتم اربعاً (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۳۳. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱٤۲) ظفیر. (۲) ایضاً.
(۳) ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة اوقریة خمسة عشر یوما اواکثر (هدایه باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱٤۹) ظفیر. (٤) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوٰة مسافر ج۱ ص ۷۳۸. ط.س. ج۱ ص ۱۲۷. ۱۲. ظفیر. (٥) لایزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما (هدایه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱٤۹) ظفیر.

واپس آتا ہے۔ زید جس مقام پر اسباب تجارت رکھتا ہے وہ وطن اقامت بن جائے گا یا نہیں اور زید کو نماز قصر ادا کرنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) اگر اول اس جائے اقامت میں پندرہ دن کے قیام کی نیت کرلی ہے تو اس صورت میں وہاں اور قرب وجوار کے دیہات پر جہاں تک مسافت قصر نہ ہو نماز پوری پڑھتا رہے گا اور اگر جائے اقامت میں اول دفعہ بھی پندرہ روز کے قیام کی نیت نہیں کی تو پھر برابر قصر کرے گا۔(۱) فقط۔

بیڑے باندھنے والے جو دریا میں رہتے ہیں قصر کریں یا پوری نماز پڑھیں

(سوال ۲۲۲۸) پنجاب کے آدمی جمنا وغیرہ دریا میں بیڑے باندھتے ہیں یعنی لکڑیاں کڑیاں ٹور و غیرہ جنگلوں میں سے باندھ کر دریا میں بہا کر دوسرے شہروں میں دریا کے راستہ سے لے جاتے ہیں اور غالباً نو مہینہ اسی سفر میں رہتے ہیں کہیں دس روز کہیں بیس روز اور کہیں اس سے کم و زیادہ رہنا پڑتا ہے۔ دریا میں ان کا سفر ہوتا ہے لکڑیوں پر بیٹھے چلے جاتے ہیں جس جگہ لکڑیاں باندھتے ہیں وہاں زیادہ قیام ہوتا ہے، دریا سے باہر آکر کھانا وغیرہ پکا لیتے ہیں ان کے لئے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے اور ان کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا نہیں۔

(جواب) ان کو نماز قصر کرنی چاہئے جب کہ سفر ان کا تین منزل یا اس سے زیادہ ہے اور نماز حتی الوسع وقت پر پڑھنی چاہئے اور بہتر ہو کہ جس طرح کھانے وغیرہ کی ضرورت سے کنارہ اتر کر یہ کام کرتے ہیں اسی طرح نماز کے لئے ایسا کریں۔(۲) اور ان کی کڑیوں اور تختوں وغیرہ مجتمعہ پر بھی چلے ہوئے نماز پڑھنا درست ہے جیسا کہ کشتی میں۔(۳) فقط۔

جو مسافر وطن پہنچ کر بھی نادانی سے قصر کرتا رہا ہو تو اس پر اور اس کی اقتداء کرنے والے پر اعادہ ضروری ہے۔

(سوال ۲۲۲۹) زید بحالت سفر قصر نماز ادا کرتا ہو اور وطن اصلی پہنچا چونکہ مسئلہ معلوم نہ تھا اس لئے زمانہ قیام وطن میں بھی نماز قصر پڑھتا رہا، امامت کی تب بھی قصر ہی کیا تو امام و مقتدیوں کے لئے کیا حکم ہے۔

(جواب) اس صورت میں جس قدر نمازیں اس نے اپنے وطن اصلی میں قصر کی ہیں ان کا اعادہ کرنا اس کے ذمہ اور ان لوگوں کے ذمہ جنھوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے لازم ہے۔(۴) فقط۔

مقیم مقتدی، مسافر امام کے پیچھے نماز کس طرح پوری کرے گا

(سوال ۲۲۳۰) امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم ہیں اور چار رکعت کی نماز ہے۔ جب امام دو رکعت پوری کر چکا تو اس نے سلام پھیر دیا۔ اب مقتدی الحمد پڑھیں۔ یا ساکت کھڑے ہو کر رکوع کریں۔

---

(۱) ولایزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قریة خمسة عشر یوما اواکثر (عالمگیری مصری ظفیر. ص ۱۳۰ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۹)(۲) وان نوی الا قامة اقل من خمسة عشر یوما قصر (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۱ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۹) ظفیر.(۳) اما الصلوٰة فی السفینة فالمستحب ان یخرج من السفینة للفریضة اذا قدر، واذا صلی قاعدا فی السفینة وهی تجری مع القدرة علی القیام تجوز مع الکراهة الخ (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۳٤ .ط.ماجدیه ج۱ص۱٤۳) ظفیر.(٤) الوطن الا صلی هو موطن ولا دته او تاهله او توطنه یبطله بمثله اذا لم یبق بالاول اهل فلو بقی لم یبطل بل یتم فیهما (درمختار) ای بمجرد الدخول وان لم ینو اقامة (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷٤۲ و ج۱ ص ۷٤۳ .ط.س.ج۲ص ۱۳۱) ظفیر.

(جواب) جب امام مسافر ہے تو مقتدی بقیہ نماز کو بغیر قرات وفاتحہ پڑھے پوری کریں۔ وصح اقتداء المقيم بالمسافر فی الوقت وبعده فاذا قام المقيم الى الاتمام لا يقرأ(۱)

جہاں شادی کرے وہ وطن کے حکم میں ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۳۱) مثلاً زید ساکن دیوبند کا نکاح الہ آباد ہوا تو اب محض نکاح ہو جانے سے الہ آباد زید کا وطن اصل ہو جائے گا یا وہاں سکونت اختیار کرنا بھی شرط ہے۔ صاحب مراقی الفلاح ودر مختار وغیرہ محض تزوج کو لکھتے ہیں اور کبیری وغیرہ میں سکونت کی قید لگائی ہے۔ فتوی کس قول پر ہے۔

عورت جب شادی کے بعد والدین کے گھر جائے اور پندرہ دن سے کم کی نیت کرے تو قصر کرے یا پوری پڑھے

(سوال ۲/۲۲۳۲) بعد نکاح جب عورت اپنے شوہر کے یہاں چلی جاوے۔ اگر پھر والدین کے یہاں آوے اور پندرہ یوم سے کم قیام کا ارادہ ہو تو قصر کرے یا اتمام۔

سسرال میں جاکر نماز پوری پڑھی تو کیا حکم ہے

(سوال ۳/ ۲۲۳۳) اگر زید مذکر ساکن دیوبند الہ آباد جاکر اتمام کرے اور مقیمین کو پوری نماز پڑھاوے تو اعادہ کی تو ضرورت نہیں؟

(جواب) (۱) شامی نے قول در مختار اور تاہلہ کی تحت میں شرح منیہ سے نقل فرمایا ہے (۲)۔ ولو تزوج المسافر ببلدو لم ينو الا قامة به فقيل لا يصير مقيما وقيل يصير مقيما وهو الا وجه الخ اس سے معلوم ہوا کہ محض تزوج سے وہاں مقیم ہو جاتا ہے یہی اصح واوجہ ہے۔ یعنی وہاں جاکر نماز پوری پڑھنی چاہئے۔

(۲) پوری نماز پڑھے کہ وہ بھی اس کا وطن اصلی ہے۔(۳)

(۳) اس کا حکم اوپر نمبر ا کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ اس کو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔ فقط۔

بحالت سفر کب سے قصر واجب ہے اور کیا پوری نماز نہیں پڑھ سکتا

(سوال ۲۲۳۴) بحالت سفر نماز کس وقت واجب ہوتی ہے اور وجوب قصر کی حالت میں اگر برائے ثواب پوری نماز ادا کرلی جاوے تو درست ہے یا نہیں۔

(جواب) جس وقت بارادہ مسافت قصر یعنی تین منزل شہر سے باہر نکلے اور بستی و آبادی سے باہر ہو جاوے اسی وقت سے نماز قصر کرے (۴) اور سفر میں نماز پوری کرنا ممنوع ہے قصر ہی کا حکم ہے اور جو حکم شریعت کا ہے اسی کی پابندی کرنی چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلوٰة المسافر ج ۱ ص ۷٤۰ .ط.س.ج۲ص ۱۳۰ .۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار باب صلاة المسافر مطلب فى الوطن الا صلى ووطن الا قامة ج۱ ص ۷٤۲.ط.س.ج۲ص ۱۳۱ .۱۲ ظفير. (۳) الوطن الا صلى هو موطن الا صلى هو موطن ولا رته او تاهله او تو طنه (الدر المختار على هامش ردالمحتار .باب صلاة المسافر مطلب فى الوطن الا صلى الخ ج ۱ ص ۷٤۲ .ط.س.ج۲ص ۱۳۱) ظفير.
(٤) من خرج من عمارة موضع اقامةمن جانب خروجه الخ قاصدا الخ مسيرة ثلاثة ايام ولياليها من اقصر ايام السنة الخ صلى الفرض الرباعى ركعتين (الدر المختار على هامش ردالمحتار. باب صلاة المسافر ج ص ۷۳۲.ط.س.ج۲ص ۱۲۱)
(٥) صلى الفرض الرباعي ركعتين وجو بالقول ابن عباس ان الله فرض على لسان نبيكم صلاة المقيم اربعا والمسافر ركعتين (درمختار) قوله وجو با فيكره الا تمام عندنا حق روى عن ابى حنيفة انه قال من اتم الصلاة فقد اساء وخالف السنة شرح المنية (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۵.ط.س.ج۲ص ۱۲۳) ظفير.

مسافر امام قعدہ اولیٰ اٹھ کر جب تیسری رکعت ملالے تو مقتدی کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں

(سوال ۲۲۳۵) مسافر امامت کرد بعد از قعدہ اولیٰ کہ در حق او مفروض است برخاست در رکعت ثالث بسجدہ مقید کرد نماز جماعت مقیمین فاسد گردیدانہ۔ و در در المختار باب المسافر تحت قوله لم يصر مقيماً تحریری کند فلو اتم المقيمون صلوٰتهم معه فسدت لا نه اقتداء المفترض بالمتنفل ظهيريه. اى اذا قصد متا بعته اما لو نووا مفارقته و وافقوه صورة فلا فسادافاده الخير الرملی (۲) وايضاً. قال صاحب ردالمحتار در منح الخالق حاشیہ بحر الرائق باب مسافر قال الرملی يجب تقييده بما اذا لم ينووا مفارقته اما اذا نووا مفارقة لاتفسد صلوتهم وان وافقوه فى الا تمام صورة اذ لا مانع من صحة مفارقته بعد اتمام فرضه الخ ج ۲ ص ۱۴۶ بحرالرائق۔ دریں صورت چہ حکم است۔

(جواب) یہ مسئلہ ایسا ہی ہے جیسا ردالمحتار اور بحر الرائق میں منقول ہے۔ تقیید مذکور ضروری ہے۔ فقط (یعنی پیروی کی نیت سے اگر مقیم پوری کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ظفیر)

مسافر کو مقیم امام کے پیچھے چار کی نیت کرنی چاہئے

(سوال ۲۲۳۶) مسافر کو مقیم کے پیچھے نماز ظہر میں چار رکعت کی نیت کرنا چاہئے یا دو رکعت کی۔ اور جب کہ نماز ظہر میں مقیم کا دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا واجب ہے اور مسافر کا فرض ہے تو کس دلیل سے مسافر کی نماز مقیم کے پیچھے ہو جاتی ہے۔

(جواب) چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے کیونکہ مسافر پر بھی باقتداء مقیم چار رکعت فرض ہو جاتی ہے اور قعدہ اولیٰ (اس پر) فرض نہیں رہتا۔ (۳) فقط۔

فوجی قصر کریں یا پوری پڑھیں

(سوال ۲۲۳۷) یہاں پر تقریباً تین سو آدمی رہتے ہیں اور جو آدمی ہیں انگریزوں کے نوکر توپخانہ وغیرہ میں ہیں اور افسروں کو بھی یہ معلوم نہیں کہ یہاں کتنی مدت رہنا ہوگا تو عصر و عشاء وغیرہ کی نماز چار رکعت پڑھیں یا دو رکعت، اگر دو رکعت کا حکم ہو اور چار رکعت پڑھ لیوے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(جواب) ایسی حالت میں چار رکعت ہی پڑھنی چاہئے کیونکہ اگر دو رکعت واجب ہوں اور چار پڑھ لی جاویں بشرطیکہ درمیان قعدہ کرلیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے۔ کذا فی کتب الفقہ۔ (۴) فقط۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۱. ط.س. ج ۲ ص ۱۳۰. ۱۲ ظفير.

(۲) وان اقتدى المسافر بالمقيم فى الوقت اتم اربعا لانه يتغير فرضه الى اربع للتبعية (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفير.

(۳) لانه اجتمع فى هذه الصلاة ما يو جب الا ربع وما يمنع فرجحنا ما يوجب الاربع احتياطا (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۳. ط.س. ج ۲ ص ۱۲۲) فلو اتم مسافران قعد فى القعدة الاولى تم فرضه الخ وما زاد نفل (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۹. ط.س. ج ۲ ص ۱۲۸) ظفير.

وطن اقامت میں پندرہ دن کی نیت ہو تو پوری پڑھے ورنہ قصر کرے

(سوال ۲۲۳۸) زید کا وطن اصلی الٰہ آباد ہے اور ملازم انبالہ میں ہے ہمیشہ دورہ میں رہنا پڑتا ہے۔ انبالہ میں صرف دو ایک روز قیام ہوتا ہے اور ضلع کے بعض مقام ۳۶ میل سے زیادہ ہیں اور بعض مرتبہ انبالہ کے قرب وجوار میں دورہ کرنا پڑتا ہے اس کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) وطن اصل زید کا تو الٰہ آباد ہی رہے گا اور انبالہ وطن اقامت ہے وہاں اگر پندرہ روز قیام کی نیت کی گئی تو پوری نماز پڑھنی ہوگی ورنہ قصر کرنا ہوگا۔(۱) اور انبالہ میں اگر پندرہ روز قیام کی نیت ہوئی اور وہاں نماز پوری پڑھی گئی تو پھر جب انبالہ سے ۴۸ میل سفر کا ارادہ ہو تو قصر کرے ورنہ پوری نماز پڑھے۔(۲) فقط۔

مسافر سہواً چار کی نیت کرلے تو کتنی رکعت ادا کرے

(سوال ۲۲۳۹) مسافر نے سہواً چار رکعت کی نیت باندھی تو دو رکعت پڑھے یا چار اور سجدہ سہو کرے یا نہ۔

مسافر نے امام کو مقیم سمجھا اور اقتدا کی تو کیا کیا جاوے

(سوال ۲۲۴۰/۲) مسافر نے امام کو مقیم سمجھ کر اقتداء کی۔ سلام پھیرنے پر معلوم ہوا کہ امام مسافر تھا، اب وہ امام کے ساتھ سلام پھیر دے یا چار رکعت پوری کرے۔

(جواب) (۱) وہ دو ہی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو نہ کرے۔(۳)

(۲) امام کے ساتھ سلام پھیر دے۔ فقط۔(۴)

وہ گارڈ کالکا سے شملہ جاتا ہے قصر کرے گا یا نہیں

(سوال ۲۲۴۱) ایک شخص ریلوے گارڈ ہے ہر روز کالکا سے شملہ گاڑی لے کر جاتا ہے ۶۰ میل کا فاصلہ ہے تو اس کو نماز پوری پڑھنی چاہئے یا قصر۔ اگر قصر پڑھے تو پہلے سے جو پوری نماز پڑھی گئی وہ ہوئی یا نہیں۔ علاوہ ازیں حالت سفر میں سنتوں کا پڑھنا دشوار ہے صرف ریل سے اتر کر فرض پڑھ سکتا ہے۔ چار منٹ کی مہلت ہوتی ہے اور انجن میں نماز کی جگہ اور گنجائش نہیں۔ اور وہ شخص شملہ اور کالکا دونوں جگہ مسافر شمار ہوگا یا کیا۔

(جواب) اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۵) اور اگر پہلے پوری نمازیں پڑھی گئیں اور درمیان کا قعدہ کیا

....

(۱) اونوی اقامة نصف شهر حقيقة او حكما الخ بموضع واحد صالح لها الخ فيقصران نوى الا قامة فى اقل منه اى من نصف شهر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۶. ط.س. ج۲ ص ۱۲۵) ظفير.
(۲) ويبطل وطن الا قامة بمثله وبا لوطن الاصلى وبا نشاء السفر الخ (ايضاً ج۱ ص ۷۴۳. ط.س. ج۲ ص ۱۲۹) ظفير.
(۳) صلى الفرض الرباعى ركعتين وجوبا لقول ابن عباس ان فرض على لسان نبيكم صلوة المقيم اربعا والمسافر ركعتين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ ص ۱۲۳) رہانیت میں عدد کی غلطی اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ لا بد من التعيين عندا لنية الخ لفرض الخ دون تعيين عددر كعاته لحصولها ضمنا فلا يضر الخطا فى عددها (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب شروط الصلوٰة مطلب فى النية ج ۱ ص ۳۸۸ ج ۱ ص ۳۹۰. ط.س. ج۱ ص ۴۱۸) ظفير.
(۴) ايضاً ۱۲ ظفير.
(۵) ولايزال على حكم السفر حتى ينوى الا قامة فى بلدة او قرية خمسة عشر يوما اواكثر وان نوى اقل من ذالك قصر (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفير.

گیا تھا تو وہ نماز ہو گئیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔(۱) اور سنتوں کی قضاء بھی نہیں ہے(۲) اور کالکا اور شملہ دونوں جگہ وہ مسافر شمار ہوگا۔ فقط۔

تین منزل کا سفر ہو تو قصر کرے

(سوال ۲۲۴۲) اگر کوئی شخص ہمیشہ دریائی سفر میں رہے یا جہاز کی نوکری کرے یا مہینہ میں دس روز جہاز سفر کرے اور دس پندرہ روز اپنے مکان پر وہ نماز قصر پڑھے یا پوری۔

(جواب) جس زمانہ میں سفر میں رہے اور جہاز میں سفر کرے بشرطیکہ سفر تین منزل کا ہو تو وہ قصر کرے(۳) اور جس وقت اپنے وطن میں پہنچے اور وطن میں رہے ان دنوں میں نماز پوری پڑھے۔(۴) فقط۔

رات جائے قیام پر گذرے اور دن میں چکر لگائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۴۳) ایک شخص رخصت سے واپس آکر ایک ایسی جگہ متعین ہوا کہ اس کو تین چار میل روزانہ جانا پڑتا ہے مگر رات کو اپنے جائے قیام پر واپس آجاتا ہے وہ مسافر رہے گا یا مقیم۔

(جواب) اگر اس نے اس جگہ متعینہ میں اول پندرہ روز کے قیام کی نیت کرلی تھی تو وہ مقیم ہو گیا۔ پھر اگر روزانہ دو چار میل کہیں جانا پڑے تو اس سے وہ مسافر نہیں ہوتا اس کو نماز پوری ہی پڑھنی چاہئے۔ اور اگر دوسری جگہ کی تبدیلی ہو جاوے تو وہاں بھی یہی حکم ہوگا۔

جہاز کا ملازم جسے معلوم نہیں کہ کہاں کتنے دن رہنا ہو، قصر کرے

(سوال ۲۲۴۴) میں مال جہاز میں ملازم ہوں، جہاز ہمیشہ دور دراز ممالک میں پھرتا رہتا ہے۔ کبھی ایک جگہ دس پندرہ دن، مہینہ دو مہینہ کھڑا رہتا ہے، معلوم نہیں ہوتا کہ کب وہاں سے روانہ ہوگا۔ اور بعض جہاز ایک مقام مقرر سے دوسرے مقام مقرر تک جاتا ہے۔ اور ہم کو چھ سات یا نو دس مہینہ کے بعد یا برس دو برس میں مکان جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ تو ہم کو ایسی حالت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) اس صورت میں جب تک اپنے وطن میں پہنچا نہ ہو نماز کو برابر قصر کرنا چاہئے اور جب وطن پہنچو اس وقت نماز پوری پڑھو اور جو مقرر جگہ سے مقرر جگہ تک جاتا ہے اس کے ملازم کا بھی یہی حکم ہے کہ برابر بحالت سفر

---

(۱) فان صلی اربعة وقعد فی الثانية قدر التشهد اجزته والا خريان فافله ويصير مسيئا لتا خير السلام (عالمگیری کشوری صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۱۳۷. ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۴۱) ظفیر.

(۲) ولايقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده الخ بخلاف سنة الظهر وكذا الجمعة فانه ان خاف فوت ركعة يتركها ويقتدى ثم ياتی بها علی انها سنة فی وقته ای الظهر (درمختار) فلا تقضى بعده لا تبعا ولا مقصودا الخ (ردالمحتار باب ادراك الفريضه ج۱ ص ۶۷۲. ط.س. ج۲ ص۵۷) ظفیر.

(۳) ولايزال على حكم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة او قرية خمسة عشر او اكثر وان نوی اقل من ذالك قصر (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفیر.

(۴) الوطن الا صلی الخ يبطل بمثله اذا لم يبق له بالاول...... اهل فلوبقی لم يبطل بل فيهما (درمختار) ای بمجرد الدخول وان لم ينوا قامة (ردالمحتار باب صلوٰۃ المسافر ج۱ ص ۷۴۲ وج۱ ص ۷۴۳. ط.س. ج۲ ص۱۲۸) ظفیر.

(۵) وان دخل اولا ما نوی المبيت فيه يصير مقيما ثم بالخروج الى الموضع الا خر لا يصير مسافرالان موضع واقامة الرجل حيث يبيت به (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۸. ط.س. ج۲ ص۱۲۸) اوینوی الخ اقامة نصف شهر الخ بموضع واحد الخ فيقصران نوی الاقامة فی اقل منه (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۶. ط.س. ج۲ ص۱۲۵) ظفیر.

نماز قصر پڑھے۔(۱)

گیا قصر والے راستے سے اور واپسی غیر قصر والے راستے سے ہوئی تو واپسی پر قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۲۴۵)ایک گاؤں کے دو راستے ہیں۔اگر ریل میں جاوے تو قصر لازم ہے اور پیدل کے قریب راستہ کو جانے سے پوری نماز پڑھے گا۔اس گاؤں میں ریل سے گیا اور چند روز قیام کیا قصر نماز پڑھتا رہا۔واپسی کے وقت پیدل راستہ سے آیا تو گھر پہنچنے تک قصر نماز پڑھے یا نہیں۔

(جواب)اس صورت میں واپسی میں بھی وہ شخص قصر کرے گا جب تک کہ اپنے وطن میں نہ پہنچ جاوے۔کیونکہ اس گاؤں میں اس نے پندرہ دن قیام کی نیت نہیں کی تھی اور وہ گاؤں وطن اقامت ہنوز نہیں ہوا تھا۔

دس کوس چل کر نیت سفر فسخ کر دی تو کیا کرے

(سوال ۲۲۴۶)زید سفر کو چلا دس کوس چل کر نیت سفر فسخ کر دی اور وطن واپس ہوا تو واپسی میں نماز قصر پڑھے یا نہ۔

(جواب)اس صورت میں پوری نماز پڑھے۔عالمگیری میں ہے اما اذا لم یسر ثلثة ایام فعزم علی الرجوع اونوی الاقامة یصیر مقیماً وان کان فی المفازة(۳)فقط۔

جو مسافر قصر کو نہ مانے اس کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۵۲)زید۔مسافر پر قصر کا معتقد نہیں ہے یا معتقد تو ہے مگر قصر نہیں کرتا۔ہر دو صورت میں کیا حکم ہے۔

(جواب)مسافر بہ سفر شرعی کو قصر کرنا واجب ہے جو شخص قصر کا اعتقاد نہ رکھے یا قصر نہ کرے وہ مبتدع اور عاصی ہے اور تارک واجب ہے کما بسط فی الاحادیث وتفصیله فی کتب الفقه۔(۴)فقط۔

سفر میں منزل کا اعتبار ہے یا فرسخ کا

(سوال ۲۲۵۳)قال فی الهدایه ولا عبرة بالفراسخ وهو الصحیح (۵)ه وفی الدر المختار. ولا اعتبار علی فراسخ علی المذهب.انتهیٰ(۶)وفی حاشیة الهدایة .قوله هو الصحیح احترازاً عن قوله عامة المشائخ لا نه قدروه بالفراسخ ثم اختلفوا فیما بینهم فقیل احد وعشرون فرسخا وقیل ثما نیة عشر وقیل خمسة عشرو الفتویٰ علی ثمانیة عشر كذا فی المحیط۔(۷)انتہیٰ ودر حاشیہ مالابد منہ لیکن آنست کہ در مذہب حنفیہ اعتبار امیال و فراسخ نیست ودر عالمگیری از ہدایہ می آرد ولا تغیر بالفراسخ اما چہل وہشت میل چنانکہ

---

(۱)او دخل بلدة ولم ینوها ای مدة الا قامة بل ترقب السفرغداً اوبعده ولو بقی ذالك سنین (درمختار) قوله ولم ینوها و كذا اذا نواها وهو مترقب السفر كما فی البحر لان حالتہٖتناف عزیمته (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷۳۸.ط.س.ج۲ص۱۲٦) ظفیر.(۲)ولو لموضع طریقان احدهما مدة السفر والا خر اقل، قصر فی الاول لا الثانی الخ حتیٰ یدخل موضع مقامه الخ اوینوی الخ اقامة نصف شهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵ وج۱ ص ۷۳٦.ط.س.ج۲ص۱۲۳) ظفیر.(۳)عالمگیری مصری . باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۰.ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۹. ۱۲ ظفیر.(٤)والقصرعندنا واجب كذا فی الخلاصه (عالمگیری صلاة المسافر ج ۱ص ۱۳۰.ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۹) ظفیر.(۵)هدایه باب صلاةالمسافر ج۱ ص ۱٤۸. ۱۲ ظفیر.
(٦)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵.ط.س.ج۲ص۱۲۳. ۱۲ ظفیر.
(۷)دیکھئے حاشیه هدایه. باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱٤۸.۱۲ ظفیر.

مصنف ؒ اختیار کردہ مذہب شافعی است۔ جب کہ حنفیہ کے نزدیک میل و فرسخ کا اعتبار نہیں تو جہاز کے سفر میں کس طور پر نماز قصر پڑھیں گے۔

(جواب) اصل مذہب بے شک یہ ہے کہ منازل کا اعتبار ہے یعنی تین دن کی مسافت معتبر ہے لیکن ۴۸ میل بھی تین منزل ہوتے ہیں اس لئے معمول بہ یہی ہے۔ اور مالابد منہ میں اس کو اختیار کیا گیا ہے،(۱) اور دریا کے سفر میں کشتی و جہاز کی مسافت کا اعتبار ہے یعنی تین دن میں جس قدر سفر طے ہوتا ہے اعتدال ریح کے ساتھ اس میں قصر کا حکم ہے۔(۲) فقط۔

خسر کا گھر وطن اصلی نہیں

(سوال ۲۲۵٤) کسے از وطن اصلی خود بہ نیت نکاح بجائے دور بمسافت قصر رفتہ زنے را نکاح کردہ در وطن اصلی خو بیاورد و آں زن بعد نکاح بمکان شوہر خود قریب از بست سال بطور مستندی ماند مگر خانہ پدرش درانجا موجود است، دریں حالت اگر زوجش گاہ بگاہ نیت سفر بخانہ آں خسر یا در اطراف آں برو ند آیا زوج نماز قصر خواند یا تمام کند و خانہ خسر برائے او وطن اصلی است یا نہ۔

(جواب) ہر گاہ آنکہ بلد دیگر نکاح کردہ زوجہ خود را بوطن اصلی خود آوردو خود بموضع تاہل و تزوج یعنی مسکن زوجہ خود اقامت نہ کردو مستقر نہ شدو نہ زوجہ خود درانجا گذاشت، آں بلد وطن او نہ شدہ است پس بمجرد دخول دراں بلد مقیم نخواہد شد و اتمام نماز لازم نخواہد شد بلکہ قصر بکند کذا یظہر من کتب الفقہ۔ و فقہاء کہ موضع تزوج را وطن فرمودہ اند مراد آنست کہ زوجہ او در آں جا مقیم باشد و ہر گاہ زوجہ اش آنجا مقیم نیست و خود نیز درانجا سکونت نکردہ بلکہ زوجہ خود را بوطن خود بیاورد پس محض اقامت خسر و وجود خانہ آں خسر درانجا مفید ایں امر نخواہد شد کہ آں بلد را وطن شوہر گفتہ شود **ولو کان له ببلد تین فایتها دخل صار مقیماً فان ماتت زوجته فی احداهما وبقی له فیها دور وعقار قیل لا یبقی وطناً له اذا لمعتبر الا هل دون الدار الخ** (۳) و نیز در جائیکہ اشتباہ باشد کہ قصر کند یا نہ کند آنجا اتمام نماز احوط است **قال فی الشامی فی موقع الا شتباه . لانه اجتمع فی هذه الصلوٰة مایو جب لا ربع وما یمنع فرجحنا ما یو جب الا ربع احتیاطاً .** (٤) و ظاہر است کہ بصورت اختلاف احتیاط در اتمام نماز است نہ در قصر۔ فقط۔

وطن اصلی سے اگر کسی شہر میں اقامت کی پھر کشتی یا جہاز میں ملازم ہو گیا تو کیا کرے

(سوال ۲۲٤۷/۱) بعض جہاز راں اور کشتی بان اپنے وطن اصلی سے آکر شہر یا گاؤں میں اولاً کسی جگہ بہ نیت اقامت مقیم ہو جاتے ہیں پھر کچھ دنوں تلاش و کوشش کے بعد کسی جہاز یا کشتی میں ملازم ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ بلا نیت اقامت کسی جگہ ٹھہر جاتے ہیں بعدہ ملازم ہو کر اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں ان پر قصر واجب ہو گایا نہیں۔

---

(۱) مگر وقتیکہ قصد کنند دفعۃً واحدۃً سفر چہل و ہشت کردہ را (مالا بدمنہ فصل نماز مسافر ص ٦٠) ظفیر.

(۲) وانما یعتبر فی کل موضع منهما ما یلیق بحاله (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۳۰ .ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۸) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ص ۷٤۲ .ط.س.ج۲ص۱۳۱ .۱۲ ظفیر.

(٤) ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله قاصدا ج۱ ص ۷۳۳ .ط.س.ج۲ص۱۲۲ . ۱۲ ظفیر.

جہاں جہاز دو تین ماہ رک جائے وہاں اقامت کی نیت سے مقیم ہو گیا نہیں

(سوال ۲/۲۲۴۸) بعض تجارتی جہاز دور دراز ملکوں سے آکر کسی بندرگاہ میں دو تین ماہ تک مقیم ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں ان کے اہلکار نیت اقامت سے مقیم بن سکتے ہیں یا نہیں۔

مال بوٹ کے ملازم مقیم نہیں

(سوال ۲۲۴۹/۳) بعض مال بوٹ اکثر بندرگاہوں کے پل پر بطور مال گودام کے ہمیشہ بند رہتا ہے اس کے اہل کار جو ممالک غیر کے باشندے ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس میں بود وباش رکھتے ہیں مقیم کہلائیں گے یا مسافر

(جواب)(۱) جو لوگ دور دراز مسافت سے آئے اور کسی جگہ انہوں نے نیت اقامت پانزدہ ۱۵ یوم نہ کی اور پھر ملازم جہاز و کشتی ہو کر سفر کرتے رہے، خواہ قلیل یا کثیر وہ برابر مسافر ہی رہیں گے اور قصر کریں گے۔ بعدم علۃ الاتمام۔ اور جو لوگ کہیں مقیم تھے یا باہر سے آکر مقیم ہو گئے اور پھر تین دن کے سفر کے ارادہ سے نہیں نکلے وہ پوری نماز پڑھیں گے قصر نہ کریں گے۔(۱)

(۲) شامی میں ہے، والملاح مسافر الخ وسفینة .ایضاً، لیست بوطن ۱۵ بحر وظاهره ولو کان ماله واهله معه فیها ثم رایته صریحا فی المعراج۔(۲) پس معلوم ہوا کہ وہ اہل کار مقیم نہ ہوں گے مسافر ہی رہیں گے اور نماز قصر کریں گے۔

(۳) مسافر رہیں گے۔ کما مر۔ فقط۔

کتنے منزل کا سفر شرعی ہوتا ہے

(سوال ۲۲۵۰) ایک منزل کتنے کوس یا کتنے میل کی ہوتی ہے۔

(جواب) کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ سفر شرعی تین منزل کا ہوتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ میلوں کا اعتبار نہیں ہے بلکہ منزلوں کا ہے۔ اور بعض فقہاء نے میلوں کا اعتبار کیا ہے، اس میں تین قول ہیں۔ ایک منزل کے ۲۱ یا ۱۸ یا ۱۵ میل لکھے ہیں اور فتویٰ ۱۸ میل پر ہے اور عند البعض پندرہ ۱۵ میل پر(۳) فقط۔

سفر سے واپسی پر گھر سے علیحدہ بازار میں قیام کرے تو وہ مسافر ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۵۱) ایک شخص مسافرت سے وطن مالوف میں آیا اپنے مسکن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر بازار میں درزی کا کام کرتا ہے اور کبھی کبھی دو چار رات بھی وہاں پر رہتا ہے، وہ شخص نماز قصر کرے یا پوری پڑھے۔

(جواب) جس بستی اور آبادی میں وہ رہتا ہے اسی کے خروج ودخول کا نماز قصر وعدم قصر میں اعتبار ہے پس جو بازار

---

(۱) ولا بد للمسافر من قصدمسافة مقدرة بثلاثة ایام حتی یترخص برخصة المسافرین والا لا یترخص ابدا ولو طاف الدنیا جمیعها الخ ولا یزال علی حکم السفر حتی ینوی الا قامة فی بلدة اوقریة خمسة عشر یوما او اکثر (عالمگیری مصری صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۰ .ط. ماجدیه ج۱ ص ۱۳۹) ظفیر.

(۲) ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله کبحر (ج ۱ ص ۷۳۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۶) ظفیر.

(۳) اعلم ان اقل مدة السفر عند نا مسافة ثلثة ایام من اقصر ایام السنة بالسیرالوسط وهومشی الا قدام ولا بل والبرواعتدال الریح فی البحر الخ وصح صاحب الهدایة انه لا یعتبر التقدیر بالفراسخ لکن قال المرغینانی وعامة المشائخ قدرها بالفراسخ فقیل احد وعشرون فرسخا وقیل ثمانیة عشر فرسخا قال المرغینانی وعلیه الفتویٰ وقال العتابی فی جوامع الفقه هوالمختار وقیل خمسة عشر فرسخا الخ (غنیة المستملی صلاة المسافرفی المدة ص ۴۹۷) ظفیر.

کہ بستی مذکورہ سے منفصل ہے جیسا کہ بلادبنگال میں سنایا گیا ہے اس میں دخول و خروج کا اعتبار نہیں ہے پس شخص مذکور جب تک اس بستی میں اور اس کی عمارات میں داخل نہ ہوگا اس وقت تک قصر کرتا رہے گا۔ قال فی الشامی واما الفناء فهو المكان المعدلمصالح البلد كركض الدواب ودفن الموتىٰ والقاء التراب فان اتصل بالمصر اعتبر مجا وزته وان انفصل بغلوة او مزرعة فلا كما ياتي ۔(۱)فقط۔

باپ بیٹے کے یہاں اور بیٹا باپ کے گھر مسافر ہے یا مقیم

(سوال ۲۲۵۸/۱)ایک شخص اپنے والد کی جائے سکونت سے دور دراز فاصلہ پر رہتا ہے، اگر بیٹا باپ کی جائے سکونت میں یا باپ بیٹے کی جائے سکونت میں جاوے تو قصر پڑھیں گے یا نہیں۔

جس جگہ جائداد ہے وہاں قصر پڑھے یا پوری

(سوال ۲۲۵۹/۲)ایک شخص کی اور اس کے باپ بھائیوں کی جائداد اور مکانات ایک قریہ میں واقع ہیں، پہلے ان مالکان کی رہائش اور سکونت بھی اسی قریہ میں تھی، اب کچھ عرصہ سے دوسری جگہ سکونت منتقل کرلی ہے، ان میں سے ایک شخص فصل کے موقع پر وہاں جاکر آمدنی وصول کرلاتا ہے، تو جو شخص وہاں جاتا ہے وہ قصر پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱)جب کہ وطن اصلی ہر ایک کا علیٰحدہ علیٰحدہ ہوگیا ہے تو ہر ایک ان میں سے دوسرے کے وطن میں جانے سے مقیم نہ ہوگا بلکہ قصر نماز پڑھے گا۔(۲)

(۲)اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا وہاں قصد ہے تو قصر پڑھے گا اور اگر پندرہ دن یا زیادہ قیام کے ارادہ سے وہاں جاوے گا تو پوری نماز پڑھے گا۔ اور اگر کچھ ارادہ پختہ نہ ہو بلکہ یہی ارادہ ہے کہ دو چار دن میں چلا جاؤں گا یا جب وصول ہوگا چلا جاؤں گا تو برابر قصر کرے گا۔ اگرچہ بلا ارادہ زیادہ دونوں ٹھہرنا ہو جاوے۔(۳)فقط۔

سفر شرعی میں قصر کے ترک سے گنہگار ہوگا یا نہیں

(سوالؔ ۲۲۶۰)جو شخص سفر میں قصر نہ کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں اگر گنہگار ہے تو کیوں۔ کیا ومن تطوع خيراً فلنفسه کا اطلاق اس پر ہوسکتا ہے یا نہیں۔

(جواب)امام صاحبؒ کا مذہب یہ ہے کہ سفر شرعی میں قصر نماز واجب ہے قصداً پوری نماز پڑھنا ممنوع

---

(۱)ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله من خرج من عمارة موضع اقامة ج ۱ص ۷۳۲.ط.س.ج۲ص۱۲۱. ۱۲ ظفير.(۲)ولو وطن الاصلی هو موطن ولا دته اوتاهله او توطنه يبطل بمثله اذا لم يبق له بالا ول اهل (الدر المختارعلی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص۱۲۸)ظفير. ولو كان له اهل ببلدتين فايتهما دخلها صارمقيما فان ماتت زوجته فی احدهما وبقی له فيها دور وعقار قيل لايبقى وطنا له اذا المعتبر الا هل دون الدار (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص۱۲۸) الوطن الا صلی الخ يبطله بمثله اذا لم يبق له بالا ول اهل (درمختار) ای وان بقی له فيه عقار الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص۱۲۸) ظفير.(۳)ولا يزال علی حكم السفر حتى ينوی الا قامة فی بلدة اوقرية خمسة عشر يوما اواكثر (عالمگيری ج۱ ص ۱۳۰ .ط.ماجديه ج۲ص۱۳۹) اوينوی الخ اقامة نصف شهر الخ بموضع واحد صالح لها فيقصران نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر الخ او دخل بلدة ولم ينوها ای مدة الا قامة بل ترقب السفر غدا او بعده ولو بقی ذالك سنين (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۶.ط.س.ج۲ص۱۲۵)ظفير.

ہے۔(۱) کیونکہ یہ حدود اللہ سے تجاوز ہے **ومن یتعد حدود اللہ فاؤلئك هم الظالمون**۔(۲) اور **من تطوع خیراً** میں یہ داخل نہیں ہے کیونکہ یہ حکم شارع علیہ السلام کے خلاف کرنا خیر نہیں ہے بلکہ وہ شر ہے۔

مرد سسرال میں مقیم ہوتا ہے یا مسافر

(**سوال ۱/۲۲۶۱**)(الف) زید کا نکاح سہارنپور ہوا جو اس کے وطن سے سو ۱۰۰ میل ہے۔ زید منکوحہ کو وطن لے آیا۔ اگر زید ایسی صورت میں سہارنپور جائے کہ اس کی منکوحہ سہانپور نہ ہو تو زید مقیم ہو گا یا مسافر۔

(**سوال ۲/۲۲۶۲**)(ب) اگر زید کی منکوحہ فوت ہو جائے تو وہ سہارنپور جا کر مقیم ہو گا یا مسافر۔

(**سوال ۳/۲۲۶۳**)(ج) زید ساکن الہ آباد اور ہندہ سکنہ سہارنپور۔ دونوں سفر کرتے ہوئے مراد آباد پہنچے، وہاں دونوں کا نکاح ہو گیا تو زید مراد آباد میں مقیم ہو گا یا مسافر۔

(**جواب**) در مختار میں ہے **لو کان له اهل ببلدتين فايتها دخلها صار مقيماً فان ماتت زوجته فی احداهما وبقی له فيها دور وعقار قيل لا يبقى وطناً له اذا لمعتبر الا هل دون الدار كما لو تاهل ببلدة واستقرت سكناً له وليس له فيها دار وقيل تبقى الخ**۔(۳) اس سے دوسری صورت یعنی (ب) کا جواب تو واضح ہو گیا کہ زوجہ کے مر جانے کے بعد سہارنپور اس کا وطن اصلی نہ رہے گا خصوصاً جب کہ وہاں اس کا گھر اور زمین بھی نہیں ہے کیونکہ اختلاف جو کچھ ہے وہ بصورت دار و عقار باقی رہنے کے ہے اور اس میں اتمام احوط ہے۔ اور پہلی صورت (الف) میں بھی جب کہ اس کی زوجہ وہاں نہیں ہے تو بظاہر وہاں جا کر مقیم نہ ہو گا۔ اور تیسری صورت (ج) میں بھی مراد آباد ان کا وطن نہ ہو گا اس میں تو کچھ شبہ نہیں ہے صرف شبہ روایت شرح منیہ (۴) کی موافق پہلی صورت میں ہے، لیکن فقہا نے یہ قاعدہ بھی لکھ دیا ہے کہ جہاں شبہ ہو وہاں پوری نماز پڑھے کہ اس میں احتیاط ہے جیسا کہ شامی میں موقع شبہ میں لکھا ہے **لا نه اجتمع فی هذه الصلوٰة ما یوجب الا ربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتياطاً الخ شامی**۔(۵) فقط۔

پہلا وطن اصلی وطن کے حکم میں ہے یا نہیں

(**سوال ۲۲۶۴**) ایک شخص کی اراضی مکان ضلع جالندھر میں ہے اور اب وہ مع اہل وعیال بوجہ اراضی ملنے کے ضلع لائلپور میں چلا گیا وہاں سکونت اختیار کر لی۔ چونکہ ضلع جالندھر میں بھی اس کے مکانات اور زمین ہے اس کے انتظام کے لئے اس کو بعد شش ماہ یا اس سے کم وبیش مدت میں آنا پڑتا ہے آیا وہ شخص یہاں آکر نماز پوری پڑھے یا قصر کرے۔

---

(۱) صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا الخ والا کمال لیس رخصة فی حقه بل اساءة (درمختار) قوله وجوبا فیکره الا تمام عندنا حتی روی عن ابی حنیفه انه قال من اتم الصلاة فقد اساء وخالف السنة (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ص۱۲۳) ظفیر. (۲) سورة البقر رکوع ۲۹ . ۱۲ ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ص۱۲۸. ۱۲ ظفیر.

(۴) شرح منیہ کی وہ روایت یہ ہے کہ قال فی شرح المنية ولو تزوج المسافر ببلدو لم ینوالا قامة به فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر مقیما وهوا لا وجه (ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ص۱۲۸) ظفیر.

(۵) ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله قاصدا ص ۱ ض ۷۳۳. ط.س. ج۲ص۱۲۲) ظفیر.

(جواب)اس میں اصح واحوط یہی ہے کہ وطن اول بھی وطن اصلی ہے۔وہاں نماز پوری پڑھے جیسا کہ بعض فقہاء کے اقوال سے اس کو ترجیح معلوم ہوتی ہے، نیز اس قاعدہ سے بھی اتمام راجح ہے جس کو علامہ شامیؒ نے امام ابو یوسف کے قول کی ترجیح میں نقل کیا ہے کہ جس موقعہ پر قصر اور اتمام میں اشتباہ ہو تو وہاں اتمام کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ احتیاط اسی میں ہے۔وہ عبارت یہ ہے کہ جو شروع صلوٰۃ مسافر میں علامہ نے نقل کی ہے۔ کما فی التجنیس اذا افتتح الصلوٰۃ فی السفینة حال اقامة فی طرف البحر فنقلتها الریح ونوی السفر یتم صلوٰۃ المقیم عند ابی یوسف رحمه الله خلافاً لمحمدؒ لانه اجتمع فی هذه الصلوٰۃ ما یوجب الا ربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطاً الخ ۔(۱)شامی۔

اپنے موضع سے نکل کر قصر شروع کردے خواہ وہاں سے وہ نظر آتا ہی کیوں نہ ہو

(سوال ۲۲۶۵)اس ملک میں مکانات متصل اور ان میں باغات ہوتے ہیں،باوجود اتصال کے نام مواضعات کے علیٰحدہ علیٰحدہ ہوتے ہیں اگر کسی کو بارادہ سفر اپنے مکان سے نکل کر دوسرے موضع میں پہنچنے کے بعد وقت نماز آگیا ہو اور وہاں سے اپنا موضع بھی نظر آتا ہو تو یہ مسافر قصر کرے یا اتمام۔

(جواب)اس صورت میں وہ شخص قصر کرے گا کیونکہ قصر کے لئے تجاوز کرنا اپنی بستی کی آبادی سے شرط ہے۔ نظر آنا آبادی کا مانع قصر سے نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار من خرج من عمارة موضع اقامة من جهة خروجه وان لم یجا وز من الجانب الا خر الخ ۔(۲)فقط۔

سفر شرعی کے ارادہ سے نکلنے والا نکلتے ہی قصر شروع کردے

(سوال ۲۲۶۶)ایک شخص نے بمبئی جانے کا ارادہ کیا اور ارادہ گھر سے یہی ہے کہ میں چھ مہینہ رہوں گا۔ تو اب یہ شخص قصر کرے گا یا اتمام۔

(جواب)راستہ میں وہ شخص قصر کرے گا کیونکہ وہ شخص سفر شرعی کے ارادہ سے گھر سے نکلا ہے لہذا علت قصر پائی گئی۔باقی جب بمبئی پہنچے گا اور وہاں اس کی نیت چھ ماہ کے قیام کی ہے تو وہاں نماز پوری پڑھے گا۔ کمافی الدر المختار من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصداً سیرة ثلثة ایام ولیالیها الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوباً الخ حتی یدخل موضع اقامة ان سارمدة السفر الخ۔(۳)فقط۔

پہلے قیام کی نیت تھی پھر نیت بدل گئی تو قصر کرے گا

(سوال ۲۲۶۷)زید مسافر نے قصبہ میں پندرہ روز قیام کی نیت کر کے چار رکعت پڑھادی مگر عصر کے وقت پندرہ روز قیام کی نیت فسخ کر دی اور چار رکعت والی نماز کو دو ہی رکعت پڑھنا پڑھانا شروع کر دی تو یہ امامت ونمازیں صحیح ہوئی یا نہیں۔ مسافر کو بعد نیت قیام عزم فسخ کرنے پر پوری نماز پڑھنی چاہئے یا قصر۔

(جواب)زید کا پہلے بہ نیت قیام پوری نماز پڑھنا اور بعد کو بوجہ فسخ کرنے نیت قیام کے قصر کرنا درست وصحیح ہے۔

---

(۱)ردالمحتار باب صلاة المسافر تحت قوله قاصدا ج۱ ص ۷۳۳.ط.س.ج۲ص ۱۲۲ ۱۲ ظفیر.
(۲)الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۲.ط.س.ج۲ص۱۲۱. ۱۲ ظفیر.
(۳)الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ص ۷۳۲وج ۱ ص ۷۳۳.ط.س.ج۲ص ۱۲۱. ۱۲ ظفیر.

مسافر کو بعد فسخ کرنے نیت قیام قصر ہی پڑھنا چاہئے۔(۱) فقط۔

ارادہ سفر سے آس پاس مختلف دیہاتوں کا اتنا چکر لگائے کہ اس کی مجموعی مسافت، مسافت شرعی کو پہنچ جائے تو کیا حکم ہے۔

(سوال ۲۲۶۸) شخصے بارادہ سفر میرود سفرش در دیہات و مواضع است و یک موضع از موضع آخر چنداں نیست کہ حکم قصر صلوٰۃ بروعائد شود مثلاً بعض موضع از یک موضع بر مسافت نہ میل است و بعض از بعض یازدہ میل و بعض ہشت میل و بعض شانزدہ میل۔ مثلاً لیکن دورہ او دریں دیہات زائد از مسیرۃ سہ ایام می شود دریں صورت برو قصر واجب است یا نہ۔

(جواب) ہر گاہ قصد شخص مذکور بوقت خروج برائے سفر دورہ جمیع دیہات مذکور است کہ مسافتش سہ یوم یازیادہ از مسیرۃ سہ یوم یعنی سہ منزل است قصر برو واجب است من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصداً مسيرة ثلثه ايام ولياليها الخ در مختار(۲) فقط۔

سفر شرعی میں قصر کرے خواہ تھوڑی دور پر قیام ہی کیوں نہ کرنا پڑے

(سوال ۲۲۶۹/۱) میں مسافر مارواڑ کا ہوں اور احمد آباد علاقہ میں چار پانچ ماہ کے ارادہ سے جاتا ہوں مگر کسی کام کی وجہ سے ہر دن کوس دو کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالتا ہوں۔ مثلاً آج یہاں تو کل کسی دوسرے مقام میں دو تین میل کے فاصلہ پر پڑاؤ ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں قصر کرنا چاہئے یا نہ۔

جنگل میں ایک ماہ کے ارادہ سے قیام کرے گا تو بھی قصر ہی کرنا ہوگا

(سوال ۲۲۷۰/۲) مسافر باہر جنگل میں ایک ماہ کامل کے ارادہ سے مقیم ہو تو قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

(جواب) (۱) اس صورت میں نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۳)

(۲) جنگل میں مقیم نہیں ہوتا اس لئے اس کو نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۴) فقط۔

سفر میں وتر معاف نہیں اور سنن پڑھنا بھی ثابت ہے

(سوال ۲۲۷۱) ایک شخص مدعی ہے کہ مسافر کے لئے سنن اور وتر معاف ہے اور ترک کرنے سے گناہ نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے سفر میں کبھی نہیں پڑھے ہیں تو یہ دعویٰ صحیح ہے یا نہیں۔

(جواب) وتر واجب ہیں ان کا ترک کسی حال میں جائز نہیں ہے مسافر ہو یا مقیم۔ اور سنن کے بارہ میں افضل یہ ہے

---

(۱) ولايزال على حكم السفر حتى ينوى الا قامة فى بلدة خمسة عشر يوما اواكثروان نوى اقل من ذالك قصر (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱٤۹) ولو كان مسافر افى اول الوقت ان صلى صلاة السفر ثم اقام فى الوقت لا يتغير فرضه وان لم يصل حتى اقام في اخر الوقت ينقلب فرضه اربعا، وان لم يبق من الوقت الا قدر ما يسع فيه بعض الصلاة (عالمگيرى مصرى صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۲ .ط.ماجديه ج۱ ص ۱٤۱) ظفير. (۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲ .ط.س.ج۲ ص ۱۲۱ . ۱۲ ظفير. (۳) اوينوى الخ اقامة نصف شهر حقيقة او حكما الخ بموضع واحد صالح لها من مصر اوقرية الخ فيقصر ان نوى الاقامة فى اقل منه اى من نصف شهر اونوى فيه لكن فى غير صالح كبحر وجزيرة او نوى فيه بموضعين مستقلين الخ او دخل بلدة ولم ينوها اى مدة الا قامة بل ترقب السفر غدا اوبعده ولو بقى على ذالك سنين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳٦ .ط.س.ج۲ ص ۱۲۵) ظفير.

(٤) وصلاحية الموضع حتى نوى الاقامة فى براوبحر او جزيرة لم يصح (عالمگيرى مصرى صلاة المسافر ج۱ ص ۱۳۰ .ط.ماجديه ج۱ ص ۱۳۹) ظفير.

کہ حالت امن و قرار میں پڑھے اور اگر عجلت ہے تو ترک کردے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔(۱) اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں سنن پڑھی ہیں۔(۲) فقط۔

جو برابر سفر میں رہے قصر کرے

(سوال ۲۲۷۲) ایک شخص سہارنپور کے ریلوے دفتر میں ملازم ہیں اور ان کا مکان سہارنپور سے ۲۷ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ان کو چوبیس گھنٹہ ریل گاڑی ہی میں رہنا پڑتا ہے اور انبالہ تک اور ادھر غازی آباد تک جانا ہوتا ہے۔ ان کو نماز قصر پڑھنی چاہئے یا پوری۔

(جواب) ایسی حالت میں جب تک اپنے وطن اصلی جانا نہ ہو قصر ہی پڑھتے رہیں۔(۳) فقط۔

کشتی اور جہاز پر رہنے والے قصر نماز پڑھیں

(سوال ۲۲۷۳) جو جہاز خلیج میں رات کو کنارہ پر مربوط رہتے ہیں اور دن کو تین مرتبہ نصف ساعت کی مقدار میں اس پار سے اس پار کو آتے جاتے ہیں، آیا اس جہاز کے ملازمین نماز قصر کریں گے یا پوری پڑھیں گے اور وطن اصلی ان لوگوں کا تین روز کا فاصلہ ہے اور یہ لوگ جہاز ہی میں رہتے ہیں، کھانا پینا اور سونا جہاز ہی میں ہوتا ہے۔

(جواب) جو لوگ دور سے آکر جہاز کی ملازمت کرتے ہیں مثلاً تین دن کی مسافت یا زیادہ طے کر کے آکر جہاز میں ملازم ہو جاتے ہیں اور پھر برابر دریا میں جہاز چلاتے رہتے ہیں کسی موضع صالح للاقامۃ میں پندرہ دن کے قیام کی نیت سے قیام نہیں کرتے تو وہ مسافر ہیں نماز قصر پڑھیں، درمختار میں ہے فیقصر ان نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر اونوی فيه لكن فی غير صالح كبحر او جزيرة الخ (درمختار) قوله كبحر قال فی المجتبى والملاح مسافر الا عند الحسن وسفينة ايضاً ليست بوطن ١ ه الخ۔(۴) فقط۔

ریلوے ڈرائیور جو انجن پر دوڑتا رہتا ہے قیام ایک جگہ چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں رہتا کیا کرے

(سوال ۲۲۷۳/۱) ایک ڈرائیور جو کہ ریل گاڑی چلاتا ہے اپنے ہیڈ کوارٹر یعنی مستقر سے روانہ ہو کر سو میل یا کم و بیش دورہ کرتا ہے اور جب اپنی ڈیوٹی پوری کر لیتا ہے تو دوسرے مستقر پر جا کر کم از کم بارہ گھنٹہ یا چوبیس گھنٹہ آرام کرتا ہے پھر چند گھنٹہ بعد دوسری گاڑی لے کر واپس ہوتا ہے۔ جب اپنے پہلے مستقر پر پہنچتا ہے تو یہاں بھی اس کو اتنے ہی قیام کا موقع ملتا ہے تو اس کو ہر دو جگہ قصر کرنا چاہئے یا پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

(جواب) اس کو دونوں جگہ نماز قصر پڑھنی چاہئے۔(۵) فقط۔

---

(۱) ویاتی المسافر بالسنن ان كان فی حال امن و قرار والا بان كان فی خوف وقرار لاياتی بها هو المختار (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲ .ط.س. ج۲ ص ۱۳۱) ظفير.

(۲) وروی عن ابن عمر ان النبی صلی الله عليه وسلم كان لايتطوع فی السفر قبل الصلوٰة ولا بعدها وروی عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم انه كان يتطوع فی السفر (ترمذی شريف باب ماجاء فی التطوع فی السفر ج ۱ ص ۷۲) ظفير.

(۳) من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصد ا الخ مسيرة ثلثة ايام ولياليها الخ صلی الفرض الرباعی ركعتين وجو با الخ حتی يد خل موضع مقامه الخ اوينوی الخ اقامة نصف شهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار با ب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۱) ظفير. (۴) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ص ۷۳۷ .ط.س. ج۲ ص۱۲۶ . ۱۲ ظفير.

(۵) من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصد الخ مسيرة ثلاثة ايام ولياليها الخ صلی الفرض الرباعی ركعتين وجوبا الخ فيقصر ان نوی الا قامة فی اقل منه ای من نصف شهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲ تا ج ۱ ص ۷۳۷ .ط.س. ج۲ ص ۱۲۱ ...... ۱۲۳) ظفير.

ملازم اپنے آقا کے تحت ہے وہ قصر کرے تو یہ بھی کرے

(سوال ۲۲۷۴)ایک شرعی مسافر کسی موضع میں پہنچا اور وہاں کے ایک باشندہ کو بایں شرط ملازم رکھا کہ جب تک میں سفر میں رہوں، تم میرے ساتھ رہنا۔ انتہائی مسافت کچھ بیان نہیں کی۔ اس موضع سے نکل کر پانچ چھ میل کے فاصلہ پر کسی گاؤں میں پہنچا۔ بغیر نیت اقامت چار ہفتہ وہاں رہا اور برابر نماز قصر پڑھتا رہا، اب ملازم کے لئے کیا حکم ہے۔ بہ تبعیت آقا خود بھی قصر کرے گا یا اتمام۔

(جواب)ملازم مذکور اس صورت میں تابع اپنے آقا کے ہے جو نیت آقا کی ہوگی اسی کی متابعت ملازم پر ہوگی، لیکن نیت متبوع کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ در مختار میں ہے والمعتبر نية المتبوع الخ(۱) ولابدمن علم التابع بنية المتبوع الخ وفی ردالمحتار قوله واجیرای مشاهرة او مسانهةً الخ(۲) پس جب کہ اجیر تابع مستاجر کے ہوتا ہے اسی طرح ملازم مذکور بھی تابع ہوگا کیونکہ وہ بھی اجیر مشاہرۃ ہے۔ فقط۔

چند گاؤں میں چکر کاٹنے سے مسافت پوری ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۷۵)ایک شخص کے چند دیہات ہیں جو اس کے وطن سے ہر ایک مسافت قصر سے کم ہے۔ اگر یہ شخص اپنے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا جس سے مسافت قصر پوری ہو جاتی ہے اور اسی قصد سے وطن سے گیا ہو تو اس شخص کے لئے احکام سفر ثابت ہوں گے یا نہیں۔

(جواب)اس پر احکام قصر ثابت ہوں گے۔ فقط۔(۳)

غیر مقلدین کا تین میل پر قصر کرنا اور ان کی مستدل حدیث کی تاویل

(سوال ۲۲۷۶)عند الفقہاء ۴۸ میل پر دوگانہ مسافر پڑھتا ہے اور غیر مقلد تین میل پر دوگانہ پڑھتے ہیں۔ ثبوت میں حضرت انسؓ کی حدیث پیش کرتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ نے تین میل پر دوگانہ پڑھا ہے، اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔

(جواب) تین منزل (جس کے ۴۸ میل ہوتے ہیں) کی مسافت کا ارادہ ہو تو شہر سے باہر نکلتے ہی قصر شروع ہو جاتا ہے (۴) اور یہی تاویل ہے اس حدیث شریف کی جس میں یہ آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ شریف سے باہر تین میل پر قصر کیا یعنی ارادہ آپ کا دور کا تھا مگر تین میل پر مدینہ سے نکل کر وقت نماز کا ہوا تو آپ نے قصر نماز پڑھی۔ فقط۔

اجیر اگر اپنے وطن میں پہنچے تو وہ مقیم کے حکم میں ہوگا خواہ اس کا مالک ساتھ ہی کیوں نہ ہو

(سوال ۲۲۷۷)اجیر مشاہرۃ یعنی ملازم اگر سفر کرتا ہو امع اپنے آقا کے اپنے موضع میں پہنچے تو قصر کرے گا یا

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤٤.ط.س.ج۲ص۱۳۳ ۱۲.
(۲)ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷٤٥.ط.س.ج۲ص۱۳٤ ۱۲ ظفیر.
(۳)فاذا قصد بلدة والی مقصده طریقان احدهما مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها ، الاخردونها فسلك الطریق الابعد كان مسافرا عندنا هكذا فی فتاویٰ قاضی خان (عالمگیری مصری باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۳۰.ط.ماجدیه ج۱ص۱۳۸) ظفیر.
(٤)من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصدا الخ مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها الخ ولا اعتبار بالفراسخ علی الذهب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳٥.ط.س.ج۲ص۱۲۱) ظفیر.

پوری نماز پڑھے گا۔ فتاوی حمادیہ میں ہے **عبد سافر مع مولیٰ فدخلا فی وطن العبد لا یصیر ان مقیمین . اما العبد فلا نه تابع واما المولیٰ لم توجد نیة الا قامة ولا دخول الوطن الا صلی** ۔یہ مسئلہ عبد ہی کے ساتھ مخصوص ہوگا یا اجیر کا بھی یہی حکم ہے۔

(جواب)اجیر مشاہرۃً اگرچہ بلحاظ تبعیت عبد کے حکم میں ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ وطن اقامت میں اگر یہ صورت پیش آئے تو عبد کی طرح اس کی نیت کا بھی اعتبار نہ ہوگا۔اس کی اقامت وسفر کا مدار مستاجر کی نیت پر ہے لیکن وطن اصلی میں یہ صورت نہیں کیونکہ وہاں تو پہنچتے ہی سفر باطل ہو جاتا ہے۔نیت وعدم نیت کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ لہذا اگر اجیر مستاجر کے ساتھ اپنے وطن اصلی میں پہنچے تو سفر فوراً باطل ہو جائے گا اور اس کے علاوہ اور جگہ متبوع کی نیت کے تابع رہے گا۔ درمختار میں ہے **والمعتبر نیة المتبوع لانه الا صل لا التابع کامرأة وفاها مهرها المعجل وعبد الخ واجیر الخ مع زوج و مولیٰ ومستاجر الخ**۔(۱)فقط۔

مقتدی مسافر مقیم امام کے پیچھے کتنی رکعت کی نیت کرے

(سوال ۲۲۷۸)امام مقیم ہے، مقتدی مسافر تو کیا مقتدی چوگانہ نیت کرے یا دوگانہ۔

(جواب)مسافر کو اقتداء مقیم کی جائز ہے اور مقتدی مسافر امام مقیم کی اتباع کی وجہ سے چار رکعت پڑھے گا اور چار ہی رکعت کی نیت کرے گا۔ درمختار میں ہے **واما اقتداء المسافر بالمقیم فیصح فی الوقت ویتم الخ**۔(۲)

ایک شہر چھوڑ کر دوسرے میں چلا گیا اب پہلے میں آئے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۲۷۹)ایک شخص نے کسی وجہ سے اپنے اہل وعیال کو الف شہر سے ب شہر کو بھیج دیا اور وہ الف شہر کے گردونواح میں مسافت طے کر کے وقت گذارتا ہے۔اگر وہ شخص الف شہر میں آئے جہاں اس کا کرایہ کا مکان مقفل ہے تو وہاں وہ مقیم کہلایا جائے گا یا مسافر۔

دوسرے جب وہ شخص ب شہر میں جائے جہاں اس کے کل عزیز واقارب ہیں مگر وہاں اس کا قیام دس روز سے بھی کم ہے اور اسے الف شہر واپس آنا ہے جہاں وہ مستقل طور پر قیام پذیر ہے تو ایسی صورت میں وہ ب شہر میں مقیم سمجھا جائے گا یا مسافر؟اس کو ہر طرح کا آرام ب شہر میں ہے اور الف شہر میں اس کے اہل وعیال عارضی طور پر چلے گئے ہیں۔

(جواب)معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وطن اصلی ب شہر ہے جہاں اس کے کل عزیز واقارب ہیں۔پس اگر اس کا وطن اصلی ب شہر ہی ہے تو وہاں پہنچتے ہی فوراً نماز پوری پڑھنی چاہئے اور الف شہر میں اگر وہ بوجہ ملازمت رہتا ہے تو وہ وطن اقامت ہے اگر وہاں پندرہ دن یا زیادہ کے قیام کی نیت ہو تو نماز پوری پڑھے ورنہ قصر کرے۔حاصل یہ ہے کہ وطن اصلی میں نماز پوری پڑھنی چاہئے اگرچہ ایک دو روز کو وہاں آوے،اور وطن اقامت میں اگر پندرہ دن کی نیت قیام کی

---

(۱)الد المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۴ و ج ۱ ص ۷۴۵ شامی میں ہے قوله واجیر ای مشاهرة او مسانهة الخ (ردالمحتار باب ایضاً ج ۱ ص ۷۴۵ .ط.س.ج۲ص ۱۳۴) ظفیر.

(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۱ .ط.س.ج۲ص ۱۳۰.۱۲ ظفیر.

ہو تو پوری نماز پڑھنی چاہئے ورنہ قصر کرے اور وطن اصلی وہ ہے اس کی پیدائش ہے اور والدین رہتے ہیں اور نکاح ہوا ہے غرض جس جگہ کا وہ اصلی رہنے والا ہے وہ وطن اصلی ہے جب تک اس کو چھوڑ کر دوسرا وطن نہ بنالیوے وہی وطن اصلی رہے گا۔(۱) فقط۔

کس قدر سفر پر قصر ہے

(سوال ۲۲۸۰) نماز قصر کس قدر سفر میں ہے

(جواب) تین منزل سفر پر قصر واجب ہے۔(۲)

قصر نہ کرے تو گنہگار ہو گا یا نہیں

(سوال ۲۲۸۱) نماز قصر نہ کرے تو گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب) گنہگار ہوتا ہے۔(۳)

قصر کی حالت میں سنت و وتر ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۸۲) قصر کی حالت میں سنت و وتر ہے یا نہیں۔

(جواب) وتر پڑھنے ضروری ہیں اور سنتوں کو بھی اطمینان و فرصت میں نہ چھوڑے۔(۴)

ظہر و عصر ایک وقت میں سفر کے اندر جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۸۳) نماز ظہر و عصر سفر کی حالت میں ملا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب) ایک وقت میں دونوں کو پڑھنا جائز نہیں۔(۵)

بطور دورہ سفر کرنے والے پر قصر ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۸۴) ملازمت کی حالت میں جو لوگ سفر بطور دورہ کرتے ہیں ان پر قصر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) تین منزل کا سفر ہو تو قصر لازم ہے۔ یعنی دورہ میں اخیر تک جہاں جانے کا ارادہ ہے، وہ اگر تین منزل دور ہے تو قصر کرنا چاہئے(۶)۔

قصر کرنے والے امام نے نماز پوری پڑھ لی تو امام و مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۱/۲۲۸۵) ایک مسافر قصر پڑھنے والا نماز عشاء کا امام ہو اور بجائے قصر کے پوری چار رکعت نماز پڑھی وہ نماز امام و مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں۔

---

(۱) الوطن الاصلی هو موطن ولادته او تاهله او توطنه يبطل بمثله اذا لم يبق له بالاول واهل فلو بقى لم يبطل الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج۱ ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص۱۳۱) ظفير.(۲) السفر الذى يتغير به الا حكام ان يقصد مسيرة ثلثة ايام ولیا لیها بسير الا بل ومشى الا قدام الخ والسير المذكور هو الوسط (هدايه باب صلاة المسافرج۱ ص ۱۴۸) ظفير.(۳) وفرض المسافر فى الرباعية ركعتان لا يزيد عليها الخ وان صلى اربعا وقعد فى الثانية قدر التشهد اجزاته الا وليان عن الفرض والا خريان له نافلة (هدايه ايضاً) .(۴) وبعضهم جوز للمسافرترك السنن والمختار انه لا ياتى بها فى حال الخوف وياتى بها فى حال القرار والامن (عالمگیری ج۱ ص ۱۳۰.ط.ماجديه ج۱ص۱۳۹) ظفير.(۵) ولا جمع بين فرضين فى وقت بعذر سفرو مطر خلافاللشافعى وما رواه محمول على الجمع فعلا ، لا وقتا فان جمع فسد و لو قدم الفرض على وقته وحرم لوعكس اى اخره عنه وان صح بطريق القضاء (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الصلوٰة قبيل باب الا ذان ج۱ ص ۳۵۴ و ج۱ ص ۳۵۵. ط.س.ج۱ص ۳۸۱) ظفير.(۱) اقل مسافة تتغير فيها الا حكام مسيرة ثلاثة ايام الخ والقصر واجب (عالمگیری باب فى صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۲۹.ط.ماجسيه ج۱ص۱۳۸) ظفير.

ریل کے سفر میں پوری نماز پڑھنا کیسا ہے

(سوال ۲۲۸۶/۲) دوسرے یہ کہ اگر قصر کرنے والا اس خیال سے کہ سفر ریل آرام کا ہے قصر نہ کرے تو کیا وہ گنہگار ہوگا؟

(جواب) امام اگر دو رکعت پر بیٹھ گیا ہے تو اس کی نماز ہوگئی اور مقتدیوں نے اگر اس کے ساتھ ساتھ نماز پوری کی تو ان کی نماز نہیں ہوئی۔ کما مر الشامی۔ **فلو اتم المقیمون صلاتهم معه فسدت لانه اقتد المفترض بالمتنفل ای اذا قصدوا متابعة الخ۔**(۱)

(۲) قصر کرنا مسافر کو لازم ہے کہ ریل کا سفر آرام دہ ہے۔ پوری نماز پڑھنا درست نہیں۔(۲) فقط۔

ساٹھ میل کی دوری پر جانا ہو تو قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۲۸۷/۱) زید نے اپنے وطن اصلی سے ب شہر کو جو ۶۰ میل سے زائد فاصلہ پر ہے جاتا ہے مگر اس کی نیت بروقت روانگی ۱۵ یوم سے زیادہ ب شہر میں قیام کرنے کی ہے ایسی صورت میں راہ میں اسے قصر کرنا چاہئے یا نہیں۔

پندرہ دن قیام کے بعد چلے گا تو سفر یہاں سے شمار ہوگا یا پہلے شہر سے

(سوال ۲۲۸۸/۲) مثلاً زید ب پہلے شہر سے بعد قیام زائد از ۱۵ یوم ج شہر کو جائے تو قصر کرنے کے لئے فاصلہ کا شمار ب شہر سے کیا جائے گا یا زید کے وطن اصلی سے۔

مقیم مسافر کے پیچھے چار رکعت کی نیت کرے

(سوال ۲۲۸۹/۳) مقیم کو مسافر امام کے پیچھے مثلاً نماز عصر میں چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے یا دو رکعت کی۔

(جواب) (۱) نماز کو قصر کرنا چاہئے۔(۳)

(۲) اس صورت میں فاصلہ کا شمار ب شہر سے کیا جاوے گا۔(۴)

(۳) چار رکعت کی نیت کرنی چاہئے، دو رکعت اپنی امام کے ساتھ اور دو بعد میں پڑھے گا۔(۵) فقط

جہاں نکاح ہو کیا وہ مطلقاً وطن اصلی کے حکم میں ہے

(سوال ۲۲۹۰/۱) در مختار میں وطن اصلی میں اس جگہ کو بھی لکھا ہے او تاہلہ، یعنی نکاح کرنے کی جگہ، تو کیا مطلقاً وہ جگہ جہاں نکاح ہوا ہے وطن اصلی ہے یا اس کا کچھ اور مطلب ہے۔ اور اس کی کیا تفصیل ہے۔

....

(۱) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤۱ .ط.س. ج۲ص ۱۳۰ ۱۲ ظفیر.

(۲) والقصر لازم عند نا الخ وهی تدل علی ان الفرض رکعتان وان الا تمام منکر ولو کان جائز الفعله علیه الصلاة والسلام مرة تعلیما للجواز (غنیة المستملی فصل صلاة المسافر ص ٤۹۹) ظفیر.

(۳) من خرج من عمارة موضع اقامة قاصدا مسیرة ثلاثة ایام ولیا لیها الخ صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲ .ط.س. ج۲ص ۱۲۱)

(٤) ویبطل الا قامة بمثله و بالوطن الا صلی وبا نشاء السفر (ایضاً ج ۱ ص ۷٤۳ .ط.س. ج۲ص ۱۳۲) ظفیر.

(۱) وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعده فاذا قام المقیم الی الا تمام لا یقرا ویسجد للسهو فی الا صح لانه کاللا حق والقعد تان فرض علیه وقیل لا (ایضاً ج ۱ ص ۷٤۰ .ط.س. ج۲ص ۱۳۰) ظفیر.

عورت کا وطن اصلی سسرال ہے یا والدین کا گھر اور اگر کوئی وطن اقامت سے دس بارہ میل سفر کرے تو مسافر ہوگا یا نہیں

(سوال ۲/۲۲۹۱) عورت کا وطن اصلی اس کی سسرال ہے یا والدین کا گھر وطن ولادت سے کیا مراد ہے، مطلقاً یا وہ جگہ جس کو عرف میں وطن کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی جگہ ملازم ہو اور اس کا وطن وہاں سے سفر شرعی کی مسافت پر ہو تو اگر یہ شخص ملازمت کی جگہ سے دس بارہ میل کا سفر کرے تو مسافر ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) وطن اصلی کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ وطن قرار ہو یعنی وہاں رہنا مقصود ہو پس موضع تاہل یعنی تزوج وطن اصلی اسی وقت ہوتا ہے کہ وہاں رہنا مقصود ہو اور اس کی زوجہ وہاں رہتی ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر کسی جگہ سے نکاح کر کے عورت کو لے آیا تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن ہو جاوے۔ حاصل یہ ہے کہ جس جگہ اس کی زوجہ رہتی ہے اور اس کو وہاں رہنا مقصود ہے تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔ اگر دو زوجہ دو شہروں میں رہتی ہیں تو دونوں وطن اصلی ہیں۔ ولو کان بلدتین فایتهما دخل صار مقیماً۔(۲) شامی۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ زوجہ کا وہاں رہنا اور ہونا بہتر ہے۔ محض نکاح کر کے کہیں سے لے آنا یہ سبب وطن بننے کا نہیں ہے۔

(۲) عورت تابع مرد کے ہے شوہر اس کا اس کو جہاں رکھے وہی اس کا وطن ہوگا (۳) وطن ولادت وہ ہے جہاں وہ پیدا ہو اور اس کے والدین وہاں رہتے ہیں، ملازمت کی جگہ جہاں وہ مقیم ہے اور بوجہ اقامت کے نماز پوری پڑھتا ہے تو جب تک وہاں سے مسافت شرعیہ کے سفر کے ارادہ سے نہ نکلے گا قصر نہ کرے گا۔(۴)

سرکاری ملازم جو اڑتالیس یا ساٹھ میل کے اندر دورہ کرتا ہے قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۲۹۲) زید ملازم سرکاری ہے اس کے رہنے کا مقام الف ہے مگر اس کو کبھی تو صرف اطراف میں یعنی ۴۸ میل کے اندر اور کبھی پچاس، ساٹھ، اسی میل تک دورہ کرنا پڑتا ہے اور دورہ میں چھ روز یا آٹھ روز یا دس روز گذر جاتے ہیں۔ رہنے کے مقام کو واپس نہیں آتا۔ اس صورت میں قصر کرے یا نہ۔

(جواب) اگر گھر سے نکلنے کے وقت اس نے ارادہ کیا تھا کہ اس دورہ میں منتہائے سفر فلاں مقام ہے کہ جو اڑتالیس میل یا زیادہ جائے رہائش سے ہے تو قصر لازم ہے ورنہ نہیں۔

الہ آباد سے بمبئی دو چار ماہ قیام کی نیت سے روانہ ہوا تو راستہ میں قصر کرے گا یا نہیں

(سوال ۲۲۹۳) زید الہ آباد سے بمبئی کو روانہ ہوا، مگر بمبئی دو چار ماہ رہنا چاہتا ہے اس صورت میں راستہ میں قصر کرے گا یا پوری پڑھے گا۔

---

(۱) ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۲۔ط۔س۔ج۲ص ۱۳۱۔۱۲ ظفیر۔
(۲) والمعتبر نیة المتبوع لانه الا صل لا التابع کامراة وفاها مهر المعجل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۴) ظفیر ویبطل وطن الا قامة بمثله وبالوطن الا صلی وبانشاء السفر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۷۴۳۔ط۔س۔ج۲ص۱۳۳) ظفیر۔

(جواب) راستہ میں قصر کرے گا۔(۱)

قصر سے متعلق چند سوالات

(سوال ۲۲۹٤/۱) اگر کوئی شخص وطن سے باہر بیالیس ۴۲ میل پر جا ٹھہرے اور اس جگہ پر پندرہ روز یا کم کا ارادہ مقیم ہونے کا ہو تو نماز قصر کرنی جائز ہے یا نہیں۔

(سوال ۲۲۹۵/۲) جہاں فرض قصر ہیں وہاں سنت اگر نہ پڑھیں گناہ تو نہیں ہے۔

(سوال ۲۲۹٦/۳) حالت سفر میں دو نمازوں کا ایک جگہ جمع کر کے جیسا کہ ظہر کی عصر کے ساتھ عشاء کی مغرب کے ساتھ یکجا پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

(جواب)(۱) تین دن کی مسافت پر قصر ہوتا ہے۔ اڑتالیس میل اس کا اندازہ کیا گیا ہے۔ وہاں جا کر اگر پندرہ دن قیام کا ارادہ ہے تو نماز پوری پڑھے اس سے کم قیام کا ارادہ ہے تو قصر کرے۔

(۲) گناہ نہیں لیکن حالت قیام میں سنتوں کا پڑھنا اچھا ہے۔(۲)

(۳) اگر اس طرح جمع کرے کہ ظہر اپنے اخیر وقت میں ہو اور عصر اپنے اول وقت میں تو یہ جمع درست ہے۔ یہ جمع صورتاً ہے حقیقتاً نہیں یعنی ایسا نہ کرے کہ عصر کو ظہر کے وقت میں ظہر کے ساتھ پڑھے، یا ظہر کو قضاء کر کے عصر کے وقت میں عصر کے ساتھ پڑھے یہ درست نہیں ہے۔(۳)

گھر سے کتنے فاصلہ پر جا کر قصر شروع کرے

(سوال ۲۲۹۷/۱) گھر سے کتنے فاصلہ پر جا کر قصر کر سکتا ہے۔

ریلوے ملازم جو برابر سفر میں رہے کیا کرے

(سوال ۲۲۹۸/۲) بندہ ریلوے ملازم ہے اور ہمیشہ سفر میں رہتا ہے کسی جگہ دو دن کسی جگہ چار دن اور کسی جگہ دو تین ماہ متواتر رہنے کا بھی اتفاق ہوتا ہے ایسی حالت میں نماز پوری پڑھوں یا قصر۔

قصر کے حکم کے باوجود اگر پوری نماز پڑھی جائے تو جائز ہے یا نہیں

(سوال ۲۲۹۹/۳) اگر میں اس رعایت یعنی قصر کا مستحق ہوں اور پھر بجائے دوگانہ کے پوری نماز ادا کروں تو جائز ہے یا نہیں

حالت سفر میں سنن مؤکدہ و وتر کا کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۰۰/٤) ایسی حالت میں سنن مؤکدہ، وتر اور نوافل کی ادائیگی کا کیا حکم ہے۔

---

(۱) من خرج من عمارة موضع اقامة الخ قاصدا الخ مسيرة ثلثة ايام ولياليها الخ صلى الفرض الرباعى ركعتين (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۲. ط.س. ج۲ ص ۱۲۱) قوله قاصدا اشاربه مع قوله خرج الى انه لو خرج ولم يقصد او قصد ولم يخرج لايكون مسافرا (ردالمحتار ج۱ ص ۷۳۳. ط.س. ج۲ ص ۱۲۲) ظفير)

(۲) ويأتى المسافر بالسنن ان كان فى حال امن وقرار والا لا ياتى بها الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷٤۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱) ظفير.

(۳) ولا يجوز الجمع عند نا بين الصلاتين فى وقت واحد سوى الظهر والعصر بعرفة والمغرب والعشاء بمزدلفة (غنية المستملى ص ۵۰۷) ظفير.

مغرب کی فرض میں قصر ہے یا نہیں اور ہے تو کیا

(سوال ۵/۲۳۰۱) مغرب کے تین فرضوں کا کیا حکم ہے۔

(جواب)(۱) اس کا نام قصر ہے، سفر میں نماز قصر کرنے کا حکم ہے یعنی جو نماز چار رکعت ہے سفر میں دو رکعت پڑھی جاتی ہیں مغرب اور صبح کی نماز میں قصر نہیں ہے۔ شرط قصر یہ ہے کہ تین منزل سفر کا ارادہ ہو یا اس سے زیادہ کا اور تین منزل کا اندازہ اڑتالیس میل سے کیا گیا ہے۔

(۲) آپ جیسے سفر کرنے والے کے لئے جب کہ سفر تین منزل کا یا اس سے زیادہ ہو یہ حکم ہے کہ اگر کسی جگہ پندرہ دن کے قیام کا یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھیں ورنہ قصر کرتے رہیں۔(۱)

(۳) مسافر شرعی کو جیسا کہ آپ کا سفر ہے، جب تک کسی بستی میں پندرہ دن یا زیادہ کے قیام کا ارادہ نہ ہو تو نماز قصر کرنا واجب ہے پوری نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ یہ جائز نہیں ہے۔(۲)

(۴) سنن مؤکدہ حالت اطمینان میں پڑھنا چاہئیں اگر عین سفر میں ہو اور جلدی ہو تو نہ پڑھے اور فرض ہر حال میں پڑھنا چاہئے۔(۳)

(۵) مغرب میں قصر نہیں ہے۔(۴) فقط۔

میدان جنگ کے سپاہی جن کو علم نہیں ہوتا کیا کریں

(سوال ۲۳۰۲) ہم لوگ میدان جنگ میں شامل ہیں لیکن دس روز کہیں بیس روز کہیں ٹھہرنا ہوتا ہے اور ہم کو پہلے سے کوئی اطلاع نہیں ہوتی، چاہے ایک روز میں گھر چلے آویں یا دس برس تک نہ آویں، اس صورت میں نماز قصر پڑھیں یا نہ اور سنتیں بھی پڑھیں یا کیا اور جمعہ کی بابت کیا حکم ہے۔

(جواب) ایسی حالت میں نماز قصر ہی ادا کرنی چاہئے۔(۵) اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر حالت اطمینان میں ہوں تو سنتوں کا اداء کرنا بہتر ہے ورنہ ترک کر دی جاویں۔ درمختار میں ہے کہ مسافر اگر حالت امن و قرار میں ہو تو سنتیں مؤکدہ پڑھے اور اگر امن و قرار نہ ہو تو نہ پڑھے اور امام ہندوانیؒ فرماتے ہیں کہ ٹھہرنے کی حالت میں سنتیں پڑھے اور چلنے کی حالت میں نہ پڑھے (۶) کذا فی الشامی۔ اور مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ اگر کہیں موقعہ ملے اور جمعہ پڑھے تو اچھا ہے ضروری نہیں ہے، اگر جمعہ پڑھ لیا تو ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اور اگر جمعہ نہ پڑھا تو ظہر

(۱، ۲) من خرج من عمارة اقامة قاصد امسيرة ثلاثة ايام الخ صلي الفرض الرباعي ركعتين وجو با الخ حتى يدخل موضع مقامه الخ او ينوى الخ اقامة نصف شهر حقيقة او حكما (درمختا باب صلاة المسافر. ط.س. ج۲ ص ۱۲۱) ظفير.

(۳) وياتى المسافر بالسنن ان كان فى حال امن وقرار والا لا ياتى بها هو المختار (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۲. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱) ظفير.

(۴) صلى الفرض الرباعى ركعتين (درمختار) واحترز بالفرض عن السنن والوتروبالرباعى عن الفجر والمغرب (ردالمحتار ج۱ ص ۷۳۵. ط.س. ج۲ ص ۱۲۳) ظفير.

(۵) ولو دخل مصر اعلى عزم ان يخرج غدا اوبعد غدولم ينو مدة الاقامة حتى بقى على ذالك سنين قصر الخ واذادخل العسكر فنووالا قامة بها قصر وكذا اذا حاصر وا فيها مدينة او حصنا الخ (هدايه باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفير.

(۶) وياتى المسافر بالسنن ان كان فى حال امن وقرار الا بان كان خوف و فرار لاياتى بها هو المختار (درمختار) وقال الهندوانى رحمة الله عليه الفعل حال النزول والترك حال السير الخ والا عدل ماقاله الهندوانى رحمة الله عليه (ردالمحتار باب صلوٰة المسافر. ط.س. ج۲ ص ۱۳۱) ظفير.

کی نماز پڑھنی چاہئے۔(۱)

ایک دائرہ میں برابر گردش کرتا ہو مگر وہ مقامات تین دن کی مسافت پر نہ ہوں تو کیا کرے

(سوال ۲۳۰۳) دورہ میں مجھ کو اطراف دیہات میں پھرنا پڑتا ہے اور مسلسل بیس روز پچیس روز یا دس روز جیسی صورت ہو میں اپنے مستقر سے باہر رہتا ہوں مگر کسی ایک مقام پر ایک ہفتہ سے زائد قیام کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن یہ مقامات مستقر سے تین دن اور تین رات کی مسافت پر نہیں ہوتے بلکہ مستقر کے اطراف ایک دائرہ میں گردش رہتی ہے مسلسل مسافت کا لحاظ کیا جائے تو سفر مدت مقررہ سے بڑھ جاتا ہے اور تمام سفر کا لحاظ کیا جائے تو بہت زیادہ مسافت ہو جاتی ہے۔ اندریں صورت نماز میں قصر واجب ہے یا نہیں۔

(جواب) چونکہ مجموعہ مسافت مدت سفر شرعی سے زیادہ ہے اس لئے مستقر تک لوٹنے تک اس صورت میں نماز کو قصر کرنا چاہئے۔ قال فی الدر المختار حتیٰ یدخل موضع مقامه ان سارمدة السفر الخ قوله ان سارمدة السفر. قید بقوله حتی ید خل ای انما یدوم علے القصر الی الدخول ان سارثلثة الخ۔(۲)

مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھے گا یا نہیں

(سوال ۲۳۰۴) مسافر امام کے پیچھے اگر مقتدی مقیم نماز پڑھ رہا ہے تو جب امام نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا تو یہ چاروں پوری کرے گا۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ دو بعد کی رکعتوں میں فاتحہ پڑھے یا نہیں۔

(جواب) بعد کی دو رکعت میں کچھ نہ پڑھے بلکہ خاموش کھڑا ہو کر رکوع کردے۔(۳)

سسرال میں قصر کرے یا پوری پڑھے......

(سوال ۲۳۰۵/۱) سسرال میں دس کوس کا فاصلہ ہے تو زید کو سسرال پہنچ کر پوری نماز پڑھنا چاہئے یا قصر کرنا؟

مسافر امام نے پوری نماز پڑھ لی تو مقتدی کی نماز ہوئی یا نہیں

(سوال ۲۳۰۶/۲) مسافر امام نے سہواً پوری نماز پڑھ لی تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

پوری نماز سفر میں پڑھنے کی نیت

(سوال ۲۳۰۷/۳) مسافر نے منت مانی کہ سفر میں دو چار روز تک پوری نماز پڑھا کروں گا تو منت کے دنوں کی نماز پوری پڑھے یا قصر کرے؟

(جواب) (۱) سسرال میں پہنچنے پر پوری نماز پڑھے۔ کما فی الشامی۔ قوله اوتاهله ای تزوجه قال فی شرح المنیة (۴) ولو تزوج المسافر ببلدولم ینوالا قامةبه فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیرمقیما وهو الا وجه

---

(۱) ولا تجب الجمعة علی مسافر الخ فان حضر وافصلوا مع الناس اجزاء هم عن فرض الوقت الخ (هدایه باب الجمعه ج۱ ص ۱۵۲) ظفیر۔ (۲) ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۳۶.ط.س.ج۲ص۱۲۴. ۱۲ ظفیر.

(۳) وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعده فاذا قام المقیم الی الا تمام لا یقرا ولا یسجد للسهو فی الا صح لانه کاللاحق والقعد تان فرض علیه وقیل لا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار. باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷٤۰.ط.س.ج۲ص۱۳۰) ظفیر. (٤) غنیة المستملی ص ۵۰۵ . ۱۲ ظفیر.

الخ(دس کوس مسافت قصر نہیں ہے اس لئے صورت مسئولہ میں قصر کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ظفیر)

(۲) مقتدیوں کی نماز فاسد ہوئی۔ شامی ج ۱ ص ۳۹۱ ولو اقتدی مقیمون بمسافر واتم بهم بلا نية اقامة وتابعوه فسدت صلاتهم لكونه متنفلا فى الا خريين۔

(۳) قصر کرنا چاہئے یہ منت اس کی لغو ہے کہ معصیۃ ہے اور خلاف شرع ہے قصداً پوری نماز پڑھنے میں گنہگار ہوگا اور مقیم کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی۔ كما مر فلو اتم مسافران قعد فى الا ولى تم فرضه واساء الخ۔ در مختار۔(۱) فقط۔

مقیم نے مسافر امام کی ایک رکعت کے بعد اقتداء کی تو کس طرح نماز پوری کرے

(سوال ۲۳۰۸) مقیم نے مسافر کی اقتداء اس وقت کی کہ امام مسافر ایک رکعت پڑھا چکا تھا تو اب بعد سلام امام مسافر کے مقیم کو کس طرح نماز پڑھنی چاہئے؟

(جواب) اول دو رکعت خالی پڑھے اور تیسری رکعت میں قراءۃ پڑھے۔(۲) فقط۔

مسافر جمعہ میں امام ہو سکتا ہے

(سوال ۲۳۰۹) مسافر جمعہ میں امام ہو سکتا ہے یا نہ؟

(جواب) مسافر امام جمعہ ہو سکتا ہے۔(۳) فقط۔

قصر کی دلیل ہر حال میں

(سوال ۲۳۱۰) ہر سفر میں باوجود امن و امان کے بھی ضرور نماز قصر ہی پڑھنا واجب ہے ثابت نہیں ہوتا دلیل وجوب تحریر فرمائیے۔

(جواب) دلیل وجوب یہ حدیث ہے وعن يعلى بن امية قال قلت لعمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه انما قال الله تعالىٰ ان تقصروا من الصلوٰة ان خفتم ان يفتنكم الذين كفروا فقد امن الناس فقال عمر عجبت مما عجبت منه فسالت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صدقة تصدق الله به عليكم فاقبلوا صدقته. رواه مسلم۔(۴) حاصل یہ کہ یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ حضرت حق تعالیٰ فرماتا ہے نماز قصر کرو اگر تم کو خوف کفار کے فتنہ کا ہو۔ پس اب لوگ مامون ہیں وہ خوف نہیں ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ مجھے یہ شبہ پیش آیا تھا۔ سو میں نے حضرت رسول مقبول ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا یہ اللہ کا انعام ہے اس کو قبول کرو۔

ریل میں قصر کتنی مسافت پر کرے

(سوال ۲۳۱۱) ریل کے سفر میں کتنی مسافت پر قصر کرنا چاہئے؟

---

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۱۰۹ .ط.س.ج۲ص۱۲۸. ۱۲ ظفير.

(۲) ولو اقتدى المقيم بالمسافر صح (الى قوله) فاذا صلى المسافر ركعتين يسلم ويقوم المقيم فيتم صلوٰته بغير قراءة فى الاصح الخ بخلاف المسبوق (غنية المستملى ص ۵۰۴) ظفير. (۳) ويجوز للمسافر والعبد والمريض ان يؤم فى الجمعة (هدايه ج ۱ ص ۱۵۲) ظفير. (۴) مشكوٰة ص ۱۱۸ . ۱۲ ظفير.

(جواب) اگر تین منزل پیادہ کا سفر ہو تو ریل میں بھی اس مسافت پر قصر کرنا چاہئے۔ مثلاً ۴۸ میل کا سفر ہو تو قصر درست ہے اور ضروری ہے۔(۱) فقط۔

آنحضرت نے سفر میں کے رکعت پڑھی

(سوال ۲۳۱۲) جناب رسول اللہ ﷺ نے سفر میں دو رکعت نماز پڑھی تھی یا چار رکعت؟ اور نیز غزوات میں آپ نے دو رکعت پڑھی ہیں۔ آج کل کے روشن خیال لوگوں کے اعتقاد میں صرف دو ہی رکعت نماز فرض ہے چار رکعت نہیں ہیں۔ اس مسئلہ کو مفصل ارقام فرمادیں۔

(جواب) جناب رسول اللہ ﷺ کا بوقت سفر یا غزوات میں چار رکعت کی جگہ دو رکعت پڑھنا بسبب قصر کے ہے۔ سفر شرعی میں چار رکعت کی جگہ دو رکعت فرض ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں ہے واذا ضربتم فی الا رض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰة الایة وفی الحدیث عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه وعن ابن عمر قالا سن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم صلاة السفر رکعتین وهو تمام غیر قصر(۲) الحدیث۔ فقط۔

قصر کی حالت میں سنت و وتر

(سوال ۲۳۱۳) قصر میں سنتیں و وتر پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص دورہ میں ہے کہ روزانہ کوچ و مقام ہوتے ہیں ایسی حالت میں قصر کرے یا نہ؟ از وطن سے کس قدر فاصلہ پر ہوئے تب قصر لازم ہے۔

(جواب) در مختار میں ہے ویأتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن وقرار والا بان کان فی خوف وفرار لا یاتی بها هو المختار۔(۳) حاصل یہ ہے کہ مسافر اگر کسی جگہ ٹھہرا ہوا ہے اور عجلت نہیں ہے تو سنتیں پڑھے اور اگر سفر کی جلدی ہے یا خوف ہے تو سنتیں چھوڑ دے۔ پھر کہا کہ عند البعض سنت فجر پھر بھی نہ چھوڑے۔(۴) اگر جائے اقامت سے دورہ میں اتنی دور کا ارادہ کر کے چلا ہے جو تین منزل یعنی ۴۸ میل ہے تو تمام دورہ میں قصر کرتا رہے پھر جب واپس جائے اقامت میں آوے اور کم از کم پندرہ دن کے قیام کی نیت ہو نماز پوری پڑھے۔(۵) فقط۔

قصر کے لئے گھر بنانا معتبر نہیں

(سوال ۲۳۱۴) ایک شخص کی سکونت وطن اصلی میں ہے دوسرے شہر میں فقط زوجہ ثانیہ کے قیام و سکونت کے لئے مکان بنایا، بعد چند سال کے بوجہ ناموافقت آب و ہوا کے زوجہ ثانیہ کو وطن اصلی میں لے جانا پڑا اور اس

....

(۱) اعلم ان اقل مدة السفر عندنا مسا فة ثلثة ایام من اقصر ایام السنة بالسیر الوسط (الی قوله) وعامة المشائخ قدروها بالفراسخ الخ (غنیة المستملی ص ۴۹۷) ظفیر۔

(۲) مشکوٰة باب صلاة السفر ص ۱۱۹ . ۱۲ اخرجه مسلم فی صحیحه عن مجاهد عن ابن عباس قال فرض اللہ الصلوٰة علی لسان نبیکم فی الحضر اربع رکعات وفی السفر رکعتین (نصب الرایه ج ۱ ص ۱۸۹) ظفیر۔

(۳) دیکھئے الدر المختار مجتبائی باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۱۸ . ط.س.ج۲ص ۱۳۱۔

(۴) وقیل یصلی سنة الفجر خاصة وقیل سنة المغرب ایضاً بحر (ردالمحتار ج۱ ص . ط.س.ج۲ص ۱۳۱)

(۵) من خرج من عمارة موضع اقامة قاصد امسیرة ثلاثة ایام ولیا لیها الخ اوینوی اقامة نصف شهر حقیقة او حکما (الی قوله) اتم مختصرا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۱۰۷ . ط.س.ج۲ص ۱۲۱ . ۱۲ ظفیر۔

دوسرے شہر کے مکان کو مقفل کر دیا۔ بعض اسباب خانہ داری بھی اب تک یہیں ہیں اور زوجہ کا پھر یہاں آنا بھی مشکوک ہے۔ اس صورت میں اگر وہ شخص کسی ضرورت سے مسافت طے کر کے اس دوسرے شہر میں آئے تو اس کو قصر کرنا ہوگا یا چار رکعت پوری ادا کرنا ہوں گی۔

(جواب) اس حالت میں اس کو قصر کرنا ہوگا۔ کما فی شرح المنیة اذا لمعتبر الاهل دون الدار (۱) وهكذا فی ردالمحتار۔ فقط۔

وہ مسافر جو پندرہ دن کی نیت نہ کرے

(سوال ۲۳۱۵) ایک شخص اپنے مکان سے چھتیس کوس پر تجارت کرتا ہے اس طور سے کہ کسی شہر میں مکان لے کر رہتا ہے اور باہر دیہات میں بغرض پھیری ہر روز جاتا ہے اور شام کو قیام گاہ پر واپس آتا ہے۔ بعض دفعہ ایک دو روز کسی گاؤں میں رہنا ہوتا ہے۔ اس صورت میں نماز قصر کرے یا پوری پڑھے ؟

(جواب) اگر پندرہ روز زیادہ اس مقام میں قیام کی نیت ہے تو نماز پوری پڑھنی چاہئے۔ نیت قیام کے بعد اگر بطور پھیری دو دو چار چار کوس کے فاصلہ پر دیہات میں جاوے اور شام کو جائے قیام پر لوٹ آوے تو اس سے قصر نماز کا حکم نہیں ہوتا پوری ہی نماز پڑھنی چاہئے لیکن اگر اس مقام جس میں مکان کرایہ پر لیا پندرہ روز قیام کا ارادہ نہیں بلکہ اول سے ہی یہ ارادہ ہے کہ فلاں مقام میں جو چھتیس کوس سے مکان لے کر دیہات میں پھرا کروں گا اور اس جائے قیام میں قیام نہ کروں گا تو پھر قصر کرے۔ (۲) فقط۔

سفر میں اس نیت سے کہ خدا جانے کب واپسی ہونا ہو، کیا کرے

(سوال ۲۳۱۶) ایک شخص بایں خیال لمبے سفر میں روانہ ہوا کہ خدا جانے میں کب واپس آؤں۔ وہ قصر کرے یا نہ ؟

(جواب) اس کو نماز قصر کرنی چاہئے یعنی دو رکعت پڑھنی چاہئے جب تک، کہ پندرہ دن کے قیام کا ارادہ کسی شہر میں نہ کرے۔ (۳) فقط۔

سسرال جو تین منزل پر ہے قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۳۱۷) زید اگر اپنی سسرال میں جاوے جو تین منزل پر ہے قصر کرے گا یا نہ۔ یعنی پندرہ روز سے کم کے ارادہ سے جاوے اسی طرح اگر ہندہ اپنی سسرال میں بارادہ کم از پندرہ یوم جاوے جو تین منزل پر ہے قصر کرے گی یا نہ ؟

(جواب) قال فی الدر المختار الوطن الا صلی هو موطن ولا دته اوتاهله او توطنه الخ قوله اوتاهله ای تزوجه قال فی شرح المنیة ولو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الا قامة به فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر

---

(۱) غنیة المستملی ص ۵۰۶ . ۱۲ ظفیر. (۲) عن عبدالله بن عمر قال اذا کنت مسافرا فوطنت نفسك علی اقامة خمسة عشر یوما فاتم الصلوٰة وان کنت لا تدری متی تظعن فاقصر (غنیة المستملی ص ۵۰۱) ظفیر. (۳) لو دخل مصر اعلی عزم ان یخرج غدا او بعد غدولم ینو مدة الا قامة حتیٰ بقی علی ذالك سنین قصر لان ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه اقام باذر بیجان ستة اشهر وكان یقصر ومن جماعة الصحابة مثل ذالك (هدایه باب صلوٰة المسافر ج ۱ ص ۱۴۹) ظفیر.

مقیما وھوالا وجه الخ(۱)شامی۔اس سے معلوم ہوا کہ زید اور ہندہ صورت مذکورہ میں نماز پوری پڑھیں۔فقط۔

بلا قصد سفر

(سوال ۲۳۱۸)اگر پیمائش کرتے ہوئے آس پاس کے گاؤں میں پھرنا ہو اور جائے قیام سب جگہ تین منزل سے کم ہے اور پیمائش کرتے ہوئے اس گاؤں سے اس گاؤں میں اور اس سے تیسرے اور چوتھے میں تو اس طرح فاصلہ بہت سے گاؤں کا تین منزل سے بہت زیادہ ہو جاوے گا یا کچھ نہ معلوم ہو تو نماز کے قصر کا کیا حکم ہے؟

(جواب)اس طرح پیمائش میں پھرنے سے جب کہ اول ارادہ تین منزل کے سفر کا نہیں ہے یا معلوم نہیں ہے اگرچہ پھرتے پھرتے زیادہ ہو جاوے نماز کے قصر کا حکم نہیں ہے نماز پوری پڑھنی چاہئے۔(۲)فقط

کیا قصر کے لئے شہر سے نکلنا ضروری ہے

(سوال ۲۳۱۹)اگر کسی بروطن اقامت مقیم گردیدہ است وہرگاہ ارادہ رفتن وطن اصلی کند قصر صلوٰۃ لازم آمد یا نہ ازبلد اقامت بیروں شدن شرط است؟

(جواب)بیروں شدن ازبلد اقامت بہ قصد سفر شرعی شرط قصر است محض از ارادہ رفتن قصر لازم نخواہد شد۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن۔

مسافر پوری نماز بھول سے پڑھ لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۲۰)مسافر دوسری رکعت پر بیٹھ کر کھڑا ہوا۔اور چاروں رکعتیں پوری کرلیں تو اس کی نماز ہو گئی یا نہیں اور وہ گنہگار ہوا یا نہیں؟

(جواب)مسافر نے اگر قعدہ درمیاں کر لیا اور لاعلمی سے نماز پوری پڑھی تو نماز ہو گئی اور گناہ بھی نہیں ہوا۔قصداً اگر ایسا کرے تو گنہگار ہے نماز ہو گئی اور اگر (مسافر)امام مقیم کا ہوا تو مقیم کی نماز نہ ہو گی اس کو اطلاع کر دینا لازم ہے (لو اتم مسافر ان قعد فے القعدة الاولی تم فرضه ولکنه اساء لو عامداد رمختار علی الشامی ص ۸۲۵ (ما زاد نفل لمصلی الفجر اربعا ایضاً) لا یصح الا قتداء (الی قوله) ولا مفترض بمتنفل درمختار علی هامش الثانی ص ۶۰۶.)

دو راستے ہوں اور قصر والے راستہ سے جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۲۳۲۱)ایک شخص ایک جگہ سے سفر کرے اور جس جگہ جائے اس کے دو راستے ہیں۔ایک راستہ سے مسافت قصر ہے اور دوسرے راستہ کی مسافت کم ہے۔پس اگر یہ شخص اس جگہ اس راستہ سے جائے جو مسافت قصر ہے تو اس کو قصر صلوٰۃ جائز ہو گا یا نہیں؟ یعنی جواز قصر کے لئے ان دونوں مسافتوں میں کون سی مسافت کا اعتبار

---

(۱)دیکھئے ردالمحتار باب صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۷۴۲.ط.س.ج۲ص ۱۳۱.۱۲ فالاصلی وھو مولد الانسان او موضع تاھل به قصد التعیش به لا الارتحال عنه (غنیة المستملی ص ۵۰۵) ظفیر.

(۲)ومن طاف الدنیا بلا قصد لم یقصر (الدر المختار باب صلاۃ المسافر ج۱ ص ۱۰۷.ط.س.ج۲ص ۱۲۲) ظفیر.

(۳)المعتبر فی السفرا مران احدھما عزم السیر وثانیھا الخروج من البلد فان جاوز بیوت المصر غیر قاصد للسفر لا یکون مسافراً وان جاوزھا قاصدا مدۃ مادون السفر لا یکون سفرا اہ (بنا یه شرح الھدایه) ھو ان قصد سیرا وسطا ثلاثة ایام ولیا لیھا وفارق بیوت بلدہ ا ہ شرح وقایه . (مولانا مفتی سید مھدی حسن صاحب)

ہوگا، جس راستہ کو چلا اس کا یا اقل مسافت کا؟ اور مسافت قصر کتنی ہے؟

(جواب) جس راستہ سے سفر کیا اس راستہ کی مسافت کا قصر وعدم قصر میں اعتبار ہے اگر اس راستہ سے چلا جس کو چلا تین منزل یعنی ۳۶ (چھتیس کوس یا اڑتالیس میل اس مسافت پر قصر لازم ہے اگر چہ دوسرے راستہ کو وہ اس سے کم ہو (اذا قصد بلدۃ والی مقصدہ طریقان احدھما مسیرۃ ثلثۃ ایام ولیا لیھا والا خر دونہا فسلك الطریق الابعد کان مسافر عندنا وان سلك الا قصر یتم. عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۶ . جمیل الرحمن)

میرٹھ سے دہلی جانے والا قصر کرے یا نہیں

(سوال ۲۳۲۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ شرعی مسافت سفر انگریزی میل کے حساب سے جس کی مقدار سترہ سو ساٹھ گز کی ہے اور میرٹھ سے دہلی کا سفر کرنے والا قصر نماز پڑھے گا یا پوری جب کہ دونوں کے درمیان مسافت ۴۵ میل ہے اور شہر سے ۴۲ میل ہے۔

(جواب) حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ تین دن یعنی تین منزل کے سفر میں قصر کرنا پس میرٹھ سے دہلی اگر تین منزل ہے قصر کر سکتا ہے ورنہ نہیں اور فراسخ اور میلوں کا ظاہر مذہب کے موافق اعتبار نہیں ہے۔ جن مشائخ نے فراسخ کا اعتبار بغرض سہولت عوام کیا ہے اس میں تین قول ہیں اکیس فرسخ یعنی ۶۳ میل شرعی یا اٹھارہ ۱۸ فرسخ یعنی چون میل شرعی یا پندرہ ۱۵ فرسخ یعنی ۴۵ میل شرعی اور فتوی ثانی یا ثالث قول پر دیا گیا ہے۔ کذا فی ردالمحتار۔ اور میل شرعی چار ہزار ذراع کا اور ذراع چھ قبضہ یعنی تقریباً آٹھ گرہ کا انگریزی ذراع مروج زمانہ ہذا سے ہے۔ پس میل شرعی دو ہزار گز کا ہوا اور میل انگریزی جب کہ سترہ سو ساٹھ گز کا ہے تو فی میل دو سو چالیس گز کا تفاوت میل انگریزی اور میل شرعی میں ہوا تو ۴۵ میل شرعی قریب پچاس میل انگریزی کے ہوگا اور فراسخ کے اعتبار کرنے پر کم از کم مسافت قصر پچاس میل ہوگی۔ لیکن جب کہ اعتبار کرنا فراسخ کا اصل مذہب کے خلاف ہے تو اب مدار منازل پر ہوگا اور یہ امر عرف اور عادت اور تجربہ پر موقوف ہے اور یہ بھی کتب فقہ میں موجود ہے کہ تین دن کے سفر سے یہ مراد ہے کہ اقصر ایام سفر میں صبح سے زوال تک جس قدر مسافت طے ہو سکے وہ مقدار میلوں کی معتبر ہوگی۔ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے حضرات اساتذہ نے روزانہ بارہ کوس کا سفر یعنی سولہ میل اختیار فرمایا ہے، کیونکہ روزانہ اگر چھ گھنٹہ سفر کے لئے مقرر کئے جاویں تو فی گھنٹہ دو کوس پیادہ آدمی متوسط چال سے طے کر لیتا ہے۔ اس اعتبار سے مسافت قصر ۴۸ میل یعنی ۳۶ کوس کو قرار دیا ہے۔

تم المجلد الرابع بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ وکرمہ فالحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین ویلیہ المجلد الخامس .

انا العاجز المفتقر الیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ محمد ظفیر الدین المفتاحی ، غفر لہ اللہ ذنوبہ الخفی والجلی

المرتب الفتاوی دارالعلوم دیوبند